

حق حق حق

حالاتِ طیبات حضرت سیدنا مخدوم علاء الدین علی احمد صابر صاحب کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ

مومنومہ

حقیقت گلزارِ صابری

مؤلفہ

مخدومِ زمن شاہ محمد حسن صابری چشتی رامپوری قدس سرہٗ

یہ کتاب MadaariMedia.Com سے ڈاؤنلوڈ کی گئی ہے

مکتبہ صابریہ غوثیہ روڈ بستی چراغ شاہ قصور پاکستان فون نمبر



MADAARI MEDIA

The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح
سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں
سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات
سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جایئے

www.MadaariMedia.com

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

جملہ حقوق اشاعت بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	حقیقتِ گلزارِ صابری
مؤلف	شاہ محمد حسن صابری چشتی رامپوری
طباعت بار اول	۱۸۵۶ء / ۱۳۰۴ھ حسنی پریس رامپور
بار دوم	----------
بار سوم	۱۳۲۰ھ "
بار چہارم	۱۹۳۸ء / ۱۳۵۷ھ "
بار چہم	۱۹۷۰ء / ۱۳۹۱ھ مکتبہ صابریہ، قصور
بار ششم	۱۹۸۳ء / ۱۴۰۳ھ "
ناشر	محمد سلطان صابری چشتی — غوثیہ روڈ / بستی چراغ شاہ — قصور
مطبع	ندیم یونس پرنٹرز لاہور
تعداد	گیارہ صد
کتابت	شاہ محمد چشتی سیالوی واصحابہٗ، قصور

یہ کتاب MadaariMedia.Com سے ڈاؤنلوڈ کی گئی ہے

سٹاکسٹ

(۱) صابری دارالکتب ——— قذافی مارکیٹ اردو بازار، لاہور

(۲) ملک بک ڈپو ——— چوک اردو بازار، لاہور

فون نمبر : ۷۳۲۰۳۱۰ - ۷۲۴۷۴۸۰ - ۷۲۳۱۳۸۸

(۳) صابری برادرز۔ امین میڈیسن مارکیٹ اردو بازار۔ لاہور

(۴) صابری بک سینٹر۔ بسطامی روڈ۔ سمن آباد - لاہور

حق حق حق

انتساب

بندہ فاروقی انتہائی خلوص اور کمال عقیدت سے کتاب مستطاب حقیقتِ گلزارِ صابری
طباعت کو اپنے ملجا و ماوٰی حضور پُرنور مخدومِ عالم و عالمیاں بادشاہِ دو جہاں

سیّدنا مخدوم علی احمد صابر کلیری

قطبِ عالم اغیاثِ ہند ختم الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے نامِ نامی و اسمِ گرامی سے اس لئے منسوب کرتا ہوں کہ یہ ناچیز خدمت بارگاہِ عالی میں شرفِ قبول حاصل کر کے میرے لئے اور میرے پیر و مرشد ہادیٔ برحق رہنمائے دین و دنیا قبلہ حضرت شاہ محمد فضل حسن صابری فاروقی رامپوری قدس سرہ اور محترم حکیم برکت علی صابری چشتی مدظلہ العالی کے لئے فلاح و بہبود دارین کا باعث ہو ؎

گر قبول افتد زہے عز و شرف

کفش بردارِ حضور صابریہ

محمد سلطان صابری فاروقی

عرضِ ناشر

کتاب مستطاب موسوم بہ حقیقتِ گلزارِ صابری میرے جدِ طریقت حضرت مخدومِ زمن شاہ محمد حسن صابری چشتی رام پوری رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفِ منیف ہے جو انہوں نے تین صد مکاتیبِ نطاب یعنی کتبِ معنونہ سے چوبیس برس میں بحکم باطن اخذ کر کے ترتیب دی ہے جو پہلی بار حسنی پریس رامپور میں ۱۸۵۶ء/۱۲۷۳ھ میں طبع ہوئی، دوسرے ایڈیشن کا سن طباعت معلوم نہیں ہو سکا، تیسرا ایڈیشن ۱۳۲۰ھ میں چھپا، چوتھے ایڈیشن کی طباعت میرے قبلہ و کعبہ ہادیٔ برحق حضرت شاہ محمد فضل حسن صابری فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۳۶ء/۱۳۵۶ھ میں کروائی بعد ازاں کتاب مذکور الصدر کی طباعت کو عرصۂ دراز گزر جانے اور تقسیمِ ہندوستان کی وجہ سے پاکستان میں کتاب تقریباً ختم ہو گئی تھی اس لئے ضروری تھا کہ پاکستان میں اس کتاب کی طباعت کا انتظام کیا جاوے۔ لہٰذا پیرِ طریقت حضرت شاہ محمد فضل حسن صابری فاروقی رامپوری مالک حسنی پریس و مدیر دبدبۂ سکندری رامپور بھارت نے بندہ صابری کو ۱۹۷۰ء میں حقیقتِ گلزارِ صابری کی طباعت کے حقوق تفویض فرمادیئے، پانچواں ایڈیشن ۱۹۷۰ء/۱۳۹۱ھ میں بندہ نے شائع کیا، اب چھٹا ایڈیشن ۱۹۸۳ء/۱۴۰۳ھ میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

اس کارِ خیر کے زندہ کرنے والے درحقیقت حضرت صاحبِ سوانح ہی ہیں ورنہ بندہ کی مساعی کی حقیقت ہی کیا ہے اور یہ بھی انہی کا کرم ہے کہ میرے برخورداران محمد احسان صابری اور محمد فیضان صابری میرے ممد و معاون ہوئے اور بندہ اس کارِ خیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب ہوا والحمد للہ علیٰ احسانہٖ۔

کفشِ بردارِ حضورِ صابریہ

محمد سلطان صابری فاروقی

بستی چراغ شاہ، قصور

یکم رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

حق حق حق

التماس

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اُس رب جلیل کی حمد وثنا مجھ ایسے ہیچمداں عبد ذلیل سے کس طرح ممکن ہے کہ جس نے ہم گمراہوں کی ہدایت کیلئے سیّد الانبیاء سرکار مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا ایسے ہی کریم کو ہم پر مبعوث فرمایا جس نے ہماری ڈوبتی کشتی کنارے لگائی۔ اور مدح مصطفوی کیلئے بھی مُنہ نہیں۔ کیونکہ انسان کتنا ہی بلند پرواز ہو لیکن خدا کی زبان نہیں لا سکتا جو سرکار مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کی تعریف وتوصیف میں کچھ بول سکے ہاں جس نے جو کچھ کہا ہے اپنی محبت کے اظہار کے لئے کہا ہے جیسا حضرت جامی نے فرمایا ؎

ہمہ پیغمبراں در جستجویند
خدا داند کہ تو در چہ مقامی

لیکن "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" کے فرمان خداوند قدوس کو ایسے ایسے کروروں اشعار نہیں پہونچ سکتے۔ اس لئے میں بھی ؎

لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

پڑھنا اور صلاۃ ورحمت اُن کی بارگاہ عرش پناہ اور اُن کی مقدس آل واولاد اور اصحاب کرام کے حضور پیش کرکے اس کتاب مستطاب کے متعلق جو التماس پیش کرنا چاہتا ہوں وہ حسب ذیل ہے۔

یہ کتاب مستطاب موسوم بہ **حقیقت گلزار صابری** میرے جد طریقت حضرت مخدوم جناب شاہ **محمد حسن صاحب** قبلہ صابری چشتی قادری حنفی قدسی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف منیف ہے جو میرے حسنی پریس مجریہ ۱۸۵۶ء میں پہلی بار ۱۳۰۲ھ میں طبع ہوئی۔

دوسرے ایڈیشن کا سنہ طباعت باوجود تلاش نہ معلوم ہو سکا۔ تیسرا ایڈیشن ۱۳۲۰ھ میں چھپ کر شائع ہوا۔ چوتھے ایڈیشن کی طباعت کی سعادت کمترین کے زمانہ حیات کو حاصل ہوئی ہے

جس کے لئے محبانِ سرکار صابریہ تڑپ رہے تھے اور ایک اشرفی کو بھی یہ کتاب مستطاب میسر نہ آتی تھی اور دوسرا پریس بوجہ محفوظی حق اشاعت شائع نہ کرسکتا تھا۔ الحمدللہ علیٰ احسانہ کہ ترین کو یہ موقع ملا کہ وہ چوتھے ایڈیشن کو ۱۷ ماہ فاخر ربیع الآخر ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۷ جون ۱۹۳۷ء کو شائع کر رہا ہے۔ کتاب **حقیقت گلزار صابری** ایک عارف باللہ صاحب رشد و رشاد بزرگ ابن بزرگ ولی مورودی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف منیف ہے مجھ سے ہر چند کہا گیا کہ اس کی طرز تحریر تبدیل کی جائے تاکہ نئی زبان میں شائع ہو لیکن جس حقیقت پر میں فائز ہو سکا وہ یہ ہے کہ اس تالیف میں ایک عارف باللہ نے اپنے جذبات کا مرقع پیش کیا ہے۔ اگر اس کو نئی دنیا کی نئی زبان میں پیش کیا جاتا تو میری رائے میں جو حلاوت قدیم اردو کی آمیں پائی جاتی ہے وہ قطعاً زائل ہو جاتی اور نہ وہ لطف باقی رہتا کیونکہ اس کا ہر لفظ تبرک روحانی ہے۔ اس لئے بجنسہٖ شائع کرنا ہی مناسب تصور کیا گیا۔ لہٰذا یہ مرقع مودت بلفظہٖ ہدیۂ مطالعین کرام ہے اور اس کے ہر لفظ ہر فقرہ ہر سطر ہر شعر کی تمام ذمہ داریاں حضرت صاحب قبلہ مؤلف علیہ الرحمۃ پر عائد ہوتی ہیں۔ ذاتی طور پر میں کسی اندراج کا ذمہ دار یا مجیب نہیں ہو سکتا۔ محبت والے مجھ سے پوچھنے سے رہے۔ جو دل محبت سے خالی ہے اس کو نہ جرأت سوال ہو سکتی ہے نہ ہونا چاہیئے۔ کہ ایسا کیوں اور ویسا کیوں لکھا گیا۔

یہ خاص بات ہے کہ ۱۳۲۰ھ کے تیسرے ایڈیشن کے بعد اب ۱۳۵۶ھ میں اس کا چوتھا ایڈیشن کیوں شائع ہو رہا ہے اس قدر مدت مدید میں کیوں انتظام طباعت نہ ہو سکا؟ اس کا جواب مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ اس زمانہ میں پریس کو گوناگوں مالی مشکلات سے سابقہ رہا اور وہ تا ایں دم اپنے سرمایہ سے کتاب مستطاب کی اشاعت کے قابل نہ ہوا مگر بیرے سرکار پیر شریف روحی فداہٗ کا خاص کرم اور مخصوص تصرف روحانی ہے کہ ؎

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

کے مصداق سلسلۂ صابریہ فاروقیہ کے قابل فخر شیدائی **جناب سیٹھ اسمٰعیل قاسم صاحب صابری فاروقی** اور **جناب سیٹھ اسمٰعیل ابراہیم منصور صاحب صابری فاروقی** ساکنان جنوبی افریقہ نے اس خدمت کیلئے خاکسار کو سرمایہ پیش کیا جس سے کتاب مستطاب شائع ہو رہی ہے۔ ان دونوں مخلصین جماعت نے اللہ عزوجل ان کو اپنی رحمت خاص سے سرفراز فرمائے بخشے۔ ایک تو یہ خدمت کی دوسری یہ قابل رشک سعادت

ان کے حصوں میں آئی کہ انہوں نے خاکسار کو اجازت دی کہ اس کتاب مستطاب سے جو منافع ہو وہ ہمارے آقائے طریقت قبلۂ حاجات و کعبۂ مرادات تاج الصلحا رئیس الفقرا مرشد معرفت ہادی طریقت حضرت جناب شاہ **محمد فاروق حسن صاحب** صابری چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ صابریہ فاروقیہ اور اس کے مدرسۂ رفعت القرآن کے عروج و ارتقا کے مستحسن مقاصد پر خرچ کیا جائے میں اس حب طریقت اور جذبۂ عقیدت سے نہایت مسرور ہو کر ان کی طول حیات و ترقیات ظاہری و باطنی کیلئے اپنے تمام اوقات میں دعائے خیر کرتا ہوں اور امید ہے کہ حضور پُر نور مخدوم عالم و عالمیان حضرت سیدنا مخدوم **علاء الدین علی احمد صابر صاحب** کلیری رضی اللہ عنہ کے تمام حلقہ بگوش ان دونوں باخیر شیدایانِ طریقت کیلئے سب جگہ دعائے خیر کریں گے یہ دونوں محبانِ طریقت اس لئے سب سے زیادہ مستحق دعائے خیر و برکت ہیں کہ خود تو ہیں جنوبی افریقہ میں اور اظہارِ محبت کر رہے ہیں رامپور کے ایک شیخ طریقت سے۔ اسے کہتے ہیں سچی عقیدت ورنہ دنیا تو اب نام و نمود پر مٹ رہی ہے اور خیرات و صدقات بھی واہ واہ کے موقعوں پر پیش کئے جاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کی بے مثل و بے نظیر محبت کا اعتراف ہمارا ہر ایک بھائی کرے اور ان کا مبارک و نیک چرچا ہمارے ہر بھائی کے گھر میں ہو۔ اور ہماری جماعت کا ہر بھائی ان مخلصوں کی عقیدت مندانہ زندگی سے سبق حاصل کرے۔ میں اس دعا پر اپنے التماس کو ختم کرتا ہوں کہ اسوقت اس کار خیر کے زندہ کرنے والے برادرانِ ممدوحین بالا کے ساتھ ساتھ خدائے کریم اجر جزیل دے میرے حقیقی چھوٹے بھائی منشی **محمد صابر حسن صاحب** چشتی قادری اور برخوردار منشی **اخلاق حسن خاں صاحب رزمی فاروقی** مالک نفیس پریس رامپور کو جنہوں نے شبانہ روز کی مساعی جمیلہ سے اس خدمت طریقت میں میرا ہاتھ بٹایا۔ ورنہ مجھ ناتوان کے لئے مشکل تھا کہ اس خدمت کو قابلِ اطمینان طریقہ سے انجام دے سکتا۔

سگِ بارگاہِ حضور صابریہ :-

فضل حسن صابری فاروقی

۱۷ ماہ فاخر ربیع الآخر ۱۳۵۷ھ

یوم جمعہ

فہرست مضامین کتاب حقیقتِ گلزارِ صابری

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۱	دیباچہ	۳۷
۲	احوال اختفائے اصل حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۴۱
۳	بیان انتقال کیفیات عرفان حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم	۴۶
۴	وجہ تالیف	۵۷
۵	احوالِ وجوب اور پیش خبری ہر دو حضرات یعنی حضرت مخدوم دوجہاں و حضرت محبوب سبحانی قطبِ زماں رحمۃ اللہ علیہما۔	۵۹
۶	احوال پیش خبری ہر دو حضرات یعنی حضرت مخدوم پاک غیاث ہند اور حضرت غوث پاک قطب عالم کا بوجب ارشاد حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم	۶۲
۷	احوال صاحب مجاز ہونے ہر شش حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا	۷۳
۸	مختصر احوال از ولادت تا بلوغت حضرت غوث پاک قطبِ عالم رحمۃ اللہ علیہ	۷۸
۹	حضرت غوث پاک کے والد ماجد قبلہ کا آپ کو بخوفِ اعدا جیلان سے بغداد شریف لے جانے کا حال۔	۸۲
۱۰	حضرت غوث پاک کا اپنے والد ماجد سے بیعتِ توبہ حاصل کرنے اور محبوبیت کی پیش خبری سننے کا بیان۔	۸۳
۱۱	احوال مجاہدات و خلافت حضرت غوث پاک اور کیفیتِ وصال حضرت ابو صالح صاحب والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ۔	۸۵
۱۲	احوال حضرت غوث پاک کا ایک سال مطلق نہ کھانا اور خدا کے ہاتھ سے کھانے کا متعہد ہونا اور دھوکہ شیطان سے محفوظ رہنا۔	۸۶
۱۳	حضرت غوث پاک قطب عالم کا ایک برس صائم رہنا پھر بغداد شریف میں تشریف لانا	۸۸

	اور حضرت خضر علیہ السلام کا آپ کے پاس آنا۔	
۱۴	حضرت غوث پاک قطب عالم کا حضرت شیخ ابو سعید مبارک سے خلافت کلی حاصل کرنے کا بیان	۹۱
۱۵	احوال عقد شرعی حضرت غوث پاک قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ۔	۹۲
۱۶	حضرت خاتون پاک کا حرم عبودیت میں حضرت غوث پاک سے حضرت مخدوم علی احمد صابر رضا کی ولادت کی پیش خبری دینے کا حال۔	۹۵
۱۷	حضرت شاہ عبدالوہاب صاحب صاحبزادہ کلاں حضرت غوث پاک قطب عالم کی ولادت اور خلافت کا بیان۔	۹۶
۱۸	احوال محبوبیت حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی۔	۹۷
۱۹	احوال ولادت و خلافت شاہ عبدالرحیم صاحب جو صاحبزادہ عبدالوہاب صاحب کے فرزند اور حضرت مخدوم پاک کے والد ہیں۔	۱۰۴
۲۰	ذکر سلسلہ رشیدیہ جلیلیہ حنفیہ عادیہ روح سبزیہ یعنی اقطاب وغیرہ کا	۱۰۵
۲۱	ذکر خلافت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری فہشتا ہندالولی اور آپ کا بغداد شریف میں تشریف لے جانا۔	۱۰۸
۲۲	حضرت غوث پاک اور حضرت خواجہ غریب نواز کی ملاقات ہو کر ہم ترکیب تلاوت سبع مثانی حرز یمانی شریف کے اقطاب کی تکمیل فرمانا۔	۱۰۹
۲۳	احوال بیعت تبرک ارشاد حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اولیں الاوراح رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۵
۲۴	حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا بغداد شریف سے روانہ ہونا۔	
۲۵	احوال خلافت حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ صاحب خلیفہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۶
۲۶	بیان تعریف عارف صاحب مجاز مرفوع الاحادیث فرمودہ حضرت غوث پاک قطب عالم	۶
۲۷	حضرت شاہ منور علی صاحب کا حضرت شاہ کبیر الدین شاہ دولہ صاحب گجراتی سے خلافت کلی پانا اور نسب نامہ حضرت شاہ منور علی صاحب اور حضرت شاہ منور علی صاحب کا حضرت غوث پاک سے بیعت توبہ حاصل کرنے کا بیان۔	۱۱۸

۲۸	حضرت شاہ منور علی صاحب کو حضرت غوث پاک کا ساڑھے چھ سو برس کی عمر عطا کرنا اور شاہ منور علی صاحب کو حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی پیش خبری دینا اور حضرت غوث پاک کے وصال فرمانے کا حال۔	۱۱۹
۲۹	حضرت شاہ منور علی صاحب کا بحکم حضرت شاہ دولہ صاحب بغداد شریف سے آلہ آباد کو آنا۔	۱۱۹
۳۰	حضرت شاہ دولہ صاحب کا بغداد شریف سے شہر گجرات کو آنا۔	۱۱۹
۳۱	حضرت شاہ منور علی صاحب کا حضرت شاہ عبدالکریم صاحب کو خلافت کلی سے سرفراز فرمانا۔	۱۲۰
۳۲	احوال حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب والد ماجد حضرت مخدوم پاک کا بغداد شریف سے ہرات میں پہنچنے کا اور۔	۱۲۲
۳۳	حضرت بابا فرید صاحب کے والد ماجد کو حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب کے آنے کی بشارت دینا اور ان کے نکاح کی سفارش فرمانا۔	۱۲۳
۳۴	حضرت ابوالقاسم گرگانی کا حضرت ابوالعثمان مغربی سے خلافت حاصل کرنے اور تقریباً بارہ سو برس کی عمر ہونے کا بیان۔	۱۲۴
۳۵	حضرت شاہ عبدالکریم صاحب کا حضرت شاہ محمد ابوالقاسم گرگانی سے خلافت کلی پانا۔	۱۲۵
۳۶	حضرت عبدالرحیم صاحب کا ہمیشہ جناب بابا صاحب سے نکاح ہونا اور بعد نکاح مع اہل خانہ ہرات کو جانا۔	۱۲۷
۳۷	حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب کا عبدالوہاب گرگانی کو خلافت دینا اور حضرت شاہ عبدالوہاب صاحب کا بغداد سے اپنے فرزند حضرت عبدالرحیم صاحب کے پاس تبرکات وغیرہ کا ارسال فرمانا۔	۱۲۸
۳۸	ایام حمل میں حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کے انوار لایزالی کا ظہور کرنا۔	۱۳۰
۳۹	حضرت غوث پاک کا عالم امثال میں والدہ مخدوم صاحب کو حضرت مخدوم پاک کی ولادت باسعادت کا مژدہ دینا۔	۱۳۲

۴۰	حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صاحب صابر ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ کا تولد ہونا اور حاجی برہان کا فی النار ہونا۔	۱۳۵
۴۱	احوال عجیب و غریب ہنگام ولادت باکرامت حضرت مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ۔	۱۳۶
۴۲	حضرت مخدوم پاک کا یوم ولادت سے چھ مہینے چالیس روز مطلق دودھ نہ پینا۔ دیگر کوائف ایام شیرخواری۔	۱۳۹
۴۳	حضرت مخدوم پاک کا ایام طفولیت میں سانپ کو دو ٹکڑے کر کے داخلان خاندان صابریہ کو زہر سانپ سے ایمن کرنا۔	۱۴۱
۴۴	حضرت مخدوم پاک کے حالت طفلی میں صبر کے احوال عجیبہ۔	۱۴۲
۴۵	احوال وصال حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب والد ماجد حضرت مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۵
۴۶	حضرت مخدوم پاک کا بعد وفات والد ماجد اپنے کے ایک برس خاموش رہنا اور دیگر خوارق۔	
۴۷	چانول پختہ کا بوجہ صبر حضرت مخدوم پاک کے عجیب و غریب خرقہ	۱۵۱
۴۸	حضرت مخدوم دوجہاں رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کا دلچسپ حال۔	۱۴۹
۴۹	حضرت مخدوم پاک کا بیعت توبہ اور اجازت سے جناب بابا صاحب کے دست حق پرست پر مشرف ہونا۔	۱۵۵
۵۰	حضرت مخدوم صاحب کا بارہ برس لنگر شریف تقسیم کرنا اور آپ مطلق نہ کھانا۔	۱۵۸
۵۱	تفصیل اجناس لنگر شریف	
۵۲	احوال حضرت بابا صاحب کے تین صاحبزادوں کے انتقال کرنے کا بوجہ بے ادبی کرنے خدمت میں حضرت مخدوم پاک کے۔	۱۶۱
۵۳	حضرت مخدوم صاحب کی والدہ صاحبہ کا ہرات سے آنا اور آپ کو لاغر دیکھ کر کہ ۱۲ برس لنگر تقسیم کیا اور آپ نے کچھ نوش نہ فرمایا حضرت بابا صاحب سے شکایت کرنے کا عجیب حال۔	۱۶۳

۵۴	حضرت مخدوم پاک کے عقد مناکحت اور عروس کو سوختہ کر دینے کا حال	۱۶۶
۵۵	احوال حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم کون و مکاں کی بیعت توبہ و حوالت کا	۱۶۹
۵۶	ذکر بیعت توبہ حضرت سید نظام الدین صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ	۱۷۰
۵۷	بیان مہر و لایت حضرت مخدوم دو جہان رحمۃ اللہ علیہ کے ظاہر ہونے کا عجیب دلچسپ حال۔	۱۷۴
۵۸	حضرت مخدوم پاک کا بیعت و امامت و ارشاد سے خاندان چشتیہ عالیہ میں مشرف ہونے کا بیان۔	۱۷۴
۵۹	حضرت مخدوم پاک کو خطاب ظاہری و باطنی ملنے کا بیان	۱۷۴
۶۰	احوال حضرت مخدوم صاحب کے کلیر کو تشریف شریف لے جانے کا مع علیم اللہ ابدال کے۔	۱۷۸
۶۱	حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم صاحب کا کلیر میں داخل ہو کر جامع مسجد کلیر میں تعلیم و ارشاد فرمانا۔	۱۷۹
۶۲	حضرت مخدوم پاک سے رئیس کلیر کا منحرف ہونا اور آپ کے عجیب و غریب خرقہ کا ظاہر ہونا۔	۱۸۰
۶۳	حضرت مخدوم پاک کا منکرین کلیر کے انکار کو بحضور حضرت باباصاحب اطلاع دینا اور حضرت باباصاحب کا بامر سروری استفتا بھیجنا اور استفتا کو قاضی تبرک کا چاک کرنا اور اس پر حضرت مخدوم پاک کا صبر فرمانا۔	۱۸۱
۶۴	چاک شدہ استفتا حضرت باباصاحب کی خدمت میں بھیجنے کا اور بجواب اس کے حضرت باباصاحب کا اتمام حجت کے لیے ہدایتاً بنام ذمہ داران رئیس کلیر کے نامہ تحریر فرمانا۔	۱۸۵
۶۵	حضرت باباصاحب کے نامۂ مبارک کو ذمہ داران رئیس کلیر کا چاک کرنا اور کفر آمیز جواب لکھنا۔	۱۸۷
۶۶	حضرت مخدوم پاک کا بدست علیم اللہ ابدال نامۂ مبارک چاک شدہ کو جناب	۱۸۷

	بابا صاحب کی خدمت میں ارسال کرنا۔	
۶۷	حضرت بابا صاحب کا ذمہ دان رئیس کلیر اور قاضی قبرک کے نسب نامے دفتر کلیر سے طلب کرنا	۱۹۲
۶۸	بعد اتمام حجت حضرت بابا صاحب کا قہر مخدومی کی اجازت دینا اور جلال مخدومی کا شروع ہونا۔	
۶۹	کلیر پر زلزلہ آنے کا حال اور جملہ نصرت ساحرہ کا سحر کرنا۔	۱۹۳
۷۰	مسجد کلیر کے رکوع میں آنے اور تمام مخالفوں کو زمین کے پکڑ لینے کا اور اس میں چہار اولیاء کا بھی قہر مخدومی میں شامل ہونا۔	۱۹۵
۷۱	قہر مخدومی سے اولیائے ہم عصر کے نزول کیفیت ہو جانے کا بیان۔	۲۰۱
۷۲	حضرت بابا صاحب کا معرکہ کلیر کو قلم بند کرانے کا اور اس حال کے مشتہر کرنے کی اولاد حنفی قدسی کی نسبت پیشین گوئی فرمانا اور شرح جامع مسجد کلیر کا حال۔	۲۰۲
۷۳	احوال خلفائے جناب بابا صاحب اور دیگر عارفین حضار محفل جناب بابا صاحب کا حضرت مخدوم پاک کی مزاج پرسی کو حاضر ہونے کا۔	۲۰۳
۷۴	قہر الٰہی کا خطۂ کلیر پر نازل ہونا اور جلال مخدومی کا جوش پر آنا۔	۲۰۶
۷۵	اسماء اجلۂ متقیہ درگاہ عرش پناہ حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۲۱۰
۷۶	حضرات خلفائے جناب بابا صاحب کا کلیر سے واپس آکر حضرت بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہونا اور قہر مخدومی کا بیان کرنا اور اس حال کو قلم بند کرنے کی ہدایت فرمانا اور نسبت مشتہر کرنے بیان ہذا کے اولاد قدوسیہ حنفیہ کی نسبت پیش خبری دینا	۲۱۱
۷۷	حضرت بابا صاحب کا اپنے خلفاء کو مکتوب خطاب کرتہ الوحدت تصنیف حضرت غوث پاک کا معائنہ کرانا جس میں تمام پیش خبری حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ لہ الارواح سلطان الاولیاء مرقوم تھی۔	۲۱۵
۷۸	اور بعد کو مکتوب خطاب احدیت المعارف تصنیف حضرت خواجہ غریب نواز ہند الولی کا دکھانا جس میں تمام پیش خبریاں حضرت مخدوم پاک کی مع دیگر احوال بت خانہ کلیر کے قلم بند تھا۔	۲۱۶

۷۹	سید امام الدین صاحب کا جن کا مزار کلیر شریف میں ہے اور امام صاحب کے نام سے مشہور ہیں مفصل بیان	۲۱۸
۸۰	حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا سر دانے مزار سید امام الدین صاحب کے دو سنگ سرخ کلاں معرفت جنات کے بنا بر حفاظت جسم مقدس حضرت مخدوم پاک کے قبل سے بحفاظت اجنہ رکھوا دینے کا حال	۲۲۱
۸۱	آبادی کلیر کا ابتدائی تاریخی حال یعنی ۲۸۳ھ عہد راجہ کرم پال سے اس دم تک	۲۲۲
۸۲	احوال شاہ دہلی کا آتش قہر کلیر کے خوف سے بحضور جناب بابا صاحب عرضی ارسال کرنے کا۔	۲۲۵
۸۳	احوال حضرات اولیائے ہم عصر ہفت اقلیم کا بنا بر مزاج پرسی حضرت مخدوم پاک کے آنے کا۔	۲۲۷
۸۴	بیان خلافت جناب بابا صاحب۔	
۸۵	احوال خلافت حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی۔	۲۳۷
۸۶	احوال حضرات اولیائے ہمعصر باقی ماندہ ہفت اقلیم کا حضرت مخدوم پاک کی مزاج پرسی کو حاضر ہونے کا۔	۲۴۰
۸۷	حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کا خدمت میں حضرت مخدوم پاک کے حاضر ہو کر بیعت توبہ و خلافت و ارشاد سے مستفیض ہونا اور بحکم جناب مخدوم پاک کے پاک پٹن شریف کو جانا اور آپ کا نسب نامہ۔	۲۴۲
۸۸	احوال حضرت مخدوم صاحب کی مزاج پرسی کو حضرات اولیائے ہمعصر باقیماندہ ہفت اقلیم کے حاضر ہونے کا۔	۲۵۱
۸۹	جناب بابا صاحب کا حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کو جمیع تبرکات معمولہ و مکتوبات مفوضہ وغیرہ کا عطا فرمانا اور جناب بابا صاحب کا دربارہ اشاعت احوال مخدومی نسبت اولاد حنفی قدس سرہ کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب سے پیشگوئی فرمانا	۲۵۷
۹۰	احوال وصال جناب بابا صاحب ذکر ازواج و اولاد جناب بابا صاحب	۲۵۹

۹۱	جناب بابا صاحب کے خلفاء اور مریدین جن و انس و اقطاب کے احوال و تعداد	۲۶۱
۹۲	احوال حضرت ولایت دستگیر روح جذبیہ ممتاز کردہ جناب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۲۶۲
۹۳	احوال دفینہ اوّل حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ۔	۲۶۴
۹۴	حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کا پاک پٹن شریف سے پیران کلیر شریف کو روانہ ہونے کا حال۔	
۹۵	حضرت سلطان نظام الدین صاحب اقطاب دہلی کا پاکپٹن میں آکر جناب بابا صاحب کے دفینہ ثانی کرنے کا حال۔	۲۶۶
۹۶	ذکر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کا پاک پٹن سے اور حضرت سلطان نظام الدین صاحب کا دہلی سے حضرت مخدوم صاحب کے حضور میں حاضر ہونے کا اور کیفیت خلافت کلی حضرت خواجہ شمس الدین صاحب۔	۲۶۸
۹۷	حضرت مخدوم پاک کا حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کو شاہ ولایت کرنے کا حال	۲۶۹
۹۸	احوال حضرت سلطان نظام الدین صاحب کا حضرت خواجہ شمس الدین صاحب سے اجازت تعلیم کیفیت روح جذبیہ کے لینے کا۔	۲۷۵
۹۹	حلیہ مبارک حضرت مخدوم پاک۔	۲۷۶
۱۰۰	احوال حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کا حضرت مخدوم پاک سے تعلیم پانے کا اور جناب مخدوم صاحب کے اوقات شبانہ روز کا مشرح بیان۔	۲۸۰
۱۰۱	احوال حضرت سلطان نظام الدین صاحب کے عریضہ سے ایک برات کا جو زید احمد مقرر کردی گئی تھی رہائی پانا۔	۲۸۵
۱۰۲	احوال حضرت سلطان نظام الدین صاحب کی محبوبیت کا بحکم حضرت مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ۔	۲۸۸
۱۰۳	احوال حضرت سلطان جی کو حضرت خواجہ قطب صاحب کا جناب بابا صاحب کے پائے انداز کو بہشتی دروازہ تعمیر کرنے کا امر فرمانا۔	۲۹۳

۱۰۴	احوال پیش خبری فرمودن حضرت خواجہ قطب صاحب نسبت تعمیر دروازہ بہشتی واقع پاکپتن شریف	۲۹۳
۱۰۵	احوال تیاری روضہ منورہ جناب بابا صاحب اور حضرت سلطان جی صاحب کے لنگر شریف کا شروع ہونا	۲۹۶
۱۰۶	احوال خلفائے حضرت سلطان جی صاحب کے طلب میں نسبت حضرت مخدوم پاک کے خطرہ پیدا ہونے کا۔	۲۹۸
۱۰۷	احوال اوقات شبانہ روز کے نماز اور خورد و نوش حضرت مخدوم صاحب کا اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کی تعلیم کا۔	۳۰۱
۱۰۸	احوال حبس کبیر یعنی ۶ برس قبر میں رہنا حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الاولیاء شاہِ ولایت کا۔	۳۰۶
۱۰۹	احوال حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کا حبسِ کبیر سے باہر آنے کا	۳۱۱
۱۱۰	احکامات وصیت آمیر حضرت مخدوم پاک اور سوالات حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کے	۳۱۵
۱۱۱	احوال حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کا بحکم حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کے تحلیہ آمیر کو جانے کا اور علاؤ الدین غوری کو آمیر کی لڑائی میں فتح دلوانے کا	۳۲۷
۱۱۲	احوال حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کا آمیر سے کلیر آنے کا اور حضرت مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کی وفات اور تکفین اور نماز جنازہ اور بجائے مقدس کے آس پاس دو سنگ سرخ ایستادہ کر کے کلیر شریف سے روانہ ہونے کا۔	۳۲۶
۱۱۳	احوال حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کا صحرائے فیروز پور میں پہنچ کر بیمار ہونے کا اور سیر کرتے ہوئے پانی پت پہنچنے کا اور شمشیر قہاری گھومنے کا آغاز اور تعداد خوارق جناب مخدوم کا بیان کرنا۔	۳۴۳
۱۱۴	احوال حضرت شاہ جلال الدین صاحب قلندر ثالث کا حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کا اور بیعت امامت اور ارشاد سے خاندان صابریہ میں مشرف ہونے کا۔	۳۵۰
۱۱۵	احوال حبس کبیر حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیا قلندر ثالث رحمۃ اللہ علیہ	۳۵۳
۱۱۶	احوال خشک بجلی گرانا حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کا۔	

۱۱۷	احوال وفات حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ	۳۵۵
۱۱۸	احوال حضرت شاہ عبدالحق صاحب ردولوی کا بمقام پانی پت حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث کی خدمت میں حاضر ہونے کا اور بیعتِ توبہ و خلافت و امامت و ارشاد سے مع دیگر مراتب کے ممتاز ہونے کا۔	۳۵۷
۱۱۹	احوال حضرت مخدوم شاہ عبدالحق صاحب کا واسطے لینے توشہ کے کلیر شریف کو جانے کا	۳۶۱
۱۲۰	احوال حضرت مخدوم شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب ردولوی زندان پیر کے حبس کبیر چھ ماہ گل در گل کا۔	۳۶۶
۱۲۱	احوال حضرت شاہ عبدالحق صاحب کے خرقہ سے مُردہ کا زندہ ہونا اور توشہ کا شہرت پذیر ہونا۔	۳۶۸
۱۲۲	احوال وفات حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث رحمۃ اللہ علیہ	۳۷۰
۱۲۳	احوال عقد نکاح اور تولد فرزندان اور پیش خبری صادر ہونا مجددی حضرت شاہ عبدالحق صاحب سے۔	۳۷۳
۱۲۴	احوال حضرت اسمٰعیل صاحب اور مخدوم صفی اللہ صاحب کا مخدوم شاہ عبدالحق صاحب سے فیضیاب ہونے کا۔	۳۷۴
۱۲۵	احوال ولادت اور بیعت اور خلافتِ کلی حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق اطن اللہ برہانہ کا	۳۷۶
۱۲۶	احوال نکاح اور حبسِ کبیر حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق کا اور وفات علیم اللہ سا بدال کی اور حاضر ہونا بر خدمت امین اللہ ابدال کا۔	۳۷۹
۱۲۷	احوال خوارق اور وفات حضرت مخدوم شاہ عبدالحق صاحب کا۔	۳۸۱
۱۲۸	بیان آداب مزارِ مقدس حضرت شیخ عارف کامل علوالعزم والمرتبہ نسبت دار محمدی	
۱۲۹	احوال ولادت و بیعت و خلافت کلی و حبس کبیر حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب النور محمد جیو صاحب کا۔	۳۸۵
۱۳۰	احوال پیش خبری حضرت شاہ عبدالقدوس صاحب گنگوہی مجدد و قطبِ عالم	۳۸۷
۱۳۱	احوال بیعت اور خلافتِ کلی حضرت مشکل کشا بندگی شاہ عبدالقدوس گنگوہی قطبِ عالم	۳۸۸

۱۳۲	احوال حبس کبیر حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب النور محمد جیو صاحب کا اور وصال فرمانا حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق صاحب کا۔	۳۹۳
۱۳۳	خرقہ عجیبہ حضرت مخدوم شاہ عبدالحق صاحب کا یعنی آپ انتقال فرما کر چھ برس زندہ رہے اور پھر انتقال فرمایا۔	۳۹۴
۱۳۴	احوال حبس کبیر اور روانگی حضرت قطب عالم صاحب بجانب گنگوہ شریف اور بیعت و خلافت حضرت شاہ جلال الدین تھانیسری۔	۳۹۵
۱۳۵	احوال وفات حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب النور محمد جیو صاحب کا اور حضرت قطب عالم صاحب کے بجسم روحانی حاضر ہونے کا۔	۳۹۷
۱۳۶	حضرت قطب عالم صاحب کا ایک وقت میں ستر جگہ بجسم موجود ہونے کا دلچسپ احوال	۳۹۸
۱۳۷	احوال حضرت قطب عالم صاحب کی محفل میں بموجب حکم حضرت مخدوم پاک کے جمال الدین ابدال کے حاضر ہونے کا۔	۴۰۰
۱۳۸	احوال بیعت نہ کرنے مجیب النساء کا خلفائے حضرت قطب عالم صاحب سے بباعث نمونے دفینہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم پاک کے اور حال وجد میں اکیس روز غائب ہو جانے حضرت قطب عالم صاحب کا۔	۴۰۷
۱۳۹	حضرت قطب عالم صاحب کا اپنے خلفاء سے دربارہ معرفت خدا سوال فرمانا اور حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کا معرفت آمیز جواب دینا۔	۴۰۹
۱۴۰	احوال حضرت قطب عالم صاحب کے خرقہ اور چادر میں آجانے کا اور مجیب النساء کے گنگوہ میں آنے کا اور حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کا بعطائے تبرکات مرفوع الاجازت کلی ہونے کا۔ اور اولیاء و عام خلق اللہ کا بنا بر دفینہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء قطب عالم اغیاث ہند کے حد بارہ کوس کلیر زمین سوختہ سے ادھر حاضر ہونے کا۔	۴۱۵
۱۴۱	احوال حضرت قطب عالم صاحب کے بہمراہی اولیائے ہمعصر بنا بر دفینہ ثانی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم پاک کے کلیر شریف کو جانے کا۔ اور عبدالرزاق جھنجھانوی	۴۲۴

	کا بانکار شرکت دفینہ ثانی کے باطل مسخ ہو جانے کا۔	۴۲۷
۱۴۲	بیان تمغہ قدوسیہ یعنی انقطاع آستین۔	۴۲۸
۱۴۳	احوال کل حضرات اولیا وغیرہ کا جسم مبارک حضرت مخدوم پاک کو معائنہ کرنا۔	۴۲۸
۱۴۴	حضرت قطب عالم صاحب کا وعظ فرمانا کہ حضرت سید عالم صلعم نے اپنی اولیا کی نسبت پیش خبری فرمائی ہے کہ سات معجزے جو اور انبیا علیہم السلام سے وقوع میں آئے وہ میری اُمت کے اولیا سے بصورت خوارق ظہور میں آویں گے اور سانوں خرقوں کی تفصیل۔	۴۲۹
۱۴۵	ہنگام دفینہ حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم پاک کے عجیب عجیب اسرار کا معائنہ میں آنا اور ارواح مطہرات کا شریک ہونا۔	۴۳۴
۱۴۶	احوال حضرت قطب عالم صاحب کے بیس روز مراقب رہنے کا اور مزار مقدس حضرت بادشاہ دو جہان پر چوبی بنگلہ بنوا کر گنگوہ شریف کو روانہ ہو جانے کا۔	۴۴۳
۱۴۷	احوال مغفرت منکران کلیر کے واسطے قطب عالم صاحب کا ہاتھ اُٹھانا اور اس کا عجیب معرکہ۔	۴۴۴
۱۴۸	احوال حضرت قطب عالم صاحب کے گنگوہ پہنچ کر محفل راگ میں حال وجد طاری ہونے اور خاندان چشتیہ میں راگ فاش ہونے کا۔	۴۴۷
۱۴۹	احوال حضرت قطب عالم صاحب کے ہر ماہ کلیر شریف جانے کا اور روضہ شریف پختہ بنوانے کا	۴۵۰
۱۵۰	احوال مختصر خلافت اور معمول حاضر ہونے حضرات اعنی حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری اور حضرت شاہ نظام الدین صاحب بلخی۔	۴۵۴
۱۵۱	اور حضرت شاہ ابوسعید صاحب گنگوہی اور حضرت شاہ محمد صادق صاحب گنگوہی اور حضرت شاہ شیخ داؤد جی صاحب گنگوہی۔	۴۵۵
۱۵۲	اور حضرت شاہ ابوالمعالی صاحب اور حضرت میراں سید شاہ بھیکہ صاحب اور حضرت عنایت ہیو صاحب اور حضرت شاہ عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہم	۴۵۶
۱۵۳	اور حضرت میاں غلام شاہ صاحب اور حضرت پیر دستگیر روشن ضمیر جناب شاہ محمد امیر شاہ صاحب قطب الارشاد	۴۵۹

۱۵۴	اور فقیر شاہ محمد حسن صابری چشتی مؤلف کتاب ہذا اور نسبت فقیر کی پیشین گوئی فرمانا ہادی برحق کا۔	۴۶۰
۱۵۵	احوال اعتراض کرنے مولوی محمد ربانی اور مولوی احمد یمانی فاضلوں کا مجلس عام بغداد شریف میں روز ملاقات حضرت محبوب سبحانی صاحب اور حضرت خواجہ غریب نواز کے اور سوالات معترضین پر جو دربارۂ ارادت و خلافت تھے دونوں حضرات کے جواب دینے کا۔	۴۶۴
۱۵۶	احوالِ عجیبہ ہر دو خاندان حنفیہ ولایت روح جذبیہ و صفات کشف کونی و وہب کا حضرت آدم سے اس دم تک جس میں قطب غوث و قندیل رقیب نجیب وغیرہ کا مشرح بیان ہے۔	۴۹۳
۱۵۷	احوال خلفائے فقیر مؤلف کتاب ہذا۔	۵۳۶
۱۵۸	احوال حضرت خواجہ غریب نواز کے ہندوستان میں رونق افروز ہونے کا اور بضمن بیان ہذا حکمرانان ہندوستان کا از راہ تصور تا این دم ہر ایک بادشاہ کا تاریخی بیان اور ہر ایک بادشاہ کے عہد میں جو حضرات اولیائے خاندان صابریہ و قادریہ و نظامیہ و حنفیہ کے تھے ان کا تاریخی احوال اور جس تسلسل سے بادشاہ باقاعدہ باطنی حکمران اور معزول کیے جاتے ہیں ان کا دلچسپ بیان۔	۵۴۹
۱۵۹	احوالِ خلافت کلی حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی۔	
۱۶۰	احوال صدور خوارق عجیبہ مزار مقدس حضرت مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ۔	۶۳۸
۱۶۱	فضائل تلاوت کتاب حقیقت گلزار صابری۔	
۱۶۲	قطعات تاریخ الطباع کتاب ہذا۔	
۱۶۳	رسالہ برزخیہ۔	۶۴۷
۱۶۴	رسالہ نکات تعلیمات حسنیہ۔	۶۵۱
		۶۷۳

تقریظ کتاب مستطاب از رشحاتِ اقلام محمد فاروق حسن صاحب کفش بردار حضرت مصنف علیہ الرحمۃ

حمد زیبا ہے اس ذاتِ تقدس آیات حضرت احدیت صرفہ کو جس نے مرتبہ وجوب میں اپنی ذاتِ مقدس کو برزخِ لا میں مخفی فرما کر تمام شیونات کو ہست فرمایا اور ہر صورت سے ہر صورت میں وہ بے صورت جلوہ پیرا ہوا چنانچہ حضرت ہادی برحق فرماتے ہیں ؎

یہ شیوناتِ حدوثی بے شمار — ہے اسی شاہِ قدم کی جلوہ دار
آپ اپنے حسن کا مستِ شراب — آپ اپنے حسن کا شعلہ تباب
جس طرف دیکھو اسی کا نور ہے — زید و عمر و بکر اسی کا طور ہے
آپ واجب آپ ہی ممکن ہوا — آپ ظاہر آپ ہی باطن ہوا
آپ طالب آپ ہی مطلوب ہے — آپ غالب آپ ہی مغلوب ہے
غیب سے آیا بدرگاہ شہود — وہ تجلی بخش سلطان وجود

الغرض جو کچھ کہ آتا ہے نظر
سب اسی کے نور سے ہے جلوہ گر

اور نعت شایاں ہے حضرت محبوب الٰہ معشوق خدا شہنشاہِ دوسرا سرورِ انبیا حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مرتبہ حضرت وحدت میں بصفاتِ معشوقی خلعت محبوبی پہن کر عالم ارواح میں ربّ الارواح ہوئے

اور عالم ناسوت میں رونق افروز ہو کر اس ذات مظہر آیات نے انا من نور اللہ کخلق کلھم من نوری۔

کا مژدہ سنایا جن عشاق شیدا نے اس مژدہ کو سن کر از روئے باطن علم حقیقت آپ کو سمجھا اور پوچھا انہوں نے بمراتب عروجی مرتبہ وحدت میں عین اللہ حاصل کیا اور جنھوں نے مرتبہ شریعت سے آپ کو وجود مقدس ظاہری کو دیکھا انہوں نے بمرتبہ رسالت حضرت جناب پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پایا چنانچہ عالم ناسوت میں جب آپ پر عروج جذبہ ساذج ہوتا تو

لی مع اللہ وقت

کا نغمہ سناتے اور جب نزول عبدیت خاص کا علم ہوتا تو

عبدہٗ ورسولہ

ارشاد فرماتے اس محل پر حضرت ہادی مطلق کیا خوب ارشاد فرماتے ہیں۔ ؎

لی مع اللہ بھی انہیں کا حال تھا	ما عبدنا بھی انہیں کا قال تھا
گرچہ احمد آشکارا ہے حسن	لیکن احمد کا سمجھنا ہے کٹھن
حضرت احمد ظہور ذات حق	حضرت احمد میں کل آیات حق
نور احمد گر نہ ہوتا جلوہ گر	کون دیتا حضرت حق کی خبر
غیر احمد کون ہے کونین میں	بے محمد کون ہے دارین میں
یہ جو دیکھو ہو گلستان ظہور	احمد مرسل کے جلوہ کا ہے نور
دانش احمد ہے دانستِ خدا	علم مرشد کا ہے علم مصطفےٰ

اور مدح لائق ہے جمیع حضرات صحابہ کرام و اولیائے عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جنھوں نے خلعت روحانی پہن کر مرتبہ حضرت واحدیت میں شرف پایا۔ قسم قسم کی خوبیوں اور طرح طرح کی تجلیوں سے جلوہ دکھایا علی الخصوص اپنے مرشد برحق ہادی مطلق رونق شریعت افتخار طریقت ماہر حقیقت واقف معرفت

حدیقہ اسرار احدیت گلدستۂ چمن وحدت نو بہار۔ باغ واحدیت نو نہال گلزار ہویت گلبن شاخسار صمدیت حضرت مولائی مرشدی ملجائی و مادائی حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم شاہ محمد حسن صاحب صابری صاحب حق علوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت مجدد الوقت معشوق الٰہی دام فیضہٗ و برکاتہٗ کی خوبیوں اور تجلیوں کی مدح سرائی و شکر گذاری اس سگ دنیا شجرۂ خبیثہ کفش بردار کمترین زمن محمد فاروق حسن حسنی پر فرض ہے کہ اس آیات عجیبہ مظہر اسرار الٰہیہ نے اس سگ دنیا کو اپنی غلامی میں شرف بخشا اور ہر مراتب ذاتیہ سرمدیہ سے بمقدار ظرف آگاہ کیا اگر اس شکر گزاری میں ہر بن مو ہزار ہزار منہ بنا کر مدح سرائی اور رقم فرسائی کریں تو کبھی اس مصدر فیوض وحدت کا حق شکر ادا نہ ہو، مگر چونکہ حوصلہ پست ہمت قاصر ہے۔

اس لیے مختصر گزارش ہے کہ حضرت خلاق عالم نے اپنی مخلوق کا تمام انتظام حیات و ممات اٹھائیس حرفِ ابجد پر منحصر رکھا ہے۔ یہ اٹھائیس ہی حروف ایک اللہ و احمد سے نکلے اور انہیں اٹھائیس حروف میں اللہ و احمد ہیں اور انہیں اٹھائیس حروف میں زمین آسمان عرش و کرسی لوح و قلم ملائکہ جلالی و جمالی جن و انس وحوش و طیور ہیں اور یہی اٹھائیس حروف روز دورۂ قمر کے لیے بحکمت عجیبہ و اسرار غریبہ مقرر فرماتے ہیں۔

المختصر اس ذات تبارک و تعالےٰ نے اپنی صفات لا تعد و لا تحصےٰ کو انھیں اٹھائیس حرفوں پر تقسیم فرما کر اٹھائیس مخصوص ملائکہ ان پر منتظم مقرر فرمائے ہیں اور اٹھائیس ہی اپنے اسماء صفاتی کو منجملہ نود و نہ اسماء الحسنیٰ کے کفائے مہمات باطنی ٹھہرا کر حصول عرفان کے واسطے عارفوں کو ان کا علم دیا اس موقع پر یہ کفش بردار اٹھائیس صفات

اجمالیہ جو اٹھائیس حروف سے مشتق ہیں اپنے ہادی برحق کے ذیل میں لکھتا ہے
لیکن جس طرح اس کی ذات لاتعد و لاتحصےٰ ہے اسی طرح اس کی صفات بھی
لامتناہی ہیں اگر اس کی صفات لامتناہی بلحاظ ہر ہر حرف کے مشرح ترقیم کی
جائیں تو ان اٹھائیس حرف سے ہزاروں صفاتیں نکلتی ہیں مگر نہ اس قدر کاغذ میں
گنجائش ہے نہ بیان میں وسعت ہے جو اس ذات واالاصفات کی صفات غیر متناہی
قلم بند کروں۔ اس لیے تفصیل کو قلم انداز کر کے اجمالی اٹھائیس صفاتیں (جو اٹھائیس حروف
کے متعلق اور اس ذات وحدۃ الوجود کی صفات لاتعد و لاتحصیٰ سے مشتق ہیں)
میرے ہادی برحق کی صورت سے ظاہر و ہویدا ہیں قلم بند کرتا ہوں اور وہ یہ ہیں۔

الف[1] سے احدیت صرفہ کا پہچاننا

بَ[2] سے باطن کو ظاہر پہ ترقی دینا

تَ[3] سے جہاد نفس کرنا اور جام وحدت پینا

ثَ[4] سے دل کو ماسوی اللہ سے پاک رکھنا اور دال سے مدلول کو دور روحی میں پہچاننا

ہ[5] سے ہدایت کرنا وَ[6] سے وحدت میں فنا و بقا حاصل کرنا ولایت خمسہ میں

زَ[7] سے زور نفس کا دفع رکھنا

حَ[8] حلول ذاتی کا شیونات میں شہود دیکھنا

طِ[9] سے طمع نفسی کو باز رکھنا

یَ[10] سے یاد رکھنا باکاہر صورت میں جلوہ دیکھنا

کَ[11] سے کیفیت اور کشف ذاتی رکھنا

لَ[12] سے لا الہ الا اللہ کے معنی پہ نظر رکھنا

مَ[13] سے مرتبہ مرشد کے مراتبات ثلاثہ میں فانی ہونا

نَ[14] نفی اپنی کر کے نبوت اور ولایت کی سیروں میں مصروف رہنا

س[۱۵] سرِ الٰہی کا مخفی رکھنا اور سرورِ ذاتی کا حاصل کرنا۔

ع[۱۶] سے عین میں عروج و نزول ہر ہر مراتب سے واقف رہنا۔

ف[۱۷] سے فانی مطلق ہونا اور فنا و بقا کا سبق یاد رکھنا۔

ص[۱۸] سے صلاحیتِ نفس کر کے صحو و سکر میں مشغول ہونا۔

ق[۱۹] سے قربِ ذاتی کا فیض و بسط میں تمیز رکھنا۔

ر[۲۰] سے ربوبیت حاصل کر کے رابطہ ذاتی میں وصل رکھنا۔

ش[۲۱] سے شہودی توحید کے مشرب کا برتاؤ کرنا۔

ت[۲۲] سے تمیزِ ذاتی اور تصنیف و تالیف میں مصروف رہنا۔

ث[۲۳] سے ثابت قدم رہنا طمع اور تکلیف اور امتحان بلا میں۔

خ[۲۴] سے خصوصیتِ ذاتی دیکھ کر خلق میں طریقت شائع کرنا۔

ذ[۲۵] سے ذلیل رکھنا دنیا میں نفس کو اور مطمئن کرنا ذکر روحی کو۔

ض[۲۶] سے ضلالت کی راہ سے خلق اللہ کو بچانا۔

ظ[۲۷] ظلمِ نفس سے روح کو علیحدہ کر لینا بوسیلہ واحدیت۔

غ[۲۸] سے غرورِ نفس سے باز رہنا میرے ہی ہادیٔ برحق کا کام ہے اور علاوہ ان اٹھائیس صفات کے ہر ہر حرف کے متعلق اس لاتعد و لاتحصےٰ بے شمار صفتیں اپنے مرشدِ برحق کی اس محل پر لکھنے کو شوق چاہتا ہے مگر طوالت کی نظر سے گریز کر کے صرف حرف ت کے متعلق جو اٹھائیس صفاتیں اجمالی میرے ہادیٔ مطلق میں موجود ہیں، وہ بیان کرتا ہوں۔

اوّل تعشق خدا تعلق مصطفےٰ تضرع و زاری بجنابِ باری تمام شب کی بیداری ترک ماسوی اللہ۔ توکّلت علی اللہ تحصیل سیر الی اللہ و فی اللہ و مع اللہ و من اللہ تعلیم و ہدایت حسبتاً للہ۔ تقریر نرم زبانی و شیریں کلامی سے فرمانا میرے

ہی ہادیٔ برحق کا خاصہ ہے۔

دوم : توحیدِ شہودی۔ توحیدِ وجودی۔ تشبیہ ساطعہ۔ تنزیہ لامعہ۔ تصوفِ صوفیہ۔ تصحیحِ کاملہ۔ تعبیرِ رویائے صادقہ و کاذبہ و امثال متصلہ و منفصلہ۔ تعریف ولایت و نبوّت۔ تفسیرِ قرآنی۔ تکثیرِ نقوشِ روحانی کا سمجھا دینا میرے ہی ہادیٔ برحق کا کام ہے۔

سوم : تمغۂ صابری۔ لطیف احمدی۔ تحقیق کی حرص ہر احکام میں تنقیح کی تلاش ہر احوال میں تواضع کا جوش بلا تفریقِ ہر فریق سے۔ تبسّم میں خوش پیشانی۔ تقدیمِ سلام میں فرمائی۔ تصنیف و تالیف کا کام ترقیم احوال کاملین کا اہتمام فرمانا حضرت قبلۂ عالم پر زیبا ہے اور ان اٹھائیس صفات اجمالی کا ظہور آپ کے ذات نخبۂ آیات سے ہویدا ہے۔

ایّہا الناظرین ان اٹھائیس صفاتِ اجمالی میں سے ایک صفت تصنیف و تالیف کی ہے جس میں خورد و کلاں اٹھائیس ہی نادرالوجود اور عدیم المثال کتابیں آپ نے تصنیف و تالیف فرمائی ہیں۔ حق یہ ہے کہ ہر ایک کتاب لاجواب ہے اور جو ان میں گہر ریزی فرمائی ہے وہ محض جوشِ رحمت ہے۔ اگر تصنیف و تالیف کی تفصیل کی جائے تو یہ تقریظ نہ رہے ایک ضخیم کتاب ہو جائے۔ لہٰذا تفصیل سے گریز کر کے اختصاراً کتب مصنفہ و مؤلفہ حضرت قبلۂ عالم کے نام اور کسی قدر انکا بیان ذیل میں لکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں تفصیل اسمار کتب تصنیف و تالیف حضرت ہادیٔ برحق بقاعدہ حروفِ ابجد۔

احدیّت الواحدیّت یہ حضرت ہادیٔ برحق کا مکتوب لقاب اس کا پورا پورا احوال قابل اظہار عام نہیں ہے۔ جس طرح اور بہت سے حضرات علو العزم والمرتبہ اپنے اپنے مکاتیب مخفی رکھتے چلے آئے ہیں اسی طرح یہ بھی پوشیدہ ہے۔

اسرار محمدی یہ حروف مقطعات کی شرح ہے بڑی شرح و بسط کے ساتھ فارسی زبان میں حضرت قبلۂ عالم نے تحریر فرمائی ہے خوبی

اس کی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے حق تو یہ ہے کہ اس اسرار الٰہیہ کا انکشاف کرنا ہمارے ہادی برحق کا حصہ ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے جو بڑے عالم جمیع علوم کے تھے حروف مقطعات کی شرح میں صرف چار ورق تحریر فرمائے ہیں اور اسرار محمدی کے ۶۹۷ صفحے ہیں جو فی الحقیقت ایک آیات عجیبہ اور لطیفہ غیبی سے علاوہ شرح حروف مقطعات کے ضمناً ولایت و نبوت کے عمدہ طور پر بحث کی گئی ہے اور اس کے ثبوت میں آیات قرآنی اور احادیث مقدس و اقوال و احوال حضرات پیران عظام علو العزم و المرتبہ کے نہایت موزوں و برجستہ ترقیم فرمائے ہیں سایہ مجسم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ ہونے کا باعث اور نور محمدی کا بیان از ازل تا ابد اور نقل عرفان الٰہی اور مراتبات نبوت و ولایت ظہور آدم علیہ السلام سے نفخ صور تک بڑی تحقیق اور ثبوت کے ساتھ لکھا ہے اور یہ نسخہ عجیبہ قابل دید ہے۔ مگر ابھی چھپا نہیں ہے۔

اسرار و احدیت

اس مختصر رسالہ میں حضرت قبلہ عالم صاحب نے کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت کے معنی بزبان فارسی تحریر فرمائے ہیں اور ارباب ظاہر و باطن دونوں کے سمجھنے کی رعایت رکھی ہے تاکہ اہل ظاہر و اہل باطن دونوں مذاق اٹھائیں اور آخر میں اس کے بنظر مفاد خلق اللہ دستر خوان قادری کی ترکیب و اجازت بھی لکھ دی ہے تاکہ اس سے ہر ایک متنفس مقاصد دارین حاصل کرے یہ رسالہ مطبع دبدبہ سکندری رام پور میں طبع ہوا ہے۔

بیان حقیقت محمدی

جس کی ضخامت قریب ۲۱ جزو کے ہے اس میں حضرت مرشد برحق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کا بیان زبان اردو میں تحریر فرمایا ہے تمام بیان از یوم ولادت تا دم وصال ذات احدیت روز بروز مہینے مہینے سال سال کا نہایت شرح و بسط کے ساتھ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تصانیف ظاہری و باطنی

سے لکھا ہے جو غالباً ناظرین کے کان ان احوال عجیبہ سے ہرگز ہرگز واقف نہ ہونے ہوں گے وہ میرے ہادی برحق نے محض ہم غلاموں کی خاطر بامر سروری کنز مخفی سے بازار شہود میں مشہود فرمائے ہیں جو ہر مہینے کے تیرھویں تاریخ کو مطبع دبدبۂ سکندری میں محفل ہوتی ہے اس میں یہ بیان معجز نشان پڑھے جاتے ہیں۔

بیان رجعت حرز سیف اللہ یہ رسالہ بزبان اردو حرز مرتضوی شریف کی رجعتوں کی تفصیل میں ہے کہ خلق اللہ جو اس حرز شریف کو بلا اجازت اور غیر مرفوع اجازت تلاوت کرتی ہے اور اس سے باعث اس قدر رجعتیں پیدا ہوتی ہیں اور قاری حرز مرتضوی شریف ان کو رجعت نہیں جانتے۔

باطن العروج یہ مختصر رسالہ فارسی زبان میں ہے اور ہر چہار سیر الی اللہ و فی اللہ و مع اللہ و من اللہ کی اس میں تشریح و تفصیل کی گئی ہے کیوں کہ جب تک ان چاروں سیروں سے وقوف نہ ہوگا خدا کا راستہ اس کو نہ ملے گا۔

دیوان محمدی نعت شریف میں ہے کلام پُر معنی با مذاق ہے پندرہ حزب کی ضخامت ہے۔

وحدت الشہود یہ رسالہ فارسی میں ہے اور واقع معراج شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت مذاق سے حضرت ہادی برحق نے سمجھایا ہے گویا نقشہ اس واقعہ کا کھینچ دیا ہے۔ جس عنوان سے اس کو بیان کیا ہے جملہ حضرات اساتذہ اولیائے عظام کے مشرب کے مطابق ہے اور آیت و حدیث کو جو اس بارہ میں وارد ہیں نقل کیا ہے اور بعض اصطلاحات صوفیہ بھی ضمناً بیان کی گئی ہیں۔

حقیقت گلزار صابری اس مبارک کتاب کی تصریف اس محل پر بے محل ہے ناظرین کے معائنہ میں موجود

ہے لیکن اس قدر ضرور کہا جائے گا کہ اس کا تالیف فرمانا اور مشتہر کرنا صانع ازل نے ازل سے میرے ہادی برحق کا حصہ موضوع کیا تھا چنانچہ مرتبہ شہود میں حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود للعالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ سے مولانا و مرشدنا حضرت امیر دو جہاں قدس سرہ تک ہر ایک شیخ وقت علوالعزم والمرتبہ میرے پیشوا ہادی مطلق کی نسبت پیش خبری دیتے چلے آتے تھے کہ وہ اس حال فرحت مآل حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء قطب عالم اغیاث ہند کو مشتہر کریں گے چنانچہ بموجب پیش خبری متواترہ کے میرے ہادی برحق نے بائیس برس کی محنت و تلاش میں تین سو مکاتیب نطاب سے اس حال کو اخذ کر کے بنابر انطباع مطبع دبدبہ سکندری میں دیا۔ مولوی محمد حسن خان صاحب مالک مطبع اور محمد حسین خان اخی عزیز مہتمم مطبع نے کمال حسن عقیدت سے اس کا چھاپنا شروع کیا۔ ہنگام انطباع میرے برادر طریقت سعید ازلی میاں محمد رفیق حسن شاہ قلندر نے عالم ارواح میں دیکھا کہ اس مرتبہ میں اس کتاب مستطاب کے چھپنے سے کمال خوشی ہو رہی ہے اور تمام حضرات خواجگان چشت اس کے معائنہ کو تشریف لاتے ہیں المختصر اس احوال متبرکہ کا زمانہ حضرت ہادی برحق میں اشاعت پانا ہم عقیدت مندوں کے لیے موجب کمال فخر و سعادت کا ہے کہ اکثر اکابرین طریقت نے اس احوال فرحت مآل کی تلاوت کے باعث پایۂ عالی پایا ہے چنانچہ حضرت قطب عالم صاحب کی روایت سے ناظرین کو واضح ہوگا کہ اس کی تلاوت کے فضائل میں کیا تحریر فرماتے ہیں۔

فضائل تلاوت حقیقت گلزار صابری

حضرت مشکلکشا صاحب گنگوہی بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب گنگوہی قطب عالم دستگیر سلطان التارکین رحمۃ اللہ علیہ اپنی مکتوب نطاب تحفۃ الوحدت میں بصد افسوس تحریر فرماتے ہیں کہ افسوس صد افسوس

اس فقیر صابری کے زمانہ میں صفات ظاہر کا ظہور ہے جس میں حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء قطب عالم اغیاث ہند کا احوال فرحت مآل ظاہر نہیں کر سکتا مگر بہ اتباع پیران عظام کہ وہ اس احوال پیش خبری وغیرہ کو مندرجہ ذیل نو تاریخوں میں پڑھا کرتے تھے میں بھی تنہا تلاوت کر لیتا ہوں جس کے باعث باطن میں جو عروج پاتا ہوں وہ خارج از بیان ہے لیکن مژدہ تحریر کرتا ہوں آئندہ عارفین و کاملین مرفوع الاجازت کے لیے جن کا ظہور زمانہ صفات باطن میں ہونے والا ہے زہے بخت اُن کے کہ وہ ان تاریخوں میں ظاہر کے مرتبہ میں محفلیں ترتیب دے کر اس بیان معجز نشان کی تلاوت کیا کریں گے اور خلق اللہ کو اس سے مستفیض کریں گے توحید شہودی اور وجودی کا مذاق اٹھائیں گے برزخ جلالی اور جمالی کا ارتباط بڑھا کر ذات محبت میں فنائے تامہ حاصل کریں گے اور علاوہ بریں جو شخص کہ یہ نو محفلیں مع ختم و شیرینی تمام احوال کے تین ماہ متواتر کرے گا اگر خدا کا طالب ہوگا تو واصل ذات ہوگا دین چاہے گا تو عقبےٰ بخیر ہو جائے گی دنیا مردار کا خواستگار ہوگا تو وافر ہاتھ آئے گی لیکن قلب سلیم اور طلب صادق ہونا ضروری ہے اور وہ نو تاریخیں یہ ہیں۔ پانچویں محرم چھٹی رجب دسویں جمادی الآخر گیارہویں۔ تیرھویں چودھویں ربیع الاوّل پندرھویں جمادی الآخر سترھویں ربیع الآخر تیئیسویں جمادی الآخر

کہیج غدش

یہ رسالہ اردو زبان میں ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اولاد امجاد و حضرات حسنین و صحابہ کرام کی علامت آسمان پر موجود ہونے قول مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ترقیم فرمائی ہے۔ یہ رسالہ قابل دید ہے۔

گنجینہ وحدت

اس میں مختصر مختصر رسالے تعلیم و ہدایت باطنی بزبان فارسی ہیں۔

کتاب شجرات اس میں صرف اسماء مبارک حضرات پیران عظام جو چار پیر چودہ خانوادوں سے منسلک ہیں۔ مکاتیب نطاب یعنی کتب سے باسناد معتبر بطور شجرات تالیف فرمائی ہیں ۲۰ جزء حجم ہے۔

لب الحیوانات زبان فارسی ہے حیوانات کی گفتگو کو سمجھا گیا ہے کہ وہ اس رمز و کنایہ سے باتیں کرتے ہیں۔ اور ان کی احسام کے خواص بھی تحریر فرمائے ہیں۔

مثنوی وجود باشہود ہوالاول ہوالآخر ہوالظاہر ہوالباطن کی شرح بزبان فارسی منظوم فرمائی ہے عارفوں کے واسطے حرز جان ہے۔

مثال نکات صوفیہ فارسی زبان میں نکات صوفیہ تحریر فرمائے ہیں ہر شے سے معرفت الٰہی سمجھائی گئی ہے۔

معرفت حقائق الحقیقۃ قرآن مجید سے معرفت اور شوق الٰہی اور محبت و بے ثباتی دنیا وغیرہ وغیرہ کی آیات انتخاب کر کے اس کی تفسیر اردو میں تحریر فرمائی ہے کتاب ضخیم قابل دید ہر مسلمان ہے۔

مولد شریف صابری یہ بالکل نظم ہے اور مطابق بیان حقیقت گلزار صابری ہے اور نظم نہایت موزوں و دل کش عشاق کو وجد میں لاتی ہے۔ عارفوں کے سرور و حدت کو جوش دلاتی ہے۔

نکات و تعلیمات حسنیہ اس میں آیات جمع کی ہیں جو بطور نمونہ تصانیف و تالیف حضرت قبلہ عالم اکتاب ہذا کے آخر میں ناظرین معائنہ کریں گے۔

نگار و حدت یہ حضرت قبلہ عالم کا دوسرا دیوان اردو ہے اس میں غزلیات نعت و توحید ۲۰۰ غزل کی ہے کلام دل چسپ ہے جو بوقت خواندن نغمہ الست یاد دلاتا ہے۔

رسالہ برزخیہ وجدانی اردو میں ہے جو حضرت مولائے دو جہاں نے شغل سپاہیہ اور حبس کبیر تین سال برزخ صغریٰ میں رونق افروز ہو کر وجدانی کیفیت کے نزول میں تحریر فرمایا ہے۔ جو عارفوں کا قرآن اور موحدوں کا ایمان ہے بنظر ہدایت خلق اللہ کتاب ہذا کے بعد ناظرین کے معائنہ میں آئے گا۔

رسالہ برزخیہ روحی یہ رسالہ حضرت صاحب نے بالکل نظم میں ترقیم فرمایا ہے اور وہ مخصوص ہے۔

رسالہ تکثیر الشیونات تعویذ و نقوش کے قواعد و ضوابط میں یہ رسالہ اکسیر اعظم ہے بڑی محنت سے حضرت امام جعفر صادق صاحب کے مکتوب نطاب کشف الغیوب سے انتخاب کیا ہے۔

شجرہ حقیقتہ اس کتاب میں ۲۲۹ شجرات مکاتیب نطاب یعنی کتاب سے منتخب فرما کر حضرت ہادی برحق نے اپنے اسم مبارک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر شجرہ میں حروف اسماء مبارک حضرات پیران عظام قلم بند فرمائے ہیں یہ کتاب ۲۹ جزو کی ضخیم ہے۔

تاریخ آئینہ تصوف یہ تاریخ متضمن احوال حضرات پیران عظام چھتیس برس کی محنت میں حضرت صاحب قبلہ عالم نے بشرکت بہت سے خدام کے تالیف فرمائی ہے اور ہر بزرگ کا حال اس طرح نقشہ میں بھرا ہے جس کے ملاحظہ سے واضح ہوتا ہے

کہ دریا کوزہ میں بند کیا ہے۔

نام بزرگ	ولادت	خلافت	وفات	کیفیت
حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی غوث پاک قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ	تاریخ ۱۴ ماہ رمضان المبارک ۴۷۱ھ میں شب شنبہ کو تہجد کے وقت شہر گیلان میں آپ پیدا ہوئے راوی اس روایت کے سید ابو صالح صاحب والد ماجد آپکے بحوالہ مکتوب زبدۃ الحقیقۃ اور یہی حال تاریخ ظہرت نامہ میں بھی مندرج ہے۔	تاریخ ۱۱ ماہ ربیع الثانی ۵۱۱ھ میں جمعہ کے روز بعد نماز چاشت کے برج عجمی جامع مسجد میں بہ بیعت امامت و حوالت خلافت کلی حضرت شاہ شیخ ابو سعید مبارک ابن علی مخزومی رحمۃ اللہ علیہ سے مشرف ہوئے اور اس حال کے پندرہ حضرات راوی ہیں اور یہ حال کتاب خلافت اور ظہرت نامہ اور مکتوب بحر النبوت میں تحریر ہے	تاریخ ۱۱ ماہ ربیع الثانی ۵۷۱ھ میں جمعہ کے قبل نماز جمعہ مرتبہ لاہوت میں آپ نے وفات پائی مزار مبارک آپکا بغداد شریف جدید میں ہے مکتوب آپ کا کرتبۃ الوحدت ہے راوی اس روایت کے معتبر یہ ہیں شاہ دولہ صاحب مصنف تحفۃ الارواح صاحبزادہ عبدالوہاب صاحب مصنف مکتوب حضور الودود شاہ ابو القاسم گرگامی صاحب مصنف ظہرت نامہ۔	خلیفہ آپکے دس تھے لیکن سب میں اکبر آپکے شاہ دولہ صاحب گجراتی ہیں اور ۹ خلیفہ اصغر ہیں اور تین صاحب مجاز ہوئے روحی بیعت آپ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مع چار صحابہ کرام اور تمامی حضرات کاملین خاندان جنیدیہ سے حاصل ہوئی خوارق آپ سے تین ہزار ایک سو پندرہ خفی و جلی صادر ہوئے جن کی تفصیل مندرجہ مکتوب ہے

اس انتظام کی پابندی سے ہر سلسلہ مرفوع کو حضرت ہادی برحق نے اپنے نام نامی سے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی تک لکھا ہے اور جہاں تاریخیں اس انتظام کے خلاف دریافت ہوئیں وہ سلاسل چھوڑ دیئے گئے چنانچہ تعداد کل سلاسل جن تعداد سے وہ خاندان جاری ہیں اور تعداد سلاسل جن کے نام صرف شجرہ حقیقت میں لکھے گئے ہیں وہ اس نقشہ سے واضح ہو گی۔ جن کی تفصیل تاریخ آئینہ تصوف میں قلم بند کی گئی ہے اور تعداد سلاسل

نام خاندان	تعداد کل جن تعداد سے وہ خاندان جاری ہیں	تعداد سلاسل جن کی تفصیل تاریخ آئینہ تصوف میں لکھی گئی	تعداد جن کے صرف اسماء شجرہ حقیقت میں لکھے گئے
سلاسل گرگامیہ قریبہ	۳	۳	۳
سلاسل صابریہ چشتیہ	۴۱	۹	۳۲
سلاسل قادریہ	۱۸	۱۸	۱۸
سلاسل نظامیہ چشتیہ	۲۲	۱۱	۱۱
سلاسل قلندریہ	۱۵	۱۱	۱۴
سلاسل مداریہ	۱۱	۲	۹
سلاسل نقشبندیہ	۱۴	۱۴	۱۴
سلاسل سہروردیہ	۱۸	۱۰	۸
سلاسل النسیہ	۹	۴	۵
سلاسل اویسیہ	۷	۲	۵
سلاسل شطاریہ	۷	۲	۵
سلاسل کمیلیہ	۱۳	۸	۵
سلاسل عثمانیہ یعنی اجازت قرآن مجید	۹	۳	۶
سلاسل انبیاء علیہم السلام	۱۴	۵	۹

متفرقات سلاسل، روح جذبیہ، دوازدہ امام، عطاریہ، کبرویہ، تیزیہ، رسولشاہی
ازادیہ، شیرازیہ، حریریہ، سعیدیہ، خضریہ، نوریہ، حلاجیہ
طاؤسیہ، قشیریہ، حمویہ، جامیہ، رفائیہ، رفاعیہ، طیفوریہ، مغربیہ
لیسویہ، بکتاشیہ، بدویہ، رسوقیہ، بدریہ، خوارزمیہ، شاذلیہ، منوریہ، زاہدیہ
علویہ، جلالیہ، صفویہ، حلویہ، سہروردیہ۔ اور ہر چہار سلسلہ اجازت احادیث
شریف یہاں تک کل حضرات کا حال بموجب نقشہ مرقومہ اوّل کے لکھا گیا ہے اور
اس کے بعد حضرات اولیائے کرام متفرقین غیر سلاسل جو شمار اً ۲۱۰ حضرات اور
ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ اور اولاد امجاد آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم چھ اور عورات عارفہ ۲۴۔ اور اٹھارہ حضرات منتظم بیشردہ ہزار عالم
جن کا احوال آیات عجیبہ سے ہے اور حضرات مجازیب مادرزاد ۹۵ اور حضرات
شہدائے کربلا ۷۲، تن (اور یزید پلید کی فوج کی تعداد) اور نسب نامجات ہر چہار
خلفائے راشدین اور حضرات خواجہ غریب نواز اور حضرت خواجہ قطب صاحب اور
حضرت بابا صاحب اور حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم صاحب اور حضرت محبوب
الٰہی صاحب اور حضرت شاہ عبدالحق صاحب ردولوی اور حضرت شیخ احمد سرہندی
صاحب مجدد الف ثانی اور حضرت امیرِ دوجہاں اور حضرت ہادی برحق کے لکھے
گئے ہیں لیکن آنحضرت کے حالات صرف ولادت اور وفات بموجب تشریح نقشہ
کے مندرج کیے گئے ہیں الحق یہ تاریخ آیات عجیبہ جو ۳۱ جز قلم خفی صفحہ کلاں میں
تحریر ہے اور نہایت صحت و کوشش سے اس کو حضرت صاحب نے
قلم بند فرمایا ہے۔ اور ۳۱ برس کی سیاحت میں جمیع اولیاء اللہ کے مزارات
پر تشریف لے جا کر تجدید اً اور ان سے وجہی ملاقات فرما کر جو امور تحقیق طلب
تھے اُن کی تصحیح و اصلاح فرمائی خدا نے چاہا تو یہ تاریخ عدیم النظیر بدیع المثال
عنقریب کسوت الطباع پہن کر جلوہ افزائی مجلس مشتاقین ہوگی۔

تشریح البیعت اس رسالہ میں حضرت مولائے دو جہاں نے بیعت کے قواعد اور اس کی تشریح و تفصیل ارقام فرمائی ہے حجم گیارہ جز ہے۔

خزینہ احوال الغیوب اس کتاب میں مختلف احوال حضرت قبلۂ عالم نے جمع کیے ہیں ہر حال حالِ عجیب ہے اور ہر بیان معجز نشان ہے۔

خم خانہ وحدت یہ تیسرا دیوان حضرت ہادی برحق کا فارسی میں ہے اردو دیوان سے اس میں زیادہ کچھ اور ہی مذاق ہے۔

غزل بمدح حضرت الحق ہادیِ برحق دام فیضہم

تو مجدد ہے زمانہ کا تیرا راج ہے آج
تجھ کو احدیت صرفہ میں عروج حاصل ہے
رونقِ بزم ولایت ہے شہا آپ کا دم
نفس و شیطاں مجھے دھوکے ہیں پھنسا بیٹھے شہا
بن تمہارے نظر آتا ہے زمانہ سونا
روز محشر کو لیے اٹھوں تری نعلین

تیری اُلفت نے سنایا مرے سر تاج ہے آج
اور وحدت کی بھی حاصل تجھے معراج ہے آج
اور گروہ حنفیہ کا بھی سر تاج ہے آج
تجھ سے فریاد مری صاحب معراج ہے آج
آپ کی چشم عنایت کا یہ محتاج ہے آج
اور کہتا پھروں لوگو یہ مرا تاج ہے آج

نفس کے پھندوں سے خادم کو بچالو مولا
آپ کے قبضۂ قدرت میں مری لاج ہے آج

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرتِ مخدوم مخدومِ جہاں　　غوثِ اعظم قطب الاقطابِ زماں

حمد اس ذاتِ صانعِ ذوالجلال کو ثابت ہے کہ جس نے عالمِ وجود میں اپنی صفات کو ساتھ انوارِ ذاتی بحکم وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ کے مرصع اور مزین کر کے عالمِ امکان میں اپنی مخلوق کو ساتھ اولیائے عظام بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ کے زیب و زینت دی ہے اور معبود کہلایا گیا ہے اور نعت اس صفاتِ ذوالجلال کو تحقیق ہے کہ جو عالمِ ارواح میں مسجودِ ملائک ہو کر عالمِ ناسوت میں بحکم وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ و اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا کے مقصود اور مطلوب ہر یک نفسِ مقدس کو ٹھہرایا گیا ہے اور مدح لائق ہے اُن انفاسِ بالاختصاص کو کہ جنہوں نے وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ سُن کر اپنے نفسِ نفیس بالتخصیص کو خلعتِ روحانیت کا بموجب ھَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ کے پہنا کر مرتبہ صفاتِ حقیقی کا حاصل کر کے واصل ذاتِ بحت سے ہو کر مقامِ اعلیٰ میں جو شمار کیے گئے ہیں (حدیث) اِنَّ فِیْ جَسَدِ اٰدَمَ لَمُضْغَۃً وَفِی الْمُضْغَۃِ فُؤَادٌ وَفِی الْفُؤَادِ قَلْبٌ وَفِی الْقَلْبِ رُوْحٌ وَفِی الرُّوْحِ سِرٌّ وَفِی السِّرِّ خَلِیٌّ وَفِی الْخَلِیِّ اَخْفٰی وَفِی الْاَخْفٰی اَنَا جب حضرتِ سخر کائنات خلاصہ موجودات مفخر مخلوقات صاحبِ مقام قاب قوسین او ادنیٰ احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مژدہ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ کا سُنکر حدیث اَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ وَالْخَلْقُ کُلُّھُمْ مِنْ نُّوْرِیْ کے نوید طالبانِ دیدار کو بحکم نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ کی سنائی اور اپنے آپ اَحْمَدُ بِلَا مِیْم اور عَرَبٌ بِلَا عَیْن فرما کر خود ساتھ صورت روحانی اور حقیقتِ معنوی کے باطن میں حضرتِ علی کرم اللہ وجہہٗ کے ظاہر ہو کر حدیث لَحْمُکَ لَحْمِیْ وَدَمُکَ دَمِیْ وَجِسْمُکَ جِسْمِیْ وَرُوْحُکَ رُوْحِیْ کی خصوصیت لگا کر بر سرِ مجلسِ عام بحکم لَا یَعْرِفُ اللّٰہَ اِلَّا اَنَا وَعَلِیٌّ وَلَا یَعْرِفُنِیْ اِلَّا اللّٰہُ وَعَلِیٌّ وَلَا یَعْرِفُ عَلِیًّا اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَا سنا دیا اور مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اور اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا فَمَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْیَاْتِ الْبَابَ کی تعلیمِ سلیم سے ہدایت صراطِ مستقیم کی فرما کر حیات النبی کا مرتبہ قدیم اپنی ذاتِ خاص پر متحقق کر لیا

اور خطاب وَمَنْ سَلَكَ عَلٰى طَرِيْقَتِيْ فَهُوَ اِلَيَّ اور لقب عُلَمَاءُ اُمَّتِيْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ
کا نسبت جملہ صحابہ عظام اور اولیائے کرام کے مخصص فرما کر طریقہ مرشدی اور مسترشدی اور پیری اور مریدی
کو اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ کی ہدایت سے
بحکم وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ کے تا یوم القیام جاری کیا اور ہر ایک کو حصہ دولت عرفان وَمَنْ
عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کا بموجب وعدہ وَاللّٰهُ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ کے
علی الدوام عطا فرمایا، منجملہ اُن حضرات بابرکات ناہجان مناہج شریعت وسالکان مسالک طریقت
منزل رسیدگان ولایت معرفت عارفان اسرار حقیقت فضیلت یافتگان اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ
نَسْتَعِيْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ خصوصیت داران وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ
يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ تاجداران خلعت وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ
الْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ واقامت
ورزیدگان يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ
خطاب داران وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ منصب یافتگان وَمِنَ
النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ رہبران منزل فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ پرہیزگاران وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ
لِغَيْرِ اللّٰهِ مشاقان وعدہ اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ
خاصان خصوصیت فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ بہرہ مندان يُؤْتِي
الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ
اُولُوا الْاَلْبَابِ تارکان شوکت وجاہ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ
وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ
ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ کے یہ دو حضرات علالہ
خاندان مصطفوی سلالہ دودمان مرتضوی قدوہ سالکین طریق چشتیہ اسوہ خاصان فریق اتقیار

صدر نشین مجلس للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض یحسبھم
الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفھم بسیماھم لا یسئلون الناس الحافا تا جدار محل الا الذین
تابوا واصلحوا واعتصموا باللہ واخلصوا دینھم للہ فاولئک مع المؤمنین وسوف یؤت
اللہ المؤمنین اجرا عظیما ماہ سپہر کرامت مہر فلک ہدایت کعبۂ ارباب جہد و ریاضت قبلۂ اصحاب زہد و
رشادت محبوب سبحانی مخدوم انامی برہان الفضلاء سلطان الاولیاء وسیلۂ باریاباں قل ان کنتم
تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ وظیفۂ برگزیدگان کنتم خیر امۃ اخرجت للناس
تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تؤمنون باللہ عنوان علامۂ امامت خاتم اسنادِ
ولایت امیر بیانِ قضاء و قدر موجود بصفاتِ رحیمی و قہر افسرۂ تاج بخشایانِ عالم ناسوت شاہنشہ
قبض کشایانِ مقامِ ملکوت افضل الفضلاء اولئک علیھم صلوات من ربھم و رحمۃ و اولئک
ھم المھتدون اکمل الکملاء و ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون باعث عروج
مرتبۂ جبروت موجبِ حصولِ درجاتِ لاہوت و ہاہوت، ناز فرمائے حضرتِ وحدت راز افشائے جنابِ
احدیت یکتاز میدانِ لامکان شہبازِ بلند پرواز سدرۃ المنتہیٰ عرفان زبدۂ واعظان فان تولوا
فقولوا اشھدوا بانا مسلمون عمدہ واقعان لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون معدنِ
جود و سخا منبعِ علم و حیاء دستگیرِ عاصیاں سراپا تقصیر شفاعت خواہِ ہر صغیر و کبیر چارہ سازِ دردمندانِ ظاہر و باطن
معاونت پرداز گرفتارانِ رنج و محن مزارِ صفوفِ اصفیاء ہادیٔ گروہِ اتقیاء دلیل المتحیرین کفیل الطالبین
نقادۂ واصلانِ رب العالمین و سادہ نشینِ عاشقانِ خدا بین رہنمائے کاملانِ باصدق و یقین ہدایت فرمائے
عارفانِ کاملین شہنشاہِ دارین خسروِ خسروانِ کونین یعنی حضرت بادشاہِ دو جہاں مخدوم علاء الدین علی احمد
صابر صاحب کلیری نعم اللہ الارواح سلطان الاولیاء قطب عالم اغیاثِ ہند رحمۃ اللہ علیہ و جناب قطبِ ربانی
غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوبِ سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی قدس
سرہ العزیز کہ نتیجۂ آفرینش ہیژدہ ہزار عالم کے ہیں ؎

حضرتِ مخدوم مخدوم جہاں
غوثِ اعظم قطب الاقطاب زماں

حضرتِ صابر علی عالی تبار
مظہرِ شانِ جلال کردگار

غوثِ اعظم عارف باللہ ہیں
غوثِ اعظم مرشدِ دل خواہ ہیں

کیا ہی ان دونوں میں رنگ آمیز ہے
عطرِ صورت بوئے معنی ریز ہے

غیب گہہ سے یہ خدا کے دوست ہیں
دونوں یہ آپس میں مغز و پوست ہیں

فیض سے ان کے کھلے گلزار ہیں
فقر سے ان کے رشادت دار ہیں

رنگ و بو ان کا گل یک رنگ ہے
راز ان کا آتش یک سنگ ہے

نسبت بیرنگیِ ذاتِ وحید
ان کی نسبت سے ٹپکتی ہے مزید

ہیں یہ دو سرِ الٰہی کے ظہور
ہیں یہ دو نورِ نبی کے شمع نور

گلشن توحید کے گل چیں ہیں یہ
گلبن تفرید کے گل چیں ہیں یہ

وادیِ ایمن کے یہ شہباز ہیں
موسیٰ عمران کے یہ ہمراز ہیں

ہمدگر یہ نغمۂ یک ساز ہیں
الغرض آپس میں ہم آواز ہیں

دونوں صاحب مظہرِ تکمیل ہیں
کاملیت میں یہ بے تمثیل ہیں

بُو سے ان کی مغزِ عالم ہے تتار
رنگ سے ان کے جہاں رنگین بہار

رنگ سے ان کے جہاں رنگین ہوا
بُو سے ان کی نافۂ دارِ چیں ہوا

مغربی و مشرقی ان کے غلام
اور جنوبی اور شمالی لا کلام

کچھ بیاں ہوتا نہیں مجھ سے حسنؔ
یہ الوہیت کے دونوں ہیں چمن

رازدار ان کے نسب کا ہے حسنؔ
دانہ کار ان کے حسب کا ہے حسنؔ

وہ دو طالب اس کے یہ مطلوب ہے
وہ محب ہیں اس کے یہ محبوب ہے

فقر ان کے کو جلا دیتا ہے یہ
جام اُن کے کو پلا دیتا ہے یہ

حضرات صوفیاء صافی نہاد پاک سرشت اور راویان احوال کاملان حق پرست کا اس امر پر اتفاق ہے کہ احوال کیفیات ظاہری اور باطنی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء قطب عالم اغیاث ہند قدسنا اللہ تعالےٰ باسرارہم الاقدس کا مفصل دستیاب نہیں ہوا جو زیب افزائے صفحہ تحریر ہوتا۔

احوال اخفائے حال حضرت مخدوم دوجہاں رحمۃ اللہ علیہ

باعث اس کا گوش گزار شائقان اخبار اور سامعان محبت شعار کیا جاتا ہے کہ ہر ایک حضرات بابرکات عارفان اولوالعزم والمرتبہ صاحب نسبت شہنشاہی ولایت خمسہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس امر کو ربط انضباط فرمایا ہے کہ ہر ایک کتاب میں کیفیات باطن اور ایک کتاب میں حالات ظاہر تحریر فرما کر ارباب باطن کو کتاب کیفیات باطن مرحمت فرمائی۔ اور اصحاب ظاہر کو کتاب حالات ظاہر کی عنایت کی چنانچہ احوال ظاہر ہر ایک بزرگ کا گوش زد ہر ایک خاص و عام کے ہے اور کیفیات باطن کے ہر ایک جناب کے گوشہ نشین خاطر ہر ایک صاحب کیفیت باطن کے اسی وجہ سے کہ فضائل اور مراتب جناب قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ جد امجد حضرت مخدوم صاحب موصوف کے بھی مسرت افزائے خاطر معتقدان راسخ الاعتقاد نہیں ہوئے۔

حضرات بزرگان دین متین متقدمان اور متاخرین ہر ایک خاندان مشتقہ سلاسل خلفائے راشدین حضرت سرور کائنات خلاصہ موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں سے ہر ایک حضرات صاحب مجاز مرفوع الاجازت اور اولوالعزم والمرتبہ اور شہنشاہ ولایت حمان اور امام اور امام الائمہ اور امام امام الائمہ نے اپنے اپنے خاندان میں ایک کو اپنے خلفائے کاملین سے گوہر نایاب معرفت اور دُر بے بہائے عرفان حقیقت کا ساتھ مرتبہ تمام و کمال امامت اور اجازت اور حوالت اور ارشاد تعلیم طریقت کیفیت باطن کے مع جملہ اسناد و خلافت نامجات

معتبرہ اوراد و اذکارِ منضبطہ اور شجرات متحققہ اور تبرکات ملبوسات وغیرہ و دیگر اشیائے ہر قسم اور مکتوبات مندرجہ کیفیات باطن و احوال صدور حالات شبانہ روز نام بنام ہر ایک پیران عظام سلسلہ اجازت فرمودہ عطا فرما کر خطاب صاحب مجاز مرفوع الاجازت کا مرحمت فرمایا ہے اور دیگر حضرات طالبان خدا کو لقب امام الخلفاء یعنی امام الائمہ اور امام اور خلفاء کا عنایت کر کے صرف ایک سند حسب مضمون مرتبہان کے اور ایک ایک شجرہ جس سلسلہ میں اُن کو صاحب مجاز کیا لطف فرمایا ہے۔ اور منجملہ ان حضرات صاحبان مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت حمان کے مشکل کشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب گنگوہی قطب عالم دستگیر سلطان التارکین قدس سرہ العزیز اور جناب شاہ عبدالکریم صاحب قطب الدارین عرف ملا فقیر اخون صاحب قدوسی حنفی مصطفےٰ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کہ ان دونوں حضرات والاصفات نے ہر ایک خاندان منسوبہ صاحبان مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت حمان سلاسل مشتقہ خلفائے راشدین جناب اشرف المخلوقات احسن الموجودات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں جمیع صاحبان مجاز مرفوع الاجازت اپنے اپنے زمانہ سے اس گوہر تابدار معرفت اور لعل عالم تاب عرفان حقیقت کو تمام و کمال مراتبات بیعت امامت اور حوالت اور اجازت اور ارشاد کے مع دقائق اور نکات مستمرہ اور شروط اور قیود و مرعیہ اور جملہ اسناد خلافت نامجات معتبرہ اور اوراد منضبطہ اور شجرات متحققہ اور تبرکات ملبوسات وغیرہ و دیگر اشیاء ہر قسم اور مکتوبات مندرجہ کیفیات ظاہر اور باطن ہر ایک حضرات پیران عظام کے سلاسل مرفوع الاجازت میں حاصل فرمایا ہے اور ہر ایک بزرگ اجازت فرمانے والے نے وقت اجازت دینے کے یہ کلام زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ ہم کو تمین واسطہ سے خبر اس امانت تفویض کرنے کی بنام تمہارے حکم بحکم معلوم ہوتی چلی آئی ہے

نسبت مرفوع جس کو ہو حصول
ہے وہ اس ارشاد نامی کا رسول

حق تعالےٰ نے ہمیں چودہ طریق
اے حسن بخشے بار شاد دقیق

اُس شہ ہادی اللہ شان نے
اُس شہنشاہِ تقدس آن نے

دی کتابِ راز فقرِ چار دہ
نور میں روشن تر از صدمہ مہر و مہ

دل پہ جب اُس نور سے آئی ضیا
راز چودہ خانوادہ کا کھلا

دام صابر کے بحکم کردگار
ہم سحرگاہِ ازل سے ہیں شکار

جو علی احمد کا ہے داخل طریق
اس سعادت کیش کا ہے حق رفیق

اس طریقہ میں جو ہو طالب مرید
زود تر ہو زود تر قطب مزید

جس کی قسمت میں ہے ان کا انتساب
وہ سپہر فقر کا ہے آفتاب

جو طلسم آباد خانہ وا کرے
سلسلہ مخدوم کا برپا کرے

ہے نظامی سلسلہ اپنا نظام
یہ نظارت بھی خوش آئی لاکلام

قادری نسبت ہے محبوبی سرشت
عاشق و معشوق ہیں پیرانِ چشت

ہیں یہ گلزار نبوت کی بہار
رنگ و بو ان کا ہے محبوبی نگار

غوثِ اعظم کی غلامی کا حضور
ہے ہمارے واسطے جام سرور

نقشبندی بھی ہمارا ہے طریق
خوب خوش آیا ہمیں ہے یہ فریق

نقشبندی سرخوش و ذوقِ فنا
بے خبر بے خویش از فکرِ سوا

سہروردی کبرویہ سے کمال
ذوق ہے دل میں ہمارے طب حال

نسبتِ شاہِ مدار مست ہُو
ہے ہمارے گلستاں کی رنگ و بو

سلسلہ شاہ اویسی بھی حسن
روز اوّل سے ہمارا ہے چمن

نسبتِ ہر خانوادہ اور ہے
یہ عقیدہ ہے کہ جس کو غور ہے

الغرض ہر ایک کا ہی رنگ غیر
ہر نسب پرواز کا آہنگ غیر

رنگ ہر ایک کا بظاہر غیر ہے
گرچہ باطن گاہ میں ایک سیر ہے

کوئی مستِ بادۂ ذات صفات
کوئی سرمست شراب صاف ذات

کوئی پابندِ شہادت گاہ ہے
کوئی غیب الغیب سے آگاہ ہے

کوئی اپنی بود کی کرتا ہے سیر
کوئی اپنے آپ کو سمجھے ہے غیر

کوئی سبحانی کا مستِ جام ہے
کوئی دلقی کا خراب تام ہے

کوئی قیوم کا مست احیائے بکار
طور پہ کوئی ترانی کا شکار

کوئی بندہ مظہر ارشاد کا
ناز پرور اس خدا کی داد کا

فکر کے اس کے طریقے سو ہزار | ذکر ہے اس کا بحد بے شمار
اتقیاء اور اصفیا ہر دم حسن | دیکھتے رہتے ہیں یہ پھولا چمن
راز کی یہ بات ہے بس اے حسن | اس بیاں سے بند کر اپنا دہن

اور علی الخصوص ان دونوں حضرات بابرکات والاصفات نے اس خاندان منبع العرفان سلسلہ عالیہ قدوسیہ صابریہ چشتیہ کو کہ منصب شہنشاہی ولایت حمان صفات اولوالعزم والمرتبہ مرفوع الاجانت کا اس خاندان فیض بنیان میں بوجوہ کاملہ متحقق ہے اس تسلسل فیض مسلسل شجرہ سے حاصل فرماکر تابقیام عالم جاری فرمایا ہے۔

ابیات

یہ چمن ہے سیر گاہ کاملاں | یہ چمن ہے جلوہ گاہ واصلاں
جس چمن میں چار سو سنبل نہ ہو | جس چمن میں رنگ و بوئے گل نہ ہو
اس چمن کی سیر کس کو بھائے ہے | اس چمن کو کون شائق جائے ہے
زینت رخسار ہے گیسوئے یار | خوبی گلزار ہے سنبل بہار
زلف کب معشوق کے رخسار پہ | مستعد ہے دعوی تکرار پہ
زلف مشکیں بوئے امکانی بکار | روئے رنگیں نقش ایجابی نگار
اس چمن کا پھول پھولا اے حسن | احمد صابر شہنشاہ زمن
صابریہ یہ سلسلہ ایک جام ہے | نام صابر اسم اعظم تام ہے
صابریہ یہ سلسلہ گلزار ہے | یہ طریقہ سر بسر انوار ہے
رنگ و بوئے نور تازہ سے حسن | صابریہ سلسلہ پھولا چمن
حضرت مخدوم شاہنشاہ فقر | بادشاہ فقر و مہر و ماہ فقر
صاحب سرمایہ جذب و سلوک | تاجدار و تاج بخشائے ملوک
خاندان فقر ان کے نور سے | جلوہ فرما ہے زیادہ طور سے
مہر احمد ہے نبوت کی بشیر | مہر صابر ہے ولایت کی خبیر

احمدِ صابر نسبت دار نبی
زینت سجادۂ مولا علی

ہیں جو مہر ولایت شاہ غریب
ہیں وہی اب تک اثر بخش نہیب

لافتا الا کی تیغ آبدار
گنج شکر کے خلیفہ نامدار

مست ہیں گنج شکر کے جام سے
جام سے حضرت کے اچھے نام سے

قطب دین کا فقر خوش آیا انہیں
آپ کا جلوہ بہت بھایا انہیں

شاہ اجمیری جہاں کے بادشاہ
رہنمائے راہ صاف لا الٰہ

حضرت خواجہ معین الدین سے
فقر کے واقف ہوئے آئین سے

غوثی و قطبی جنھوں کی داد ہے
داد ہے امداد ہے ارشاد ہے

تاقیامت یہ طریق بے نظیر
غوثی و قطبی کا ہوئے گا بشیر

غوثی و قطبی و ابدالی کا نور
اس طریقے میں رہے گا بالضرور

یہ طریقہ ہے پسندِ مصطفیٰ
سلسلہ ہے یہ پسند مرتضیٰ

اس چمن کا باغبان مولا علی
اس چمن کا غنچہ و گل ہر ولی

دیدۂ بینا جسے بخشے الٰہ
وہ علی احمد کا دیکھے عز و جاہ

اے حسن جو ہے پسند ہو بدوش
اس طریقے کا وہی ہے گلفروش

گلفروشی اس طریقہ کی مدام
اے حسن تجھ پر تعین ہے لاکلام

جو ہوا مخدوم صابر کا غلام
دستگیر اس کے ہوئے بارہ امام

بیان انتقال کیفیات عرفان حقیقت محمدیہ

رمز دانایان حقیقت و رازداران معرفت جانو! آگاہ ہو کہ حضرت رسالت پناہ مہبط اسرار سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی مورد انوار فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جو گوہر نایاب معرفت اور دُر بے بہائے عرفان حقیقت کا کہ حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہٗ کو اس خاندان میں خلفائے راشدین اپنے سے عطا فرمایا۔ ابیات

مصطفےٰ ہے صورتِ معنی نگار
معنی صورت فروش کردگار

مصطفےٰ ہے جلوۂ دارِ شہود
مصطفےٰ ہے سرلبسر سترِ وجود

مصطفےٰ ہے بادشاہِ کائنات
مصطفےٰ ہے شاہِ شاہانِ جہات

مصطفےٰ شانِ ثلوثِ اوّلی
مصطفےٰ نورِ ثنیتِ آخری

مصطفےٰ کے راز سے حیرت بکار
آج تک ہے جبرئیل راز دار

جب سے دیکھا معاملہ دستار کا
بادہ خور ہے حیرتِ اسرار کا

مصطفےٰ کا راز ہے رازِ خدا
مصطفےٰ کا سِر ہے سِرِّ کبریا

مصطفےٰ کے واسطے دونوں جہان
مصطفےٰ کیواسطے ہے کُن فکاں

مصطفےٰ اسرارِ غیب الغیب ہے
مصطفےٰ انوارِ حق لاریب ہے

جب خدا نے مصطفےٰ پیدا کیا
مصطفےٰ پر آپ کو شیدا کیا

غیب سے دارِ شہادت میں خدا
مصطفےٰ کی شان میں ہے رونما

نامِ احمد اوّلین سرکار میں
ہے محمد آخرین دربار میں

ماہِ نورِ کردگار دو جہان
احمد مرسل ہے بے ریب و گمان

احمد مرسل تجلیٔ ظہور
احمد مرسل سراپا نُور نُور

احمد بے میم نورِ ذات ہے
احمد بے میم طورِ ذات ہے

احمد مرسل تجلی صفات
احمد بے میم ہے نورِ الٰہ
احمد مرسل نہایت پایہ دار
اوّل و آخر ظہورِ احمدی
یہ تنِ خاکی ہے طورِ احمدی
نورِ احمد نورِ شمعِ راہ ہُو
نورِ احمد کا جھلکتا ہے تمام
نورِ احمد کا یہ فرش و عرش ہے
نورِ احمد کا ہدایت کار ہے
نورِ احمد گر نہ ہوتا جلوہ گر
نورِ احمد جلوۂ کونین ہے
نورِ احمد رہنمائے مستقیم
نورِ احمد جلوہ بخشِ عرش گاہ
نورِ احمد نام زد وحدت ہوا
نورِ احمد سے منور دو جہان
نورِ احمد مشعلِ راہ طریق
نورِ احمد سے منور ماہتاب
نورِ احمد مشعلِ ایمان ہے
نورِ احمد نورُ اللہ المعتمد
کب احد احمد میں ہے رنگِ دوئی
یہ تجلی متحد بالذات ہے
رات ہے اس جا مراد اپنی حسن
جب ہویت غیب سے بہر ظہور

احمد مرسل صفات پاک ذات
احمد بے میم ہے طورِ الٰہ
احمد مرسل ہدایت سایہ دار
ظاہر و باطن حضورِ احمدی
یہ دلِ صافی ہے نورِ احمدی
نورِ احمد جلوۂ درگاہِ ہُو
نورِ احمد کا چمکتا ہے تمام
نورِ احمد کا یہ عرش و فرش ہے
نورِ احمد رشد کا دربار ہے
کون دیتا حضرتِ حق کی خبر
نورِ احمد مایۂ دارین ہے
نورِ احمد رنگ گلزارِ نعیم
نورِ احمد شمعِ نورِ لا الٰہ
نورِ احمد مشعلِ کثرت ہوا
نورِ احمد ہے محلِ کُن فکاں
نورِ احمد رہنمائے ہر فریق
نورِ احمد سے مجلی آفتاب
نورِ احمد جلوۂ عرفان ہے
نورِ احمد مشعلِ افروزِ احد
دوئی تر ہے ان سے آہنگِ دوئی
یہ تجلی سایۂ یک رات ہے
ہے بہر صورت ہویت کا وطن
آئی وحدت میں تجلی بخش نور

اپنے جلوہ پر جو ڈالی اک نظر
ہو گئی فی الفور خود سے بے خبر

جب خودی میں آ کے دیکھا آپ کو
آپ کو پایا رسولِ راز کو

نام اُس کا احمدِ مرسل کیا
سب کمال اپنا اُسے اس دم دیا

بس ہوا معلوم یہ اُس راز سے
اُس تجلی نیاز و ناز سے

ناز ہے صورت گر شانِ نیاز
ناز سے ظاہر ہوئی آنِ نیاز

عاشق و معشوق ہیں اک رازِ بخش
ہیں یہ دو اک نغمۂ آوازِ بخش

باطن و ظاہر ہیں دونوں اک طراز
رنگ بخش جلوہ ناز و نیاز

حُسن ہر دم شمعِ ناز افروز ہے
عشق ہر ساعت نیا نازآموز ہے

حُسن و عشق آپس میں دونوں جلوہ زیب
جلوہ فرمادیں گے تا روزِ حسیب

حُسنِ صورت عشقِ معنی کا چمن
اپنے اپنے رنگ پر ہے اے حسن

شاہِ غیبی حضرتِ وحدت میں آ
آپ اپنے آپ پر شیدا ہوا

نسبتِ احمد کہ اِلاَّ اللہ ہے
کب بھلا اس سے ہر ایک آگاہ ہے

مصطفےٰ میں جب ہوئے فانی علی
تب ہوئے وہ پیشوائے ہر ولی

اس فنا کے باب میں خیر البشر
دے گئے ہیں لَحْمُ لَحْمِی سے خبر

لَحْمُ لَحْمِی دُوْحُ دُوْحِی یاد کر
آپ کو اس یاد سے دل شاد کر

شغلِ برزخ کو نہ چھوڑ اے نیک خُو
ہے یہی شغل عجائب شغلِ ہُو

مصطفےٰ کو اُس نے پایا اے حسن
جس نے بوجھا پیر کامل کا سخن

اس غواصِ بحرِ معرفت نے وہی دُرِّ نجف شاہوارِ عرفان روحی حضرت امام خواجگاں خواجہ حسن بصری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے کبیر اپنے سے مرحمت فرمایا اور اس شناورِ دریائے حقیقت نے وہی لولوئے عدیم المثال عرفان روحی حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے عظام اپنے سے عنایت فرمایا۔ اور اس آشنائے بحرِ حقیقت نے وہی دُرِّ آبدار عرفان روحی حضرت خواجہ فضیل بن عیاض

موسیٰ صفات رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے سعید اپنے سے بخشش فرمایا اور
اس مسند نشین شریعت نے وہی گوہر شاہوار عرفان روحی حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ادہم
بلخی صاحب محیط العناصر رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے اکمل اپنے سے عطا فرمایا
اور اس شہنشاہ اقلیم طریقت نے وہی لولوے بے نظیر عرفان روحی حضرت خواجہ سدید الدین
صاحب خلیفۃ المرعشی رکن الکعبہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے عزیز اپنے سے
مرحمت فرمایا۔ اور اس کریم دولت معرفت نے وہی دُرِ نیر عرفان روحی حضرت خواجہ امین الدین
صاحب ہبیرۃ البصری سپہ و ملائک رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے کبار اپنے سے
لطف فرمایا۔ اور اس فرمانروائے مملکت معرفت نے وہی لولوئے تابدار عرفان روحی حضرت
خواجہ علو ممشاد صاحب دینوری کوہن آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے راشدین
اپنے سے مرحمت فرمایا۔ اور تخت نشین مسند کرامت نے وہی گوہر مکنون عرفان روحی حضرت
خواجہ ابو اسحاق صاحب شامی سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے سعید اپنے
سے عنایت فرمائے تخت ولایت نے وہی دُرِ بے بہائے عرفان
روحی حضرت خواجہ ابو احمد صاحب ابدال اولین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے
گرامی اپنے سے مرحمت فرمایا۔ اور اس مسند آرائے مملکت شریعت نے وہی لولوئے
جاں بخش عرفان روحی حضرت خواجہ محمد زاہد مقبول چشتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان
میں خلفائے رشید اپنے سے عطا فرمایا۔ اور اس تاجدار تخت حقیقت نے وہی دُرِ یکتائے
عرفان روحی حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف صاحب چشتی سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کو اس
خاندان میں خلفائے گرامی اپنے سے بخشش فرمایا۔ اور اس شاہ تخت آرائے کرامت
نے وہی لولوئے مخزن عرفان روحی حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی صاحب شہنشاہ الارواح
رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے عزیز اپنے سے مرحمت فرمایا۔ اور اس تخت نشین
ولایت حقیقت نے وہی گوہر یم النظیر عرفان روحی حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی صاحب
نفی القفار معلق رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے کاملین اپنے سے عنایت فرمایا
اور اس درۃ التاج ولایت نے وہی در بے بہائے عرفان روحی حضرت خواجہ عثمان

یعنی صاحب چشتی تکفیر الخلاصی و تکبیر الامانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے عظام اپنے سے عطا فرمایا اور اس تاج بخش خسروان ملک معرفت نے وہی گوہر نایاب عرفان روحی حضرت خواجہ معین الدین حسن صاحب سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندانِ عالیشان میں خلفائے رشید اپنے سے عنایت فرمایا اور اس شہنشاہِ مملکت کونین نے وہی لولوئے شاہوار عرفان روحی حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلوی اولین الارواح رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے سعید اپنے سے مرحمت فرمایا اور اس تاجدار اقلیم حقیقت نے وہی دُرِ اشرف عرفان روحی حضرت خواجہ شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب قطب عالم مسعود العالمین اغیاثِ ہند رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے رشید اپنے سے عنایت فرمایا۔ اور اس تاج بخش مسند نشینان معرفت نے وہی گوہر بے نظیر عرفان روحی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے عظام اپنی سے مرحمت فرمایا۔

اشعارِ مؤلف

حضرتِ مخدوم شانِ لا الٰہ
پردہ عظمت پہ رکھتے چشمِ گاہ

محوِ ذاتِ کبریا لیل و نہار
بوستانِ فقرِ احمد کی بہار

وہ فریدالدین کے سروِ چمن
گنجِ شکر کے چمن کے یاسمن

فقرِ قطب الدین کے چادر بدوش
وہ معین الدین کے نسبت فروش

سینکڑوں اُن کی کراماتیں جلی
لکھ گیا ہے ہر زمانے کا ولی

رشد اُن کا فقر کا گلزار ہے
فقر ان کا وادیِ تاتار ہے

حضرتِ صابر علاؤ الدین کو
اے فقیرو بوجھ لو تم بوجھ لو

حضرتِ صابر ہیں سرِ ذاتِ ہُو
حضرتِ صابر ہیں خود آیاتِ ہُو

حضرتِ صابر جلال اللہ ہیں
حضرتِ صابر جمال اللہ ہیں

حضرت صابر تجلی زیب نور — حضرت صابر ہیں یا ہو کے ظہور
شان اُن کی جلوہ بخش حیدری — آن ان کی ذوالفقار صفدری
ہند ان کے رشد سے ایمان بکار — ہفت اقلیم ان سے ہے رنگین بہار

فیض سے ان کے نگس سرمایہ دار
ہر پیشہ تمنائے سرمایہ دار

اور اس گوہر بخش اقلیم حقیقت نے وہی دُرِ مکنون عرفان روحی حضرت خواجہ شیخ شمس الدین صاحب ترک پانی پتی شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کو کہ اور کوئی خلیفہ بجز اُن حضرت کے نہ تھے اس خاندان میں نوازش فرمایا۔ اور شہنشاہ مملکت ولایت نے وہی گوہر شاہوار عرفان روحی حضرت شاہ جلال الدین صاحب پانی پتی کبیر الاولیاء قلندر ثالث رحمۃ اللہ علیہ کو کہ اور خلیفہ اس جناب سے بھی نہ ہوئے اس خاندان میں کرم فرمایا اور اس بادشاہ تخت نشین ولایت نے وہی گوہر بے نظیر عرفان روحی حضرت مخدوم شاہ شیخ نورالحق احمد عبدالحق صاحب ردولوی زندان پیر رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے سعید اپنے سے عطا فرمایا اور اس شہنشاہ ملک و معرفت نے وہی لولوئے یکتائے عرفان روحی حضرت شاہ شیخ عارف جیو صاحب بطن الولایت رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے عزیز اپنے سے لطف فرمایا۔ اور اس شہریار مسند ولایت نے وہی دُرِ شاہوار عرفان روحی حضرت شاہ شیخ محمد جیو صاحب عیسیٰ روحی رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں کہ اور کوئی خلیفہ آنحضرت سے نہ ہوئے مرحمت فرمایا۔ اور اس تخت نشین مملکت نے وہی گوہر بے مانند عرفان روحی حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب گنگوہی قطب عالم دستگیر سلطان التارکین رحمۃ اللہ علیہ جدا امجد فقیر مؤلف کتاب ہذا کو اس خاندان میں کہ اور کوئی خلیفہ اس جناب کے بھی نہ ہوئے عنایت فرمایا۔ اور چونکہ اس جناب نے مرتبہ صاحب مجاز مرفوع الاجازت کا جملہ خاندان میں حاصل کیا ہے کہ مجتہد تعلیم اور مجدد کیفیت باطن کے ہیں اس وجہ سے اس صدر نشین چار بالش ولایت نے جملہ کیفیات مرتبہ شہنشاہی ولایت کے الوان تلوین سے حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری

کریم الطرفین رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں اور ہر دو خاندان حنفیہ علوی اور چند سلاسل
میں بہ تعلیمات کیفیات، ولایت روح جذبیہ کی انواع انواع کے تصرفات سے حضرت
شاہ شیخ عبدالحمید صاحب عرف شیخ زین اولین ولایت روح جذبیہ رحمۃ اللہ علیہ فرزند کلان
اپنے رضی بلکہ جد امجد اس فقیر مؤلف کتاب ہذا کو ساڑھے سترہ سو خلفائے راشدین اپنے سے
لطف فرمایا۔ اور حضرت شاہ شیخ جلال الدین صاحب ممدوح نے وہی لولوئے عدیم المثال
عرفان روحی حضرت شاہ نظام الدین صاحب بلخی وجد سلطان رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں کہ
یہی ایک خلیفہ اس جناب سے ہوئے کرم فرمایا۔ اور اس سریر آرائے ولایت طریقت
نے وہی گوہر معرفان روحی حضرت شاہ شیخ ابو سعید جیو صاحب گنگوہی دست رسول
رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے عزیز اپنے سے عنایت فرمایا۔ اور اس گوہر نثار
خزائن معرفت نے وہی دُر بے بہائے عرفان روحی حضرت شاہ شیخ محمد صادق جیو
صاحب گنگوہی صادق مثال رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں کہ ان حضرت سے بھی اور
کوئی خلیفہ نہ تھے مرحمت فرمایا۔ اور اس صاحب جاہ و جلال مسند حقیقت نے وہ گوہر گیتی
افروز عرفان روحی حضرت شاہ شیخ داؤد صاحب گنگوہی رحیم دل رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان
میں خلفائے سعید اپنے سے عنایت فرمایا۔ اور اس شہنشاہ ولایت شریعت نے وہی
دُر شاہوار عرفان روحی حضرت شاہ المعالی صاحب صمدی انبیٹھوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس
خاندان میں خلفائے کبیر اپنے سے لطف فرمایا۔ اور اس خسرو ملک طریقت نے وہی گوہر
یکتائے عرفان روحی حضرت سید محمد سعید صاحب عرف میران سید شاہ بھیکھ صاحب
فی الواحد الوجود رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے عظام اپنے سے عطا فرمایا اور اس
شاہ کونین نے وہی لولوئے بے نظیر عرفان روحی حضرت شاہ عنایت جیو صاحب بہلولپوری
ذوالقوہ المتین رحمۃ اللہ علیہ کو اس خاندان میں خلفائے رشید اپنے سے کرم فرمایا اور اس
شہریار مسند کرامت نے وہی لعل جہاں افروز عرفان روحی حضرت شاہ عبدالکریم شاہ صاحب
قطب الدارین عرف ملا فقیر اخون صاحب مصطفےٰ آبادی جد امجد فقیر مؤلف کتاب ہذا کو
اس خاندان میں خلفائے عظام اپنے سے مرحمت فرمایا۔ اور چونکہ یہ جناب بھی مثل حضرت

مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب گنگوہی قطب عالم دستگیر سلطان التارکین رحمۃ اللہ علیہ
کے اپنے زمانہ میں حضرات صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت
حماں صفات بعضے خاندان عجیب اور اپنے خاندان نسبی حضرت شاہ عبدالحمید صاحب عرف
زین اولیین ولایت روح جذبیہ فرزند کلاں حضرت قطب عالم صاحب موصوف میں مرتبہ
صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت حماں صفات پر امام مجتہد عصر
متفیض ہیں۔ اور اس داور نعمت ماہی کونین نے وہی لعل درخشاں عرفان روحی مع جملہ کیفیات
شہنشاہی ولایت بالوف الوان تلوین مراتب باطن وتعلیمات کیفیات ولایت روح جذبیہ
بتصرف تصرفات قوت باطن اور جمیع تبرکات مفاوضات معنونہ حضرات پیران عظام جمیع
سلاسل کے حضرت لی مع اللہ گاہ میاں غلام شاہ صاحب معصوم قطب زمانی مصطفےٰ آبادی رحمۃ
اللہ علیہ فرزند کلاں اپنے کو کہ عموی شفیق اس کفش بردار مؤلف کتاب کے تھے خلفائے گرامی
اپنے سے جملہ خاندان میں عنایت فرمایا۔ اور اس فیاض خود اختصاص نے وہی لعل
عالمتاب عرفان روحی مع جملہ کیفیات باطنی اور مناصب شہنشاہی ولایت اور مفاوضات
معنونہ موصوفہ بالا کے جناب پیر ومرشد ہادی برحق خضر قافلہ سالکان سلسلہ مخدومی نوح
کشتی نشینان واسطہ محبوبی پشت پناہ مرتبہ قطب الاقطابی شرافت دستگاہ درجہ غوثیت
وافرادی ادیب دلبستان ملکوت شمع شبستان جبروت لامع تجلیات لاہوت مستغرق بادہ
سرور ہاہوت مظہر جامع مظاہر جمع الجمع مرجع کاملان توکل ومقنع علیٰ مردگان عشق الٰہی
موسیٰ سائلان دیدار حقیقت آگاہی بادہ محویت حضرات مجازیت قوت جاذبہ اقطاب
رقیب ونجیب خلیل کعبہ اصحاب حقیقت وکیل حوصلہ ارباب معرفت امام حضوری خوانان
مصلہ ولایت ملک العلام مفتیان وسادہ طریقت باشریعت ساقی تشنگان بادہ توحید باقی
بہ بقائے ذات واجب التفرید مغنی اغنیائے الفناء غنی النفس معطی عطائے اللہ بس باقی
ہوس طمورہ صفات الوہیت مصدر شان واحدیت زربان بام حضرت وحدت نسیم
گلستان حضرت احدیت پیر دستگیر روشن ضمیر حضرت شاہ محمد امیر صاحب صاحب حق قطب
الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کو خلفائے رشید اپنے سے جملہ خاندان میں عطا فرمایا۔ اور اس امیر

دو جہاں حامی جاودان نے وہی لعل رخشاں عرفان روحی مع جمیع کیفیات الوان تلوین باطن
اور مناصب شہنشاہی ولایت حمان صفات اور مدارج مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ
بعطائے جمیع مفاوضات معنونہ یعنی اسناد خلافت نامجات معتبرہ اور شجرات متحققہ اور
تبرکات متبرکہ اور مکتوبات مندرجہ احوال ظاہری اور کوائف باطنی بدقائق و نکات مراتبات
امامت اور حوالت اور اجازت بشروط مستمرہ و قیود مرعیہ بموجب حکم حضرت سرور کائنات
مفخر موجودات احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے خلفائے کبیر اپنے
سے جملہ خاندان میں اس غلام کفش بردار فقیر شاہ محمد حسن صابری چشتی مشرب قدوسی نسب
حنفی مذہب مؤلف کتاب ہذا کو مرحمت فرمایا۔ اور اس بہرہ مند نعمت ہائے دارین
نے وہی لعل جہاں افروز عرفان روحی اپنے خلفاء کو بحکم حضرت الحق ہادی مطلق مع
جمیع حفظ مراتب و لوازمات موصوفہ و مراسمات ممدوحہ کے عطا فرمایا اور آئندہ کو بھی
بامر باطن طالب صادق واصل مرشد کو عنایت کرتا رہے گا۔

نظمِ متوّلف

صوفیانِ صاف دل صافی نہاد
عارفانِ پاک طینت پاک زاد

جانتے ہیں شیخ کو دریائے ہُو
بُوجھتے ہیں شیخ کو صہبائے ہُو

شیخ ہے صورت نمائے احمدی
شیخ ہے معنی فروشِ سرمدی

جس کو ہو دیدارِ احمد کا خیال
آئینہ اس کا ہے مرشد کا جمال

مظہرِ مرشد ہے مرآتِ رسول
مظہرِ مرشد ہے آیاتِ رسول

اے فقیرو مرشدِ کامل ہے کیا
مرشدِ کامل ہے نورِ مصطفےٰ

روز و شب ارشاد کا پابند ہو
ہر زمان تبلیغ سے خورسند ہو

دولتِ ارشاد ہو اسکے نصیب
ہو عَلَم اس کا بمیدانِ حبیب

آپ احمد صورت مرشد بنا
طالبوں کے واسطے ہے رُونما

جس نے بُوجھا مرشدِ آگاہ کو
اُس نے بوجھا احمد و اللہ کو

شیخ ہے سرِ ہویّت نورِ ہُو
نور ہو سر تا قدم منظورِ ہُو

مظہرِ مرشد کہ رشد آثار ہے
احمدِ بے میم کا اسرار ہے

مظہرِ شیخِ اجل ہے طورِ حق
جسمِ خاکی شیخ کا ہے نورِ حق

شیخِ کامل کو نہ سمجھو غیرِ ذات
شیخِ کامل ہے رسالت کی صفات

شیخ ہے ہر مہمت منزل کا بشیر
شیخ ہے رازِ الٰہی کا خبیر

جو حقیقت شیخِ دیں کی پاگیا
وہ حقیقت ذوالمنن کی پاگیا

مرکزِ خاکی سے تا عظمتِ سرا
دیکھ لو نورِ محمد جا بجا

شیخِ کامل سے لگاؤ دھیان تم
پست سے بالا اُڑو ہر آن تم

شیخ کو اس نوسرا میں پاؤ تم
منزلِ اسفل سے بالا جاؤ تم

گر بقا منظور ہے تجھ کو فنا
شیخ کی صورت میں تو ہو جا فنا

شیخ میں جو مرد فانی ہوگیا
یہ سمجھ لو تم وہ باقی ہوگیا

اس طلسم شیخ سے آگاہ ہو
اس سمجھ سے عارف باللہ ہو

شغل برزخ سے خدا پاؤ گے تم
شغل برزخ سے صفا پاؤ گے تم

اے فقیرو شغل برزخ کی شراب
مست کر دیوے گی تم کو بے حساب

شغل برزخ جب کرو گے چند روز
آپ ہو جاؤ گے تم برزخ فروز

جبکہ اس شغل عجب میں آؤ گے
آپ کو خود آپ مرشد پاؤ گے

جب اثر بخشے گا یہ شغل عجیب
یک بیک ملجائے گا تم سے حبیب

جس نے مرشد آپ کو پایا حسن
وہ ہوا انوار احمد کا چمن

یہ سمجھ ہے کیمیائے منتہی
یہ سمجھ ہے دولت ہر مبتدی

یہ سمجھ ہے نشۂ ہر اصفیا
یہ سمجھ ہے مستیٔ ہر اتقیا

ہم تمہیں اے طالبو یہ کہہ چکے
حق نہ پاؤ گے بجز اس شغل کے

شیخ کی شکل کذائی میں حسن
رنگ دکھلاتا ہے وہ گل پیرہن

گرچہ وہ ہر رنگ و بو سے پاک ہے
پر تجلی گاہ اس کی خاک ہے

جب محمد کو حسن سے ربط دو
نام بوجھو گے میرا تم دوستو

جب محمد اور حسن مل جائیں گے
نام میرا اہل دانش پائیں گے

ہے یہ اک سر الٰہی کا ظہور
بوجھنا اس کا ہے طالب کو ضرور

اس معمہ کو بتوفیق خدا
پا گیا عبد الرؤف باصفا

دوسرے فاروق نے پایا اسے
جذب اس کو ہو گیا سر پاؤں سے

تیسرے احمد حسن نے پالیا
شیخ کی صورت میں جذبہ جا لیا

چوتھے صورت شیخ بن بیٹھا رفیق
جذب میں جا کر ہوا ایسا غریق

پاک طینت پاک دل بیدار تھے
صاف باطن تھے بہت ہوشیار تھے

ایک مدت تک رہے پابند جذب
بے خبر بے خویش سالے چند جذب

بھول بیٹھے چون و چندیں کا خیال
دیکھتے رہتے تھے شان ذوالجلال

غیر مرشد سب بھلا بیٹھے تھے وہ
اپنی ہستی کو مٹا بیٹھے تھے وہ

سیر حق ان کو نہیں دکھلائے تھا
جو مظاہر ان کے آگے آئے تھا

شیخ کی صورت میں وہ آئینہ طلب
دیکھتے تھے جلوۂ پروردگار

خورد و نوش و پوش سے بیزار تھے
فکر و ذکرِ یار میں خود یار تھے

جب ہوا فیضِ نبوت دستگیر
خوش کیا سب سے سلوک دلپذیر

ایک شب مجھ کو ہوا حکم الٰہ
تو خلیفہ کر حسن اُن کو بگاہ

باندھ دے پگڑی خلافت کے بسر
دیر مت کر دے خلافت زود تر

ہیں یہ شایانِ خلافت اے حسن
ان سے سجوے گا رشادت کا چمن

گلشن ارشاد کے گلچیں ہیں یہ
صاحب ارشاد آں وایں ہیں یہ

الغرض میں نے بحکم ذوالجلال
زود تر لکھ کر خلافت کی مثال

بارگاہِ حضرت صابر میں جا
بیٹھ پائیں مزارِ حق نما

خرقے بخشے باندھ ہے عمامے بسر
کر دیئے اپنے خلیفے زود تر

یا الٰہی یہ خلیفے باصفا
ہوئیں مقبول جنابِ کبریا

وجہ تالیف کتاب

ایک روز حضرت پیر و مرشد ہادیٔ برحق نے ارشاد فرمایا کہ ایک ہزار سال ظہور صفات ظاہر کا ہوتا ہے۔ اُس مدت میں حضرات اولیائے عظام اُس زمانہ کو کیفیات ظاہری یعنی خرقہ عادات علی التواتر بوضاحت عام صادر ہوتے ہیں۔ اور کیفیت باطنی عرصہ دراز میں کمال و تمام حاصل ہوتی ہے۔ اور ایک ہزار برس صفات باطن کا ظہور رہتا ہے اس عرصہ میں اولیائے کرام اس زمانہ کو کیفیت باطن جلد کمال و تمام وصول ہوتی ہے اور خوارق بوضاحت خدام خاص سرزد ہوتے ہیں۔ اس واسطے عروج زمانہ صفات باطن میں احوال حضرات زمانہ صفات ظاہر کا گوش زد خاص و عام کیا جاتا ہے۔

چنانچہ یہ فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب ہذا احالات وجوب اور امکان اور اعیان

ثانی حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صاحب صابر کلیری قطب عالم احیاء
ہند ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ اور جناب قطب ربانی غوث الصمدانی
شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی قدس
سرہ العزیز کا تین سو مکاتیب نطاب یعنی کتب معنونہ سے بصحت تمام و صحت لاکلام
کہ تاریخ ۹ جمادی الاوّل ۱۲۷۰ھ ہجری بعد نماز جمعہ سے آخر ماہ ذالحجہ ۱۳۰۰ھ ہجری
تک فقیر نے اخذ کر کے بعبارت سلیس و نظم مرغوب چھبیس برس میں مرتب و موزوں
کیا بنام نہاد حقیقت گلزار صابری کے زیب بخش اور زینت افزائے صفحہ تحریر کرتا
ہے۔ شائقان احوال اور سامعان محبت خصال کو سرگرم اتحاد بناتا ہے۔

احوال وجوب اور پیش خبری ہر دو حضرات
اعنی حضرت مخدوم دو جہاں اور حضرت محبوب
سبحانی قطب زمان رحمۃ اللہ علیہما

حضرت امام جعفر صادق صاحب کشف العالمین رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب کشف الغیوب تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ شب جمعہ تاریخ گیارہویں ماہِ رجب سنہ ۱۴۰ ہجری کو میں تلاوت درود شریف وہبی میں مشغول تھا اور قریب نصف شب کے گزر چکی تھی کہ خلاف عادت غلبہ نوم کا نہایت طاری ہوا۔ ہر چند چاہتا تھا کہ بقدر معمول تلاوت کر لی جاوے لیکن کسی طرح غلبہ نوم سے نجات نہیں ملی۔ لاچار ہو کر طرف کیفیت باطن کے متوجہ ہوا۔ اُس وقت باطن سے الہام ہوا کہ ترک کر دو اس تلاوت کو اور رجوع ہو جاؤ طرف عالم رویا کے کہ معائنہ اسرار عجیبہ کا ہونے والا ہے۔ اور اسی کیفیت میں عالم ملکوت منکشف ہوا اور بہت جلد عالم ملکوت سے عالم جبروت میں گذر ہوا۔ ایک باغ دیکھا کہ لمعات انوار شاخ و برگ ہر ایک درخت کی تجلیات طور سے مشابہ ہے اور بہار فرحت خیز دہان کی روح کو ایسی تر و تازگی بخش رہی ہے کہ اس کے سرور سے کیفیات عرفان فزا رہے ہیں۔ اور صف ملائکہ اپنے اپنے محل پر تسبیح اور تحمید میں مشغول ہیں اور ارواح حضرات انبیاء علیہ السلام والصلوٰۃ علی نبینا منتظر کسی ایسے امر کے ہیں کہ جس کے انکشاف پر مقدرت حاصل نہیں اور ارواح حضرات اولیاء رحمۃ اللہ علیہم (جو عالم ناسوت سے رحلت فرما چکے تھے) بزبان حال فرما رہے ہیں کہ کاش ہم بھی یہ کیفیت عالم حیات میں حاصل کرتے اور ارواح حضرات اولیاء (جو عالم ناسوت میں تشریف رکھتے تھے) ان پر یہ حال طاری ہے کہ ایک لحظہ کسی کو ایک حال پر قرار نہیں، طرفۃ العین میں

کسی کو مرتبۂ حضرت وحدت سے ساتھ ایسی کیفیت لطیف کے وصل ہوتا ہے کہ اسی وقت ہر ایک بصورت حضرت حبیب خدا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو کر فنا فی الرّسول ہو جاتے ہیں اور ایک سانس لینے کے بعد اس حال سے فراغ ہونے نہیں پاتا۔ کہ مرتبۂ حضرت احدیت صرفہ میں ایسی کیفیت عجیب سے قرب ہوتا ہے کہ عالم ناسوت میں حضرت شیخ کی تعلیم سے مطلع ہو کر ایک مدّت مشتاق اور مستمند اس تجلی ذاتی کے ہو رہے تھے اور ارواح حضرات اولیائے زمانہ استقبال کو کہ جو بعد اس زمانے کے عالم امکان میں تشریف لانے والے تھے کیفیت مرتبہ میثاق کی تجدید ہو رہی ہے۔ یہ حال دیکھ کر میں نے ایک جگہ تامل کیا۔ کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے پاس آکر مجھ سے فرمایا کہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تمہارے منتظر ہیں اور وہاں پر یہاں سے زیادہ عجائبات کا مشاہدہ ہوگا اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مجھ کو اپنے ہمراہ لے گئے دیکھا کہ ایک موتی کا خیمہ ایستادہ ہے اور اس میں تخت تجمل بچھایا ہے۔ اس تخت تجمل پر حضرت سرور کائنات، مفخر موجودات احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تشریف فرما ہیں اور گیارہ حضرات اہل بیت عظام اور صحابۂ کرام میں سے حاضر ہیں۔ مجھ کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے فرزند تین روز کے بعد تو بھی ہمارے پاس آجائے گا مگر معائنہ اور مشاہدہ اس عالم کا عالم ناسوت میں قلم بند کر کے آنا چاہیئے یہ ارشاد سُن کر میں آداب بجالایا اور قصد بیٹھنے کا کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مجھ کو اپنے سامنے تخت مبارک کے بٹھلایا۔ تھوڑے عرصہ میں دیکھا کہ محفل چاروں طرف بیٹھی ہوئی ہے اور دو ارواح مقدّسہ آگے پیچھے آتے آتے قریب تخت مبارک کے آپہنچے۔ جو روح اطہر کہ آگے تھی اس میں لون سفید مثل الماس کے منور تھا۔ اور دوسری روح اقدس جو پیچھے تھی اس میں لون سُرخ مثل یاقوت کے لمعان تھا۔ پہلی روح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے یہ الفاظ زبان مبارک سے فرما کر اپنے سیدھے زانو پر بٹھالیا۔ وَالثَّغْظَغَامُ الْمِبْعُطِقِ

اور دوسری روح کو یہ الفاظ فرما کر اپنے الٹے زانو پر بٹھالیا عَمْ خُذَمٌ وَیَلْحَدُ بَّ اَمِّصَّرٌ۔ اور حضرات امام حسن اور امام حسین رحمۃ اللہ علیہم کی جانب خطاب کر کے فرمایا کہ قُرَّۃُ الْعَیْنَیْنِ جس وقت ہم سب نے تمہارے محضر نامہ شہادت پر بخوشنودی مہریں لگادی تھیں عین عالم خیال پریشانی امت میں جبرئیل امین نے خوشخبری سنائی تھی کہ ان دونوں شہیدین کی اولاد میں دو ارواح ساتھ شان جمال اور جلال کے پیدا کی جائیں گی جن کے باعث تا قیام عالم مستحکمی اسلام کی رہے گی۔ وہ دونوں ارواح مقدسہ یہی ہیں۔ جو روح کے سیدھے زانو پر بیٹھی ہے صاحب مقام فَنَافِی الرَّسُوْل کی ہے کہ مرتبہ نبوت کھلایا جاتا ہے، نبوت شان رحم کی ہے۔ نام اس کا عالم ناسوت میں غوث پاک قطب عالم ہوگا اس روح کو میرے جسم سے مناسبت ہے اس سے ارشاد عظیم ظہور میں آئے گا اور یہ روح جو الٹے زانوں پر بیٹھی ہے ظہور اس کا بعد غوث پاک قطب عالم کے ہوگا۔ نام اس کا مخدوم علی احمد صابر ہوگا۔ اس کو مرتبہ ولایت کا اتم حاصل ہوگا کہ ولایت شان قہر کی ہے اس سے تخریب منکران اور حاسدان دین کی ہوگی۔ یہ فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تخت سے نیچے تشریف لائے اور مجھ کو حالت نوم سے افاقہ ہوا۔

ابیات مؤلف

حضرت جعفر امام صدق قال — یوں روایت کرتے ہیں حال مثال
ایک شب میں مست فکر کردگار — صورت تصویر تھا حیرت بکار
بے تحاشا اس شب اسرار میں — اس شب صورت نمائے یار میں
نسبت شیخ اجل سے مست ہو — میں گیا ناسوت سے جبروت کو
میں گیا دربار خاص شاہ میں — جلوہ گاہ حضرت اللہ میں
اس تجلی نے دکھائی اک پھبن — رنگ و بوئے ذات کا پھولا چمن
اس چمن کے ہر خیاباں میں بہار — لوٹتی پھرتی ہے مثل بادہ خوار

شاخ گل کی گل پرستی دیکھ دیکھ
نرگسِ شہلا کی مستی دیکھ دیکھ

دیکھ دیکھ اس باغ کی شاخیں ہری
دیدۂ بینا میں بینائی پڑی

یہ سمجھ آئی کہ یہ گلشن نہیں
یہ گل و غنچہ نہیں سوسن نہیں

یہ گلستان طلسمات الٰہ
احمد بے میم کی ہے بارگاہ

اس چمن کا سنبل و گل ہے وہی
اس چمن کا ساقی و مل ہے وہی

اس چمن کی ہے وہی بادِ صفا
اس چمن کا ہے وہی غنچہ کھلا

اس چمن کا لالہ و ریحان وہی
اس چمن کا نرگس حیران وہی

اس چمن کا یاسمین و یاسمن
اس کا چمن کا نسترین و نسترن

سب اسی کی بو سے ہیں بو دار تن
سب اسی کی میم سے سیمین بدن

سرو بالا اس کی چھب دکھلائے ہے
قمری اس کا وصف ہر دم گائے ہے

سوسن اس کے نطق سے گویا ہوئی
اس کی نیلی گوں لباس آرا ہوئی

کون سوسن آپ ہی سوسن ہے وہ
اپنے خم سے نیلگوں دامن ہے وہ

اس چمن میں جو بنفشہ زار ہے
اس کی بوئے زلف سے بو دار ہے

ہے اسی کے رنگ سے رنگین بہار
ہے اسی کی بو سے یہ عالم نثار

آپ ہی وہ گل زمین باغ ہے
آپ ہی وہ غنچہ چین باغ ہے

آپ ہی وہ سبزۂ گلزار ہے
آپ ہی وہ لالۂ گہسار ہے

آپ کو اس نے کیا صاحب سریر
دوسرے کو کر دیا نامی و زیر

آپ کو معراج بخشا عرش کا
آپ کو جلوہ دکھایا فرش کا

آپ کو بخشا نبوت کا نظام
آپ کو بخشا ولایت کا سلام

کوئی ابدال اور کوئی اوتاد ہے
وہ بھی اس کی یہ بھی اس کی داد ہے

داد سے وہاں اک جہاں دلشاد ہے
یاد سے اس کی ہر ایک آباد ہے

شان احیائی کوئی دکھلائے ہے
قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہ کوئی فرمائے ہے

لَیْسَ فِیْ دَلْقِیْ کسی کا قال ہے
شورِ سبحانی کسی کا حال ہے

کوئی وہاں منصور حق گفتار ہے
آپ ہی خود شکل چوب دار ہے

صورت و معنی کسی کا نور ہے
معنی و صورت کسی کا طور ہے

شیخ کے کعبہ میں تھا یہ سب حضور
برہمن کے دیر میں یہ سب ظہور

کوئی تھا دل شاد اُس کے ذکر میں
کوئی تھا سرمست اس کی فکر میں

ذکر اس دم سر بسر دریا خروش
فکر اس دم خم بخم معنی بجوش

حسن اُس کا جلوۂ رخسار ہے
عشق اس کا آتشِ گلزار ہے

عاشق و معشوق اس کا نام ہے
بے نیازی ناز اس کا جام ہے

آپ حاکم آپ وہ محکوم ہے
آپ ناظم آپ وہ منظوم ہے

آپ قاصد آپ ہی مقصود ہے
آپ شاہد آپ ہی مشہود ہے

آپ کو اس نے کیا قطبِ زمان
آپ کو اس نے کیا غوثِ جہاں

آپ کو رتبہ امامت کا دیا
آپ رتبہ اجابت کا دیا

ایک کو بخشا خطاب صابری
ایک کو فرمایا غوثِ اعظمی

آپ کو اس نے کیا صاحب جلال
آپ اپنے کو کہا صاحب جمال

صورت و معنی بہم آرا ہوئے
رنگ و بوئے گل بہم پیدا ہوئے

صورت و معنی اسی کا نور ہے
آپ ہی وہ نور آپ ہی طور ہے

آپ مرشد آپ مسترشد ہے وہ
شاہ بے حد آپ شاہِ حد ہے وہ

یاد سے اس کی نہ ہو غافل حسن
گر تجھے منظور ہے شاہ زمن

یاد اس کی ہر نمط مبہود ہے
یاد اس کی ہر نمط مقصود ہے

ایک نے صحرا میں جا کھا کر کریل
پا لیا بے ساختہ ربّ الجلیل

روز و شب کیا صبح ہے کیا شام ہے
فضل عالیشان اس کا عام ہے

حضرت امام جعفر صادق صاحب کشف العالمین رحمۃ اللہ علیہ نے نسبت ان کلمات مرقومہ بالا کے تحریر فرمایا ہے کہ یہ زبان ملکوت ہے۔ عارف کو جب مقام جبروت حاصل ہو جاتا ہے تو خود بخود عالم مثال میں یہ گفتگو شروع ہو جاتی ہے اور یہ زبان ملکوت عالم

ناسوت میں کسی طالب کو تعلیم نہیں ہوتی ہے، خود عالم جبروت میں ملکہ جواب و سوال کا ہو جاتا ہے اور مطلب ان باتوں کا بیداری میں بطور اثر کے خاطر پر رہتا ہے۔ اور بعض اوقات کچھ الفاظ بھی یاد رہ جاتے ہیں۔

فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری خدمت میں سامعان احوال اور قاریان کتاب صدق و مقال کے گذارش کرتا ہے کہ عالم مثال اصطلاح حضرات پیران عظام میں اُس مرتبہ کا نام ہے کہ جو مرتبہ عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم و للمرتبہ شہنشاہِ ولایت حمان صفات پر بعد مرتبہ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا کے صادر ہوتا ہے اور اب بھی عالم جبروت میں جب ان دونوں حضرات ممدوح و موصوف کی ارواحِ مقدسہ تشریف فرما ہوتی ہیں۔ اس وقت تمام ارواح قدسیہ اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم کی یہی الفاظ زبان سے کہتی ہوئی تعظیم کو اُٹھ کھڑی ہوتی ہیں جس خدا دوست کو طلب ہو یا اس میں کسی طرح کا شک تصور کریں بموجب طریقہ تعلیم کے مشغول ہو کر مشرف اور مستفیض ہو جائیں اور جس شب حضرت امام جعفر صادق صاحب کشف العالمین رحمۃ اللہ علیہ کو یہ معائنہ اور مشاہدہ رویت نبوی قدسی کا ہوا تھا۔ جتنے حضراتِ اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کہ اس زمانہ میں بقید حیات تشریف فرما تھے سب حضرات کو اسی طرح رویت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاصل ہوئی تھی کہ ایک سرِ مو کم و بیش نہیں ہے۔

تیسرے روز حضرت امام جعفر صادق صاحب کشف العالمین رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ حضرت وحدت یعنی حقیقت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں واصل ہوا یعنی اس عالم سے رحلت فرمائی جتنے حضرات بابرکات اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم شریک محفل تھے، اور جو جو حضرات نواح قریب و بعید سے آستانہ بوسی کو حاضر ہوئے ہر ایک صاحب شرف یافتہ رویت ایک دوسرے سے یہی احوال متفق اللفظ والمعنی بیان فرماتے تھے۔ چنانچہ تمامی حضرات و الاصفات نے اس معاملہ کا نام مثال عجیبہ وحدت قرار دیا ہے اور حضرت امام موسیٰ کاظم صاحب گرفتن اسرافیل رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب

نطاب شہود الاسرار غیبی تصنیف اپنی ہیں اور حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی صاحب محیط العناصر رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نطاب غربت الحسرت تصنیف اپنی ہیں اور حضرت خواجہ حبیب عجمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نطاب صفات وحدت تصنیف اپنی ہیں اور حضرت داؤد طائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نطاب فقر المامور تصنیف اپنی ہیں اور حضرت خواجہ بایزید بسطامی صاحب سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نطاب مدینۃ الآخرت تصنیف اپنی ہیں اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ صاحب نعمان کوفی سراج الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نطاب بدیع شمائل تصنیف اپنی ہیں۔ اور حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نطاب مثال الکبیر تصنیف اپنی ہیں اور حضرت خواجہ فضیل بن عیاض صاحب موسیٰ صفات رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نطاب حقیقت المعانی تصنیف اپنی ہیں۔ اور حضرت عبد اللہ علم بردار صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نطاب ولی اللجیب تصنیف اپنی ہیں۔ اور حضرت خواجہ امین الدین عبد الازل صاحب شامی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نطاب قرآن المعرض تصنیف اپنی ہیں۔ اور حضرت خواجہ علی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب رحیم الوجوب تصنیف اپنی ہیں۔ حضرت سید موسیٰ جون صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نطاب کلیم المرغوب تصنیف اپنی ہیں یہی مضمون معائنہ اور مشاہدہ رویت مثال عجیبہ وحدت کا متفق اللفظ والمعنیٰ تحریر فرمایا ہے چونکہ یہ جملہ مکتوب ہائے معتبرہ کیفیاتِ باطنی مفاوضات معنونہ حضرات اساتذہ سے جو حضرت پیر و مرشد برحق نے اس کفش بردار اپنے کو مرحمت فرمائے ہیں یہ احوال نقل کیا گیا ہے اور مخفی نہ رہے کہ مکتوب نطاب اصطلاح صوفیہ میں کتاب باطنی حضرات کاملین کو کہتے ہیں جس میں شب و روز کے احوال اور کیفیات اور تعلیم و ہدایت اور طریقہ ارشاد ظاہر و باطن و دیگر خوارق و اسرار باطن منکشفہ و اضداد احکام سروری تحریر کیے جاتے ہیں اور اس قاعدہ مقررہ اور ضابطہ منضبطہ کے آجتک عارفان صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت پابند ہیں اور ہر شیخ خاندان حمان صفات اور نیز عارف مرفوع کے مکاتیب قلم بند ہیں پس کوئی صاحب دھوکہ نہ کھائیں مکتوب نطاب کو خط یا مجموعہ خطہ نہ تصور فرمائیں مکتوب نطاب مشرح کتاب مندرج کیفیات ظاہر و باطن سے مراد ہے۔

احوال پیش خبری ہر دو حضرات اعنی حضرت مخدوم و جہاں اور حضرت غوث پاک قطب عالم رحمۃ اللہ علیہما کا بزبان آنجناب حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہر ہفت حضرات خلفائے راشدین سلسلۂ تعلیم باطنی حضرت سرورِ کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں سے کہ ان ہی حضرات والاصفات سے تعلیم طریقت میں سلسلے جاری ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکتوب نطاب شہاب المعرفت تصنیف اپنی میں۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کتاب مکتوب نطاب مجاہدۃ الوحدت تصنیف اپنی میں اور حضرت عثمان بن عفان جامع القرآن رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مکتوب نطاب کلیات الحیات تصنیف اپنی میں اور حضرت علی مرتضیٰ مشکلکشا کرم اللہ وجہہ نے مکتوب نطاب قوی القدرت تصنیف اپنی میں۔ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مکتوب طول المعظم تصنیف اپنی میں اور حضرت عبدالعزیز صاحب مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکتوب نطاب قوی القدرت اور کتاب ظاہری اجمال الکرامت تصنیف اپنی میں ایک روایت پیش خبری حضرت غوث پاک قطب عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور جناب مخدوم علی احمد صابر صاحب قدس سرہ العزیز کی متفق اللفظ والمعنیٰ تحریر فرمائی ہے اور حضرت ہلال ابدال رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہ صاحب مکتوب نہیں ہیں۔ اس باعث سے بحوالہ حضرات صاحب مکاتیب تحریر کیا جاتا ہے کہ شب جمعہ تاریخ تیرہویں ماہ ربیع الاوّل سنہ ہجری کو حضرت رسالت پناہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نماز عشاء سے فارغ ہو کر ہم کو اپنے ہمراہ لے کر جانب مسقط روانہ ہوئے۔ قریب پانچ ہزار قدم کے جا کر ایک درخت کیکر کا تھا اس کے نیچے قیام کیا اور وہاں تین درخت خرمہ کے باہم گرہ اس قدر فصل سے تھے کہ

شرق سے غرب کو ستر قدم اور غرب سے شمال کو سینتیس ۳۷ قدم اور شمال سے شرق کو پندرہ ۱۵ قدم بتھوڑے عرصہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بہ تفریح خاطر فیض مآثر کے اسی محدود میں پھرتے رہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! تعلیم طریقت کی بعد آپ کے کس طرح پر مسلوک رہے گی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالےٰ نے مجھ سے وعدہ کر لیا ہے کہ تیری اُمت بہ برکت وجود اولیا تیرے سلسلۂ تعلیم طریقت کے ہرگز پریشان نہیں ہوگی اور تھوڑی دیر تامل فرما کر ارشاد کیا کہ جو تعلیم تم کو فرمائی گئی ہے اس سے جداگانہ دو طرح پر تعلیم طریقت کی تا بقیام عالم جاری رہے گی اور ہر ایک مجدد اپنے اپنے زمانہ کا بموجب حکم الہام باطن کے تجدید ایک دوسری تعلیم کی کیا کرے گا۔ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِی شَانٍ کا مرتبہ اس کو حاصل ہوگا۔ گاہے طالب کو اسفل طبعیت سے مرتبۂ حضرت ذات احدیت صرفہ تک سیر عروجی۔ اور گاہے طالب کو مرتبہ حضرت ذات احدیت صرفہ سے اسفل طبعیت تک سیر نزولی کی تعلیم ہوگی۔ جس طالب کو مرتبہ حضرت ذات احدیت صرفہ سے اسفل طبعیت تک تعلیم کی جاوے گی۔ بار اوّل مرتبۂ ذات، بار دوم مرتبۂ حیات بار سوم مرتبۂ علم، بار چہارم مرتبہ ارادہ، بار پنجم مرتبۂ قدرت، بار ششم مرتبۂ فعل، بار ہفتم مرتبہ اثر فعل سمجھایا جائے گا۔ اور جس طالب کو مرتبۂ اسفل طبعیت سے حضرت ذات احدیت صرفہ تک ہدایت کی جائے گی۔ بار اوّل مرتبہ اثر فعل، بار دوم مرتبہ فعل، بار سوم مرتبۂ قدرت، بار چہارم مرتبہ ارادہ بار پنجم مرتبۂ علم بار ششم مرتبہ حیات بار ہفتم مرتبہ ذات کا دکھلایا جائے گا۔ اور حصول قرب بعضوں کو بوہب اور بعضوں کو بکسب ہوا کرے گا کسی کو ابتدا میں عدم مجازی کی رویت ہو جایا کرے گی اور وہ بعد قادر ہو جانے کے کعبہ حقیقی کا طواف کرے گا۔ رُوح اس کی کبھی عرش سے فرش پر اور کبھی فرش سے عرش پر سیاح ہوگی اور نزول کیفیت میں القا ہوا کرے گا۔ اور عروج کیفیت میں مرتبۂ الہام کا حاصل ہوگا اور کسی کو ابتدا میں عدم حقیقی کی رویت ہوا کرے گی اور وہ بعد قادر ہو جانے کے نماز پنجگانہ بجسم کعبہ مجازی میں ادا کرے گا۔ فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری

گزارش کرتا ہے کہ زیادہ تشریح ایسے صاحب کیفیتوں کے حال کی سوائے تعلیم حضرات عارف مرفوع الاجازت کے اور کو ممنوع ہے اس باعث سے مخفی رکھی گئی۔

نظم مؤلفہ

گرچہ احمد آشکارا ہے حسن
لیک احمد کا سمجھنا ہے کٹھن

ہاں وہ سمجھے گا کہ جسنے ہفت گاہ
طے کیے ہوئیں بعون لآ الٰہ

گاہ اوّل آخریں دارِ ظہور
گاہِ دویم ہے ملائک کا حضور

گاہ سویم نامزد فعلی سرائے
گاہ چہارم فاعلیّت رونمائے

گاہ پنجم مجمع الانوار نام
گاہ ششم نورِ بیرنگی تمام

گاہ ہفتم دود تر از کیف و کم
در بیان آید نہ آید در رقم

ہے وہ منزل گاہ حیرت کی سرا
فکر پڑھتی ہے وہاں آیات لا

عقل عاقل کب وہاں پر جائے ہے
دھیان سے بھی اس کے حیرت آئے ہے

عالمِ ہُو کی وہ منزل گاہ ہے
وہاں حسن اطلاق بھی گمراہ ہے

قید اطلاقی اضافت خواہ ہے
دُور تر اس قید سے وہ ماہ ہے

کوئی وصف اس سے نہیں رکھتا ہے کام
ہے وہ سب اوصاف سے یکسو خرام

ہاں اضافت گاہ خلقی میں حسن
اس کے اوصافوں کو پھولا ہے چمن

یہ نگاریں خانہ تصویر خلق
یہ طلسم آراستہ تعمیر خلق

حضرت آدم ہے صلِ شش جہات
حضرت آدم ہے شاہ کائنات

اصلِ آدم بارگاہ نور ہے
جلوۂ ثانی بماہ طور ہے

سیر گاہ احمد بے میم ہے
جلوہ گاہ یا و تا[1] و جیم ہے

پیر کامل کو سمجھ جب جاؤ گے
پیر کامل آپ تم ہو جاؤ گے

---

[1] ۔ ہر سہ حروف معمہ عارفین ہیں ۔

جب تجلّی آئینہ دکھلائے گی | تب سمجھ تم کو خدا کی آئے گی
اس تجلّی میں جلا دو آپ کو | اس تجلّی میں مٹا دو آپ کو
اس مٹانے سے خدا کو پاؤ گے | بے تشبہہ مصطفےٰ کو پاؤ گے
یعنی اپنی اصل کو آئینہ سان | رو نمائے خلق پاؤ گے میاں

پیر کامل کی تجلّی سے حسن
مثل خور ہوگا تمہارا تن بدن

اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو خوب تحقیق ہے کہ جب خالق ارواح نے علم ازل میں روحوں کو چار صف قائم کر کے اوّل صف میں انبیاء علیہم السّلام اور دوم صف اولیاء اور سوم صف میں تابعین اور تبع تابعین اور چہارم صف میں عوام الناس کی روحوں کو کھڑا کیا تھا اور حکم فَاسْجُدُوْا کا دیا تو روح غوث پاک قطب عالم نے صف اولیاء سے بڑھ کر میرے کفِ پا پر سجدہ کیا تھا کہ جبرائیل امین نے اس کو پروں سے اُٹھا کر اس کی جگہ صفِ اولیاء میں پہنچا دیا۔ وہاں پر اس نے یعنی روح غوث پاک قطب عالم نے میرے کفِ پا کے تصوّر پر سجدہ کیا اور اسی طرح تینوں مرتبہ یہی معاملہ ہوا۔ مگر یہ راز سوائے عارف کے اور کی سمجھ میں نہیں آئے گا۔ اور روح مخدوم علی احمد صابرؒ نے صف اولیاء میں سے بڑھ کر حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے پاس سجدہ کرنا چاہا تھا کہ جبرئیل امین نے اس کو بھی پروں میں اُٹھا کر اس کی جگہ صف اولیاء میں پہونچا دیا۔ اور دوسری مرتبہ پھر صف اولیاء میں سے بڑھ کر پاس حضرت یوسف پیغمبر کے سجدہ کرنا چاہا تھا کہ جبرئیل امین نے پروں میں اٹھا کر اس کی جگہ پہونچا دیا۔ اسی طرح تین مرتبہ یہی امر ہوا۔ غوث پاک قطب عالم کو کہ مہر مصطفوی قریب پیشانی کے کہ محل لطیفہ مصطفوی مقام نبوت یعنی مرتبہ فَنَا فِی الرَّسُوْل کا ہے۔ عطا ہوئی کہ وہ لطیفہ اوّل غوث پاک قطب عالم کو روشن ہوگا اور مخدوم علی احمد صابر کو مہر ولایت کی پس پشت نیچے سیدھے شانہ کے جگہ کے اوپر کہ محل لطیفہ روح مقام ولایت مرتبہ فَنَا فِی اللّٰہ کا ہے

مرحمت ہوئی کہ وہ لطیفہ اول مخدوم علی احمد صابر کو منور ہوگا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ان دونوں ارواح مقدسہ کا ظہور کس زمانہ میں ہوگا۔ اور ان کی کیا کیفیت ہوگی؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں اولاد علی مرتضیٰ میں حسنی اور حسینی ہوں گے اور ان جیسا کوئی مجدد نہ ہوگا اور علی مرتضیٰ سے ورد سحر زبانی سیف اللہ کا اجازت باجازت بترکیب معنوی وروحی ساتھ صفات جلالی اور جمالی کے پہونچے گا۔ اور تا بقیام عالم ان کے اہل خاندان کے ورد میں رہے گا اور ظہور غوث پاک قطب عالم کا زمانہ ۱۷۱ھ ہجری میں ہوگا اور شان رحم اور قہر کی برابر ہوگی۔ اور ظہور مخدوم علی احمد صابر کا اولاد میں غوث پاک قطب عالم کے زمانہ ۵۹۲ھ میں ہوگا اور شان قہر زیادہ رحم سے ہوگی اور یہ دونوں جس کو چاہیں گے اول ہی مرتبہ میں حضرت واحدیت سے آشنا کر کے بار دوم حضرت وحدت سے مستفیض کر اکر بار سوم حضرت احدیت صرفہ میں محویت نامہ حاصل کرا دیں گے۔ اور انہیں تینوں مقامات میں طالب کو سیر الی اللہ اور فی اللہ اور من اللہ اور مع اللہ کا سیاح کر کے ہر چار قلب یعنی سیرت اور صنوبر اور ابرت اور مدور کو منور کرا دیں گے۔ اور ہر ایک شیخ وقت اپنے اپنے زمانہ میں پابند اس امر کا ہوگا کہ جب تک طالب کی گردن پر قدم غوث پاک قطب عالم کا اور مہر مخدوم علی احمد صابر کی خلافت نامہ ولایت پر عالم جبروت میں معائنہ اور مشاہدہ نہیں کرے گا کسی طالب صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت کو خلافت نامہ امامت کا عطا نہیں کیا کرے گا اور طالب خلافت نامہ امامت کا پائے ہوئے کو جب مقام فنا فی الرسول کا تمام وکمال کو پہنچے گا بخود بھی قدم غوث پاک قطب عالم کا گردن پر اور مہر مخدوم علی احمد صابر کی خلافت نامہ امامت عالم جبروت میں معائنہ اور مشاہدہ کرے گا اور شیخ وقت ہر زمانہ کا بدون معائنہ اور مشاہدہ ان دونوں امر کے دیگر چند قسم کی خلافتوں میں سے طالب کو اپنے سلسلہ میں صاحب مجاز کرنے کا مختار رہے گا۔

ابیات من تصنیف مؤلف کتاب ہذا

احمد مختار کا جاہ و جلال
ہے یہ ملکِ کون کا سب قیل و قال

حق تعالےٰ یہ بشکل احمدیؐ
کون میں لایا ظہور سرمدی

اس تجلّی شہودی کا نظام
احمد بے میم پر رکھا تمام

یعنی اپنے حسن کے جلوے ہزار
دیکھ کر وہ ہوگیا خود بے قرار

نام اس کا احمد اعلیٰ کیا
آپ کو اس حسن پہ والہ کیا

اس نظارت گاہ عالیجاہ میں
فرق کب ہے احمد و اللہ میں

وہ وجوبی مرتبہ ہے اے عزیز
وہ تمیز غیر سے ہے بے تمیز

منزل امکاں کہ ہے امکاں سرا
واجب و ممکن ہے اس جا رونما

وہ تعین اوّلیِ علمیہ
یہ تقید آخری حلمیہ

جلوۂ اوّل کہ ہے نورِ الٰہ
بوجھتے اس کو ہیں احمد بارگاہ

بارگہ اس سیّدِ مختار کی
بارگہ ہے حضرتِ جبار کی

تو حسنؔ سر رکھ نبی کے دین پہ
تو حسن قائم ہو اس آئین پہ

تو ہے مرفوع الاجازت کا فقیر
فقر تیرا ہے صراط دلپذیر

احمدِ مرسل کی برزخ سے علی
ہو گئے بس سارے ولیوں کے ولی

الغرض خمسہ ولایت کا حصول
شیخ کی برزخ سے ہوتا ہے وصول

جو فنا فی الشیخ سے آگاہ ہو
وہ حسن باللہ فنا فی اللہ ہو

جب الی اللہ سے فراغت ہو فنا
سیر فی اللہ کیوں نہ ہو پھر رونما

سیر یہ دونوں عروجی دستگاہ
خم بخم مستی فروش لا الٰہ

منزلِ ناسوت سے لیجاتے ہیں
عالم لاہوت کو پہونچاتے ہیں

کیف ان کا جذبۂ دل خواہ ہے
ذوق ان کا نفی عالیجاہ ہے

کوئی اس مستی میں آثاری سرائے
خوش سمجھ لیتا ہے دالم اپنی جائے

کوئی بڑھ کر منزلِ روحی چمن
دلنشیں دل خواہ سمجھا ہے حسن

واحدیت کوئی اور وحدت کوئی
وادیٔ یا ہُو احدیت کوئی

یہ عروجِ پنجگانہ دل پسند
بالیقین یہ ہیں ولایت کی کمند

یہ سبھی سرمایہ اجمال ہے
جذبۂ توحید کا یہ حال ہے

اس سے حاصل دولتِ خاصِ فنا
طالبوں کے ہاتھ آتی ہے فنا

جب مع اللہ اور من اللہ ہو وصول
تب بقا کے پھول ہوتے ہیں حصول

یہ تعلق دار ہیں تفصیل کے
یہ نظارت بخش ہیں تکمیل کے

ہیں یہ گلزارِ نبوت کی بہار
رنگ و بو اُن کا ہے محبوبی بکار

جب تک ان دو سیر سے آگاہ نہیں
سالک بے راہ ہے بر راہ نہیں

راہ رو وہ ہے کہ ہو اس راہ پر
اس راہ احمد یہ ہو اس کی نظر

یہ طریقِ احمدی ہے اے حسن
رنگ احمد گا ہے یہ پھولا چمن

اس چمن کے پھول پھولی امتیاز
ہاں تمیز آراستہ ہیں حسب راز

یہ رہ احمد ہے اس رہ کو نہ چھوڑ
دیکھ ہر گنہ دیکھ یہ رشتہ نہ توڑ

ہے یہ امکانی و ایجابی مثال
یہ سمجھتا ہے اسے سرمست حال

رنگ امکانی نہ ہوتا گر حسن
کب سبھلا ایجاب کا کھلتا چمن

یہ چمن راز شہادت سر بسر
غیب ایجابی کی دیتا ہے خبر

شام ہے ساقی کی زلفِ مشکبار
صبح ہے رخسار رنگیں کی بہار

ہم جمال اللہ کا پیتے ہیں جام
ہر گھڑی ہر روز و شب ہر صبح و شام

ہم فقیروں کو اسی کا شوق ہے
ہم فقیروں کو اسی کا ذوق ہے

ہم فقیروں کا ہے یہ خم سبو
ہم فقیروں کا ہے یہ ساقی ہُو

احوال صاحب مجاز ہونے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا

اور بعد اتمام اس سب تعلیم ہدایت اور ارشاد باطنی کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کو اپنے سامنے بٹھلا کر بیعت امامت اور ارشاد سے اپنے ہاتھ پر مشرف فرمایا۔ اور کلاہ مبارک اپنی اور ڈھائی اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھا۔ اور خرقہ پہنایا۔ اور مثال بمضمون مراتب باطنی حضرت مشکلکشا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کے مرحمت فرمایا اور خطاب باطنی حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کا سب کو سنا دیا۔ اور تنہا لے جا کر بعد اتمام کیفیت باطنی کے اجازت تلاوت دعائے حرز یمانی شریف کے کہ ملقب بسیف اللہ وسلطان الاوراد ہے۔ بہ تعلیم ترکیب غوثی معنوی وقیومی روحی شان جلال اور جمال کے عنایت فرمائی اور ارشاد کیا کہ ایک ہزار فائدے اس حرز کے مجھ کو جبرئیل امین سے معلوم ہوئے ہیں اور باقی قاری کو معلوم ہو جائیں گے۔ اور قبل اس اجازت کے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ اس حرز موصوف کو بترکیب نظری تلاوت فرمایا کرتے تھے اسی روز سے اس دعائے ماثورہ کا نام نامی حرز مرتضوی شریف قرار دیا گیا ہے من بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو واسطے تعلیم باطن کے اسی طرح سامنے اپنے بٹھا کر بیعت امامت اور ارشاد سے مشرف فرما کر کلاہ مبارک اپنی اوڑھائی اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھا اور خرقہ پہنایا اور مثال بمضمون مراتب باطنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عطا فرمایا اور خطاب باطنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سب کو سنا دیا۔ اور تنہا لے جا کر بعد اتمام تعلیم کیفیت باطن کے اجازت اسم ذات کی عنایت فرمائی اور چند اوراد بھی مرحمت کئے۔ ازاں بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واسطے تعلیم باطن کے اسی طرح اپنے سامنے بٹھا کر بیعت امامت اور ارشاد سے اپنے ہاتھ پر مشرف فرما کر

کلاہ مبارک اپنی اوڑھائی اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھا اور خرقہ پہنایا اور مثال بمضمون مراتب باطنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عنایت فرمایا اور خطاب باطنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سب کو سنا دیا اور تنہا لے جا کر بعد اتمام تعلیم کیفیت باطن کے اجازت تلاوت درود شریف وہبی کی مرحمت فرمائی اور ارشاد کیا کہ تم اور تمہارے اہل طریقت سے ہم ببرکت اس درود وہبی کے عالم رویا اور مثال میں ہم کلام ہوا کریں گے۔

بعد حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ـــــ حضرت عثمان جامع القرآن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واسطے تعلیم باطن کے اسی طرح اپنے سامنے بٹھلا کر بیعت امامت اور ارشاد سے اپنے ہاتھ پر مشرف فرما کر کلاہ مبارک اپنی اوڑھائی اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھا۔ اور خرقہ پہنایا۔ اور مثال بہ مضمون مراتب باطنی حضرت عثمان جامع القرآن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عطا فرمایا اور خطاب باطنی حضرت عثمان جامع القرآن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سب کو سنا دیا۔ اور تنہا لے جا کر بعد اتمام تعلیم کیفیت باطن کے اجازت کلام اللہ شریف کی عنایت فرمائی اور ارشاد کیا کہ تمہارے سلسلہ تعلیم طریقت میں صاحب باطن کو ترقی کیفیت باطن کی قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا کرے گی اور جو حافظ بحصول تمہارے شجرۂ اجازت کے تلاوت کیا کرے گا وہ خدا سے ہم کلام ہوگا اور جو ناظرہ خواں بحصول اس شجرہ اجازت کے تلاوت کیا کریگا وہ خدا سے ہمکلام ہوگا اور جو ناظرہ خواں اور صاحب عمل زکات اور نصاب کا بھی آیات قرآن شریف سے بغیر اجازت اس شجرہ تمہارے نام کے حصول کمال و تمام اثر دعوت عمل اور حفاظت رجعت سے محروم ہوگا۔

من بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واسطے تعلیم باطن کے اسی طرح اپنے سامنے بٹھا کر بیعت ارشاد سے اپنے ہاتھ پر مشرف فرما کر سب حاضرین جلسہ میں صاحب مجاز فرمایا اور مثال بمضمون مراتب باطنی ان کے مرحمت فرمایا اور خطاب باطنی اُن کا سب کو سنا دیا اور تنہا لے جا کر بعد اتمام تعلیم کیفیت باطن کے گیارہ نام آپ نے تعلیم فرمائے اور اجازت

ان کی مرحمت کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو گیارہ بار تلاوت کرنے سے ذکر سلطان جاری ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے سلسلۂ تعلیم طریقت میں صاحب باطن کو گیارہ روز کے اعتکاف میں القا اور الہام اور ذکر سلطان بموجب اپنی اپنی استعداد کے جاری ہوا کرے گا اور عامل اس اسماء کو مکاشفات ارضی اور سماوی حاصل ہو جاویں گے۔

بعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت عبدالعزیز مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنا بر تعلیم باطن کے اسی طرح اپنے سامنے بٹھا کر بیعت ارشاد سے مستفیض فرما کر سب حاضرین کے جلسہ میں صاحب مجاز فرمایا۔ اور مثال بہ مضمون مراتب باطنی ان کے عنایت فرمایا۔ اور خطاب باطنی ان کا سب کو سنا دیا۔ اور تنہا لے جا کر بعد اتمام تعلیم کیفیت باطن کے اجازت دعائے سریانی کی عطا فرمائی۔ اور ارشاد کیا کہ تمہارے اہل طریقت کو کفائے مہمات ظاہری اور باطنی اس دعائے ماثورہ کی تلاوت کی برکت سے حاصل ہوا کرے گی۔ اور ترکیب صفات جلال و جمال کی اس دعا میں تعلیم فرمائی۔

الغرض جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یہ سب معاملات تعلیم ہدایت اور ارشاد باطن کے طے فرما چکے تو جن خرموں پر کہ فاتحہ فرمائی تھی تقسیم فرماتے ہوئے واپس تشریف لائے اور حضرت ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی دولت سرا میں تشریف لے گئے اور ان سب حضرات نے اپنے اپنے مسکن پر قیام فرمایا۔ فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری کو حضرت پیر و مرشد نے منجملہ تبرکات مفاوضات معنونہ حضرات پیران عظام جملہ سلاسل اجازت یافتہ سے یہ چھیون خلافت نامجات اور ملبوسات اور اجازت اوراد موصوفہ بالا اور قواعد بیعت امامت اور ارشاد مرحمت فرمائے ہیں۔ اور وہ فقیر کی ضبط اوقات میں ہے۔ اور مختصر احوال گیارہ اسماء کا گزارش کرتا ہے کہ وہ ہر ایک اسم مبارک گیارہ گیارہ حروف سے مرکب ہیں۔ اس طرح کہ تین حرف بادی اور تین حرف آبی اور دو حرف خاکی اور تین حرف آتشی اور یہ گیارہ اسمائے مبارک و معظم بجز حضرات صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ جمان صفات

اس خاندان النبیہ کے اور کسے گوشہ زد نہیں ہوئے ہیں صرف ایک اسم کو حضرت امام جعفر صادق صاحب کشف العالمین رحمۃ اللہ علیہ نے قواعد علم جفر میں ضم فرما دیا ہے کہ وہ اسم اعظم بھی شاذ و نادر کسی حاکم علم جفر کو میسر ہوا ہے۔ اور حکام اہل جفر اس اسم مبارک کو اسم اعظم تحریر کرتے ہیں بغیر اس کے علم جفر ماثر نہیں ہوتا۔ اور یہ فقیر مؤلف کتاب ہٰذا خدمت میں ارباب صدق مقال کے گزارش کرتا ہے کہ اس احوال تعلیم کیفیت باطنی حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اختلاف خلافت ظاہری حضرات صحابہ عظام میں کسی محل اور موقع پر بطور سند اور دلیل کے اخذ نہ فرمائیں کیوں کہ ظاہر نام سراسر اختلاف کا اور باطن نام سربسر اتفاق ہے اور حضرت سید الطائفہ شیخ ابو القاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مکتوب نطاب سر الامانی تصنیف اپنی میں ذکر اس جلسہ عالیہ کا بحوالہ مکتوبات نطاب موصوفہ بالا کے اسی طرح پر ارقام فرمایا ہے جو کہ تحریر کیا گیا ان حضرت مکرم و معظم کو بھی جملہ سلاسل منسوبہ حضرات اولو العزم و المرتبوں میں حضرات صاحب مجاز مرفوع الاجازت اپنے زمانہ سے مرتبہ صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولو العزم و المرتبہ شہنشاہ ولایت حمان صفات کا حاصل تھا۔

ابیات مؤلف کتاب ہذا

احمد و حیدر کی سنت کا خیال — فرض ہے ہر مشربی پر حسب حال
سنت احمد طریق راستاں — سنتِ حیدر صراطِ پاستاں
تو حسن ہے مست توحید شہود — تو نبی آلِ نبی پر پڑھ درود
تیرا توحید شہودی جام ہے — تیرا تعلیم رشادت کام ہے
جانب تفصیل رو رکھتا ہے تو — جانب تکمیل رو رکھتا ہے تو
روح پاک احمد مختار سے — جسم صاف سید ابرار سے

رات دن رہتا ہے تجھ کو کاروبار — شغل ہے تیرا یہی لیل و نہار
کفش برداری کی خدمت ہے تجھے — بس اسی خدمت سے عظمت ہے تجھے

ہے وہی فیض کرامت آج بھی
ہے وہی طرز امامت آج بھی

نسبت حضرت سے ہم سرمست ہیں
نیست شے ہاں نیست پر اب ہست ہیں

یہ مقام دل نواز احمدی
سر بسر رکھتا ہے بوئے سرمدی

اُس چمن کی بُو سے مستی آئے ہے
بُو سے اس کی خود پرستی جائے ہے

صاحب اَسرای کی یہ تعلیم ہے
احمد بے میم کی تفہیم ہے

نسبتِ احمد جسے منظور ہے
اس امام دین کا یہ دستور ہے

یہ عَلَم ارشاد شاہِ دین ہے
یہ ظہور دین ماہ دین ہے

مشربِ احمد ہمیں سجایا ہے بس
بس ہمیں یہ طور خوش آیا ہے بس

ہم اسی جام ہدایت کے ہیں مست
لوگ کہتے ہیں ہمیں مست الست

ہم ہمیشہ رشد کا کرتے ہیں کام
خلق کو ارشاد کا دیتے ہیں جام

رتبۂ اوّل میں ہم دل شاد ہیں
قید ایں و آں سے ہم آزاد ہیں

نسبتِ ہُو بس ہمارا جام ہے
بے خودی بیکسر ہمارا کام ہے

پیتے رہتے ہیں شراب بیخودی
کھاتے رہتے ہیں کباب بیخودی

یہ عنایت شاہ کی ہے اے حسنؔ
یہ کسی آگاہ کی ہے اے حسنؔ

ہے وہی آگاہ جو سرمست ہے
احمدِ مقبول کا پابست ہے

مستحب و فرض و سُنّت کا چمن
دیکھتا رہتا ہے تو ہر دم حسنؔ

رشد کے بازار کو رکھ گرم تر
اس دوکاں کو ہیچ گہ مت سرد کر

شیخ کی نسبت کا یہ آثار ہے
شغل برزخ کا یہی گلزار ہے

شیخ کیا ہے شیخ ہے شانِ خدا
شیخ کیا ہے شیخ ہے آنِ خدا

برزخ شیخ اجل اسرار ہے
مظہرِ شیخ اجل انوار ہے

شیخ وہ جو ساتھ دیں تفصیل کا
یعنی اس منزل گہہ تکمیل کا

رنگ برزخ کا جسے حاصل نہیں
وہ فقیر حق طلب کامل نہیں

تیرے پیرانِ طریقت کا حسنؔ
تھا یہی اوراد ہے یہی رستہ حسنؔ

مختصر احوال فرحت اشتمال ولادت باسعادت تابلوغت حضرت غوث پاک قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ والد ماجد آپ کے مکتوب لقاب زبدۃ الحقیقت تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ غوث پاک قطب عالم مدت سترہ مہینے حمل میں رہے روز انعقاد حمل سے آٹھ مہینے کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ کو کہ وہ بھی ایک عارفہ کاملہ تھیں ایک روز قریب پیشانی کے کہ محل لطیفہ مصطفوی کا ہے نور سفید مثل الماس کے چمکتا معلوم ہوا۔ اور گاہ گاہ اس نور میں سے شعلے نکلتے باہر پیشانی کے نظر آتے اور بعضے وقت ناگہاں بجلی سی آنکھوں کے سامنے چمک جاتی تھی۔ نو ماہ کامل یہ حال رہا، اور چالیس روز قبل آپ کی ولادت سے جناب والدہ مکرمہ کے کان میں آواز نور اللہ ہوں آتا تھا جب غور کیا جاتا تو معلوم ہوتا کہ جو بچہ حمل میں ہے یہ اس کے ذکر الٰہی کا آواز آتا ہے۔

شب یکشنبہ سلخ رمضان ۴۷۱ھ ہجری میں وقت نماز تہجد کے آپ کی والدہ صاحبہ کے دردِ زہ شروع ہوا۔ میں اسی وقت واسطے لانے دایہ کے جیلان سے گیلان کو روانہ ہوا۔ اور دروازہ کوٹھا مکان کا باہر بیتیر سے بخوف اعدا بند کرا دیا جب میں دایہ مسمات سمومہ بنت جفان قوم صدیقی مریدہ اپنی کو ہمراہ لایا۔ تو دروازہ کوٹھا مکان کا کھلا ہوا پایا۔ اور گھر میں عجب طرح کی روشنی اور خوشبو دیکھی۔ کہ ابر آسمان پر چھایا ہوا ہے۔ اس ابر میں سے ایک ایک ٹکڑا ابر کا ساجد ہو کر آتا تھا اور دروازہ کوٹھا مکان میں منور ہو کر جاتا تھا۔ اور تھوڑے عرصہ میں پھر واپس آسمان کو چلا جاتا تھا۔ میں نے والدہ غوث پاک قطب عالم سے پوچھا کہ کون تمہارے پاس دروازہ کھول کر آیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ عقب تمہارے پہر رات رہے

لڑکا پیدا ہوا۔ خود بخود دروازہ مکان کا کھل گیا۔ اور ابر کا ٹکڑا دروازہ میں سے آتا ہے اور منور ہو کر جسم لڑکے کو ہم آغوش کر کے واپس چلا جاتا ہے، خوشبو اور خنکی اور روشنی از حد اس کے باعث ہو جاتی ہے جیسا کہ تم نے ملاحظہ کیا ہے :-

ابیاتِ مؤلفِ کتاب

اب حسن درویش سے اے دوستو — حال کچھ کچھ غوث اعظم کا سنو
یہ خبر دیتا ہے ہندی پتّرہ — تھے حمل داری مہینے سترہ
اس تعین ماہ میں مادر ہزار — دیکھتی تھیں نور پاک کردگار
جسم جھماتا نور پیشانی پہ گاہ — گہہ شکم پر جسم نورانی پہ گاہ
گہہ چمک جاتا تھا بجلی کی طرح — گاہ دیکھ جاتا تجلّی کی طرح
گہہ مثل خورد رخشانی بکار — سامنے آنکھوں کے ہوتا آشکار
سُنتی تھیں مادر بوقت جہر یوں — ذکر غوثِ پاک نُور اللہ ہوں
جب تعین ماہ کامل کا ہُوا — تب حمل جنبش میں حامل کا ہُوا
وہ مہینہ تھا مسمّٰی ماہِ صوم — تھی شب آخر ترقی بخش نوم
غوثِ اعظم شاہ عالی جاہ کی — ماہ رمضاں عاشق اللہ کی
تھی ولادت سال اسعد سالِ نیک — بعد ہجرت چار صد ہفتاد و ایک
وقت آخر شب تہجد گاہ تھا — اہل دل کا دل خدا آگاہ تھا
اس شب آخر میں وہ قطب ظہور — پیٹ سے مادر کے نکلے مثلِ نور
بطن مادر سے ہوئے جب رُونما — مثل مہر و مثل مہتاب سما
جس گھڑی جس دم ہوئے مولود شاہ — آسماں سے نور برساتا پگاہ
نُور سے اُن کے ہوا روشن جہاں — خاک سے تا ہفت سقف آسماں
تھی ولادت یا ظہورِ نور تھا — خطۂ بغداد مثلِ طور تھا

نور وہ نورِ نبی تھا جلوہ گر
نور وہ نورِ علی تھا جلوہ گر

آسمان کے شاہباز آنے لگے
اس طرف سے اس طرف جانے لگے

کوئی پیغام الٰہی لائے تھا
کوئی باتیں شاہ کی پہنچائے تھا

شب نہ تھی تھی شب شبِ نورِ الٰہ
نور تھا اس کا ظہور عزو جاہ

دیکھنے کو اس کے آتے تھے بغور
آسماں سے سب ملائک دوڑ دوڑ

اس شبِ معراج میں پیدا ہوئے
دیکھ ان کی شکل سب شیدا ہوئے

آسماں کے مہر زمیں کے شاہ تھے
جلوۂ حق نورِ ذات اللہ تھے

قطب عالم غوث اعظم کا خطاب
حضرتِ اللہ سے پایا شتاب

عقل نے جب کی ولادت کی شمار
لفظِ عاشق کی پڑی ہر سو پکار

عاشقِ اللہ تھے وہ قطبِ دین
اس لیے عاشق ہے تاریخ یقین

شاہ کی ہوئے ولادت پر نثار
وادیٔ چینی ہے اور دشت تتار

تھے وہ فرزندِ حسنؓ بے قیل و قال
مادر ان کی تھیں حسینیؓ با جلال

سید ابرار کی اولاد تھے
صاحبِ ہر رشد و ہر ارشاد تھے

شاہ اولادِ حسنؓ ہیں اے حسنؔ
شہر ولایت کے چمن ہیں اے حسنؔ

اور دایہ نے حضرت غوث پاک قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کو ناف بریدہ اور غسل کیا ہوا پایا۔ اور باوضو ناف بریدہ کو ڈورے سے باندھا۔ اور کفنی حضرت عبداللہ محض رحمۃ اللہ علیہ کے خرقہ میں سے پہنائی جو کہ تبرکات مفاد منہ معنونہ میں تھا۔ اس وقت صبح ہو چکی تھی پھر آمد رشد ایہ کے ٹکڑوں کی موقوف ہو گئی۔ صبح کو نام سید عبدالقادر قرار دیا اور اسی روز سے تا بمدت شیر خواری ہر روز آواز یا حبیب یا وقات مختلف گرد و پیش سے مسموع ہوتا تھا۔ ہر چند خیال کیا لیکن کوئی آواز دینے والا تحقیق نہیں ہوا۔ اسی طرح کے صدہا خوارق عجیبہ ہر روز صادر ہوتے تھے چنانچہ آپ تین سال کی عمر میں شہرۂ آفاق ہو گئے۔

اشعار متفرق

حال اس طفلی میں ان کا تھا عجیب
غیب سے سنتے تھے اکثر یا حبیب

کوئی کہتا ہے ملک کہتا تھا یہ
کوئی کہتا ہے فلک کہتا تھا یہ

کوئی کہتا ہے کہ جبرئیل رسا
فرش پر آکر بحکم کبریا

اس لقب سے نام لیتا تھا مدام
روز و شب ہر لحظہ ہر دم صبح و شام

الغرض طفلی میں ہر لیل و نہار
جلوہ فرماتیں کرامت صد ہزار

خرق عادت کے گلِ گلزار تھے
ہر کرامت کے نمائش دار تھے

آپ کے والد کا آپ کو بخوف اعدا جیلان سے بغداد لے جانے اور مرید کرنے کا حال

حضرت سید ابو صالح موسیٰ حنبلی دوست رحمۃ اللہ علیہ والد ماجد حضرت غوث پاک قطب عالم کے مکتوب نطاب زبدۃ الحقیقت تصنیف اپنی میں ترقیم فرماتے ہیں کہ جب حضرت غوث پاک قطب عالم سید عبد القادر جیلانی حسنی و حسینی کی عمر تین سال کی ہوئی آپ کی کرامات اور نسب کا شہرہ سن کر ایک شخص ہرمز نام اولاد ابو سفیان میں سے در پئے ہلاکت ہم تینوں کے گیلان میں ہوا۔ اور یوسف بن قلوان گیلانی نے مجھ کو آکر خبر دی باستماع اس خبر کے جو میں اپنے مکان پر آیا تو والد سید عبد القادر جیلانی نے مجھ سے بیان کیا کہ لڑکا بار بار کہتا ہے کہ بغداد کو چلو۔ میں نے بھی خبر یوسف بن قلوان گیلانی کی بیان کی، غرض اسی شب سب اسباب مکان میں چھوڑ کر ہم تینوں وقت شب کے بغداد کو روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں ایک قافلہ کوفیوں کا کہ حج سے مشرف ہو کر بغداد کو جاتے تھے ملاقی ہوا۔ ایک بزرگ حضرت علاؤ الدین بن حضرت یعقوب کہ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت علاؤ الدین صاحب ممدوح سے بیعت توبہ خاندان اویسیہ میں حاصل تھی۔ اس قافلہ میں تھے۔ حضرت علاؤ الدین صاحب موصوف کو حضرت غوث پاک قطب عالم سید عبد القادر کے چہرہ پر تجلیات انوار کی مثل چاند چودھویں شب کے نظر پڑی کہ وہ روشنی لطیفہ مصطفوی کی تھی جو بعد ایک سانس لینے کے دوسری سانس میں چمکتی تھی۔ حضرت علاؤ الدین صاحب کو حضرت یعقوب پیر و مرشد والد ماجد اپنے کا قول یاد آیا کہ احوال حضرت غوث پاک قطب عالم سید عبد القادر جیلانی حسنی حسینی سے مطلع ہو چکے تھے۔ اس روشنی کو پہچان کر کجاوہ شتر اعرابی پر سے مع عیال و اطفال اپنے کے اتر پڑے اور مجھ سے ملاقی ہو کر فرمانے لگے کہ آپ

کجاوے پر سوار ہو جاویں۔ میں نے بخیال اخفائے احوال اپنے کے نہایت عجز و انکساری سے عذر کیا۔ اس حضرت نے اپنا راز باطن مجھ سے بیان کیا۔ اور باعث بے سر و سامان روانگی کا دریافت کیا۔ اور مجھ سے احوال سن کر فرمایا کہ دس آدمی اس قافلہ میں بھی اُس قوم کے ہیں لیکن آپ بموجب کہنے میرے کے قبول کریں چنانچہ حضرت علاؤ الدین صاحب موصوف نے بآرام تمام مجھ کو بغداد تک پہنچا دیا۔ اور تمام راستے غوث پاک قطب عالم سید عبد القادر جیلانی کی خدمت زیادہ تر از حد کرتے تھے۔ اور ترقی کیفیت باطن کی مذاق حاصل فرماتے تھے۔ اور بغداد پہنچ کر میں نے غوث پاک قطب عالم سید عبد القادر جیلانی کو بر بنا بر تحصیل علوم ظاہر کے پاس حضرت مولوی شمس الدین صاحب بن عماد الدین بن زبیر بن داؤد ہنکاری بن صفی اللہ بن کلیم احمد ابن خواجہ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کے مکتب کو بھیجا۔ مولوی شمس الدین صاحب موصوف حضرت خواجہ ابو الحسن علی ہنکاری صاحب سے مرید اور تعلیم باطن حاصل کیے ہوئے تھے، دس برس کی تحصیل علوم ظاہر میں حضرت غوث پاک قطب عالم سید عبد القادر قابل درس پڑھانے کے ہو گئے۔

ایک روز مجھ سے کہا کہ اب وہ فتنہ جیلان سے فرو ہو گیا ہے۔ وطن کو تشریف لے چلیئے۔ میں بموجب کہنے غوث پاک قطب عالم کے جانب وطن عازم ہوا۔ اور جیلان پہنچ کر مکان کا اسباب خصومت اعدا سے لٹ گیا ہوا دیکھا۔ پانچ برس تک وہاں بھی تحصیل اور تدریس علم ظاہر میں مشغول رکھا۔ اور اس حالت تحصیل علم میں بھی اکثر خوارق جلی، سر ایک خاص و عام نے معائنہ کیے جب غوث پاک قطب عالم سید عبد القادر جیلانی کی عمر اٹھارہ سال کی ہوئی بموجب حکم الہام باطن روز دوشنبہ تاریخ سترہویں ماہ رجب ۴۸۸ھ ہجری کو وقت نماز عصر کے بیعت توبہ سے اپنے ہاتھ پر خاندان حسنیہ جدیہ اپنے میں مشرف کیا۔ اور مثال خلافت صاحب مجاز مع جملہ خلافت نامجات اور تبرکات اور ملبوسات اور مکتوبات نطاب حضرات پیران عظام سلسلہ کے حسب معمول تفویض کر دیئے اور کیفیت باطن میں لطائف ستہ تعلیم کیے۔ اور ترکیب اسم ذات کی مفصل سمجھا دی اور طرف ترقی کیفیت باطن کے متوجہ کرا دیا۔ اور تلاوت درود شریف کی اجازت عطا کی۔

اور موجب ہدایت حضرت عبداللہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ پیر و مرشد اور والد ماجد اپنے کے
غوث پاک قطب عالم سید عبدالقادر جیلانی سے کہہ دیا کہ حضرت ابوسعید مبارک
ابن علی مخذومی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تم کو بیعت خلافت اور امامت اور ارشاد
حاصل ہوگی۔ اور درجہ محبوبیت کا بھی بتفضیل حضرت ممدوح کے تم کو نصیب ہوگا اور مکتوبات
نطاب حضرات پیران عظام میں سے حضرت عبداللہ محض کے مکتوب نطاب میں جو پیش خبری
تحریر تھی معائنہ کرادی۔

مختصر احوال مجاہدات و خلافت حضرت غوث پاک قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت غوث پاک قطب عالم سید عبد القادر جیلانی حسنی حسینی مکتوب لقاب کریمۃ الوحدت تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعد حصول شرف بیعت توبہ کے میرے والد ماجد حضرت سید ابو صالح موسیٰ حنبلی دوست رحمۃ اللہ علیہ ایک سال عالم حیات میں تشریف فرما رہے روز پنجشنبہ تاریخ گیارہویں ماہ ذیقعدہ ۴۸۹ھ ہجری میں بعد نماز ظہر کے رحلت فرمائی۔ چھ مہینے میں نے بعد وفات حضرت والد ماجد کے جیلان میں قیام کیا۔ چالیس دینار لے کر اپنی والدہ معظمہ کی خدمت سے جدا ہو کر روانہ ہوا۔ اول کعبہ شریف کو پہونچا۔ اور وہاں سے بیابان عراق میں سیاح رہا۔ اور وہاں سے ساتویں تبت پر کہ یہی پہاڑ چلہ گاہ حضرات سے خالی تھا پہنچکر تین چلہ سوا سوا کر ڈر اسم ذات کے چھ چھ برس کے عرصہ میں بموجب ارشاد حضرت والد ماجد اپنے کے ادا کئے۔ اور اٹھارہ برس روزہ خرمہ سے افطار کیا اور بعد فراغ خدا سے عہد کیا کہ جب تک تو اپنے ہاتھ سے مجھ کو نہیں کھلائے گا کوئی چیز اکل و شرب میں نہیں لاؤں گا۔ چنانچہ ایک سال کامل مطلق زبان پر کچھ نہیں رکھا۔

ایک روز شیطان علیہ اللعن نے مثل برف سفید کے نورتا مدنگاہ محیط کر دیا۔ اور آواز دیا کہ عبد القادر ہم نے تیری عبادت کو قبول کر لیا۔ میں نے متعجب ہو کر خیال کیا کہ میں واسطے خدا کے ہاتھ سے کھانے کے متعہد ہوں قبولیت عبادت کا خواستگار نہیں شاید یہ دھوکہ شیطانی ہے یکایک باطن سے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ زبان پر آگیا اور وہ سفیدی یک لخت زائل ہو گئی۔ بعد چالیس روز کے اس واقعہ سے ایک روز قریب نماز فجر کے میں مراقب بیٹھا ہوا تھا کہ آواز کان میں آیا کہ اے عبد القادر طعام فوش کر کہ خدا اپنے ہاتھ سے کھلاتا ہے۔ میں نے دھوکہ شیطانی سمجھ کر مطلق التفات نہیں کیا۔ جب چار مرتبہ یہی آواز سنا۔ اور ہونٹوں کو لقمۂ طعام کا محسوس ہوا۔ آنکھ کھول کر

دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی۔ مگر ہونٹوں کو کھیر لگی ہوئی تھی۔ اس کو رومال سے صاف کر کے پھر مراقب ہو گیا۔ اور آنکھیں بند کر لیں۔ پھر اسی طرح آواز کان میں آیا۔ آنکھیں کھول کر دیکھا تو ایک تجلی آنکھوں کے سامنے سے غائب ہوتی معلوم ہوئی۔ پھر آنکھیں بند کر کے مراقب ہو گیا۔ پھر اسی طرح کا آواز سنا۔ اور آنکھیں کھول کر دیکھا تو ایک ہاتھ میں لقمہ کھیر کا نظر آیا۔ اور پھر وہ ہاتھ بھی غائب ہو گیا۔ میں نے دھوکہ شیطان سمجھ کر لاحول پڑھی اور آنکھیں بند کر کے مراقب ہو گیا۔ پھر اسی طرح کا آواز سنا کہ اے عبدالقادر یہ دھوکہ شیطان کا نہیں ہے۔ جو لاحول سے دفع ہو جاوے۔ میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو ایک جسم اور ہاتھ میں لقمہ کھیر کا دیکھا۔ ایک نظر دیکھنے نہیں پایا تھا کہ وہ غائب ہو گیا۔ میں نے دھوکہ نفس کا سمجھ کر آنکھیں بند کر لیں اور مراقب ہو گیا۔ پھر اسی طرح آواز سنا کہ اے عبدالقادر یہ دھوکہ نفس کا بھی نہیں ہے جب تک اس لقمۂ طعام کو نوش نہیں کرے گا۔ تجھ کو کچھ معائنہ نہ ہو گا۔ یہ آواز سن کر میں نے بسم اللہ شریف پڑھی اور لب واسطے لقمۂ طعام کے وا کیے جب لقمۂ کھیر کا دہن میں آ گیا۔ آنکھیں کھول کر دیکھا تو حضرت ابوسعید مبارک بن علی مخدومی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صورت بتجلی آثاری صفاتی کے عجیب کیفیت سے نظر آئی۔ اور کلمات زبان ملکوت باہم دیگر ہوئے کہ میرے والد ماجد نے واسطے اسی وقت خاص کے تعلیم فرمائے تھے۔ فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری گزارش کرتا ہے کیفیت دھوکہ شیطان اور عہد نہ کھانے کا اور حضرت ابوسعید مبارک ابن علی مخدومی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کھانا کھلانے کے سوائے عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت کے کہ جس پر یہ امر گزر نہ گیا ہو اور کے سمجھنے کے لائق نہیں ہے یہ تینوں کیفیات طفیل حضرت غوث پاک قطب عالم سید عبدالقادر جیلانی محی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کے اب بھی ہر ایک عارف مجاز مرفوع

الاجازت اولوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت پر گزر جاتا ہے۔ یہ امر کچھ اس قدر مقامات عالیہ میں سے نہیں ہے۔ کہ عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت کو گمان مایوسی کا خاطر پہ آوے۔

اور حضرت ابو سعید مبارک بن علی مخذومی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب بحر النبوت تصنیف اپنی میں تسطیر فرماتے ہیں کہ مجھ کو بعد نماز مغرب شب دوشنبہ گیارہویں محرم ۵۱۰ھ کو الہام ہوا کہ ایک دوست ہمارا ہمارے ہاتھ سے کھانے کا مشتاق ہے۔ اور ایک سال کامل سے کچھ نہیں کھایا پیا ہے صرف شغل نوری ملکوتی میں مصروف ہے۔ یہ حکم باطن سن کر میں اسی وقت مکان سے روانہ ہوا۔ میری زوجہ نے دیکھ کر دریافت کیا بموجب حکم باطن کے شاید کسی طرف کو جاتے ہیں۔ اس روز کھیر میرے گھر پکی تھی۔ میری زوجہ نے دستر خوان میں باندھ کر مجھ کو لا کر دی کہ میں دروازہ سے قریب ستر قدم کے باہر چلا گیا تھا اور اسم اعظم جنیدیہ قلب روحی سے تلاوت کرنا شروع کیا۔ قریب نماز صبح کے پہاڑ تبت ساتویں پر پاس غوث پاک قطب عالم سید عبد القادر جیلانی حسنی حسینی کے پہنچ کر تعلیم حکم الہام کی بجا لایا۔ اور بعد طعام کھلا دینے کے سید عبد القادر کو بموجب تعلیم حضرت ابو الحسن علی ہنکاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیر و مرشد اپنے اور موافق پیش خبری محررہ مکتوب نطاب سر الامانی تصنیف حضرت سید الطائفہ شیخ الشیوخ ابو القاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور مکتوب نطاب جواہر اعظم تصنیف حضرت علاؤ الدین ابو الفرح طرطوسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ و دیگر جمیع حضرات پیران عظام اپنے سلسلہ کے میں نے بیعت امامت سے مشرف کیا اور کیفیت باطن کی بطور طریقے اپنے سلسلہ کے تعلیم فرمائی۔ اور کیفیت باطن تعلیم فرمائی ہوئی اُن کے والد بزرگوار کو موقوف کرا کر ترکیب جاری ہونے سلطان الاذکار کے سے مشرف کیا۔ اور جس پتھر پر کہ غوث پاک قطب عالم سید عبد القادر جیلانی حسنی حسینی نے تین چلہ اسم ذات کے ادا کئے تھے۔ وہاں سے اٹھا کر دوسرے پتھر پر کہ فاصلہ بچپن قدم کے ہے بٹھا دیا۔ اور احکام بعد فراغ ہو جانے کے سے بھی مطلع کر کے بغداد کو واپس چلا آیا۔

فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری گزارش کرتا ہے کہ اس عاجز نے بھی ان دونوں پتھروں پر یہ احوال کندیدہ دیکھا ہے اور بموجب تحریر مکاتیب کے سب معاملات حضرات کے پتہ معائنہ کئے ہیں۔ اور ساتویں تبت کا سیاح رہا ہے۔

حضرت غوث پاک قطب عالم سید عبد القادر جیلانی حسنی حسینی مکتوب لقاب کرتبہ الوحدت تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں ایک سال کامل اسی جگہ تعمیل تعلیم میں مشغول رہا ایک درخت سیب کا قریب میرے قدرت الٰہی سے پیدا ہو گیا تھا۔ وقت عصر سے ڈالی اس کی جھکتے جھکتے قریب میرے دہن کے آجاتی تھی۔ اور وقت مغرب کے خود بخود سیب ٹوٹ پڑتا تھا۔ ایک سال کامل اسی سیب سے روزہ افطار کیا جب بموجب حکم حضرت پیر و مرشد کے ذکر سلطان کو جاری پایا۔ شب سہ شنبہ بعد افطار روزہ اس جگہ سے اٹھ کر جانب بغداد کے روانہ ہوا۔ تاریخ تیرہویں ماہ صفر ۵۱۱ھ ہجری کو روز سہ شنبہ قریب نماز اشراق کے بغداد میں پہنچ کر مسجد جامع کے برج عجمی میں مقیم ہوا۔ اور نماز اشراق وہیں ادا کی حضرت خضر علیہ السلام مجھ سے آکر ملاقی ہوئے اور فرمایا کہ بموجب حکم الٰہی ہوا ہوں۔ جو کچھ کہیے بجا لاؤں۔ میں نے جواب دیا کہ صرف پیر و مرشد کو میرے حاضر آنے کی اطلاع ہو جائے اور التماس کیا جاوے کہ بہ طفیل دستگیری حضور کی تعمیل حکم کی بجا لایا۔ اور ماحصل بموجب ارشاد کے مجھ کو نصیب ہوا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے مجھ سے سوال کیا کہ یا شیخ تم نے خدا سے عہد کیا تھا کہ میں تیرے ہاتھ سے کھاؤں گا پھر انجام اس کا کیا ہوا۔ میں نے سب حال گزرا ہوا اس روز کا بیان کیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تینوں صفتیں خدا نے واسطے میرے خاص کی ہیں۔ ایک مکاشفہ احوال زمانہ ماضی و استقبال ہر ایک اشیاء کا دوسرے نگاہ کا میری یہ حال ہے کہ جس سمت کو نظر کرتا ہوں تا کنارۂ زمین صاف نظر آتا ہے۔ اسی طرح تحت فوق میں بھی جہاں تک چاہتا ہوں دیکھ لیتا ہوں تیسرے جس عضو کو منظور ہوتا ہے دکھلاتا ہوں اور پوشیدہ کر لیتا ہوں۔ آج ہم تمہارے حضرت شیخ سے روبرو تمہارے دریافت کریں گے اور دیکھیں گے کہ وہ کس طرح ہمارے سامنے اپنے جس عضو کو چاہتے ہیں ظاہر کرتے ہیں اور جب چاہتے ہیں غائب کرتے ہیں یہ کہہ کر حضرت خضر علیہ السلام حضرت ابو سعید مبارک بن علی مخزومی صاحب پیر و مرشد کے مکان کو روانہ ہوئے۔ اور تھوڑے عرصہ میں واپس آکر فرمانے لگے کہ وہ مکان پر تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ کہیں کو گئے ہیں۔ میں نے جواب میں کہا کہ وہ کون جگہ ہے؟

کہ جہاں کا جانا آپ کو معلوم نہیں یا آپ وہاں پہنچ نہیں سکتے ہیں۔ یہ جواب سن کر حضرت خضر علیہ السلام خاموش ہو کر چلے گئے اور تین روز تک میرے پاس تشریف نہ لائے۔

فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری کو ایک شعر کسی عاشق کا یاد آیا ہے جو اس محل پر حسب حال ارشاد جناب غوث پاک قطب عالم سید عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی کے تحریر کرتا ہے۔ ؎

اس کے کوچہ میں گذریئے تو بھٹکتے پھریئے
حضرت خضر ابھی آپ نے دیکھا کیا ہے

حضرت ابوسعید مبارک بن علی مخذومی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب بحر النبوت تصنیف اپنی میں ارقام فرماتے ہیں کہ روز جمعہ بعد نماز چاشت تاریخ سترہویں ماہ صفر ۵۱۱ھ ہجری کو حضرت خضر علیہ السلام میرے مکان پر مجھ سے ملاقی ہوئے اور نہایت متعجب اور متحیر ہو کر مجھ سے دریافت کرنے لگے کہ آپ کہاں تشریف لے گئے تھے؟ میں نے جواب دیا کہ میں تو اپنے حجرہ سے کہیں نہیں گیا تھا۔ جناب ایزد باری تعالےٰ سے میں نے وعدہ کیا تھا کہ جس وقت سید عبدالقادر غوث پاک قطب عالم بفضل و عنایت تیری تعمیل و تعلیم سے کامیاب ہو کر آوے گا میں تین روز کا طے کا روزہ شکریہ میں ادا کروں گا۔ شب سہ شنبہ مجھ کو اس کے آنے کا علم ہوا۔ صبح سے ادائے روزہ طے میں متوجہ ہو گیا تھا۔ آپ کو اس قدر تعجب اور تحیر کا کیا باعث ہے۔ کیا مجھ سے کچھ امر ضروری آپ کو ارشاد فرمانا ہے؟

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ جس وقت سید عبدالقادر غوث پاک قطب عالم جامع مسجد کے برج عجمی میں آکر مقیم ہوئے میں بحکم الٰہی اُن کے پاس گیا اور ملاقات کر کے پوچھا کہ جو کچھ کہئے بجا لاؤں انہوں نے جواب میں صرف آپ کو اطلاع ہو جانے کے واسطے بعجز و شکر گزاری مجھ سے کہا میں آپ کے مکان پر آکر مستفسر ہوا معلوم ہوا کہ صبح سے آپ کہیں کو تشریف فرما ہوئے ہیں۔ وقت شام پھر میں نے آکر دریافت کیا تب بھی یہی جواب دیا کہ اب تک تشریف نہیں لائے چنانچہ صبح جہاں

شنبہ سے اس وقت تک میں نے کوئی جگہ ناسوت میں اور کوئی مقام ملکوت میں باقی نہیں چھوڑا اور سبعی ہر چہ تمام تر ہر عالم میں ڈھونڈھا۔ لیکن کہیں قیاس اور گمان اور وہم نے بھی آپ تک رسائی نہ کی۔ جو آپ تک پہنچتا۔ شام پنجشنبہ کو پھر آپ کے مکان پر آکر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ابھی کھانا کھا کر دو مریدوں کے ہمراہ کہیں کو تشریف لے گئے ہیں۔ اُس وقت سے اب تک آپ کی تلاش میں سعی بے فائدہ کر کے عاجز آکر آپ سے ملاقی ہوا ہوں حضرت ابوسعید مبارک ابن علی مخدومی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب بحر النبوت میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام اور سید عبد القادر سے جو گفتگو ہوئی تھی اس کا علم مجھ کو ہو گیا تھا۔ یہ گفتگو حضرت خضر علیہ السلام کی سُن کر اور مسکرا کر میں خاموش ہو گیا۔ اور ان حضرت نے بھی مجھ سے زیادہ کچھ دریافت نہ فرمایا۔ اور میں نے کاغذ مثال کا جس کو اہل ظاہر خلافت نامہ تعبیر کرتے ہیں۔ روبرو حضرت خضر علیہ السلام کے تحریر کیا اور بجائے گواہی دستخط ان کے بھی تحریر کر لئے اور وقت نماز جمعہ کلاہ اور عمامہ اور خرقہ ہمدست حضرت خضر علیہ السلام کے اپنے ہمراہ جامع مسجد میں لایا۔ مجھ کو دیکھ کر سید عبد القادر قدمبوس ہوا۔ اور میں اُس سے ہم آغوش۔ اور بعد فراغ نماز جمعہ برج عجمی میں مجلس حضرت اولیاء ہمعصر اعنی حضرت نجم الدین احمد کبیر فردوسی صاحب مکتوب نطاب ضمیمہ نصرت اور حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی صاحب مکتوب نطاب صور المفرج اور حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی صاحب مکتوب نوید وحدت اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی صاحب مکتوب نطاب عقدۃ الوحدت اور حضرت ابو النجیب سہروردی صاحب مکتوب نطاب کریم القطب اور حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی صاحب مکتوب نطاب فصیح الوجوب اور حضرت خواجہ یوسف بن ایوب ہمدانی صاحب مکتوب نطاب کشف القلب اور حضرت عماد الدین صاحب اور حضرت امام احمد غزالی طوسی ملقب بہ زین الدین صاحب مکتوب نطاب قرۃ العینین اور حضرت شیخ محی الدین غزنوی مرید حضرت شہاب الدین صاحب اور حضرت شہاب الدین صاحب بن نور الدین اور حضرت خواجہ احمد یسوی صاحب اور حضرت شیخ ابو زکریا بن مسعود اور حضرت شیخ

ابو سعید قیلوی اور شیخ قصب البان موصلی اور شیخ حماد دیاس صاحب بمکتوب نطاب ہوید
السعید اور شیخ احمد بن مبارک اور حضرت شیخ مجدد الدین صاحب بغدادی اور حضرت شیخ
سبحان صاحب اور شیخ اسحاق بن احمد اور قطب الدین بن حمام الدین اور حضرت عبد الرحمن
بن کریم الدین اور جلال الدین بن فخر الدین اور حضرت ابو العباس صاحب خراسانی اور
شیخ عبد اللہ بن یوسف اور شیخ غریب بن احمد شوقی اور شیخ عبد السلام بن عبد الرحمن
اور شیخ ضیاء الدین اسحاق بغدادی اور شیخ محمود بن جعفر بغدادی اور شیخ اسود قدم بن
علیم الدین بغدادی سے ترتیب دے کر غوث پاک قطب عالم سید عبد القادر جیلانی کو اپنے
ہاتھ پر بیعت حوالت اور ارشاد سے مشرف کر کے کلاہ اپنی اور ٹھائی اور عمامہ اپنے ہاتھ
سے باندھ کر خرقہ پہنا دیا۔ اور مثال خلافت بخطاب قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ
محی الدین سید عبد القادر جیلانی حسنی حسینی کی اہل مجلس کو سنا کر عطا فرمایا۔ اور بعد فراغ معانقہ
اور مبارک باد اہل محفل کے شیخ محی الدین سید عبد القادر جیلانی کو اپنے مکان پر ہمراہ لایا
اور فاتحہ سفت دہم کا سامان جو مکان پر مہیا تھا اسی روز سے وہ فاتحہ ان کو مرحمت کر دی
اور کہہ دیا کہ اسی تاریخ تمہارا اس عالم سے سفر ہوگا۔ اور گیارہ روز بعد اس معاملہ کے
میں نے بغداد میں قیام کیا اس عرصہ میں تمام اسناد خلافت نامجات اور مکتوبات نطاب اور اد
ضبط اوقات شبانہ روز اور دیگر تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم ہر ایک حضرات
پیران عظام سلسلہ کے جو مجھ کو مفاوضات معنوتہ میں حاصل تھے تفویض کر کے فہو اللہ
صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولو العزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت حمان صفات مثل اپنے کیا
اور بجائے خود ولایت مملکت بغداد پر کہ تخت گاہ نوشیرواں کی تھی قائم کر دیا اور بتاریخ
اٹھائیسویں ماہ صفر ۵۱۱ھ ہجری روز سہ شنبہ کو میں تنہا بغداد سے کوفہ روانہ ہوا۔ اور
گیارہ روز میں پھر کوفہ سے مع علیم اللہ ابدال کے بغداد میں واپس آیا اور علیم اللہ ابدال
کو کہ بعمر بارہ سال کے تھا۔ شیخ محی الدین سید عبد القادر جیلانی کے سپرد کر دیا اور علیم اللہ
ابدال سے کہہ دیا کہ تم نامزد انہیں مجدد کے تھے اور میں دوسرے روز بتاریخ اٹھویں
ماہ ربیع الاول ۵۱۱ھ ہجری روز شنبہ کو اہل و عیال اپنے ہمراہ لے کر بغداد سے

ہنکار وطن اپنے کو روانہ ہوا حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نطاب کربۃ الوحدت میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعد تشریف لے جانے حضرت پیر و مرشد جناب ابوسعید مبارک ابن علی مخذومی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بتاریخ نویں ماہ ربیع الاول ۵۱۱ھ ہجری شب دوشنبہ کو بموجب حکم حضرت ممدوح کے عقد نکاح میرا ساتھ بی بی حلیمہ صغریٰ سید یوسف بن سید یونس بن سید شرف الدین اولاد حضرت امام زین العابدین صاحب صبر القیام رحمۃ اللہ علیہ کے منسلک ہوا۔ اور گیارہ محرم راز میرے صوفیان صافی نہاد سوائے عوام الناس کے یعنی شیخ ضیاء الدین بن اسحاق بغدادی اور شیخ محمود بن جعفر بغدادی اور شیخ اسود قدم بن علیم الدین۔ اور عمر بن فارض اور اور شیخ عبد قریشی بن شیخ رحمت اور شیخ محمد بن ابی نصر۔ اور شیخ احمد بن عبدالعزیز اور شیخ علی محمد بن محمود۔ اور شیخ قیام الدین بن سیف الدین اور شیخ سیلان بن عزیز الدین اور شیخ عبدالرحیم بن ابوالعلی شریک تھے اور اسی روز سے تبلیغ احکام تعلیم طریقت یعنی امامت اور ارشاد پر بجان و دل مستعد رہا کہ کوئی کام عزیز تر بجز اس ہدایت اور ارشاد سے اپنے اوپر پسند نہ کیا تھا۔

نظم

جب شبابی عمر کو پہونچے وہ شاہ
ہادی عالم ہوئے تا مہر و ماہ

رشد ان کا جلوہ بخش عام تھا
ہند سے تا ملک روم و شام تھا

جب سے حضرت کی ہوئی بغداد جا
ہر بشر عارف ہوا بغداد کا

جوق جوق آتے تھے جبی روز و شب
بیٹھتے تھے سامنے باصد ادب

فیض کا ان کے کھلا گلزار تھا
رشد کا ان کے لگا دربار تھا

راز ان کا تھا تمامی راز حق
زانکہ تھے وہ شاہ دین و ساز حق

یک نگاہ لطف سے ان کے مرید
غوث ہوتا تھا کوئی قطب سعید

کوئی ابدالی کا رتبہ پائے تھا
کوئی اوتادی کا لقمہ کھائے تھا

کوئی اس تعلیم سے ہوتا رقیب
اہلِ خدمت اک نجیب و ایک نقیب

سب رجال اللہ تھے ان کے مطیع
سب خدا آگاہ تھے ان کے مطیع

جلوہ گر ہوتا کسی پر نورِ حق
کوئی ہوتا آن میں تھا طورِ حق

سیر کرتا تھا کوئی آثار کی
سونگھتا بو تھا وہ اُس گلزار کی

کوئی لاہوتی سرا کی سیر کر
آپ سے ہو جائے تھا وہ بے خبر

کوئی سالک کوئی مجذوب الٰہ
کوئی دونوں حال پر رکھتا نگاہ

کوئی جمع الجمع کا پاتا مقام
کوئی الفرقی کا ہوتا بادہ شام

ذکرِ سلطانی تو اس جام عام تھا
یہ صدا تو ہر کسی کا جام تھا

از برائے ہر مرید ہوشدار
مصطفائی تھا لطیفہ نور دار

فیضِ قلب اپنا جسے پہنچائے تھے
ہمفتیں منزل پہ اس کو پائے تھے

روحِ پاک حضرت ذوالکون سے
آشنا ہوتا تھا ان کے عون سے

عون ان کی عون پاک مصطفےٰ
عون پاک مصطفےٰ و مرتضےٰ

رُشد ان کا رُشد حیدر مو بمو
رُشد اُن کا رشد احمد ہو بہو

تھے انہوں کے پشت پر بارہ امام
رشد کا اپنی پلاتے تھے وہ جام

مصطفےٰ و مرتضےٰ کے تھے حبیب
فیض ان کا تھا رہے گا تا حسیب

رشد ان کے نام سے نامی ہوا
ماہ ان کے جام سے جامی ہوا

مہر ان کے جام سے سرمست ہے
چرخ ان کے آستاں پہ پست ہے

جس پہ ان کا پرتو اپڑ جاتے ہے
سب لطائف سے نمائش پاتے ہے

ہر لطیفہ کی فنا با وضع خاص
رونما ہوتی بطرز اختصاص

ذکر ہو ہو ہو جائے تھا پیدا شتاب
صاف اٹھ جاتا تھا غفلت کا نقاب

جلوہ فرما جب فنا ہو جائے تھی
روئے خوب اپنا بقا دکھلائے تھی

یہ فنا اور یہ بقا ہر روز و شب
دیکھتا تھا ہر مرید با ادب

وادی ایمن کی نارِ دل نواز
وادی بغداد سے رکھتی تھی راز

ہر طرف وہاں لِیَ مَعَ اللہ کی صدا
جلوہ فرماتی تھی ہر صبح و مسا

مسکنِ حضرت ہوا جب سے وہاں
سرزمین خلد ٹھہرا وہ مکان

خلد کو دیکھا نہ ہو بغداد دیکھ
بادِ جنت کی وہاں کی باد دیکھ

خامۂ چوبی کہاں رکھتا ہے تاب
جو کرے شہ کی فضیلت کا حساب

صاحب لولاک نے فرما دیا
رشد کا کر اے حسنؔ روشن دیا

اب خیال رشد رہتا ہے حسنؔ
کھل رہا ہے اب ہمارا ہی چمن

نسبتِ سلطان اسریٰ کی ہر آن
ہر زماں ہر لحظہ دکھلاتی ہے شان

کام رہتا ہے ہمیں تعلیم سے
خلق کی تعلیم سے تفہیم سے

مرشدی مسترشدی ہے تیرا کام
آن ہے تیری امامت کا مقام

احوال پیش خبری حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب
عبدالوہاب صاحب جدامجد جناب موصوف رحمۃ اللہ علیہما

حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب کربتہ الوحدت تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعد چند ماہ کے عقد نکاح سے ایک شب عالم جبروت میں حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے غوث پاک قطب عالم خدائے عزوجل نے مجھ کو عوض میں حسنؓ اور حسینؓ کے ایک تجھ کو اور دوسرے مخدوم علی احمد صابر کو عطا فرمایا تھا قریب ہے کہ وہ عبدالوہاب اور عبدالرحیم فرزندان فرزند تیرے سے ظہور کرے صبح کو میں نے مکتوب نطاب حضرت امام جعفر صادق صاحب کشف العالمین۔ اور حضرت امام موسیٰ کاظم صاحب گرفتن اسرافیل رحمۃ اللہ علیہم اور جمیع حضرات پیران عظام سے احوال پیش خبری کا معائنہ کیا اور جس روز سے شاہ سیف الدین عبدالوہاب نے شکم مادر میں قرار پایا تھا میں اس کی جناب پشت نہیں کرتا تھا۔ اور اسی روز سے اکثر اوقات الہام اور القاء سے پیش خبریاں مخدوم علی احمد صابر کی صادر ہوا کرتی تھیں اور میں ان کو قلم بند کرتا جاتا تھا، چنانچہ بتاریخ سترہویں ماہ شعبان ۵۱۲ھ ہجری کو شب پنجشنبہ درمیان مغرب اور عشاء کے شاہ سیف الدین عبدالوہاب تولد ہوئے اور گیارہ سال میں مجھ سے علوم ظاہری کو بھی تحصیل کر چکے کہ پھر خود درس پڑھایا کرتے تھے اور جب شاہ سیف الدین عبدالوہاب کی عمر چودہ سال کی ہوئی بتاریخ نہم ماہ رمضان المبارک ۵۲۶ھ ہجری کو بروز یک شنبہ وقت سہ پہر عقد نکاح ان کا بموجب حکم باطن ساتھ مسماۃ شام بی بی بنت سید عثمان بغدادی بن سید عبداللہ بن سید اسمٰعیل بن سید شمس الدین اولاد حضرت امام محمد باقر صاحب حیات المعصوم رحمۃ اللہ علیہ کے منعقد کر دیا۔ اور اب ایک سال کے جب عمر ان کی پندرہ برس کی ہوئی۔ بتاریخ انیسویں ماہ جمادی الثانی ۵۲۷ھ ہجری کو بروز سہ شنبہ وقت عصر کے بیعت توبہ سے اپنے ہاتھ پر

مشرف کر کے تعلیم کیفیت باطن سے فیضیاب کیا اور ترقی کیفیت باطن میں متوجہ کر دیا عصر
چار سال میں قرب حضرت واحدیت سے مستفیض ہو گئے اور مرتب متلزمہ قرب حضرت
واحدیت کے حاصل کر چکے۔ بتاریخ ۲۲ ماہ رجب ۵۳۱ھ ہجری کو روز دوشنبہ وقت عصر
کے مجلس عام میں اپنے ہاتھ پر بیعت امامت اور ارشاد سے اور نیز ہر دو خاندان حنفیہ
علوی ولایت روح جذبیہ اور خاندان طوسیہ میں مشرف کر کے کلاہ اپنی اوڑھا کر عمامہ سبز
اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنا دیا اور مثال خلافت کی اہل مجلس کو سنا کر صاحب مجاز
کر دیا۔ اور مقامات مندرجہ مکتوب نطاب کربۃ الاحدیت کے معائنہ کرا دیئے اور یہ
مکتوب بھی اُن کے تفویض کر دیا۔

احوال محبوبیت حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی شافعی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحب مکتوب نقاب مصور الودود تصنیف اپنی میں تسطیر فرماتے ہیں کہ بتاریخ سترھویں ماہ ربیع الاول ۵۳۶ھ ہجری کو شب جمعہ پہر رات گذری تھی کہ آواز رجال الغیب کے متواتر کان میں آنے لگے لیکن تفصیل اس گفتگو کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ اور سب ابدال درجہ اعلیٰ اور اوسط اور ادنیٰ کے ہر ایک طرف جلد جلد آتے جاتے تھے۔ میں نے جس کسی سے اُن دونوں گروہوں میں سے ملاقات کر کے پوچھا کہ تم آج کس سعی انجام کار میں مصروف ہو؟ کسی نے مفصل بیان نہ کیا۔ اور یہ کہا کہ آپ کو اب تک باطن سے اطلاع نہیں ہوئی۔ آپ جلد متوجہ عالم ملکوت کو ہوئیں۔ یہ گفتگو سُن کر اوّل میں کشف الصبور میں مشغول ہوا۔ دیکھا میں نے کہ جمیع نقبا، نجبا، رقبا، ابدال اوتاد، اغیاث، اقطاب ہمہ تن متوجہ طرف کیفیت باطن کے ہو رہے ہیں اور منتظر ہیں کہ دیکھئے کیا بذریعہ القاء اور الہام کے حکم صادر ہوتا ہے اور حضرات اولیائے سالکین کو اس قدر غلبہ سُن کر اور صحو اور فنا اور بقا کا ہو رہا ہے کہ گاہے سیر فی اللہ میں مست حال اور گاہے سیر مع اللہ میں اگر فی مقال ہو رہے ہیں۔ اور حضرات مجاذیب بادہ وحدت کا یہ حال ہے کہ ہر ایک اپنے اپنے حال کا سرمد ہو رہا ہے۔ مجھ کو بھی اس عروج کیفیت کشف الصبور میں استغراق ہو گیا ہے۔ عالم ملکوت میں دیکھا تو ملائکہ جوق جوق فراہم ہو کر عالم جبروت میں پاس پاس گروہ گروہ ارواح کے جا کر باہم دیگر نوید اور تہنیت کے نغمہ سناتے ہیں۔ اور فرط فرحت اور انبساط سے مراسم شادمانی کے بجا لاتے ہیں تھوڑے عرصہ میں ایک شور و غل برپا ہوا کہ ہر ایک بشکل تصویر بحال خود سکتہ میں ہو گیا اس عرصہ میں ایک جانب سے روشنی نمودار ہوئی اور اس روشنی میں تخت یکسر سطح الماس کا آتا ہوا۔ اور اس تخت الماس کی شعاع انوار کا پرتو بہت دور تک منور کرتا جاتا

اور دور سے اس تخت پر معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اور بھی پاس حضرت سرور انبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بیٹھے ہوئے ہیں اور جب امتیاز کرنے کے فاصلہ پر وہ روشنی اور تخت آیا۔ تو شناخت کیا جاتا تھا کہ حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی سیدھی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بکمال تجمل حسن وجمال تشریف فرما ہیں۔ اور جب قریب وہ روشنی اور تخت آپہنچا تو صرف حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ تخت جلال پر بتجلی حسن وجمال رونق افروز نظر آنے لگے جب وہ روشنی اور تخت اس طرف سے اس طرف کو اسی طرح سے گزر گیا تو ہر ایک کو بکیفیت مرقومہ بالا معائنہ اور مشاہدہ ہوا۔ اور شور وغل تہنیت کا برپا ہو گیا۔ اور اسی ہنگامۂ شور وغل میں مجھ کو حواس عالم امکان کے پیدا ہوئے۔ بیدار ہو کر دیکھا تو تمام جسم اپنا اسی طرح منور پایا کہ جس طرح وقت برابر آنے تخت کے انوار شعاع سے منور ہو گیا تھا۔ اور نقیب ہر شہر و دیار کا بآواز منادی کر رہا ہے۔ الٰہی بحرمت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ اور ابدال جا بجا حکم رسانی میں مشغول ہیں۔ اور رقیب[1]، نقیب[2]، نجیب[3]، اوتاد[4]، غوث[5]، اقطاب[6]، رجال الغیب[7] ان احکامات کی تعمیل میں مستعد اور سرگرم ہو رہے ہیں جب مجھ کو خیال وقت کا ہوا تو پہچانا میں نے کہ وقت تہجد کا جو معمول میرا تھا قضا ہو گیا ہے۔ مضطرب ہو کر جلد نماز تہجد سے فارغ ہوا اور بعد نماز تہجد مجھ کو خیال ہوا کہ حضرت موصوف کے حجرۂ مبارک کے قریب جا کر دیکھنا چاہیئے کہ وہاں کیا کیفیت ہے؟ جب قریب حجرۂ مبارک کے پہنچا دیکھا کہ دیواروں حجرہ میں سے شعاع انوار کی جس طرح کہ عالم جبروت میں تخت پر لمعان دیکھی تھیں نکل رہی ہیں۔ لیکن تھوڑی تھوڑی کم ہوتی جاتی ہیں۔ چند عرصہ میں باہر دیواروں کے کچھ اثر روشنی کا باقی نہ رہا۔ جب میں نے قریب کواڑوں حجرۂ مبارک کے جا کر دیکھا تو اندرون حجرۂ مبارک کے نہایت ہیبت اور جلال سے روشنی انوار کی لمعان اور تاباں ہے۔ تھوڑے عرصہ میں کم ہوتے ہوتے حضرت کے بستر مبارک

پر نور افشاں رہی۔ چند عرصہ کے بعد حضرت کے جسم انور پر تجلی باقی رہی، اور پھر کم ہوتے ہوتے قریب پیشانی کے کہ محل لطیفۂ مصطفوی کا ہے منور رہا۔ اس وقت اس قدر ہیبت اور جلال حضرت کے جسم مبارک سے معلوم ہونے لگا کہ کھڑے رہنے کی تاب نہ آئی بے اختیار وہاں سے چلا آیا۔ اور خدام حضرت کو جنہیں تعلیم باطن کی ہو چکی تھی۔ جا کر دیکھا تو بعض بے خود بیٹھے اور بعضے بے حواس لیٹے ہوئے پائے بعضوں کو چاروں قلب منور اور بعضوں کے لطائف ستہ متجلی تھے، بعضوں کے شعاع انوار محل لطائف سے باہر نور افشاں ہیں اور بعضوں کے محل لطائف چمک رہے ہیں یہ احوال دیکھ کر میں اپنے بستر پر آگیا۔ اور اپنے ضوابط میں مشغول ہو گیا۔ اور بعد نماز صبح ہر ایک خدام اور ہم نشینان حضرت سے کہ زیادہ صد تن سے تھے۔ متحیر اور متعجب باہم گفتگو۔ اس معائنہ اور مشاہدۂ رویت کی گفتگو کرتے تھے۔ اور اکثر نے مجھ سے آ کر دریافت کیا میں نے بھی احوال مذکورہ بیان کیا۔ اور وقت طلوع آفتاب سے جمیع حضرات نقباء رقباء نجباء ابدال و اغیاث و اقطاب و رجال الغیب اور سردار جنات اور حضرات اولیاء سالکین اور مجاذیب کا آستانہ کرامت نشانہ پر حاضر ہونا شروع ہوا جب حضرت ممدوح عام دربار میں تشریف فرما ہوئے، ہر ایک صاحب حاضرین میں سے بموجب اپنے اپنے مراتب کے آداب بجا لا کر فیضیاب ہوئے۔ جب گفتگو حضرات تشریف لانے والوں سے خوب تحقیق ہو گیا۔ کہ آج شب کو خطاب حضرت محبوب سبحانی ملقب ہو کر زیب افزائے وسادہ شہنشاہی کونین کے ہوئے۔ ہم سب خدام حاضرین بارگاہ نے بھی قدم بوس ہو کر نذریں گزاریں۔ تین روز تک یہی حال رہا۔ اس عرصہ میں کوئی صاحب باطن کسی کسی جگہ کا باقی نہیں رہا۔ جو حاضر محفل نہیں ہوا۔ کس واسطے کہ عروج کیفیت باطن کا حصول قدم بوسی پر حصر تھا۔ چنانچہ تمامی حضرات سالکین ہمعصر کے مکتوبات خطاب مرقومہ ذیل سے یہ امر ثابت ہے۔

اشعارِ مؤلف

کچھ حسن اب یہاں بیان حال کر
صورت و معنی میں قیل و قال کر

نور احمد تھا وہاں مشعل فروز
بے ضیا تھی جس کے آگے شمع روز

اور مقدس نور نور اللہ سے
دل ہوا روشن لبا تر ماہ سے

نور وہ نورِ الٰہی تھا عیاں
جس سے روشن تھا زمین و آسماں

نور امکاں پردۂ ایجاب ہے
پر مثالِ موج و سطحۂ آب ہے

سطحِ آبی آپ سے کب غیر ہے
آب و تاب آب بہر سیر ہے

موج ہے آرائش بحر قدیم
لوجھتا ہے اُس کو ہر مردِ سلیم

گرچہ موج و آب ہے حادث بذات
لیک ہے یہ آب دریا کی صفات

یہ مثال خوب دل میں سوچ لو
مت خدا سے غیر احمد کو کہو

حسن و عشق ہر دم بصد ناز و نیاز
عاشق و معشوق کا رکھتی ہے راز

ایک نور افروز معنائے وجوب
ایک صورت زیب نور شکل خوب

دونوں ہیں نور شہود احمدی
دونوں ہیں طور وجود احمدی

رَبِّ اَرِنِیْ تُنْ تَرَانِیْ گو وہی
طور و برق طور یہ دونوں وہی

ذات ہے اک اور صفاتیں بیشمار
ایک گلبن کھل رہے ہیں گل ہزار

آپ سنبل آپ ہی کاکل ہے وہ
آپ ہی عارض ہے آپ ہی گل ہے وہ

آپ غنچہ آپ ہی ہے گل شبیہ
آپ گلبن آپ ہی بلبل شبیہ

آپ گل کے واسطے بلبل ہوا
آپ بلبل کے لیئے وہ گل ہوا

سنبل و ریحان بنایا آپ کو
آپ ہی ہر گل میں پایا آپ کو

اس چمن کا باغباں خود باغ ہے
خود سمن خود لالہ پر داغ ہے

یہ چمن رنگ دوئی سے پاک ہے
یہ ضیا رنگ دوئی سے پاک ہے

ایک احمد کا نور ہے
ایک تجلی صمد کا طور ہے

صورت و معنی کا ایک اور رنگ ہے
غور سے دیکھو تو ایک ہی رنگ ہے

تاج و تخت اپنے لیے پیدا کیا
آپ اس پر آپ کو شیدا کیا

وہ تجلی ریز سلطان وجود
غیب سے آیا بدرگاہ شہود

اپنا حسن لازوالی دیکھنے
اپنی ارد لے ہلالی دیکھنے

آپ اپنے عشق کا مست شراب
آپ اپنے حسن کا شعلہ تتاب

اس شہ وحدت نے جب چاہا ظہور
واحدیت میں کیا اپنا حضور

جنبش اول کہ ہے نور ظہور
خود بخود ہے ذات ساذج کا ظہور

خود احد وحدت میں آ احمد ہوا
بے حدی کو چھوڑ کر باحد ہوا

جب وہ وحدت سے بڑھ کر ایک قدم
واحدیت میں اٹھا لایا علم

وادیٔ ایجاب سے بڑھ کر دوگام
منزل امکاں کیا اپنا مقام

واحدیت سے بکثرت گاہ میں
لام پایا میم الا اللہ میں

آئینہ احمد نے لے کر ہاتھ میں
غور فرمائی جو اپنی ذات میں

دیکھ کر اپنا یہاں جاہ و جلال
آپ سے آپ ہی لگا کرنے سوال

کون ہوں میں کون ہے تو اے ظہور
نور تو کس کا ہے میں کس کا ہوں نور

یہ حکومت گاہ کس کی آن ہے
یہ تجلی گاہ کس کی شان ہے

کون ہے اس منزل تصویر میں
کون ہے اس گلشن تنظیر میں

الغرض اپنی نہاد غیب سے
ہو گیا آگاہ اس لاریب سے

آپ وحدت جلوۂ کثرت میں آ
اپنا جلوہ دیکھتی ہے جا بجا

گر نہ ہوتی کثرت وحدت فروش
کا ہے کو آتا نظر وحدت کا جوش

وحدت و کثرت ہے باہم آشنا
دوسرے کو آپ اپنا رونما

ہے جہاں کثرت وہاں وحدت بھی ہے
ہے جہاں وحدت وہاں کثرت بھی ہے

غیب گہہ سے تا بہ ناسوتی سرا
آپ ہی وہ جلوہ گر ہے جا بجا

آپ کو باصد شیون دلربا
احمد مرسل میں پایا رونما

یہ بھی اس کا ملک صورت راز ہے — اس کے معنی سے صور آباد ہے
جب پسند آئی اسے صورت سرائے — جب خوش آئی یہ طلسم آباد جائے
اس چمن اس وادیٔ زیبا میں آ — آپ اپنا آپ کو مرشد کیا
بے تعینی سے تعین میں آپ آ — آپ ہی اپنی ہوا صورت نما
جلوۂ امکاں اسی کی شان ہے — نور ایجابی اسی کی آن ہے
عالم امکاں اُسی کا نور ہے — یہ تجلی بھی اسی کا طور ہے
آپ اپنے رنگ کے جلوے ہزار — دیکھتا رہتا ہے ہر لیل و نہار
یہ تجلی کب سمجھ میں آئے ہے — عقل اس جاگہ پہ دھوکہ کھائے ہے
یہ عجب اک جلوۂ اسرار ہے — یہ عجائب عالم انوار ہے
ہاں وہ بے صورت ہے بیشک اے حسنؔ — پھر یہ صورت بھی اس کی ہے پھبن

راز یہ راز الٰہی ہے حسنؔ
یہ لطیفہ سر شاہی ہے حسنؔ

فقیر مولف کتاب شاہ محمد حسن صابری گذارش کرتا ہے کہ حضرت نجم الدین احمد کبیر فردوسی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب ضمیمہ نصرت اور حضرت عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب عجبشی غیب اور حضرت محمد ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تواریخ ظہرت نامہ اور حضرت شیخ احمد اجمیری رحمۃ اللہ علیہ صاحب صاحب مکتوب نطاب محمود غضروف اور حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب فصیح الوجوب اور حضرت خواجہ احمد بن حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب طوار البصیرت اور حضرت مجدد الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب لسان الوحدت اور حضرت قطب الدین بن حسام الدین النطاکی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب الحان الواحدیت اور حضرت جلال الدین بن فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب حنیف الوجوب اور حضرت ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب کریم القطب اور حضرت

ابوذکریا بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب حقیقۃ النوم اور حضرت شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب خفی اللطیف اور حضرت شیخ شہاب الدین مقتولی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب تذکرۃ الانوار اور حضرت شیخ شہاب الدین بن نورالدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب بحر الصور اور حضرت خواجہ حسن انداقی مرید حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب تفسیر الالوان۔ اور حضرت شیخ ابوالعباس خراسانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب ابرۃ المعروف اور حضرت شیخ عبدالسلام بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب نیرۃ المعلوم اور حضرت شیخ وجیہ الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب عروس الوحدت اور حضرت شیخ الاسلام احمد جام رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب صور الوجود حضرت شیخ عبداللہ بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب کفرۃ الرفعۃ اور حضرت شیخ غریب بن احمد شوقی رجال الغیب رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب عقیق اللون اور حضرت شیخ ضیاؤ الدین بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب جلائے نظرت اور حضرت شیخ محمود صاحب بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب خشونت الوحدت اور حضرت شیخ محمد بن ابی نصر رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب شرف الوجود۔ اور حضرت شیخ احمد بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب کلیم الواحدیت اور حضرت قیام الدین بن سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب امین الوحدت اور حضرت شیخ سیلان بن عزیز الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب شفیع الحرمت۔ اور حضرت شیخ عبدالرحیم بن عبدالعلی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب کوکب القاہر اور حضرت شیخ بدیع الدین عرف شاہ مدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب الوہیت اسمی۔ اور حضرت سید اجمل امجد ابدال بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب نطاب ماثورہ رسبحان نے اپنے اپنے مکتوبات نطاب میں احوال معائنہ اور مشاہدہ اپنے اپنے کا معاملات مفصلہ محررہ بالا میں متفق اللفظ والمعنی تحریر فرمایا ہے اور یہ جملہ مکتوبات نطاب معتبرہ کیفیات باطنی حضرت پیر و مرشد ہادی برحق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کفش بردار اپنے کو مرحمت فرمائے تھے۔

احوال ولادت و خلافت حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب و والد ماجد حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہم و تعلیم کیفیت باطن سلسلۂ آنحضرت و جذبہ کشف کونیہ صفاتی

حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب لقاب مصنوع الودود تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ گیارہویں ماہ ذیقعدہ ۵۴۱ھ ہجری کو روز دوشنبہ وقت سہ پہر کے فرزند ارجمند عبدالرحیم عبدالسلام تولد ہوئے۔ روز اوّل سے آثار مجذوبیت کے پائے گئے جب عمر لائق مکتب بٹھلانے کے ہوئی اس قدر حواس درست نہ پائے کہ تعلیم علم ظاہر کی عمل میں آتی اکثر غیب کا احوال حالت جذب میں زبان پر آجاتا تھا کہ بموجب اس کے ظہور میں آتا تھا۔ اور میں نے بھی بموجب معمول حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی قبلہ و کعبہ اپنے کے ابتدائے حمل سے عبدالرحیم عبدالسلام فرزند اپنے کو بھی پشت نہیں کی اور اکثر اوقات حضرت والد ماجد قبلہ رحمۃ اللہ علیہ میرے فرزند عبدالرحیم عبدالسلام کو اپنے کنار شفقت میں لے کر پشت کو بوسے دیتے اس وقت ان حضرت ممدوح کو وجد ہو جاتا تھا اور بے اختیار فرماتے تھے۔ الحمد للہ۔ اور جب حضرت موصوف عبدالرحیم عبدالسلام کو فرماتے میرے مست مجنوں جلالی یہ سن کر عبدالرحیم عبدالسلام حضرت مجتشم کی گود میں سے اٹھ کر بھاگ جاتے تھے اور بعض اوقات عبدالرحیم عبدالسلام پر شدت غلبۂ کیفیت جذب کی اس قدر ہوتی تھی کہ شطحات متواتر زبان سے صادر ہوتے تھے جب عمر عبدالرحیم عبدالسلام کی اٹھارہ سال کی ہوئی۔ بتاریخ سترہویں ماہ ذیحجہ ۵۵۸ھ ہجری کو بروز شنبہ وقت مغرب کے حضرت قبلہ و کعبہ میرے جناب معزی الیہ نے اپنے حضور

میں بٹھلا کر عبدالرحیم عبدالسلام کو میرے ہاتھ پر بیعت توبہ اور امامت اور ارشاد سے ایک وقت میں مشرف فرما کر کیفیات باطن ہر دو خاندان حنفیہ علوی یعنی حضرت محمد حنیف صاحب فرزند حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کی تعلیم سے مستفیض کرا دیا۔ میں نے کلاہ اپنی اوڑھا کر عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے سر پر باندھا اور خرقہ پہنا دیا اور ایک پٹکہ سُرخ کمر سے باندھ کر مثال خلافت صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولو العزم والمرتبہ اہل مجلس کو سُنا کر عطا فرمائی عبدالرحیم عبدالسلام اسی وقت سے طرف ترقی کیفیت باطن کے متوجہ ہوئے اور غلبۂ جذب ازلی خلقی نے اور زیادہ تعلی پکڑی حواس و شکیب و خرد نے مفارقت کی تیرہ روز کے بعد تاریخ یکم محرم ۵۵۹ھ ہجری کو شب پنجشنبہ وقت تہجد کے یاھو یامن ھو یاس لیس لھو الا ھو زبان سے کہتے ہوئے اور گریبان چاک کرتے ہوئے ایک طرف کو دوڑتے چلے گئے۔ تھوڑی دور تک نظر آئے پھر نگاہ سے غائب ہو گئے۔ میں نے بموجب حکم حضرت قبلہ و کعبہ اپنے کے علیم اللہ ابدال کو واسطے نگرانی احوال کے ان کے ہمراہ کر دیا۔

فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری مختصر تفصیل ان دونوں خاندان حنفیہ علوی کی گزارش کرتا ہے کہ ایک سلسلہ رشیدیہ حضرت عبدالرشید صاحب شمالی فرزند حضرت محمد اکبر عرف محمد حنیف صاحب موصوف سے مشتق ہو کر حضرت مولانا شمس تبریز صاحب کو پہنچا اور بعد چند واسطوں کے حضرت سیّد اجل امجد صاحب سے حضرت ابوالحسن علی ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوا۔ اس تسلسل سے حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سیّد عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کیفیت سے فیضیاب ہیں۔ حضرات اس سلسلہ کے صاحب کیفیت روح جذبہ خدمات نقبا، رقبا، نجبا۔ ابدال، اوتاد اغیاث، اقطاب پر مامور ہوتے ہیں اور حضرات رجال الغیب بھی کہ شمار میں تین سو گیارہ نفر ہیں اسی سلسلہ سے متعلق ہیں۔

دوسرا سلسلۂ جلیلیہ حضرت عبدالجلیل صاحب شرقی فرزند حضرت محمد حنیف صاحب ممدوح سے منسلک ہو کر حضرت عبداللہ علمبردار کو حاصل ہوا۔ اور بعد چند واسطوں کے حضرت جوز سراج صاحب سے حضرت شیخ ابوالحسن علی ہنکاری صاحب موصوف کو پہنچا۔ اس توسل سے حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ زیب افزائے اس سلسلہ کے ہوئے اور حضرات اس سلسلہ کے مجذوب صاحب کیفیت ولایت صفاتی اور کشف کونی کے ہوتے ہیں۔

نظم دلکش مؤلف

صاحب ارشاد جب ہو جاؤ گے
تب رہِ غوثی و قطبی پاؤ گے

فوجداری غوث کا دربار ہے
روز و شب یہ کام اس کا کار ہے

قطب دیوانی کچہری کا نظام
اپنے حسب حال کرتا ہے مدام

وہ کچہری یہ کچہری تا مدار
دائم ان دو سے رہے گی برقرار

کوئی قصبہ کوئی شہر اے ہوشیار
غوث سے نے قطب سے خالی شمار

انتظامِ خلق ان دو کار سے
ہے ہمیشہ ان تعلق دار سے

گرچہ ہیں رتبے بہت نامی بنام
لیک رکھتے ہیں وہ ان دونوں سے کام

یعنی ان دونوں کے زیر دست ہیں
ہیں یہ بالا اور اُن سے پست ہیں

روز و شب ان دو کے پاس آتے ہیں وہ
جو یہ کہتے ہیں بجا لاتے ہیں وہ

سب ہیں نائب یہ دو انکے ہیں منیب
یہ رہیگا نظم تا روزِ حسیب

جب یہ صورت یک قلم اُٹھ جائے گی
بے گماں بے شک قیامت آئیگی

یہ طریقہ ہے نظام کردگار
ذمہ دار سید عالی تبار

یہ جو ہے کثرت سرائے دلپذیر
یہ جو ہے بزم شیونات کثیر

ایک آدم سے ہوئے آدم ہزار
ایک گیسو میں پڑے ہیں خم ہزار

ایک دریا لاکھ موجیں رو نما
سینکڑوں تارے کھلے ہیں ایک سما

ایک پیڑ اس میں جڑی پتی ہزار
ایک دفتر اس میں ہیں پتے ہزار

آئینہ خانہ میں جا کر دیکھ لو
بت کدہ میں آنکھ اٹھا کر دیکھ لو

ایک صورت کی ہزاروں صورتیں
ایک مورت کی ہزاروں مورتیں

ایک دریائے قدم کی موج ہے
آپ سلطانِ قدم کی فوج ہے

یہ شیونات حدوثی بے شمار
ہیں اسی شاہِ قدم کے جلوہ دار

آپ ساقی آپ رند بادہ نوش
آپ صوفی دلق و سجادہ بدوش

زید اس کے عکس کا مرآت ہے
عمرو اس کے وصف کی آیات ہے

جس طرف دیکھو اسی کا نور ہے
زید و عمرو و بکر اس کا طور ہے

بادشاہ دو جہاں اللہ ہے
حکم میں جس کے یہ مہر و ماہ ہے

مظہر مرشد ظہور ذات ہے
حضرتِ اللہ کی آیات ہے

کوئی اُس کے فضل سے گردوں خرام
کوئی اُس کے حکم سے ہامون نظام

کوئی اُس کے ذکر میں ناسوت سیر
کوئی اس کی فکر میں لاہوت سیر

کوئی ایجابی وطن کی سیر میں
کوئی امکانی چمن کی سیر میں

ذکر میں اس کے کوئی سرجوش ہے
فکر میں اُس کی کوئی مدہوش ہے

یاد سے اُس کی نہ ہو غافل حسنؔ
ذکر سے اس کے نہ ہو عاطل حسنؔ

احوال ملاقات فرحت آیات حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ سے اور حضرت خواجہ غریب نواز کا بیعت توبہ و ارشاد سے حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اولین الارواح رحمۃ اللہ علیہ کو ممتاز کرنا

مکاتیب نطاب مفصلہ ذیل میں متفق اللفظ و المعنی تحریر ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی صاحب مکتوب نطاب احدیت المعارف تباریخ گیارہویں ماہ شوال ۵۶۰ سنہ ہجری کو روز جمعہ وقت نماز ظہر جامع مسجد قصبہ ہجشت میں بحضوری حضرات اولیائے ہمعصر حضرت خواجہ عثمان ہارونی صاحب تکفیر الخلاصی و تکبیر الامانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب عقدت الوحدت سے ساتھ شروط مرعیہ اور قیود مستمرہ کے بیعت امامت اور ارشاد سے خاندان چشتیہ میں مستفیض ہو کر صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم و المرتبہ شہنشاہ ولایت حسان صفات ہوئے اور بعطائے خطاب شہنشاہ ہند الولی

شفاعت امر اقلیم ہند کو ارسال فرمائے گئے اور بتاریخ بائیسویں ماہ ذی الحجہ ۵۶۹ھ
کو بروز سہ شنبہ وقت نماز ظہر کے حضرت خواجہ غریب نواز ممدوح مع حضرت قطب
الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوّلین الارواح صاحب مکتوب لقاب قربت
الوحدت کے بغداد شریف میں پاس قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو
محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی صاحب مکتوب لقاب کرتبۃ الوحدت
کے تشریف لائے پانچ روز اور سات ساعت قیام پذیر رہے اس عرصہ میں ترکیب تلاوت
دعائے حرز یمانی شریف یعنی حرز مرتضوی ملقب بسیف اللہ وسلطان الارواح کی کہ جو حضرت
علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے بہ برکت تلاوت اس دعائے ماثورہ کے روز عطائے مثال
خلافت بتاریخ تیرہویں ماہ ربیع الاوّل سنہ ۱۱ ہجری شب جمعہ کو بعد نماز عشا غوثی
معنوی اور قیومی روحی حضرت جناب سرور انبیا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم سے حاصل فرما کر ہر دو ترکیب تلاوت حرز موصوف کی ساتھ کمال تمام
کیفیت باطن کے حضرت امام خواجگان خواجہ حسن بصری صاحب کو بروز عطائے مثال
خلافت بتاریخ انیسویں ماہ جمادی اول سنہ ۳۲ ہجری روز جمعہ وقت ظہر مرحمت
فرمائی تھیں اور حضرت خواجہ حسن بصری صاحب نے بہ ترکیب غوثی معنوی حضرت
خواجہ حبیب عجمی صاحب کو بروز عطائے مثال خلافت بتاریخ یکم ماہ ربیع الاولی سنہ ۴۷ ہجری
روز دوشنبہ وقت عصر کے عطا فرمائی اور بہ ترکیب قیومی روحی حضرت خواجہ عبد الواحد
بن زید صاحب کو بروز عطائے مثال خلافت تاریخ نویں ماہ صفر سنہ ۵۳ ہجری کو بروز
پنجشنبہ وقت عصر کے مرحمت فرمائی۔ چنانچہ حضرت خواجہ حبیب عجمی صاحب سے یہ حرز
شریف بہ ترکیب تلاوت غوثی معنوی اجازت باجازت حضرات صاحبان اجرائے
ہر شش خانوادے کے حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید
عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا تھا اور حضرت
خواجہ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے یہ دعائے ماثورہ سیف اللہ سلطان الارواح
بترکیب تلاوت قیومی روحی اجازت باجازت حضرات عارفان اجرائے ہر پنج خانوادان

کے حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی تھی۔ دونوں حضرات اولوالعزم والمرتبہ مجتہدین تعلیم اور مجددین کیفیت باطن نے بموجب حکم الہام باطن اور ارشاد حضرات پیرومرشد اپنے اپنے کے تکمیل ترکیب تلاوت غوثی معنوی اور قیومی روحی دعائے ماثورہ کی باہمدیگر فرمائی۔ یعنی حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت ترکیب تلاوت غوثی معنوی حرز موصوف کی حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر رحمۃ اللہ علیہ کو مرحمت فرمائی۔ اور حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر رحمۃ اللہ علیہ نے ترکیب تلاوت قیومی و روحی دعائے موصوف کی حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت کی اور ارشاد فرمایا کہ اوّل طالب صاحب کیفیت باطن کو اس پانچ طرح ترکیب سے تلاوت سیف اللہ کی تعلیم کرنا مناسب اور مصلحت ہے ان میں سے ایک نوع نظری ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ قبل حصول اجازت ترکیب تلاوت قیومی روحی اور غوثی معنوی دعائے موصوف کی تلاوت فرمایا کرتے تھے اور ہر ایک عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ قاری اس حرز مرتضوی کے قبل حصول اجازت ترکیب تلاوت قیومی روحی اور غوثی معنوی کی نظری ناسوت میں تلاوت فرماتے چلے آئے ہیں۔ دوسری نوع ملکوتی تیسری نوع جبروتی چوتھی نوع لاہوتی پانچویں نوع ہاہوتی بعد کو ترکیب تلاوت قیومی روحی اور غوثی معنوی سے کامیاب کیا جاوے

بعدہٗ اور ارشاد فرمایا کہ عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ جس کو تعلیم کیفیت باطن مرتبہ شہنشاہی ولایت حکمان صفات سے بہرہ حاصل ہوگا۔ وہ ان سات مزاج میں سے جس نوع کو جب چاہے گا بہ ترکیب جلالی اور گاہے بہ ترکیب جمالی اور گاہے بہ ترکیب مشترک تلاوت کیا کرے گا۔ اور اپنی کیفیت باطن میں قوت قویہ اور طاقت علویہ حاصل کرے گا۔

زاں بعد حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات نطاب موصوفہ بالا مندرجہ احوال پیش خبری حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت خواجہ صاحب موصوف کو معائنہ کرائے اور باہم مشورت فرما کر چند امور منقح فرمائے کہ تفصیل اُن کی احوال حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں اپنے اپنے محل پر تحریر ہوگی۔ اور ان جلسوں میں حضرت شاہ سیف الدین عبد الوہاب صاحبزادہ کلاں حضرت غوث پاک قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب مصور الودود، اور حضرت شاہ تاج الدین ابو بکر عبد الرزاق صاحبزادۂ دوم حضرت غوث پاک قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب نعیم المجاز، اور حضرت شاہ کبیر الدین شاہ دولہ صاحب خلیفہ حضرت غوث پاک قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب تحفۃ الارواح اور حضرت شاہ منور علی صاحب الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب فقر الضعیف اور حضرت نجیب الدین مغربی بن احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب امین الخیر حضرت ابو اسحٰق بن واحد قرشی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب مظہر طریقت اور حضرت شیخ ضیاء الدین بن فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب سر جلالی اور حضرت سید محمد ضحاک بن سید امام الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب صعود نعمت۔ اور حضرت عبد الجلیل بن عبد الصمد صاحب مکتوب نطاب بعید شہاب۔ اور حضرت قطب الدین بن حسام الدین انطاکی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب الحان الواحدیت اور حضرت شیخ محمد بن عبد القدوس ادشی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب وصلت قدم اور حضرت ابو سعید بن نعمت اللہ یثربی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب شوکت روح اور حضرت شیخ شہاب الدین مقتولی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب تذکرۃ الانوار اور حضرت سید علاؤ الدین بن محمد ترمذی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب مطول۔ اور حضرت عبد الرحیم ہنکاری بن فضل رحمۃ اللہ علیہ۔ اور حضرت شیخ احمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت ہم مجلس محفل اقدس کے تھے۔

اور بتاریخ چھبیسویں ماہ ذی الحجہ ۵۶۹ھ ہجری کو بروز سہ شنبہ بعد نماز عصر کے حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوّلین الارواح رحمۃ اللہ علیہ کو باجلاس محفل حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر جمیع حضرات اولیائے ہمعصر مسبوق الذکر مفصل الصدر وغیرہم کے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور ارشاد سے خاندان چشتیہ عالیہ میں بہ تبدیل ولایت اغیاثی مشرف فرما کر بقیود مرعیہ و مشروطہ مستمرہ متعلقہ کیفیت ہذا کے ممتاز فرمایا۔ اور اُسی روز دونوں حضرات ذوالاصفات بغداد شریف سے رخصت فرمائے دہلی ہوئے۔ اور ہر ایک صاحب حاضرین محفل نے ہر دو احوال مندرجہ بالا کو اپنے اپنے مکتوبات نطاب میں خوب مفصل و مشرح متفق اللفظ والمعنی تحریر فرمایا ہے اور ازاں جملہ مکتوبات نطاب مفصلہ بالا میں ایک تذکرہ سوال کرنے مولوی محمد درمانی اور مولوی احمد یمانی علمائے فاضل منکران طریقت کا بطور اعتراض سلسلۂ تعلیم طریقت کے معاملات اور معمولات میں ہر دو حضرات شہنشاہان وقت سے تحریر ہے کہ دونوں حضرات ممدوح نے بجوابات مستحکم اُن دونوں علمائے فاضل کو معقول اور خاموش کر کے داخل سلسلۂ بیعت طریقت کے کیا۔ اور یہ دونوں علماء منجملہ اٹھارہ علمائے حاسدان حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ میں نہایت علامہ تھے۔ اور یہ اٹھارہ علماء حاسدین اونٹوں پر سوار ہو کر نواح بغداد شریف میں ہر روز گشت کیا کرتے تھے اور جو لوگ بنابر حصول قدم بوسی حضرت ممدوح کے بغداد کو آتے ہوئے اُن کو راستہ میں ملتے تھے ان کو بہکا کر واپس کر دیتے تھے۔

فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری گذارش کرتا ہے، کہ ان عالموں کا مفصل تذکرہ اور جو جوابات مستحکم اُن کو دیئے گئے ہیں ان کا مفصل حال مکاتیب نطاب میں قلم بند ہے چونکہ وہ بیان طویل ہے اور بوجہ طوالت لطف بیان میں خلل واقع ہوتا ہے

اس وجہ سے یہاں پر نہیں لکھا گیا۔ اس کتاب کے آخر میں اس تذکرہ کو خوب مفصل تحریر کیا ہے جو ناظرین کے ملاحظہ سے گزرے گا۔ اور ہر ایک اُس سے حظ وافر اٹھاویگا اور یہ بھی واضح رہے کہ حضرت پیر و مرشد جناب امیر دو جہاں رحمۃ اللہ علیہ نے اس کفش بردار مؤلف کتاب کو وہ سب مکتوبات لطاب اور مراتبات تکمیل ترکیب تلاوت حرز مرتضوی ملقب بسیف اللہ و سلطان الاوراد کے مرحمت فرمائے تھے۔

ابیات مؤلف

پھر حسن کچھ غوث الاعظم کا بیاں
بار دیگر کر کہ ہو شیریں زباں

ذکر سے آتی ہے سرمستی شتاب
فکر سے آتی ہے خود رستی شتاب

حضرت خواجہ معین الدین حسن
بھائی خالہ زاد کا سنجر وطن

دونوں صاحب ایک چمن کی ہیں بہار
ربط ہے آپس میں انکے بے شمار

ہیں بہار گل زمین احمدی
احمدی ہیں رنگ و بوئے احمدی

بھائی ہیں آپس میں دونوں شاہ دیں
ہاں برادر ہیں یہ دونوں ماہ دیں

خواجہ اجمیری و محی الدین ہزار
ہمدگر رکھتے ہیں راز کردگار

خیمہ شاہی ہے اُن کا ہم طناب
فیض سے اُن کے زمانہ فیضیاب

احمد بے میم کے دل بند ہیں
بوترابی شاہ کے فرزند ہیں

قطب عالم غوث اُن کا نام ہے
ہفت اقلیم اُن کے زیر دام ہے

دام ارشادی انہوں کا عام ہے
روم و ہند و سیستان و شام ہے

جس کسی پر ایک نظر پڑ جائے ہے
فرش سے تا عرش وہ اڑ جائے ہے

غوثی و قطبی کی بخشش عام ہے
ان کی جانب سے یہ صبح و شام ہے

حضرت عالی میں آکر صبح و شام
جنتوں کے شاہ کرتے ہیں سلام

آگہی ان کی جسے ہووے نصیب
بادشاہ ہووے گا تا روز حسیب

پر یہ دولت اے حسن کم یاب ہے
ہر ستارہ کب بھلا مہتاب ہے

راز اللہ سے ہر ایک آگاہ کب
ہر ستارہ جلوہ بخش ماہ کب

سرخوشوں سے پوچھ لو کیفِ شراب
ماہیوں سے پوچھ لو سرِ حباب

گل کی خوبی بلبلوں سے پوچھ لو
بلبلوں کی آہ و زاری گلوں سے پوچھ لو

راز سے رکھتے خبر ہیں رازدار
یہ لطیفہ ہے سبھوں پر آشکار

بوجھ اللہ کی یہی مقصود ہے
دانشِ مولا یہی بہبود ہے

جس نے پہچانا خدائے پاک کو
زیرِ پا رکھتا ہے وہ افلاک کو

یہ دُعا ہے وردِ جس کا صبح و شام
بھاگتا رہتا ہے اس سے غم تمام

یہ دُعا سیفِ الٰہی ہے حسنؔ
اس دُعا سے بھاگتا ہے اہرمن

لَافَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ کو
روز و شب صبح و مسا پڑھتے رہو

جو سحر گاہِ ازل سے ہے سعید
جو دمِ اوّل سے ہے مردِ حمید

رازِ مخفی سے وہی آگاہ ہے
اپنے وقت خاص کا وہ شاہ ہے

شاہ ہے وہ مثلِ مہر و ماہ ہے
ماہ ہے وہ عارفِ باللہ ہے

وہ بشر منصور سر بر دار ہے
وہ جنید و شبلی و عطار ہے

جس نے پہچانا خدا کو اے حسنؔ
ہے وہ اپنے دَور کا شاہِ زمن

احوال خلافت پانے ہر سہ حضرات اعنی حضرت سید کبیر الدین شاہ صاحب کا حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی سے اور حضرت شاہ منور علی صاحب کا حضرت شاہ دولہ صاحب موصوف سے اور حضرت شاہ عبد الکریم صاحب کا حضرت شاہ منور علی صاحب رحمۃ اللہ علیہم سے

خلافت پانا

حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب کربۃ الوحدت تصنیف اپنی تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ انیسویں ماہ رجب ۵۲۱ سنہ ہجری کو روز پنجشنبہ بعد مغرب کے میں نے سید کبیر الدین شاہ دولہ بن حضرت سید سعید موسیٰ حنبلی دوست عموی حقیقی اپنے کو بیعت توبہ سے اپنے ہاتھ پر مشرف کر کے تعلیمات کیفیات باطنی سے بہرہ مند فرمایا اور ترقی کیفیت باطن میں متوجہ کر دیا۔ اور بتاریخ نویں ماہ ذیقعدہ ۵۴۸ سنہ ہجری کو بروز دوشنبہ بعد عصر کے محفل عام میں اپنے سامنے بٹھا کر بیعت امامت اور ارشاد سے مشرف کر کے کلاہ اپنی جو مجھ کو میرے پیر و مرشد حضرت ابو سعید مبارک ابن علی مخذومی رحمۃ اللہ علیہ نے وقت عطائے مثال صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ کے میرے سر پر اپنے ہاتھ سے اوڑھائی تھی۔ یہ کلاہ متبرک اسی طرح حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے حضرت پیر و مرشد تک پہنچی تھی اپنے ہاتھ سے شاہ دولہ

کے سر پر اوڑھائی اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنا دیا۔ اور مثل خلافت بخطاب قطب الاسرار حبیب کے اہل مجلس کو سنا کر مرحمت فرمائی اور تمامی اسناد خلافت نامجات معتبرہ اور شجرات متحققہ اور مکتوبات نطاب مفاوضہ اور ملبوسات معنونہ اور اوراد منضبطہ یعنی لوازمات مرتبہ صاحب مجاز مرفوع الاجازت اور اولوالعزم والمرتبہ کے عطا فرمائے اور عبدالغفور ابدال کو خدمت میں مامور کر دیا۔ اور منور علی کو لائق مرتبہ صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ کا سمجھ کر سپرد کر دیا۔

حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ صاحب قطب الاسرار حبیب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب تحفۃ الارواح اسرار غوث اکبر الکبیر تصنیف اپنی میں ترقیم فرماتے ہیں کہ میں بائیس ۲۲ برس کی عمر میں بتاریخ انیسویں ماہ رجب ۵۲۱ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ بعد مغرب کے بیعت توبہ سے حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر مشرف ہوا۔ اور تعلیمات کیفیات باطن سے بہرہ مند ہو کر طرف ترقی باطن کے مصروف ہو گیا۔ ستائیس سال کے بعد پچاس ۴۹ برس کی عمر میں بتاریخ نویں ماہ ذیقعدہ ۵۴۸ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت عصر کے جلسۂ عام میں بیعت امامت اور ارشاد سے حضرت ممدوح کے دست حق پرست پر مشرف ہوا۔ اور جناب موصوف نے ارشاد فرمایا کہ قائم رہنا سلسلہ کا موقوف ہے استحکام نسبت مرتبہ صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ پر اور صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ مراد ہے اس طالب کامیاب مرتبہ مازوئی اور مجاز سے کہ جس نے اپنے حضرت شیخ کو از روئے صورت اور معنی کے جانا اور پہچانا اور بوجھا اور دیکھا اور پایا ہو اور حقیقت ذاتیہ اور ماہیت صفاتیہ حضرت شیخ کو پہونچ کر خیالات غیر شیونات اضافی اور شیونی اور تنزلات ہستی حضرت شیخ سے درگزرا ہو اور تجلیات آثاری اور وجوبی اور امکانی کو مظہر جامع صورت اور معنی حضرت شیخ سے دیکھ چکا ہو۔ اور برزخ جامع حضرت شیخ میں از روئے صورت اور معنے کے فنائے ثلاثہ حاصل کر کے اپنا آواز آپ سن چکا ہو یعنی مراتب سمیع بصیر

پیرومرشد ممدوح نے مجھ کو مرحمت فرمائی تھی اپنے ہاتھ سے سر پر اوڑھا کر عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھا۔ اور خرقہ پہنا دیا۔ اور مثال خلافت بخطاب نفس بغدادی کلمہ زبان ملکوتی کے حاضرین مجلس کو سنا کر مع جملہ اسناد خلافت نامجات حضرات پیران عظام اور تبرکات ملبوسات وغیرہ اور شجرات اشتقاق سلاسل اوراد ضبط اوقات شبانہ روز اور مکتوبات مندرجہ کیفیات ظاہر و باطن یعنی مسلسلات مرتبہ صاحب مجاز مرفوع الاجازتی کے عطا فرمائے۔ اور ولایت آلہ آباد ملک پورب کی نامزد کر کے ارسال کر دیا اور عبد الغفور ابدال کو خدمت میں مامور کیا۔ اور ایک طومار جس میں خوارق عجیبہ ابتدائے حمل سے تا بہ ایک سو ایک برس کی عمر تک جو کچھ حضرت پیرومرشد جناب قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ سے صادر ہوئے تھے۔ میں نے دیدہ اور شنیدہ پانچ ہزار ایک سو ستانوے شمار کر کے تحریر کیے تھے مع نقل مکتوب نطاب کہ بتہ الوحدت کے منور علی کو تفویض کر دیئے۔ اور بعضے احکامات زمانہ استقبال سے مطلع کر دیا۔

حضرت شاہ منور علی صاحب بن سید عبد اللہ بن سید عبد الرحمن بن سید عثمان بن حضرت سیدۃ الطائفہ شیخ الشیوخ ابو القاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور حقیقی ہمشیرہ زادہ حضرت ضیاء الدین ابو نجیب عبد القاہر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب نطاب فقر الضعیف اپنے میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں اٹھائیس ۲۸ برس کی عمر میں بتاریخ اکیسویں ماہ ذی الحجہ ۵۱۹ھ ہجری کو بروز یک شنبہ بعد نماز مغرب کے حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت توبہ سے مشرف ہو کر بائیس ۲۲ برس وضو کرانے کی خدمت پر مامور رہا۔ بتاریخ ستائیسویں ماہ شوال ۵۴۱ھ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت ظہر کے حضرت ممدوح کو وضو کرا رہا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت! آب حیات کی کیا کیفیت ہے؟ جس کے نوش کرنے سے حضرت خضر علیہ السلام کو حیات ابدی حاصل ہوئی۔ حضرت ممدوح نے ایک جرعہ آب اپنے سیدھے ہاتھ میں لے کر

ارشاد فرمایا کہ اس وقت فقیر کے ہاتھ میں ساڑھے چھ سو برس کی عمر کا آب حیات ہے۔ تو نوش کر لے۔ میں نے اسی وقت نوش کر لیا۔ اس وقت میری عمر پچاس برس کی تھی۔ اور اس روز سے گاہ گاہ مجھ کو کسی خدمت کے انجام دینے کو اور جگہ بھی ارسال فرمادیا جاتا تھا۔ اور بتاریخ نویں ماہ ذیقعدہ ۵۴۸ھ ہجری روز دوشنبہ وقت عصر سے حسب الحکم جناب ممدوح کے حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ صاحب گجراتی کی خدمت میں سرگرم رہا۔ اور بتاریخ سترہویں ماہ ربیع الثانی ۵۸۱ھ ہجری کو قبل از وقت نماز جمعہ حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے قرب حضرت ذات تقدس و تعالیٰ میں وصال فرمایا۔ یعنی اس عالم سے رحلت کی۔ سولہ برس کے بعد حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ صاحب گجراتی قطب الاسرار حبیب رحمۃ اللہ علیہ نے بتاریخ سترہویں ماہ ربیع الاول ۵۸۷ھ ہجری کو روز دوشنبہ وقت عصر کے مجھ کو مرتبہ تکمیل کیفیت باطن پر کامیاب فرما کر بیعت امامت اور ارشاد سے بلوازم و مراسم مرعیہ مستمرہ مذکورہ بالا مستفیض کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ مثل اپنے فرمادیا۔ اور ارشاد کیا کہ جب مخدوم علی احمد صابر کا زمانہ عروج ولایت کا ہوا اور تم کو باطن سے خبر ملے اسی وقت سوائے جلد دعائے حرز یمانی شریف سیف اللہ اپنے کے اور کلاہ مبارک معونہ کے اور کچھ اپنے پاس مت رکھنا۔ جملہ تبرکات مفاوضہ بہ دست عبد الغفور ابدال کے ارسال کر دینا۔ اور حرز مرتضوی شریف سلطان الاوراد اور کلاہ متبرکہ نسبت علیہ ایک شخص ولایتی اولاد حنفی کا بتلا کر اس کو مرحمت کر دینے کے احکام سے مطلع فرما دیا۔ اور مجھ کو آلہ آباد کو ارسال کر دیا۔ اور خود بھی حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ صاحب قطب الاسرار حبیب رحمۃ اللہ علیہ بموجب حکم حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کے بغداد شریف میں حضرت شاہ سیف الدین عبد الوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ کلاں کو صاحب سجادہ کر کے بلدہ گجرات واقع سرحد ولایت افاغنہ

علیم کے طے ہو گئے ہوں۔ اور اس طالب کے حضرت شیخ نے اور اس طالب نے بھی قدم میرا عالم جبروت میں اپنی گردن پر دیکھا ہو اور مثال خلافت مرتبہ امامت اور ارشاد پر مہر مخدوم علی احمد صابر کی معائنہ کی ہو۔ اور حضرت شیخ نے عالم ناسوت میں اپنے فیضان تعلیم لسانی سے ہر ہر مرتبہ کے آداب، احکام، آثار، اصطلاح احسانات بسنیات اذکار، اشغال، افکار، اسرار سے واقف کر کے نکات اکیس طرح کے بیعت اور دقائق چار گونہ امامت سے کامیاب فرما کر خلفائے حضرت جناب سرور کائنات اشرف المخلوقات احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں سے جس کسی حضرت کے نام مبارک سے سلسلہ تعلیم طریقت کا متعلق ہو۔ اُن کے نام سے اپنے نام تک جملہ اسناد خلافت نامجات اور شجرہ مع شجرات منتقہ اس شجرہ سے اور تبرکات ملبوسات وغیرہ اور مکتوبات کیفیات ظاہر و باطن ہر ایک حضرات پیران عظام سلسلہ اجازت فرمودہ کے عطا فرمائے ہوں۔ اس صورت میں ضرور ہو گا کہ وہ عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ، غلبہ فنا اور بقا اور صحو[1] اور سکر کی مستی میں اپنی ہستی موہوم سے گزر کر تجلی صعودی اور ہبوتی سے بہرہ مند ہو کر اپنے زمانہ کا ابوالوقت ہو گا۔ چنانچہ مجھ سے تو اور تجھ سے منور علی یہ فرما کر حضرت معزی الیہ کو کیفیت حال کی طاری ہو گئی۔ اور یہ اشعار زبان عربی لسان الہام بیان سے صادر ہونے لگے۔ ؎

انا فی حضرۃ التقریب وحدی	یصرفنی وحسبی ذو الجلال
وکل ولی لہ قدم	وانی علی قدم نبی بدر الکمال
مریدی لا تخف واش فانی	عزیم قاتل عند القتال

چنانچہ بموجب اسی فرمان فیض بنیان کے بتاریخ سترہویں ماہ ربیع الاول ۵۸۷ھ کو بروز دوشنبہ وقت عصر کے آستانہ کرامت نشانہ پر مجلس عام میں منور علی کو اپنے روبرو بٹھا کر بیعت امامت اور ارشاد سے مشرف کر کے وہی کلاہ متبرکہ جو حضرت

---

[1] صحو اصطلاح صوفیہ میں سلوک بالجذب کو کہتے ہیں ۱۲

میں تشریف لے آئے۔

حضرت شاہ عبدالکریم صاحب عرف ملا فقیر آخون صاحب مصطفےٰ آبادی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب حب الوجود۔ تصنیف اپنی میں تسطیر فرماتے ہیں کہ میں بموجب حکم الہام باطن کے بتاریخ پندرہویں ماہ ربیع الآخر ۱۱۹۹ھ ہجری کو بروز چہارشنبہ وقت نماز اشراق کے آلہ آباد پہونچکر حضرت شاہ منور علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے قدم بوس ہوا۔ ان حضرت نے اپنی کھال پیشانی کو لوٹ کر مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا۔ کہ اے ولایتی بہت انتظار کرایا دو روز کی دیر ہو گئی۔ میں نے وہ تبرکات جو حضرت شاہ منور علی صاحب ممدوح نے بہمدست عبدالغفور ابدال کے کلیر شریف کو ارسال کر دیئے تھے اور مجھ کو حضرت شاہ عنایت جیو صاحب ذوالقوۃ المتین بہلول پوری نے بتاریخ پنجم ماہ رمضان المبارک ۱۱۶۷ھ کو بروز دوشنبہ وقت عصر کے وقت صاحب مجاز مرفوع الاجازت کرنے کے مع دیگر جملہ مفاوضات معنونہ اپنے خاندان صابریہ کے مرحمت فرمائے تھے پیش کئے اور ایک پہر کامل تخلیہ میں گفتگو تعلیم باطن کی باہم رہی۔ چنانچہ وقت زوال کے حضرت شاہ منور علی صاحب نے وہی کلاہ معنونہ حضرات پیران عظام سلسلہ اور جلد حرز یمانی شریف اپنی تلاوت کی کہ یہی جلد حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کی تلاوت میں تھی۔ اور مکتوب نطاب فقر العفیف مندرجہ کیفیت باطن اپنے کا مرحمت فرما کر ارشاد کیا کہ ہم سے علیحدہ جا کر چندے توقف کرو۔ تھوڑے عرصہ میں حاضر ہونا۔ میں حضرت کے پاس سے باہر چلا آیا۔ اور نماز مغرب سے فارغ ہو کر پھر حضرت موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ تم ہمارے دفینہ کے بعد یہاں سے رخصت ہونا اور میری پیشانی پر بوسہ دے کر اپنی پیشانی سے پیشانی ملا کر کیفیت باطن کی مرحمت فرمائی۔ اور جاں بحق تسلیم کی۔ بعد نماز عشاء اُن حضرت کی خدمت غسل اور دفینہ سے فراغ حاصل کر کے مصطفےٰ آباد کو واپس آیا۔ اور غلام شاہ معصوم قطب زمانی فرزند اپنے کو ان تبرکات اور تعلیمات باطنی سے مشرف کیا۔

فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری گزارش کرتا ہے کہ حضرت لی مع اللہ گاہ میاں
غلام شاہ صاحب معصوم قطب زمانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت پیر دستگیر مولائی
و مرشدی شاہ محمد امیر صاحب قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کو وہی کلاہ مبارک اور وہی
جلد حرز مرتضوی شریف سیف اللہ کی مع جملہ تبرکات مفاوضہ کے مرحمت فرما کر احوال
گوش بگوش اور کیفیت سینہ بسینہ سے آگاہ کیا۔ اور حضرت امیر دو جہاں رحمۃ اللہ علیہ
نے اس غلام کفش بردار مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری چشتی قدوسی حنفی کو وہی کلاہ
مبارک معنونہ اور وہی جلد حرز یمانی شریف حرز مرتضوی سیف اللہ سلطان الاوراد
کی مع جمیع تبرکات مفاوضات معنونہ کے احوال تعلیم اور کیفیت باطن سے مستفیض فرمایا۔

احوال حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب والد ماجد حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالت سلوک میں ہرات پہونچنے کا۔

حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب مصور الودود تصنیف اپنی میں ارقام فرماتے ہیں کہ گیارہ مہینہ کے بعد بروز عید الضحیٰ ۵۵۹ھ ہجری کو شب سہ شنبہ قبل نماز عشاء کے علیم اللہ ابدال نے واپس آکر بیان کیا کہ حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب شہر ہرات میں چند روز سے پہونچے ہیں۔ اور شیخ محمد بن اسحاق صاحب نے بموجب مضمون خط مرسلہ مولوی محمود صاحب عرف سلیمان کے اپنے مکان پر بہ تعظیم و تکریم ٹھہرایا ہے۔ اور اب طبیعت پر جذب کا غلبہ نہیں ہے تحصیل علوم ظاہری کا بھی خیال کرتے ہیں۔ اور حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب مکتوب نطاب انوار الشہود تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں بتاریخ پنجم ماہ ذی الحجہ ۵۵۹ھ ہجری کو روز چہار شنبہ وقت نماز ظہر کے شہر ہرات میں داخل ہو کر ایک مکان پر جا کھڑا ہوا۔ محمد بن اسحاق صاحب مکان نے مجھ سے نام میرا پوچھا۔ اور پھر نام آباؤ اجداد میرے کا دریافت کیا۔ اور مجھ کو اپنے مکان پر بکمال تعظیم و تکریم ٹھہرایا اور خط بنام مولوی محمود عرف سلیمان صاحب اولاد حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق ابن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ ساکن بلدہ کھوٹووال ضلع ملتان کے اس مضمون کا ارسال کیا کہ میری خوبی قسمت سے حضرت عبدالرحیم عبدالسلام بلا سعی اور تلاش کے مجھ کو میسر ہو گئے اور میں نے بموجب تحریر آپ کے اپنے مکان پر ان کو فخر دارین سمجھ کر ٹھہرایا ہے چند روز کے بعد حضرت محمد ابن اسحاق صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ آج حضرت

مولوی مسعود صاحب یعنی شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ کے خط سے دریافت ہوا کہ اُن کے والد بزرگوار حضرت مولوی محمود عرف سلیمان صاحب تمہارے میسّر آجانے کی خوشخبری سُن کر ادائے شکر یہ خدائے عزوجل میں جاں بحق تسلیم ہو گئے اور انہیں حضرت مرحوم و مغفور نے خط سابق میں تحریر فرمایا تھا کہ میں نے ایک شب خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت سیّد الانبیاء شہنشاہ دوسرا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مجھ سے ارشاد فرماتے ہیں کہ عبد الرحیم اولاد غوث پاک قطب عالم سے شہر سرات میں آتا ہے نکاح اس کا ساتھ اپنی دختر ہاجرہ نام ملقب بہ بی بی خاتون جمیلہ کے منعقد کرنا بموجب اس حکم معانقہ رویت سروری کے مولوی صاحب مرحوم مغفور نے مجھ کو واسطے تلاش تمہاری کے تحریر کیا تھا اور ابھی وہ لڑکی تین برس کی عمر میں ہے۔

حضرت شیخ محمد بن اسحاق صاحب مکان مکتوب نطاب الکان الشہود تصنیف اپنی میں اور حضرت محمد ابو القاسم گرگامی صاحب تواریخ طہرت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبد الرحیم عبد السلام صاحب قدس سرہٗ کو قبل ہو جانے شادی عقد نکاح اُن کے دس برس اپنے پاس رکھا۔ اور اس عرصہ میں حضرت عبد الرحیم عبد السلام صاحب تحصیل علوم ظاہر میں فضیلت حاصل کر چکے۔

فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری مختصر احوال حضرت محمد ابو القاسم گرگامی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اس محل پر حسب ضرورت بیان کرتا ہے کہ حضرت شیخ ابو الغفران مغربی رحمۃ اللہ مکتوب نطاب درود نامہ تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے دو خلیفہ ہمنام تعلیم کیفیت باطن سے فیضیاب ہوئے۔ ایک محمد ابو القاسم گرگامی سلسلہ طیفوریہ اور انسیہ مفرد میں اور دوسرے ابو القاسم کرمانی یعنی کشمیری سلسلہ جنیدیہ میں اور محمد ابو القاسم گرگامی کو کہ تین سو چونسٹھ برس کی عمر میں آکر مجھ سے طالب ہوئے میں نے ایک ہی روز میں بتاریخ ششم ماہ ربیع الآخر سنہ ۳۶۴ ہجری کو روز چہار شنبہ بعد نماز اشراق کے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور اجازت اور حوالت اور امامت

اور ارشاد سے خاندان النسبہ مضر دیں مشرف کر کے کلاہ اپنی سر پر اوڑھا کر اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنا دیا اور مثال خلافت مع جملہ اسناد خلافت نامجات اور تبرکات اور اوراد اور مکتوبات نطاب اپنے اور حضرات پیران عظام سلسلہ موصوفہ کے عطا کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے کر دیا اور محمد ابو القاسم گرگانی میری خدمت گذاری میں مصروف رہا۔ میں نے مدت مدید سے ایک لوبیام سنگ زرد ایک درعہ مربع کا تراشا ہوا اسطے اپنے پانی پینے کے مقرر کر کر لیا تھا۔ اور عہد مستحکم کیا تھا کہ اس مقدار سے زیادہ پانی اپنی عمر میں باقی ماندہ میں نوش نہیں کروں گا اور معمول یہ رکھا تھا کہ بعد فراغ اوراد منضبط اپنے کو اس لوبیام کے پانی پر ہر روز دم کر دیتا تھا اور بقدر مناسب اس میں سے نوش کر لیتا تھا اور اس لوبیام کو لوگوں کی نگاہ سے پوشیدہ دلیوار میں رکھا تھا۔ بعد عرصہ سات برس کے عہد کرنے سے روز جمعہ کو میں نے حالت بیداری میں دیکھا کہ حضرت سرور کائنات اشرف المخلوقات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ساتھ انوار وحدت کے تشریف لائے اور اس لوبیام میں سے قدرے پانی نوش فرما کر تھوڑے پانی کی کلی اسی لوبیام میں ڈال دی اور مجھ سے ارشاد فرمایا۔ کہ اے عثمان! یہ پانی واسطے تیرے آب حیات ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جو کچھ قیدیں میں نے اپنے نفس پر مقرر کر رکھی ہیں زیادہ عمر تک اُن کا تحمل مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو تو چاہے گا اس کے واسطے یہی آب حیات باطن کا ہو جائے گا۔ اتفاقاً ایک روز بتاریخ شب برات ۱۰۶۲ھ سنہ ہجری کو روز یک شنبہ بعد نماز عصر کے محمد ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر وہ لوبیام آب محفوظ کا آگیا اور نادانستہ اُس نے ایک جرعہ آب اُس لوبیام میں سے نوش کر لیا اور مجھ کو الہام باطن سے معلوم ہوا۔ اسی وقت میں نے محمد ابو القاسم گرگانی کو تکمیل تعلیم کیفیت باطن سے جس طرح پہ کہ میرے ارادہ میں ایک راز عجیب اس لوبیام آب کے مخفی رکھنے میں تھا مستفاد کر کے کہہ دیا کہ جو کچھ جناب باری کو منظور تھا وہ آج ظہور میں آیا

یعنی تم کو عمر زیادہ معنوی و روحی قیومی آج بارگاہ خالق حقیقی سے مرحمت ہوئی اور اسی وقت میں نے محمد ابو القاسم گرگامی کے حق میں حضرت ذات احدیت سے استدعا کی۔ کہ یا وَاهِبُ الْعَطَایَا۔ آج سے بفضل و عنایت اپنی سے محمد ابو القاسم گرگامی کو ساتھ ترقیات مراتب باطنی کے از یاد محبت اپنی میں سلامت رکھیو اور اس کے سلسلہ کو تا بقیام عالم جاری رکھیو حضرت محمد ابو القاسم گرگامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تواریخ طہرت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میرے ایک سو سترہ نکاح ہوئے جب زوجہ حاملہ ہوتی اور لڑکا پیدا ہوتا اور وہ لڑکا اور زوجہ دونوں فوت ہو جاتے تھے۔ اسی طرح ایک سو سترہ اولادیں بھی ساتھ اور اپنی کے فوت ہوئیں۔ بعد کو جب الہام باطن سے نکاح کرنا موقوف کیا اور جب عبد الرحیم عبد السلام کو اپنے ہمراہ بلدہ کھوڑ وال علاقہ دیپالپور ضلع ملتان کو بموجب طلب مولوی مسعود ملقب بہ حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب قطب عالم اغیاث ہند مسعود العالمین کے ان کی شادی کرنے کو لے گیا تھا۔ اس وقت میری عمر کئی سو برس کی تھی۔

فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری گزارش کرتا ہے کہ میرے جدِ امجد حضرت شاہ عبد الکریم صاحب قطب العارفین عرف ملا فقیر اخون صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت محمد ابو القاسم گرگامی رحمۃ اللہ علیہ نے بتاریخ انیسویں ماہ ذی قعدہ ۱۱۵۶ھ سنہ ہجری کو بروز دوشنبہ قریب دو پہر کے پانچویں تبت پر بقید دستمرہ اور شروط مرعیہ مرقوم الصدر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت اور ذوالعزم والمرتبہ اسی خاندان انسیہ مضر میں مع دیگر سہ خاندان علویہ عباسیہ انسیہ قہربیہ میں مثل اپنے ممتاز فرمایا۔ اور مثال خلافت مع جملہ اسناد خلافت نامجات اور جملہ اوراد مع گیارہ اسماء متبرکہ جو حضرت سرورِ کائنات اشرف الموجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرحمت فرمائے تھے عنایت کیے۔ اور اشغال اور تبرکات اور مکتوب کیفیات ظاہر و باطن کے مرحمت فرما کر کیفیت باطنی تمام و کمال لطف فرمائی اور چند روز حضرت موصوف جدِ امجد میرے جناب محمد ابو القاسم گرگامی رحمۃ اللہ علیہ

کی خدمت میں رہے۔ اکثر احوال عجیب اس جناب معزی الیہ کے اپنے مکتوب نطاب جب الاجود
میں تحریر فرما گئے ہیں۔ بیان اُن کا اس جگہ مناسب نہیں۔ اور خود بھی اس خاکسار راہ طریقت
مؤلف کتاب نے تبت چہارم پر قریب چلہ گاہ حضرت جنید بغدادی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کے سمت جنوب کو مزار مقدس حضرت محمد ابو القاسم گرگامی صاحب موصوف کا معائنہ کیا ہے
تعویذ مزار مبارک پر اُن کا نام شیخ محمد ابو القاسم گرگامی مرید حضرت انس بن مالک رضی
اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس علمبردار رضی اللہ عنہ اور حضرت مولا علی کرم
وجہہ اور حضرت ابو العثمان مغربی کندہ ہے۔

احوال نکاح حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب والد ماجد حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ و کیفیات عجائب ایام حمل

حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب مکتوب نطاب انوار الشہود تصنیف اپنی میں اور حضرت محمد بن اسحاق اپنے مکتوب نطاب ارکان الشہود تصنیف اپنی میں۔ اور یہی مضمون حضرت محمد ابوالقاسم گرگامی تواریخ ظہرت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ گیارہویں ماہ محرم ۵۷۱ھ ہجری کو بروز سہ شنبہ حضرت محمد ابوالقاسم گرگامی رحمۃ اللہ علیہ مع علیم اللہ ابدال کے حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ہمراہ واسطے نکاح کے بلدہ کھوڑوال علاقہ دیپالپور ضلع ملتان کو حسب الطلب حضرت مولوی مسعود ملقب بہ حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ کے روانہ ہوئے۔ بہ زور ولایت تیسرے روز بلدہ کھوڑوال میں پہنچے اور بتاریخ سترھویں ماہ جمادی الآخر ۵۷۱ھ ہجری کو شب پنج شنبہ وقت عشاء کے تقریب عقد نکاح کا الصرام اور انجام ہوا۔ اٹھارہ مہینے تک وہاں پر مہمان رہے۔ بعدہٗ تینوں صاحب مع اہل خانہ حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب کے منزل بہ منزل شہر ہرات میں تشریف لے آئے اور حضرت محمد بن اسحاق صاحب کے مکان پر بدستور سابق مسکن گزیں ہوئے شبانہ روز ارشاد تعلیم طریقت میں حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب مصروف رہتے تھے اسی عرصہ میں بتاریخ اٹھیسویں ماہ ربیع الاول ۵۹۱ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت عصر کے عبدالوہاب گامی حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے داخل سلسلہ تعلیم طریقت کے ہوکر اپنی حقیقت کے طالب ہوئے چالیس روز کے بعد مثال خلافت صاحب حضرت شاہ عبدالرحیم سے حضرت

عبدالوہاب گجانی کا خلافت پانا۔ مجاز مرفوع الاجازت مع جملہ اسناد خلافت نامجات اور تبرکات اور مکتوبات نطاب اور اوراد شبانہ روز کے حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب نے ان کو مرحمت فرمائے۔

حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب انوار الشہود میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ علیم اللہ ابدال کو جو میرے ہمراہ حضرت قبلہ وکعبہ دارین شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے معمور فرمادیا تھا۔ معرفت علیم اللہ ابدال کے احوال خیریت اپنی کا حضرت موصوف کے پاس ارسال کیا کرتا تھا۔ اور وہاں کے احوال اور اشیاء معنونہ حضرت ممدوح اور تعلیم کیفیات باطن سے اکثر سرفراز ہوتا رہتا تھا۔ اسی طرح جو کچھ اسناد خلافت نامجات اور تبرکات اور اوراد اور مکتوبات نطاب کہ مجھ کو بروقت صاحب مجاز مرفوع الاجازت فرمانے کے حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحب نے مرحمت کیے تھے اور میں حالت غلبہ جذب میں وہاں چھوڑ آیا تھا۔ سب میرے پاس آ گئے۔ اس عرصہ میں مکتوبات نطاب حضرات اساتذہ یعنی پیران عظام سے پیش خبری احوال ولادت مخدوم علی احمد صابر کی ساتھ تفصیل ہر گونہ کیفیات ظاہر و باطن کی معائنہ کر کے پیش خاطر رکھے اور جس روز سے میں ساتھ عقد نکاح کے منسلک ہوا تھا۔ نور سرخ مثل یاقوت درخشاں کے میری پشت میں تا ام الدماغ زیر و بالا آتا جاتا معلوم ہوتا تھا اس وقت مجھ پر ایک کیفیت عجیب طاری ہو جاتی تھی چنانچہ بتاریخ گیارہویں ماہ ربیع الآخر ۵۹۱ھ ہجری کو شب جمعہ وہ نور سرخ میرے صلب سے منتقل ہو کر بطن مادر مخدوم علی احمد صابر میں قرار پذیر ہوا۔ اور اس شب وہ نور سرخ نہایت جلد جلد پے در پے زیر و بالا کو آتا جاتا تھا کہ ایک لمحہ قرار نہ تھا۔ بعد نماز تہجد کے حضرات ابدال اور رجال الغیب میرے پاس آ کر مبارک بادیاں دینے لگے۔ اور صبح کو حضرات رقبا، نجبا، نقبا، اغیاث اقطاب ہر ایک شہر و دیار افواج کے بعض بعد اور اکثر بقوت روحانی کہ ان حضرات کو ستر جگہ ایک صورت سے پھرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ واسطے مبارکباد دینے کے میرے پاس تشریف لائے اور اسی طرح حضرات اولیائے ہمعصر بھی جو مرتبہ سلوک میں تھے تشریف لا کر مراسم تہنیت

اور مبارک باد کے ادا فرماتے تھے۔

ابیات

حضرت مخدوم دارائے جہاں
حضرت مخدوم مولائے جہاں

حضرت مخدوم صحرائے ہدیٰ
حضرت مخدوم خضر رہنما است

مہ ان کے نور سے روشن چراغ
نور سے اُن کے دو عالم تابناک

وہ وجوبی نور کے ہیں جلوہ دار
مہر اُن کے تاب سے زیبا یاغ

حضرت مخدوم فرزند رسول
مہر و ماہ ہیں نور امکانی بکار

یہ نبی آخر زماں کے ماہ ہیں
حضرت مخدوم دلبند بتول

یہ حسینی رنگ سے رنگین چمن
یہ علی کے دلبر دل خواہ ہیں

عاشق اللہ و معشوق خدا
یہ حسن کے باغ کی شاخ سمن

فاطمہ بی بی کے وہ دلبند ہیں
زیب بزم مرتضےٰ و مصطفےٰ

باپ ان کے سید عالی نسب
بوترابی شاہ کے فرزند ہیں

جذبۂ سازج میں گرچہ طاق تھے
تھے بہر صورت حسینی خوش لقب

تھے سلوک فقر کے بھی بادشاہ
اس صفت میں شہرۂ آفاق تھے

غیب سے وقتِ نماز باصواب
اس طرف بھی چشم و اتقی پنج گاہ

باپ دادا سے نسب دار حسین
منزل پنجم سے آتے تھے شتاب

مادر اس زیبائے مہ وطین کی
تھے سب میں بھی امیر نشتیں

تھے وہ کس کے بھانجے روشن ضمیر
تھی بہن بابا فرید الدین کی

بھانجے حضرت فرید الدین کے
حضرت صابر علاؤ الدین صابر

منزل اول جناب شاہ کی
پیرو مرشد ہند و سندھ و چین کے

وادیٔ تقدیس ہے صحرائے ہو
وادیٔ تقدیس ہے اللہ کی

منزل تقدیس ہے بیدائے ہو
منزل تقدیس ہے بیدائے ہو

عالم غیب سے اِدھر آنے لگے | اپنا جلوہ سب کو دکھلانے لگے
نور تھا وہ نور جس کو دیکھ کر | بے خبر ہو جائے تھا جن و بشر
دی تھی اللہ نے جب دل کی نگاہ | دیکھتا تھا اُن میں وہ نورِ الٰہ
بعد ساعت ایک تجلی دل کشا | غیب سے والد کو ہوتی رونما
جس طرح ابر سیہ سے بے نقاب | چاردہ کا مہ نکل آوے شتاب
اس تجلی کے اثر سے سر بسر | باپ ہو جاتے تھے ان کے بیخبر
بیخودی کے بعد ہو حیرت بکار | بر زباں لاتے کہ یا پروردگار
یہ لطیفہ ہے کہ یہ فرزند ہے | یہ دقیقہ ہے کہ یہ دل بند ہے
غیب سے آئی صدائے دلنواز | یہ علی احمد کا ہے سر بستہ راز
جب گئے ماہ ربیع اولیٰ کے روز | یازدہ حسب شمار اے دل فروز
پنج شنبہ شب شب آخر صلوٰۃ | وقت نور مشعل افروز صفات
صلب والد سے بہ بطن والدہ | جلوہ فرما یا چو ماہ چاردہ
حاکم ارضی و اہل آسماں | سب مبارک باد کو آئے وہاں

صبح اوّل سے حسن صابر کا نام
ورد ہے تیرا بدل ہر صبح و شام

حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب لقطاب انوار الشہودیں تحریر فرماتے ہیں کہ جس روز سے مخدوم علی احمد صابر نے حمل میں قرار پایا تھا۔ اُسی روز سے ہر ایک حضرات سالکان راہِ حقیقت اور مجاذیب بادۂ وحدت کو اس قدر مقام عروج کیفیت باطن کا حاصل تھا کہ کبھی کسی متقدمین کے احوال سے بھی یہ عروج سنا نہیں گیا۔ اور بارہ مہینے نو روز مدت حمل میں ابتدا سے انتہا تک یہی احوال رہا کہ اکثر اوقات شب کو اور بعض روز دن کو بھی جوق جوق حضرات رقباء نقباء نجباء ابدال و اغیاث و اقطاب و رجال الغیب اور حضرات سالکین میرے مکان پر تشریف لاتے اور مخدوم علی احمد صابر کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتے اور بیان کرتے کہ جس روز سے اس شہنشاہ

مسند ولایت کا ظہور شروع ہوا ہے ایسی کیفیتِ عجیبہ کے آثار باطن میں صادر ہوتے ہیں کہ ان کا بیان ہو نہیں سکتا ہے۔ دل ہی اس مذاقِ باطن کا سرور اٹھاتا ہے۔ اور جس طرح پر کہ مجھ کو قبل قرار پانے حمل کے نور اپنی پشت میں زیر و بالا آتا جاتا معلوم ہوتا تھا اور اسی طرح والدہ مخدوم علی احمد صابر کو نور سرخ مثل یاقوت درخشاں کے اکثر زیر ناف اور گاہے پس پشت اور پر سیدھے شانہ کے جگر کے نیچے اسا جانا نظر آتا تھا اور اکثر خواب میں لوگوں کو مخدوم علی احمد صابر سے باتیں کرتے دیکھتی تھیں اور جو کچھ مخدوم علی احمد صابر ان کو جواب دیتا تھا گاہے تمام گفتگو یاد رہتی تھی۔ اور کبھی کچھ فراموش ہو جاتی تھی اور بیشتر اس گفتگو میں حضرات باتیں کرنے والوں کو اپنی حاجات ظاہر و باطن کے روا ہو جانے کا سوال ہوتا تھا۔ اور کبھی مخدوم علی احمد صابر نے کسی سائل کا سوال رد نہیں کیا اور میں نے بھی اکثر حضرات اہل باطن کی زبان سے یہ گفتگو بگوش خود سنی کہ ہم ایک مشکل اہم ضیقی باطن میں مبتلا تھے۔ شب کو عالم مثال میں چند روزہ بچہ نے ہم سے باعث تردد اور فکر کا دریافت فرما کر اس ضیقی باطن سے نجات بخشی۔ اور جب بارہ مہینے مدت حمل کو گزر گئے اور نو روز باقی رہے والدہ مخدوم علی احمد صابر نے شب کو جہر کرتے میں جانب جگر سے آواز ظہور اللہ ہوں سماعت کر کے مجھ سے بیان کیا میں نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ کر مبارکباد دی اور بیان کیا کہ یہ آواز ذکر روح مخدوم علی احمد صابر کا ہے اور مکتوبات نطاب حضرات پیران عظام میں یہ پیش خبری تحریر ہے۔ چنانچہ نو روز تک وہ آواز اسی طرح روز بروز زیادہ ہوتا رہا۔

ابیاتِ مؤلف

حضرت مخدوم ہیں مخدوم خلق
خلق ناظم آپ ہیں منظوم خلق

نور ہے اُن کے دل و جاں کی غذا
نور ہے اُن کے شبستان کی ضیا

روح دل ان کا سراپا نور تھا
نور تھا مشعل فروز طور تھا

مادر خوشوقت حیرت زا ہوئیں
نور مثلِ ماہ سرتا پا ہوئیں

نورِ سُرخ آنکھوں سے اُٹھتا دیکھتیں — عضو عضو اپنے پہ پھر تا دیکھتیں
گاہ مثلِ مہر اپنے ناف پر — دوش پر گہ گاہ پہ زانو صاف پر
گاہ ہو جاتا تھا وہ طفلِ حسین — گاہ فرماتا تھا وہ تعلیمِ دیں
گہ شبوتی نور کی مشعل فروز — گہ اضافی نور سے روشن بروز
جہر کرنے میں سُنا مادر نے یوں — ذکر اُس شہ کا ظہور اللہ سوں
واسطے اس دید کے شام و سحر — اس طرف رہتا تھا قطبوں کا گزر
اکثر ابدال آتے تھے وہاں — رتبہ دار حال جاتے تھے وہاں
جو بعجز اُس بارگہ میں آئے تھا — عارفِ باللہ وہ ہو جائے تھا
شاہِ دیں کا اسمِ اعظم نام ہے — روز و شب مشکلکشائی کام ہے
جو کسی مشکل میں وہاں پہنچا گیا — نام حضرت کا زباں پر لائے تھا

میں حسنؔ کس سے کہوں اس راز کو
کوئی بھی سُنتا نہیں اس ساز کو

حضرت شاہ عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب لقاب الشہود میں تحریر فرماتے ہیں کہ تین روز پیدا ہونے مخدوم علی احمد صابرؒ میں باقی رہے تھے کہ ایک شخص مولوی برہان حاجی حاسد بن منعم بن اقوام بن شیخ حفص بن شیخ عظیم الدین بن شیخ جاد بن احمد شوقی رجال الغیب کہ چار سو اناسی برس کی عمر میں فوت ہوئے اور محفل حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ میں اکثر حاضر ہوا کرتے تھے۔ مولوی برہان حاجی حاسد مذکور السباب تجارت کا شہر ہرات میں لایا تھا۔ مجھ کو دیکھ کر اور پہچان کر مذمت میرے جد امجد ممدوح کی کرنے لگا۔ اور پہلے بھی اسی مولوی برہان حاجی نے بغض و حسد سے دو کتابیں الویس تلویس نام میرے جد امجد موصوف کی توہین میں تصنیف کی تھیں۔ اور وہ کتابیں اہل رافض نے بطور دلیل کے اپنے پاس رکھی تھیں اور مولوی

برہان حاجی مذکور درپے ہلاکت اور ایذا رسانی میری کے ہوا۔ اور میں اس تردد میں غمگین و ملول اپنے مکان میں آیا۔ والدہ مخدوم علی احمد صابر نے مجھ سے باعث ملال کا دریافت کیا۔ میں نے احوال مفصل بیان کیا کہ یہاں سے ایران قریب ہے اور اہل ایران میرے جدامجد کے دشمن ہیں میرے یہاں رہنے کا حال سن کر درپے ہلاکت ہو جائیں گے۔ یہ احوال سن کر والدہ مخدوم علی احمد صابر نے معائنہ رویت شب کا بیان کیا کہ آپ کو غمگین پاکر کہا جاتا ہے ورنہ خود بخود کہنے کی ممانعت ہو گئی تھی۔ آج شب کو ایک بزرگ نے مجھ سے عالم امثال میں فرمایا کہ میرا نام غوث پاک قطب عالم ہے تجھ کو بشارت دیتا ہوں کہ شب پنج شنبہ کو تجھ سے فرزند ساتھ شان قہاری کے پیدا ہوگا۔ نام اس کا مخدوم علی احمد صابر ہے اور عبدالسلام سے کہدے کہ دشمن خدا کا مخدوم علی احمد صابر کے پیدا ہوتے ہی ہلاک ہو جائے گا اور تمام حاسدین ملک ایران کے قلب پر اس ہلاکت کی ہیبت سے عبرت ہو جائے گی۔ یہ نوید روح افزا سن کر میں خوش ہوا اور ادائے شکریہ جناب باری میں چار رکعت صلوۃ الصلوٰۃ ادا کیں۔

اشعارِ مؤلف

والد صاحب کو دیکھ اندوہ گیں
والدہ صابر کی فرمانے لگیں

عرض کرتی ہوں نوید جانفزا
آج شب میں مجھ کو یہ رویا ہوا

بیخودی حبس دم ہوئی میرے نصیب
گوش میں آیا یہ آواز عجیب

اب کوئی دم میں وہ مہر عرش گاہ
جلوہ فرما ہوئے گا بر فرش گاہ

اسم اُس طفل صداقت مند کا
نام اُس سلطان چون و چند کا

صابر و مخدوم اس کا نام ہے
انتظام ہند اس کا کام ہے

تجھ کو یہ فرزند قطب روزگار
ہو مبارک اے فقیر نام دار

نام سے اُس کے کیا آگہ تجھے
اس مسلمی کی بتائی رہ تجھے

قطب ہے یہ قطب اس سے سو ہزار
فیض پاویں گے بفضل کردگار

جبکہ پیدا ہوئے گا وہ بادشاہ
غیب سے ہوگی صدائے لَآ اِلٰہ

اس خدا آگاہ کی شان جلال
فرق منکر کو کرے گی پائے مال

سُنتی ہے یہ بانگ بشریٰ دود و
والد و مادر بجالائے سجود

دونوں یہ کہنے لگے اے کردگار
یہ عنایت ہے بحدِ بے شمار

شکر اس داد الٰہی کا ادا
کب بھلا ہم سے ادا ہوگا خدا

اے خداوند کریم خستہ گاں
دستگیر ما ہمہ پابستگاں

ہر کرا خواہی کنی قطب زماں
ہر کرا خواہی کنی غوث جہاں

غوث و قطب از تو کمال آموختہ
ہر دو از نور تو نور افروختہ

نورِ تو فرزند ما را نور داد
بر رخ او دولتِ عرفاں کشاد

کردہ اورا تو ماہِ نور بخت
ساختی او را تو شاہ تاج و تخت

تو ولایت شانِ او فرمودہ
تو ولایت آنِ او بنودہ

میدہی از نورِ خود آب و طعام
تو رسانی قوتِ او ہر صبح و شام

حضرت مخدوم کی جس پر نگاہ
ہو حسن کیوں کر نہ وہ خورشید و ماہ

احوال ولادت باکرامت اور شیر خواری حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب اور مولوی برہان حاجی حاسد کے قتل ہونے کا

حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب لطائف الوزار الشہود میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شب قبل ولادت سے وقت سحر کے آواز بہت واضح ظہور اللہ ہوں سماعت کیا جاتا تھا بتاریخ انیسویں ماہ ربیع الاول ۵۹۲ھ ہجری کو شب پنج شنبہ وقت تہجد کے پہر رات باقی رہے مخدوم علی احمد صابر تولد ہوئے اور اسی وقت بلا تامل ایک طرفۃ العین کے برق خشک آسمان سے باواز لا الٰہ مولوی برہان حاجی حاسد کے سر پر گری کہ اسی وقت گردن تلم ہو گئی۔ ایک سانس لینے کی بھی فرصت نہ ملی۔ فی الفور فی النار والسقر ہوا جب نزول اس قہر الٰہی کی خبر ایک سے دوسرے کو ہو کر شہرت پذیر ہوئی۔ تمام شہر پرات پر زلزلہ ہو گیا۔ الدہر اقلیم شہر و دیار میں جو اس خبر ہیبت اثر کو سنتا تھا مبہوت و متحیر ہو جاتا تھا اور اس واقعہ صولت طراز ہیبت پرداز کو سن کر اکثر روافض جو ان کتابوں پر عمل رکھتے تھے میرے پاس حاضر ہو کر داخل سلسلہ تعلیم طریقت کے ہوئے۔

ابیات

حضرت مخدوم صابر محو ذات | محو ذات و واقف سر صفات
حضرت مخدوم ہیں سیف نبی | ذوالفقار لافتا الا علی
تیغ احمد سیف برہان اللہ | بادشاہ دو جہاں عظمت پناہ

شان ان کی ذوالفقار لازوال	تیغ ان کی جلوہ بخش لایزال
ہیبتش چوں تیغ ہیبت مے کشد	تاج ہوش از ہوشمنداں می برد
صاحب شمشیر بُرّانی ہیں وہ	ہیبت افزا قوم ایرانی ہیں وہ
اُن کی شمشیر جلالی کا نشاں	کمتریں رکھتا ہے مہر آسمان
قہر اُن کا سایۂ قہر خدا	لطف ان کا ظل لطف مصطفےٰ

باغبانِ گلشن ہو ہیں حسنؔ
گل بدامانِ ہمہ اوہیں حسنؔ

حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب انوار الشہود میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس وقت مسمات بصری بنت طباف بن ہاشم بن ابراہیم بن شیخ جمیل بن شیخ ابوالعباس بن احمد عربی دایہ نے مخدوم علی احمد صابر کو دیکھا تو سر مبارک کعبۃ اللہ کی جانب تھا۔ دایہ نے واسطے غسل دینے کے بغیر وضو جو قصد ہاتھ لگانے کا کیا۔ آگ قاہرہ جسم میں پیدا ہوئی کہ اس کی سوزش سے توبہ کر کے خائف علیحدہ کھڑی ہو گئی۔ والدہ مخدوم علی احمد صابر نے ہدایت کی کہ اے دایہ! تجھ کو معلوم نہیں کہ یہ لڑکا اولاد حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کرم اللہ علیہ حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور اس کی پیش خبری سے ایک دفتر مرتب ہے جلد وضو کر اور صلوٰۃ استغفار پڑھ کر واسطے غسل کے ہاتھ لگا۔ دایہ نے بموجب تعلیم کے تعمیل کی۔ اور مخدوم علی احمد صابر کو بعد غسل کے کفنی پارچہ متبرکہ حضرت سید امجد ممدوح سے پہنائی اور گود میں لٹایا۔ مخدوم علی احمد صابر نے جو نظر جانب آسمان کے وا کی اور جوں ہی نگاہ چھت مکان پر پڑی فی الفور ایک آواز شدید بلند ہوا۔ اور چھت پختہ اس مکان کی شق ہو گئی۔ حضرت محمد بن اسحاق صاحب مکان نے وہ آواز ہیبت ناک سن کر والدہ مخدوم علی احمد صابر سے بآواز کہا کہ اے دختر نیک اختر جلد لڑکے کو مکان سے باہر لے جا کہ مکان زمین پر گرا چاہتا ہے۔ اس گفتگو میں تھے کہ چھت پختہ مکان کے اوپر کو اٹھ کر پس پشت مکان

کے جاپڑی آسمان صاف نظر آنے لگا اور ابر کے سے ٹکڑے سرخ رنگ مثل یاقوت لعلین کے آسمان سے آتے اور جسم مقدس مخدوم علی احمد صابر کو ہم آغوش کر کے آسمان کو لیے جاتے تھے اور ان ٹکڑوں میں روشنی اور خوشبو نہایت لطیف سارے مکان میں محیط ہو گئی۔ اور تھوڑے عرصہ میں وہ خوشبو اور روشنی تمام شہر میں پھیل گئی اور لوگوں کے دماغ معطر ہو گئے چنانچہ حضرت محمد ابوالقاسم گرگامی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس روشنی اور خوشبو کو سمجھ کر اپنے مکان سے میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ دیکھو تو آسمان پر کیا تجلی ہو رہی ہے۔ میں نے بھی نوید ولادت مخدوم علی احمد صابر اور آمد ابر کے سے ٹکڑوں کی بیان کی اور دکھلائے صبح تک یہی حال رہا اور وقت طلوع آفتاب سے حضرات رجال الغیب اور ابدال اور نقبا اور نجبا اور رقبا اور اغیاث اور اقطاب حضرت مخدوم علی احمد صابر کے دست و پا کو بوسہ دے کر شرفیاب ہوتے تھے اور حضرات سالکین پیشانی مبارک اور قلب منور کو چومتے تھے۔ اور اس کیفیت لازوالی میں مست ہو کر وجد کرتے تھے۔

نظم دلچسپ از مؤلف

مولد حضرت علی احمد کا حال
اب لکھا جاتا ہے بر قدر مجال

جب رہے ماہ ربیع اول کے روز
یازدہ حسب شمار اے دل فروز

پنج شنبہ شب شب آخر نماز
وقت نور مشعل ناز و نیاز

رات وہ سب شبوں کی تاج تھی
رات وہ مثل شب معراج تھی

آسماں سے پارۂ سرخ و سیاہ
رونما ہو کر کے آتے مثل ماہ

ابر ہے یا نور ہے نور عجیب
یہ عجائب راز ہے راز غریب

بوئے خوش آنے لگی ہر سمت سے
عطر آگیں تھے دماغ ہر ایک کے

عرش سے جب فرش پر آئے وہ شاہ
نور کا جن کی تلاشی مہر و ماہ

منزل مخدوم تھی عرش بریں
● گرچہ ظاہر میں ہوئی فرش زمیں

ایک دم میں عرش کے سیاح تھے
دوسرے دم فرش کے سیاح تھے

نور تھا وہ نور پاک کردگار
طور ہے جس کا دل آئینہ دار

سب کو اس خوش نام پر آمیں ہوا
نام مخدوم علی احمد رکھا

قطب مادر زاد اُن کا نام ہے
انتظام خلق اُن کا کام ہے

تن برنگ روح تھا آئینہ دار
جلوہ حق تھا بدن سے آشکار

بُو تھی اُن کے جسم کی عطر نعیم
ہاتھ میں ان کے خذف در یتیم

جسم پیشانی کو حضرت کی نظر
لام سے کرتے تھے حزم سر بسر

عظمت حق تھی جبیں سے رونما
ہیبت اللہ تھی ان کی لقا

روح و دل اُن کا مقام ذوالجلال
جسم اُن کا مظہر شان جلال

جو ہیں وا کی شاہ نے اپنی نظر
سقف خانہ کو گرایا فرش پر

صدمہ قہر نگاہ سے گھر کی چھت
آئی بر فرش زمین جھٹ پٹ اوٹ

حضرت مخدوم کی درگاہ پر
تھا بہر ساعت ملایک کا گذر

جو ولایت ملک کے سلطان تھے
اکثری اس دن ولی مہمان تھے

کاملان ارض و اہل سماں
ہر گھڑی رکھتے تھے آمد شد وہاں

اہل دل سے جو وہاں پر جائے تھا
محو ذات بحت وہ ہو جائے تھا

مست ہو جاتا تھا وہ توحید سے
شاد ہو جاتا تھا وہ تفرید سے

کوئی سبحانی کا نغمہ بر زباں
کوئی دلقی کا ترانہ بر زباں

جلوۂ اللہ تھا دیکھو جدھر
دیکھنے جاتے تھے سب اہل نظر

مقدم حضرت سے تھا آفاق مست
اس مقید گہ سے تا اطلاق مست

گر نہ ہوتا وہ ظہور ذوالجلال
کب نظر آتا ہمیں ہو کا جمال

دیکھنے کو اُن کے بینا چاہیے
بوجھنے کو ان کے دانا چاہیے

ہم فقیروں کو ہے ہر شام و پگاہ
اس جناب ذات اقدس پر نگاہ

ہر سخن اپنا ہے عرفان و شناخت
ہر سخن اپنا ہے راز لا الٰہ

گر نہ ہو باور حسن سے پوچھ لو
نل کا راز دل و من سے پوچھ لو

حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب انوار الشہود میں تحریر فرماتے ہیں کہ مخدوم علی احمد صابر نے چھ مہینے چالیس روز کامل شیر والدہ نوش نہیں کیا۔ آثار تہیہ[1] صبر و قناعت کے روز اوّل ہی سے شروع ہوئے۔ بجہت شیر نوش نہ کرنے کے پستان والدہ مخدوم علی احمد صابر پر ورم ہو گیا تھا اور بہ انتظار اس امر کے کہ شاید کل کے روز شیر نوش کریں علاج بند ہو جانے شیر کا نہیں کیا جاتا تھا۔ اور بخیال اس کے کہ کوئی فعل اس اسعد السعداء کا حفاظت ذات دافع البلیات سے خالی نہیں تھا۔ تدبیر شیر نوش کرنے کی بھی عمل میں نہیں آئی۔ بتاریخ سلخ ماہ ذیقعدہ ۵۹۲ھ ہجری کو وقت نماز مغرب کے میں نے بموجب حکم عالم مثال کے چار رکعت نماز صلوٰۃ الصلوٰۃ شکریہ ادائے آثار صبر میں ادا کیں اور مخدوم علی احمد صابر کے چہرۂ منور پر بوسہ دے کر اکیس مرتبہ یَا شَیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰہِ مَدَدْ بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ تلاوت کر کے مخدوم علی احمد کے قلب پر دم کر دیا۔ مخدوم علی احمد صابر نے ببرکت اس اسم اعظم کے معاً شیر نوش کیا۔ اور ایک سال کامل یوم ولادت سے مخدوم علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ معمول رکھا کہ ایک روز بعد شیر نوش فرمایا کرتے تھے اور ایک روز صابر صائم رہا کرتے تھے جب مخدوم علی احمد صابر دوسرے سال میں شروع ہوئے دو روز کے بعد تیسرے روز شیر نوش کیا کرتے تھے اور دو روز صابر صائم رہا کرتے تھے۔

احوال عجیب ایام شیر خواری حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۲

---

[1] آثار تہیہ اصطلاح صوفیہ ہے اور ظہور فعل ازلیہ اس سے مراد ہے۔ ۱۲

ابیاتِ مرغوب تصنیفِ مؤلف

یہ روایت ہے زپیران قدیم
یہ لکھا دیکھا بتاریخ فہیم

چہل دن شش ماہ وہ نور ظہور
شیر مادر سے رہے از بسکہ دور

جب کہ مادر کو ہوا خوف وفات
رو بسوئے حق ہوئیں وہ نیک ذات

بولیں اے میرے خدائے کارساز
اے رحیم خلق اے بندہ نواز

شیر سے یہ بطفل بس بیزار ہے
زندگی اس کی بہت دشوار ہے

غیب سے آئی صدا اے سوگوار
شیر کے پینے سے ہے یہ روزہ دار

یہ ملک سیرت ظہور کردگار
کھانے پینے سے نہیں رکھتا ہے کار

یہ تجلی الٰہی کا طعام
کام میں لاتا ہے اپنے صبح و شام

نور اس کا قوت ہے یہ نور ہے
یہ تجلی خدا کا طور ہے

تو فقط حیران ہے شش ماہ سے
کام رہتا ہے جو تیرا آہ سے

این پسر تا ماند اندر دار جسم
تا خرامد اندریں گلزار جسم

جز خیال ذکر و غیر از فکر پوش
پاک دارد خویش را از خورد و نوش

مست ہو گا یہ مے عرفان سے
پھیر لے گا منہ یہ آب و نان سے

آب و نان اس کا خدا کی دید ہے
خورد و نوش اس کا خدا فہمید ہے

یہ ولایت زیب قطیب سرشت
یہ ہویت دوست خوشیت سرشت

ہاں بصورت ہے بشر پر ہے ملک
وہ ملک جس کے ہیں تابع نہ فلک

قدسیوں سے بس بسا تر آن ہے
کھانے پینے میں شباہت شان ہے

حضرت مخدوم پاک کا ایام طفلی میں سانپ کے دو ٹکڑے کرنا اور قیامت تک اپنے سلسلہ والوں کو سانپ کے زہر سے محفوظ کر دینے کا دلچسپ حال۔ ۱۲

کب فرشتے اُس کا رتبہ پا سکیں | بے اجازت اس کے دَر تک آ سکیں
آدمی کو کیا فرشتے سے قیاس | نور ہیں وہ یہ ربوبیت اساس
مرد کامل راز دار کردگار | کب فرشتوں سے بھلا ہو ہم شمار
شوق ہو جس کو سخن سے پوچھ لو | راز یہ اس کے سخن سے بوجھ لو
اے حسن بس یہ خدا کی داد ہے | یہ جو تیرا صابری ارشاد ہے

فیض تیرا فیض ہے مخدوم کا
اس لیے ہے فیض تیرا دھوم کا

حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب لقاب انوار الشہود میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہر روز دو چار خوارق عجیبہ مخدوم علی احمد صابر سے صادر ہو جاتے تھے چنانچہ ایک روز بتاریخ ساتویں ماہ ربیع الآخر ۵۹۴ھ ہجری کو بروز سہ شنبہ میں بعد نماز صبح کے مراقب بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک سانپ میرے اوپر آ پڑا۔ میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو سانپ مہیب شکل سر سے دم تک دو ٹکڑے چیرا ہوا پڑا ہے ایک ٹکڑا اس میں سے تڑپ کر میرے اوپر آیا ہے اور دوسرا ٹکڑا زمین میں پڑا ہوا ہے۔ اور مخدوم علی احمد صابر پاس اس ٹکڑے سانپ کے جو چیرا ہوا تھا بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے والدہ مخدوم علی احمد صابر کو خواب سے جگایا اور دونوں ٹکڑے سانپ کے معائنہ کرائے۔ والدہ مخدوم علی احمد صابر نے بیان کیا کہ ابھی میں خواب دیکھ رہی تھی کہ مخدوم علی احمد صابر مجھ سے کہہ رہا ہے کہ آج سے کوئی سانپ میرے اہل خاندان کو نہیں کاٹے گا۔ اور نہ زہر سانپ کا کسی پر موثر ہوگا میں نے بادشاہ سانپوں کو مار ڈالا ہے اور تمام سانپ روئے زمین کے مجھ سے خائف ہو کر عہد کر گئے ہیں۔ بعد خواب سن لینے کے میں وہ دونوں ٹکڑے سانپ کے باہر لایا۔ اور حضرت محمد بن اسحاق صاحب اور حضرت محمد ابوالقاسم گرگانی صاحب اور شیخ ابوالبرکات صاحب اور شیخ ابوعبداللہ صاحب اور شیخ ابومسعود صاحب وغیرہ صاحبوں کو معائنہ کرائے۔ اور اکثر اشخاص پہچاننے والوں

سانپوں نے علامت بادشاہ سانپوں کو اس کے جسم پر بیان کی اور جب مخدوم علی احمد صابر تیسرے برس میں شروع ہوئے خود بخود شیر نوش کرنے سے باز رہے اور یہ معمول کہ تین روز کے بعد چوتھے روز نان رد غنی نخود اور جو کی بقدر ضرورت نوش کر لیا کرتے تھے اور چوتھے سال شروع ہوتے ہی مخدوم علی احمد صابر کی زبان کھلی بتاریخ اکیسویں ماہ ربیع الاولی ۵۹۶ سنہ ہجری کو بروز دوشنبہ قبل نماز فجر کے مخدوم علی احمد صابر نے خواب سے بیدار ہو کر بآواز کہا لَآ مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ میں اس وقت حسب معمول قدیم نام اپنے جد امجد کا تلاوت کر رہا تھا۔ الٰہی بحرمت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی مدد باذن اللہ یا مصور یہ آواز مخدوم علی احمد صابر کا سن کر تبسم کرتا ہوا سجدہ شکر یہ میں مشغول ہوا۔ اور چار رکعت صلوٰۃ الصلوٰۃ ادا کیں اور منہ جانب بغداد شریف کر کے دعا کی کہ الٰہی شکر ہے تیرا کہ تو نے مخدوم علی احمد صابر کی زبان سے کلمہ اول کلمہ موجودگی کا کہلوایا اور تو نے اپنی رویت سے مشرف فرمایا چوتھے سال کامل اکثر یہی کلمہ زبان پر رہا اور وقت کہنے اس کلمہ کے مخدوم علی احمد صابر پر حال طاری ہو جاتا تھا۔ اور سات وقت مخدوم علی احمد صابر سجدہ جانب کعبۃ اللہ کے کیا کرتے تھے۔ اول صبح کو۔ دوم دوپہر کو۔ سوم سہ پہر کو۔ چہارم عصر کو۔ پنجم مغرب کو۔ ششم عشاء کو۔ ہفتم تہجد کو۔ اور مخدوم علی احمد صابر شب کو بہت کم سوتے تھے اور سوتے میں یکایک چونک پڑتے تھے۔ اور اس وقت رنگ چہرۂ منور کا الوان تلوین سے بدل جاتا تھا۔

اشعار آبدار

حالِ صابر کچھ بیان ہوتا نہیں
راز مخفی ہے عیاں ہوتا نہیں

خامہ جس دم ہاتھ میں لیتا ہوں میں
خامہ کہتا ہے یہاں بے پا ہوں میں

سر کے بل چلتے ہی تسبق ہوتا ہوں میں
کثرت حیرت سے فق ہوتا ہوں میں

راز یہ وہ ہے کہ اس کی حد نہیں
اس کے اندازہ کا شد و مد نہیں

فکر حیرت کار ہے اس راہ میں — محو ہے اس منزلِ دلخواہ میں

قدس سرہ العزیز

مست تھے صابر مے توحید سے — مست تھے صابر سبوے دید سے

گلشنِ تقدیس ان کی سیر گاہ — تھا زبان پر اُن کی ہر دم لا الٰہ

جام ان کا کلمۂ توحید تھا — کام ان کا شان ہُو کا دید تھا

فکر یا ہُو نے انہیں بے خود کیا — جام توحید انا الحق بھر دیا

دیدۂ توحید جب سے وا ہوا — دید حق ہر سو انہیں پیدا ہوا

فکر ہو اُن کے گلستان کی صبا — ذکر ہُو ان کے لطائف کی صفا

گاہ تھے بیتاب تاب عشق سے — گاہ بے خود تھے شراب عشق سے

منزلِ تفرید تھا اُن کا مقام — وادی تجرید تھا ان کا مقام

ایک مستی میں ہزار اطوار تھے — ایک ہستی میں ہزار آثار تھے

لی مع اللہ بھی انہیں کا حال تھا — ما عبدنا بھی انہیں کا قال تھا

رنگ بیرنگی کے وہ پابند تھے — قید بے قیدی سے وہ خرسند تھے

شاہ ممکن ہر زماں با صد لساں — حضرت واجب کا کرتے تھے بیاں

ربِّ اَرِنِی سے ہمیشہ کام تھا — بادۂ صاف تَرَانِی جام تھا

نور ان کا دیکھتا ہے وہ بشر — حضرت صابر کی جس پر ہو نظر

نظم سے ان کے جہاں آباد ہے — رُشد سے اُن کے زمانہ شاد ہے

سانپ دو ٹکڑے کیا مخدوم نے — ہم کو ایمن کر دیا مخدوم نے

سلسلے میں اُن کے جو داخل ہوا — بالیقین وہ عارف کامل ہوا

جو ولی اُن کا تعلق گیر ہے — وہ ولی بس صاحب شمشیر ہے

جس کو پہنچا سلسلہ مخدوم کا — شاہ ہے وہ ہند و سندھ و روم کا

بادۂ گلرنگ اس گلزار کا — جام آتش ریز اس خمار کا

ساقی یا ہُو پلاتا ہے ہمیں — ہر گھڑی ہر دم چھکاتا ہے ہمیں

یہ سبو ہم کو دیا مخدوم نے — بے خبر ہم کو کیا مخدوم نے

بھول بیٹھا ہے تو اپنا تن بدن — آپ کو سمجھا ہے تو یا ہوش رہ
اب تجھے منظور صابر نے کیا — خاک تھا تو نور صابر نے کیا
حضرت صابر نے تجھ کو شہ کیا — حضرت صابر نے تجھ کو مہ کیا

شکر اس امداد صابر کا مدام
چاہیئے ہر لحظہ ہر دم صبح و شام

احوال وفات حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب والد ماجد حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب

حضرت محمد ابو القاسم گرگامی صاحب تواریخ ظہیر نامہ تصنیف اپنی میں اور حضرت محمد بن اسحاق صاحب مکان رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب الکان الشہود تصنیف اپنی میں۔ اور حضرت شیخ مجدالدین صاحب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب لسان الوحدت تصنیف اپنی میں۔ اور حضرت شیخ سعدالدین صاحب مرید شیخ نجم الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب رازی مکتوب نطاب ارض الوجوب تصنیف اپنی میں۔ اور حضرت شیخ نجم الدین صاحب رازی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب حر لعین القربت تصنیف اپنی میں اور حضرت شیخ جمال الدین صاحب بن جلال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب محات الوریدہ تصنیف اپنی میں۔ اور حضرت شیخ فریدالدین صاحب عطار رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب گمان الغریب تصنیف اپنی میں۔ اور حضرت عبدالوہاب صاحب گلانی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب مکتوب نطاب شرف النعمت تصنیف اپنی میں متفق اللفظ والمعنی تحریر فرماتے ہیں کہ ہر روز آٹھ پہر میں دو چار مرتبہ رنگ چہرہ منور مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یکایک از حد سرخ ہو جاتا تھا۔ اور کفن بدن مبارک پر آجایا کرتا تھا۔ اور ایک پہر کامل غافل رہا کرتے تھے اس حالت میں اگر کوئی حضرت مخدوم علی احمد صابر کو ہاتھ لگا دیتا تھا معاً تمام جسم میں آگ پیدا ہو جاتی تھی کہ اس کی سوزش سے وہ شخص بھی بیتاب ہو جاتا تھا۔ اور حضرت مخدوم علی احمد صابر کو حواس پیدا ہوتے اوّل یہ کلمہ زبان مبارک سے صادر ہوتا تھا۔ شکر الحمد للہ یا غوث اعظم دستگیر اور جب حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی عمر پانچ برس کی پوری ہونے میں دو روز باقی رہے تھے کہ بتاریخ ستر ہویں

ماہ ربیع اولیٰ ۹۹۰ھ ہجری کو روز دوشنبہ بعد نماز ظہر کے حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب کے درد زہ شروع ہوا۔ دمبدم ترقی درد کی ہونے لگی۔ اس وقت حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب کی زبان مبارک پر یہ کلمہ جاری تھا۔

"یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ مدد باذن اللہ"

یہ احوال شدت درد کا دیکھ کر حضرت عبدالوہاب گانی صاحب ممدوح بالا اور حضرت محمد ابوالقاسم گرگانی صاحب اور حضرت سید عبداللہ صاحب بن احمد اور حضرت سید یٰسین صاحب بن شرف الدین اور حضرت سید ابوالفضل صاحب بن شمس الدین صحرائی حاضران وقت نے باہم مشورہ کر کے حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کے پاس حاضر ہو کر کہا کہ تمہارے والد ماجد کے زیر نافہ درد بہت شدت سے ہو رہا ہے۔ دعا کیجئے کہ آرام ہو جائے۔

حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ سواری حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی تیار ہو رہی ہے۔ آسمانوں کے شور و غل کا آواز میرے کان میں آ رہا ہے۔ میرے والد کو دار دنیا سے خلعت پہنا کر لیجاویں گے دعا سے کچھ حاصل نہ ہوگا جس وقت کہ حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی زبان معجز بیان سے یہ کلام صادر ہو چکا اسی وقت روح مطہر حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب نے جسم مبارک سے مفارقت فرمائی اور اپنی حقیقت سے واصل ہوئے نہایت خوشبو لطیف سے گھر معطر ہو گیا تھوڑے عرصہ میں بہت دور دور دہ خوشبو محیط ہو گئی۔ حضرات ابواحمد بن اسحاق صاحب برادر کلاں حقیقی حضرت محمد بن اسحاق صاحب مکان موصوفہ بالا کا مکان اس جگہ سے دو ہزار قدم کے فاصلہ پر تھا چونکہ ان حضرت کو حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب قدس سرہٗ سے نہایت اتحاد قلبی تھا خوشبو بمجرد دماغ میں پہونچنے اس خوشبو کے دل مودت منزل مضطرب ہوا۔ اور رہ خوشبو ان کو طرف کوئے محبت کے کھینچ لائی۔ تمام راستہ میں ہر ایک شخص کو باہم دیگر اس خوشبو کے دریافت کا منتظر پایا جب حضرت ابواحمد صاحب ممدوح حضرت

عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر تشریف لائے۔ اس بلبل گلبن وحدت کو گل مقصود حضرت احدیت سے ہم آغوش ہو کر عطر افشاں دیکھا گلچیں دار جد شبلیین ان کے سے گلہائے حسرت چن کر کف افسوس ملنے اور دستۂ ریحاں کو پنجۂ مژگاں سے سنوار کر نرگس حیران اپنے مخزنانہ جگر سے لالہ وار داغدار کر کے جڑنے اور صرصر آہ سرد و پُر درد سے زبان کو برگ سوسن کی مانند بادائے مضمون اس شعر کے متحرک کرنے لگے۔ ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

یعنی انہیں حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو غسل دیا ہے اور بمزید تقاضائے محبت اُن حضرت نے حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب کے گیسو ہائے ژولیدہ تامدار اور بہم پیچیدہ چوں شب ہجر دراز کو اپنے ہاتھ سے شانہ کیا ہے اور حضرت عبدالوہاب نگانی صاحب ممدوح خلیفہ حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شریک انجام خدمت کے ہوئے اور حضرت حسام الدین حنبلی صاحب مکتوب نطاب صباح۔ اور حضرت شیخ رضی الدین صاحب نے حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو قبر میں اتارا۔ اور جنازہ کے ساتھ سوائے چودہ حضرات موصوف الصدر شرکائے ہنگامۂ انتقال کے پندرہ حضرات سالکین مفصلہ ذیل قریب و بعید سے سوائے اہل و عوام الناس کے نماز جنازہ اور دفینہ میں تشریف لا کر شریک ہو گئے تھے جن کے اسماء مبارک یہ ہیں۔

حضرت شیخ بہاؤالدین صاحب، حضرت عثمان صاحب بن داؤد، حضرت شیخ صدرالدین صاحب حضرت خواجہ یعقوب بن ایوب صاحب حضرت شیخ منہبی حضرت ابوالبرکات بن احمد حضرت شیخ عبدالمجید بن شیخ ابوالعباس حضرت شیخ عبداللہ حضرت شیخ ابوالعلی بن محمود حضرت شیخ ابومسعود بن احمد حضرت شیخ شمس الدین بن شہاب الدین حضرت شیخ قاسم بن عثمان حضرت شیخ نصیرالدین ابن عبدالقادر حضرت شیخ ابوبکر بن احمد

بیان جنازہ و دفینہ حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبد الکریم بن عمر بن ابراہیم۔ اور قبہ شریف حضرت
عبد الرحیم عبد السلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیرون شہر ہرات کی جانب شمال
کوار حض شہ کے پہلو میں شہر سے چونتیس قدم کے فاصلہ پر واقع ہے۔

احوال حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کا بعد وفات والد ماجد کے اور بعد ظہور خوارق عجیبہ کے پاک پتن شریف کو جانے کا

حضرت محمد ابو القاسم گرگانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تواریخ ظہرت نامہ میں اور چند حضرات موصوفہ بالا اپنے اپنے مکتوبات نظب مرقوم الصدر میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعد دفنیہ حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک سال کامل خاموش رہے کسی سے کلام نہ فرمایا۔ اور جب کوئی صاحب حضرات مذکورہ بالا میں سے یا دیگر حضرات اہل باطن حاضر ہو کر اس سال بھر کے عرصہ میں کسی وقت شبانہ روز میں حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کو بوسہ دیتے تھے معاً وجد فرما کر غافل ہو جاتے تھے۔ کسی کو ایک ساعت میں اور کسی کو دو ساعت میں اور بعضوں کو ایک پہر کامل میں ہوش ہوتا تھا اور بعض حضرات نے معمول دیکھا تھا کہ ہر روز تشریف لا کر حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیتے تھے اور دولت استغراق حاصل فرماتے تھے۔

جب چھٹے سال عمر حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب میں شروع ہوئی کیفیت حالت غلبہ جذب کی طاری ہو گئی۔ ایک سال کے بعد حواس عالم امکان کے طبیعت اقدس پر صادر ہوئے کسی کسی بات کا جواب سائلوں کو دے دیتے تھے۔ اور بعض وقت جو کچھ ضرورت ہوتی والدہ ماجدہ سے طلب فرما لیتے تھے۔

جب ساتویں سال میں شروع ہوئے۔ نہایت عسرت سے گذر اوقات ہونے لگی لیکن حضرت والدہ صاحبہ مکرمہ معظمہ جناب مخدوم علی احمد صابر صاحب کی کسی سے

اپنے احوال کی اطلاع نہ فرماتی تھیں چوتھے یا پانچویں وقت نانِ خشک میسر آجاتی تھی اور حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب آٹھ پہر میں ایک مرتبہ بعد مغرب کے تھوڑا پانی نوش فرمایا کرتے یا بشرط میسر آجانے کے اسی وقت قدرے نان خشک تناول فرما لیا کرتے تھے۔ اور شب کو زمین پر بغیر کوئی چیز کا بچھونا بچھائے آرام فرمایا کرتے تھے حضرت محمد ابوالقاسم گرگامی صاحب شب کو پاس حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کے مکان میں ہوا کرتے تھے۔ اکثر بعد نماز تہجد کے آواز مہیب ظہور اللہ ہوں سماعت فرماتے تھے جب بہ تفحص آواز ادھر اُدھر معائنہ فرماتے کوئی آواز دینے والا نظر نہ آتا۔ اور حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کو بجائے مقررہ زمین پر آرام فرماتے ہوئے پاتے اور بعضے یہ قیاس ہوتا کہ یہ آواز اندرون مکان سے سنا گیا ہے۔ بہ تفحص آواز اندرون مکان کے تشریف لے جا کر بیٹھ جاتے تھے تو اسی طرح کا آواز باہر مکان سے مسموع ہوتا۔ اور حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب بحال خود اسی جگہ استراحت فرماتے ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت محمد ابوالقاسم گرگامی صاحب نے وہ آواز مرسان خانہ حضرت محمد بن اسحاق صاحب مکان اور حضرت والدہ صاحبہ مکرمہ معظمہ حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب وغیرہ چند مرد و عورت ہمسایہ کو سنوایا مگر کسی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ آواز کس کا ہے۔ اور کہاں سے آتا ہے جب حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی عمر شریف سات برس کی پوری ہو گئی تو وہ آواز موقوف ہو گیا۔ اگر کسی وقت تذکرۂ مردمانِ خانہ میں گفتگو اُس آواز کی باہم ہوتی حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب شرما کر خاموش ہو جاتے اور تبسم فرماتے۔

ایک روز شب جمعہ کو بعد نماز عشا حضرت مکرمہ معظمہ والدۂ صاحبہ جناب مخدوم علی احمد صابر صاحب نے حضرت محمد ابوالقاسم گرگامی صاحب کو طلب فرما کر چاول نہایت لذیذ اور خوشبودار پکے ہوئے دکھائے اور بیان کیا کہ مجھ پر بباعث عسرت کے ایک دو وقت کا فاقہ بھی ہو جاتا ہے آج صبح کے وقت مخدوم علی احمد صابر صاحب نے مجھ سے کہا تھا کہ آج مجھ کو شدت گرسنگی کی ہے کچھ کھانا کھلا دیجئے

دوپہر تک میں نے حیلہ حوالہ سے ٹالہ اور ہر چند ترکیب میسر آنے طعام کی عمل میں آئی
مگر اتفاق سے ایک دانہ میسر نہ ہوا۔ اور سوال کرنے کو طبیعت نہ چاہی جب مخدوم
علی احمد صابر صاحب نماز ظہر کی ادا کر کے میرے پاس آئے شدت گرسنگی سے نہایت
بے تاب تھے۔ میں نے ان کے اطمینان کے واسطے دیگچی گلی میں صرف پانی آگ پر رکھ دیا
جب مخدوم علی احمد صابر مجھ سے کھانا طلب کرتے میں کہہ دیتی تھی کہ ابھی کھانا تیار نہیں
ہوا ہے۔ آخر کار مخدوم علی احمد صابر نے بعد نماز مغرب کے مجھ سے نہایت بے تاب
ہو کر کہا کہ آپ مجھ کو کچا ہی کھلا دیجئے یہ کہہ کر مخدوم علی احمد صابر خود اس پانی کو دیکھ کر کہنے
لگے کہ چاول پک گئے ہیں آپ مجھ کو جلدی سے کھلا دیجئے میں پک جانا چاولوں کا
سن کر متحیر ہوئی۔ جا کر دیکھا تو چاول پکے ہوئے پائے۔ چنانچہ ابھی مخدوم علی احمد صابر
کو کھلا کر فارغ ہوئی ہوں۔ اس واسطے آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ مخدوم علی احمد صابر
اب قابل فیضیابی تعلیم باطن کے ہے۔ اگر آپ کی رائے میں مناسب ہو تو مخدوم علی
احمد صابر کو پاس حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العلمین قطب عالم اغیاث
ہند ماموں اس کے کے پہنچا دیجئے حضرت محمد ابو القاسم گرگامی صاحب نے وہ
چاول حضرات ہم نشینان صحبت کو دکھلائے۔ اور سب حضرات نے وہ چاول تبرکاً نوش فرمائے اور سب
کی رائے حضرت علی احمد صابر صاحب کے پہنچا دینے پر متفق ہوئی۔ غرض سامان سفر فراہم کر کے حضرت
محمد ابو القاسم گرگامی صاحب جناب والدہ صاحبہ مکرمہ معظمہ حضرت مخدوم علی احمد
صابر صاحب کو مع حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کے اپنے ہمراہ لے کر بلدہ
اجودھن عرف پاک پٹن ضلع دیپالپور علاقہ ملتان کو روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں
علیم اللہ ابدال حضرت محمد ابو القاسم گرگامی صاحب سے ملاقی ہو کر کہنے لگے کہ اگر حکم
ہو تو میں جناب شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث
ہند کو آپ کے تشریف لانے کی اطلاع دوں۔ حضرت محمد ابو القاسم گرگامی صاحب
نے علیم اللہ ابدال سے دریافت کیا کہ روز وفات حضرت عبد الرحیم عبد السلام صاحب
رحمۃ اللہ علیہ سے تم کس خدمت پر مامور ہو گئے تھے جو آج خبر گیر حضرت مخدوم علی احمد صابر

صاحب کے ہوئے؟

علیم اللہ ابدال نے جواب دیا کہ مجھ کو پوشیدہ خدمت میں رہنے کا حکم تھا اب بموجب حکم باطن کے ظاہر ہوا ہوں۔ اور اب تا بہ زیست حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی خدمت سے جدا ہونے کو گوارا نہیں کرتا۔ حضرت محمد ابو القاسم گرگانی صاحب کو ہمراہ رکھا۔ غرض بتاریخ پچیسویں ماہ شعبان ۶۰۰ھ ہجری کو روز چہار شنبہ وقت عصر کے گیارہ روز میں ببرکت تلاوت اسم اعظم جنیدیہ کے پاکپٹن شریف پہنچے۔

اس ہنگام میں حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کو بیعت امامت اور ارشاد مرتبہ کیفیت باطن شہنشاہی ولایت سے حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی صاحب اولین الارواح کے ہاتھ پر صاحب مجاز مرفوع الاجازت ہوئے۔ دو برس کامل گزر گئے تھے حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کو حین وقت ان کی والدہ صاحبہ مکرمہ معظمہ نے حضرت شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کی گود میں بٹھلایا۔ ایک حالت جذب اور عجیب کیفیت سے حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب پر طاری ہو رہا تھا۔ اول ہی کلمہ حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کا حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند سے یہ ہوا کہ آج سے تین برس کے بعد میرے جد امجد کا وصال ہو جائے گا۔ حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند نے فرمایا۔ اے فرزند دلبند! تم نے کیسے پہچانا کہ حضرت شاہ سیف الدین عبد الوہاب صاحب جد امجد تمہارے کا آج سے تین برس کے بعد وصال ہوگا۔ وہ بغداد شریف میں تشریف فرما ہیں تم یہاں میرے پاس رہو۔

حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب نے جواب دیا کہ اس وقت میں نے اپنے قلب کو دیکھا تھا۔ صورت میرے والد بزرگوار کی میرے سامنے آگئی اور اس صورت نے تین انگلیاں اپنے دست راست کی میرے سامنے اٹھائیں اس اشارے سے دلالت موت کی معلوم ہوتی ہے۔

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند نے جناب مخدوم علی احمد صابر صاحب کو اپنے سینہ فیض گنجینہ سے لگایا۔ اس وقت حضرت ممدوح کو بھی حال وجد طاری ہو گیا۔ اس حالت وجد میں یہ کلمات نسبت حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کے صادر ہوتے تھے۔

مرحبا فرزند علی احمد صابر

بطن الولی بطن الولی بطن الولی

اور کمال حالت استغراق کیفیت حال وجد میں حضرت شاہ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند نے تین انگلیاں اپنی اپنے سیدھے ہاتھ کی حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کے قلب پر رکھ کر تین مرتبہ وجد کرتے ہوئے فرمایا کہ تین تجھ سے جان ذات ہوں گے۔ جب حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کو حال وجد سے افاقہ ہوا حضرت والدہ ماجدہ صاحبہ جناب مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بھائی سے عرض کیا کہ میں اس لڑکے کو آپ کی غلامی کے واسطے حاضر لائی ہوں آپ اس کو اپنی غلامی میں قبول فرماویں۔

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ہمشیرہ کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں تمہارا نہایت احسان مند ہوا کہ تم نے مجھ کو ایسا فرزند سعادت مند لا کر دیا ہے کہ اگر ہر موئے بدن میری زبان ہو کر شکر خداوند کریم کا تمام عمر ادا کریں تب بھی ایک شمہ شکر عنایت الٰہی کا ادا نہ ہو سکے گا۔ اس بادشاہ دو جہاں کی پیش خبری سے مطلع ہو چکا ہوں لیکن تین برس کے بعد تعلیم طریقت سے اُن کو فیض یاب کروں گا۔ اس عرصہ میں تحصیل علم ظاہر کی بھی ضرور ہے۔ چنانچہ حضرت محمد ابو القاسم گرگامی صاحب اور جناب والدہ صاحبہ مکرمہ معظمہ حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی تین برس تک حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب

مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کے مکان پر مہمان ہے
اور ہر روز خوارق عجیب حضرت مخدوم علی احمد
صابر صاحب سے صادر ہوتے معائنہ کرتے تھے۔

احوال حضرت مخدوم علی احمد صابر کا بیعت توبہ اور اجازت سے حضرت باباصاحب کے ہاتھ پر مشرف ہونے کا

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند مکتوب لقاب سر العبودیت تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ مخدوم علی احمد صابر نے تین برس کامل روزہ طے ادا کر کے چوتھے روز بقدر ضرورت کے طعام نوش کیا۔ اور سوا اس کے اور بھی جو کچھ معمولات اور حالات طفولیت کے میں نے ہمیشہ کی زبان سے اور حضرت محمد ابو القاسم گرگامی صاحب کے ارشاد سے سنے تھے وہ ہی معمولات اور حالات بچشم خود بھی معائنہ کئے اور تین برس میں مجھ سے علوم ظاہر میں اس قدر تحصیل کیا کہ دوسرا لڑکا چھ برس میں بھی اس قدر تحصیل نہیں کر سکتا۔ شب یک شنبہ بتاریخ اکیسویں ماہ شوال سنہ ۶۰۳ ہجری کو مجھ سے عالم مثال میں حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحب جد امجد مخدوم علی احمد صابر نے ارشاد فرمایا کہ ہم مخدوم علی احمد صابر کو تمہارے سپرد کرتے ہیں۔ میں نے بیدار ہو کر علیم اللہ امدال کو واسطے مزاج پرسی حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحب کے بغداد شریف کو روانہ کیا۔ اور خود اپنے حجرہ میں معتکف ہو گیا۔ بتاریخ پچیسویں ماہ شوال سنہ ۶۰۳ ہجری مرقوم الصدر شب پنج شنبہ کو بعد نماز تہجد کے حضرت محمد ابو القاسم گرگامی صاحب نے میرے پاس حجرہ معتکفہ میں تشریف لا کر ارشاد فرمایا کہ آج میں بعد نماز تہجد کے سو گیا تھا۔ عالم مثال میں حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحب کے نماز جنازہ میں شریک ہوا ہوں اور آج

تمام شب مخدوم علی احمد صابر پر غلبۂ کیفیت حالتِ جذب کا نہایت شدت سے طاری رہا ہے۔ اور روز پنجشنبہ بعد نماز ظہر کے علیم اللہ ابدال نے بھی حاضر آکر احوال رحلت فرمانے حضرت شاہ سیف الدین عبد الوہاب صاحبؒ کا بیان کیا کہ میں بعد دفن ہو جانے اُن حضرت کے نماز اشراق وہاں پڑھ کر یہاں کو روانہ ہوا ہوں۔

چنانچہ اسی روز قبل نماز مغرب کے میں نے مخدوم علی احمد صابر کو اپنے ہاتھ پر بیعتِ توبہ اور اجازت سے ہر دو خاندانِ حنفیہ علوی کی تعلیم سے مشرف کیا اور عزیز الدین پسر خورد اور شاہ فخر الدین بن غیاث الدین اور ابو الحفض بن عمر اور حضرت مظفر جمال بغدادی اور شیخ عبد القادر بن حسن بغدادی اور شیخ محمد بن عیسیٰ طنانی اور شیخ ابو القاسم بن عمر بن مسعود اور بدر الدین بن شمس الدین اور شیخ عبد اللہ ابن مکارم اور شیخ داؤد بن عثمان اور شیخ عبد الرحیم بن غیاث اور شیخ شہاب الدین شیرازی ابو العلی اور شیخ ابو الحسن کرویہ اور حضرت شیخ احمد منیر بلخی اور شیخ ابو بکر بن احمد اور شیخ محمد شاہ اور شیخ محمود بن شیخ مسلم اور شیخ ابو القاسم بن مسعود بن داؤد بھنڈاری لنگرا اور حضرت محمد ابو القاسم گرمامی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تواریخ ظہر نامہ اور حضرت شیخ ابو الغیث جمیل یمنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب عین البقار اور حضرت ابو الحسن جوسقی صاحب مکتوب نطاب فصیح الوہاب اور حضرت علی بن ادریس یعقوبی صاحب مکتوب نطاب حضرت الحق اور حضرت یونس بن یوسف احمد صاحب مکتوب نطاب بطن الوجود اور عبد القادر بن حسن بغدادی صاحب مکتوب نطاب اعیان السعید سے محفل ترتیب دے کر اشیائے مفصلہ ذیل پر کہ وجیہہ الدین سوداگر

بن شیخ رکن الدین بن علاؤ الدین سیستانی کشمش ستانوے مثقال اور نخود بریاں مقشر دو صد رطل خرمائے مدنی پانصد عدد میری نذر کو لائے تھے، فاتحہ کر کے تقسیم کر دیے۔ اس روز مخدوم علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنا حصّہ نوش کیا تھا اور جب بعد نماز مغرب کے میں اندرونِ مکان کے گیا، مجھ سے میری ہمشیرہ یعنی والدہ مخدوم علی احمد صابر نے رخصت چاہی اور کہنے لگیں کہ بھائی میرا صابر بھوکا نہ رہے۔ بعد بارہ برس کے اگر زندہ رہی تو ہرات سے پھر یہاں آکر اس کی شادی کروں گی۔ میں نے دونوں امور پر تبسم کیا اور مخدوم علی احمد صابر کو ان کی والدہ کے روبرو بلا کر حکم دیا کہ صبح سے تم لنگر مساکین اور فقراء کو تقسیم کیا کرو۔ یہ حکم سن کر والدہ مخدوم علی احمد صابر صاحب نہایت خوش ہوئیں اور مخدوم علی احمد صابر صاحب ایک دوپہر تک روتے رہے۔ صبح کو والدہ مخدوم علی احمد صابر صاحب کی ہمراہ حضرت ابوالقاسم گرگانی صاحب کے ہرات کو روانہ ہوئیں

احوال حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کے لنگر تقسیم کرنے کا

حضرت شیخ فضل الرحمٰن صاحب برادر عموزاد حضرت شیخ شاہ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کے مکتوبات نطاب بنظیر الخطیب تصنیف اپنے میں تحریر فرماتے ہیں کہ تاریخ چھبیسویں ماہ شوال سنہ ۶۰۳ ہجری کو بعد نماز اشراق کے مخدوم علی احمد صابر نے لنگر تقسیم کیا۔ اور یہ معمول رکھا کہ نماز اشراق پڑھ کر لنگر تقسیم کرنے کو حجرہ سے باہر آیا کرتے تھے اور بعد لنگر تقسیم کر دینے کے ایک حجرہ میں دروازہ بند کر کے تنہا رہا کرتے تھے۔ اور شغل نوری کیا کرتے تھے۔ اور نماز مغرب کے پھر لنگر تقسیم کرنے کو باہر تشریف لاتے تھے اور بعد تقسیم کر دینے لنگر کے اسی حجرہ میں دروازہ بند کر کے تنہا رہتے اور بعد لنگر تقسیم کر دینے کے لنگر خانہ میں یہ دعائے نوری ایک مرتبہ باواز تلاوت کر کے اپنے حجرہ میں چلے جاتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّيْ
نُوْرًا فِيْ قَلْبِيْ وَنُوْرًا فِيْ قَبْرِيْ وَنُوْرًا فِيْ سَمْعِيْ وَ
نُوْرًا فِيْ بَصَرِيْ وَنُوْرًا فِيْ شَعْرِيْ وَنُوْرًا فِيْ بُشْرِيْ وَنُوْرًا
نُوْرًا فِيْ لَحْمِيْ وَنُوْرًا فِيْ دَمِيْ وَنُوْرًا فِيْ مُخِّيْ وَعِظَامِيْ
وَنُوْرًا بَيْنَ يَدَيَّ وَنُوْرًا مِّنْ خَلْفِيْ وَنُوْرًا عَنْ يَمِيْنِيْ
وَنُوْرًا عَنْ شِمَالِيْ وَنُوْرًا مِّنْ فَوْقِيْ وَنُوْرًا مِّنْ تَحْتِيْ وَسَلِّمْ حَقًّا هُوَ۔

اور روز تقسیم کرنے لنگر سے کسی نے مخدوم علی احمد صابر صاحب کو کوئی چیز کھاتے اور پیتے نہیں دیکھا۔

بتاریخ گیارہویں ماہ ذیقعدہ ۶۰۳ھ ہجری مرقومہ صدر روز جمعہ کو مجھے مکاشفہ میں معلوم ہوا کہ مخدوم علی احمد صاحب اپنے حجرہ میں تنہا رو رہے ہیں۔ اس روز ان کی والدہ کو تشریف لے گئے ہوئے پندرہ روز کا عرصہ ہوا تھا جب مخدوم علی احمد صابر صاحب لنگر تقسیم کر کے اپنے حجرہ میں تشریف لے جانے لگے میں بھی ہمراہ ہو گیا اور میں نے دریافت کیا کہ آپ کے رونے کا کیا باعث ہے؟

مخدوم علی احمد صابر صاحب نے جواب دیا کہ مجھ کو سلوک کے حذف ہو جانے کا رنج ہے۔ کہ خداوند کریم نے دنیا سے علیحدہ کر دیا۔ کوئی بندگانِ خدا میں سے سوائے اولیاء اور رجال الغیب کے ہمارے پاس نہ آویگا۔ اور ارشاد تمام عالم میں کشادہ نہ ہوگا اور مرتبہ سلوک کا غلبہ جذب سے کم حاصل ہوگا۔ بلکہ غلبہ کیفیت جذب کا ابھی سے شروع ہو گیا ہے۔ خدا خیر کرے یہ جذبہ کیا رنگ لاتا ہے مگر الحمدللہ آنچہ رضائے مولا از ہمہ اولے یہ جواب سن کر بہ نظر ہرج اوقات میں حجرہ سے باہر چلا آیا۔ اور مخدوم علی احمد صابر صاحب نے دروازہ حجرہ کا بند کر لیا اور صرف لنگر کا متصدی عمر بن اسحاق بن داؤد بن اصفر بن محمود بن صفی الدین بن سلیمان بن داؤد انطاکی رحمۃ اللہ علیہ کہ سردار بلدہ سرخس ضلع خراسان کا تھا سال تمام کے خرچ کا حساب کر کے جمع ایک سال کی پیشگی ارسال کر دیتا تھا۔ تاریخ پانچویں ماہ محرم ۶۰۴ھ ہجری روز پنجشنبہ سے لنگر شروع ہوا تھا اور ہر روز نخود یک صد رطل، جو دو صد رطل، عدس یکصد رطل۔ برنج ستر رطل، گندم پانصد رطل، گوشت بز دو صد رطل، نمک لاہوری یکصد مثقال۔ روغن زرد پانصد مثقال کی تعداد سے دونوں وقت میں لنگر پخت ہوتا تھا۔ اور یہ وزن متعددہ تین صد نفر مساکین اور مہمان اور خدام بارگاہ کو دونوں وقت کافی ہو جاتا تھا

فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری گزارش کرتا ہے کہ ہر ایک عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ اس سلسلہ عالیہ کو یہ شغل نوری اور ردعائے ماثورہ کی اجازت سینہ بسینہ چلی آتی ہے۔ کسی عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ اس سلسلہ باطن شایان مرتبہ شہنشاہی ولایت

نے دیگر حضرات خلفائے رشید یا صاحب مجاز مرفوع الاجازت دیگر سلسلہ کو تعلیم
نہیں فرمایا ہے۔ حضرت پیرو مرشد امیر دو جہاں رحمۃ اللہ علیہ نے اس غلام کفش بردار
کو بھی اس دولت فخیم اور نعمت عظیم سے سرفراز فرمایا ہے، مجملاً تشریح احوال اس
شغل نوری اور دعائے ماثورہ کی تحریر کی جاتی ہے کہ یہ شغل شریف مثل آب حیات
ابدی کے ہے۔ شاغل اس شغل لطیف کا انوار حق سبحانہ وتعالےٰ سے شکم سیر رہتا ہے
اور صورت حضرت شیخ کی بانوار حضرت وحدت کے ہر وقت تحت سے فوق تک روبرو
شاغل کے محیط رہتی ہے اور ایک پہر کے بعد معائنہ تجلی حضرت احدیت صرفہ کا ہوتا
رہتا ہے۔ اسی شغل نوری کے باعث حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب نے خورد و
نوش ترک فرما دیا تھا۔ اور جسم مبارک کو مرتبہ قوت بشری کا حاصل تھا۔ اور احوال اور
آثار مرقومہ بالا حضرت ممدوح پر علی التواتر صادر ہوتے تھے۔ اور بافضال اور عنایت
اُن حضرت موصوف کے تا بقیام عالم ہر ایک عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت
علو العزم والمرتبہ اس سلسلہ عالیہ کا بمجرد متوجہ ہونے طرف ورزش اس شغل کے اطوار
اور آثار موصوفہ بالا سے بقدر ترقی ورزش شغل کے بہرہ مند ہوتا رہے گا کہ یہ
شغل بھی لوازمات کیفیت باطن مرتبہ شہنشاہ ولایت میں سے ہے صاحب مجاز
مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ کو چند عرصہ کی ورزش کاملہ میں اس قدر مقدرت
حاصل ہو جاتی ہے کہ بوقت مشغول ہونے اس شغل کے جسم شاغل کا بجز شعلہ لمعات
انوار تقدس کے دیکھنے والے کو نظر نہیں آتا۔

احوال وفات تین صلبزادوں حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاثِ ہند کا

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند مکتوب نطاب سرّ العبودیت تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں اکثر بموجب حکم الہام باطن کے واسطے تبلیغ احکام طریقت کے سفر گزیں ہوا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ جو سفر سے مکان پر آیا تو معلوم ہوا کہ بتاریخ ستائیسویں ماہ محرم الحرام سنہ ۶۱۰ ہجری کو روز شنبہ وقت زوال کے نعیم الدین پسر میرا کہ بعمر تین سال کے تھا۔ مخدوم علی احمد صابر کے حجرہ کے قریب آکر کیواڑوں کے روزن میں سے جھانکنے لگا۔ اسی وقت خون استفراغ میں ڈال کر فوت ہوگیا۔ اور بتاریخ یکم صفر سنہ صدر کو قریب نماز جمعہ کے فرید بخش فرزند میرے نے کہ بہ عمر ایک سال کے تھا اتفاقاً سامنے حجرۂ مخدوم علی احمد صابر کے چند قدم کے فاصلہ سے اس طرف کو منہ کر کے پیشاب کر دیا۔ ایک بچھو قوم جرارہ نے اس کے ڈنک مارا کہ ہُر بن مُوسے خون جاری ہوگیا۔ اور ایک پہر کے عرصہ میں جاں بحق تسلیم ہوا۔ میں نے یہ دونوں واقعہ سُن کر خدامو کو سخت ہدایت کی کہ تم نہیں جانتے ہو کہ مخدوم علی احمد صابر شمشیر برہنہ ہے جو کوئی اس کے نزدیک ہوگا۔ وہ ہلاک ہو جائے گا۔ اور جس پر اس کی نظر پڑ جائے گی وہ ہدف نادک قضا ہوگا جس وقت وہ حجرہ سے باہر تشریف لایا کریں کوئی اس کے سامنے نہ جایا کرے۔ یہ حکم سن کر سب خادم خائف ہو کر متنبہ ہو گئے۔ گیارہ روز کے بعد بتاریخ بارہویں صفر سنہ صدر روز دوشنبہ کو فرزند عزیز الدین نے کہ بعمر بائیس ۲۲ سال کے تھا۔ بغیر اجازت مخدوم علی احمد صابر صاحب

کے لنگر خانہ میں جاکر ابوالقاسم بھنڈاری سے کہا کہ آج ہم لنگر تقسیم کریں گے۔ ہر چند ابوالقاسم بھنڈاری نے فہمائش کی کہ یہ خدمت حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور وہ حضرت بھی اب جلد تشریف لانے والے ہیں۔ تم بغیر ان حضرت سے اجازت حاصل کئے اس خدمت میں دخل نہ کرو۔ مگر عزیز الدین نے فہمائش ابوالقاسم بھنڈاری وغیرہ حاضرین وقت کو نہ مانا۔ اور جواب دیا کہ ہمارے باپ کا لنگر ہے۔ تم ممانعت کیوں کرتے ہو یہ کہہ کر لنگر تقسیم کرنے لگے۔ ابوالقاسم بھنڈاری نے ایک حصہ بچا کر واسطے تقسیم کرنے حضرت مخدوم علی احمد صابر کے رکھ دیا۔ عزیز الدین نے بعد لنگر تقسیم کر دینے کے وہ حصہ بھی ابوالقاسم بھنڈاری سے بجبر لے کر تقسیم کر دیا۔ اور جاکر اپنی والدہ مجیب النساء ہمشیرہ شیخ زکریا سندھی سے کہنے لگا کہ روزمرہ مخدوم علی احمد صابر صاحب لنگر تقسیم کیا کرتے تھے آج ہم لنگر تقسیم کر آئے۔ والدہ صاحبہ عزیز الدین نے جواب میں کہا کہ خدا خیر کرے۔ ابھی دو لڑکے تو قضا کر چکے ہیں تو نے یہ کیا غضب کیا۔

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ مخدوم علی احمد صابر حسب معمول قدیم حجرہ سے باہر آئے اور ابوالقاسم بھنڈاری سے حصے تقسیم کرنے کو طلب کیے۔ ابوالقاسم بھنڈاری نے عرض کیا کہ حضرت آج میاں عزیز الدین بھائی آپ کے تقسیم لنگر کر گئے ہیں۔ مخدوم علی احمد صابر نے دریافت کیا کہ کوئی حصہ بھی باقی رہا ہے؟ ابوالقاسم بھنڈاری نے عرض کیا کہ حضرت کوئی حصہ باقی نہیں رہا۔ مخدوم علی احمد صابر نے کہا کہ وہ موذی باقی رہ گیا۔ معاً یہ کلمہ زبان مخدوم علی احمد صابر سے صادر ہوتے ہی روح عزیز الدین کے جسم سے پرواز کر گئی۔ اس وقت عزیز الدین اپنی والدہ سے ہمکلام تھے ختم کلام نہ ہونے پایا تھا کہ روح پرواز کر گئی۔ گھر میں کہرام برپا ہوا میں نے بھی یہ سن کر کہا کہ موذی کیوں خدمت مقررہ مخدوم علی احمد صابر میں بلا اجازت دخیل ہوا تھا کئے کا ثمرہ حاصل کیا۔

احوال جناب والدہ صاحبہ حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کے ہرات سے آنے کا حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کے عقد نکاح کا

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند مکتوب لقطاب سر العبودیت تصنیف اپنے میں تحریر فرماتے ہیں کہ علیم اللہ ابدال نے والدہ ماجدہ مخدوم علی احمد صابر صاحب کے پاس شہر ہرات میں جاکر تینوں امور واقعات کی خبر کی۔ اور والدہ مخدوم علی احمد صابر کی یہ احوال سن کر واسطے عذر ادا کرنے کے وہاں سے ساتھ علیم اللہ ابدال کے یہاں کو روانہ ہوئیں۔ بعد طے مسافت منزل بہ منزل کے بتاریخ انیسویں ماہ جمادی الاوّل سنہ ۶۱۰ ہجری مرقوم القصد کو روز جمعہ وقت عصر کے والدۂ مخدوم علی احمد صابر مع علیم اللہ ابدال کے میرے مکان پر پہونچیں۔ مخدوم علی احمد صابر کو دیکھ کر مجھ سے رو کر کہنے لگیں کہ بھائی میں نے تم سے بہت عاجزی عرض کیا تھا کہ میرے صابر کو بھوکا نہ رکھیو۔ تم نے اس کے عوض میں ایک روز بھی کھانے کو نہیں دیا۔ اور میرے بیٹے کو سات برس بھوکا مارا۔ میں نے جواب میں کہا کہ تمہارے سامنے مخدوم علی احمد صابر کو حکم تقسیم کرنے لنگر کا دے دیا تھا۔ والدۂ مخدوم علی احمد صابر نے مخدوم علی احمد صابر کو میرے سامنے طلب کر کے دریافت کیا کہ تم کو تو سارے لنگر کے تقسیم کرنے کا اختیار دے دیا تھا۔ تم نے کھانا کیوں نہیں کھایا۔

مخدوم علی احمد صابر نے جواب دیا کہ لنگر تقسیم کرنے کی خدمت پر مامور فرمایا تھا کھانے کی اجازت عطا نہیں فرمائی تھی جو میں لنگر میں سے کھانا کھاتا یہ جواب سن کر میں نے والدہ مخدوم علی احمد صابر سے کہا کہ اے ہمشیرہ عزیزہ خدائے عزوجل نے مخدوم علی احمد صابر کو واسطے کھانے کے پیدا نہیں کیا ہے تم کو خود معلوم ہے کہ جو کچھ مخدوم علی احمد صابر نے ایام شیرخواری صبر اختیار کیا ہے اور تم کو عالم رویا سے بھی احکام پیش خبری مخدوم علی احمد صابر کی عظمت اور فضیلت کے معلوم ہو چکے ہیں اور اب میں پھر تم کو بعضے احوال سے جو عالم ظہور میں آنے والے ہیں جاہ و جلال مخدوم علی احمد صابر سے مطلع کرتا ہوں۔

نظم نتیجہ افکار گہربار مؤلف والا تبار

شہ علاؤ الدین اس کا نام ہے
انتظام ہند اس کا کام ہے

نسبت تسلیم قطب الدین سے
مایۂ تفہیم قطب الدین سے

فقر میں گنج شکر کا فخر ہے
شاہ اجمیری کے گھر کا فخر ہے

جب بسال پنجہ و ہشت آئے گا
ملک کلیر کی خلافت پائے گا

اس کی پاکی خاک سے کلیر شہر
نور ارشادی سے ہوگا جلوہ گر

یعنی اُس شہر صفا آباد کی
خاک سے آویگی بو ارشاد کی

جو یقین سے اس طرف کو جائیگا
عارف باللہ وہ ہو جائے گا

قطب شمس الدین اُسکا شمس تاب
جلوہ فرماویگا تا روز حساب

نور اس شمس الہدیٰ کا شمس زیب
رشد کا تاباں رہے گا تا حسیب

اس خدا آگاہ کی شان جلال
تیغ کھینچے کی وہاں پر چند سال

بعد مدت وہ جلال با کمال
جلوہ فرماوے گا باشان جمال

مرقد اس کا شہر کلیر ہوئے گا
جسم پاک اس کا وہاں پر سوئے گا

چتر اس کا سایۂ دست نبی
تاج اُس کا مایۂ فقر علی

یہ حسن کے باغ کا سرو بلند
یہ حسینی قصر بالا کا کمند

بادۂ ارشاد کا ساقی ہے یہ
مرشد ہر فرد آفاقی ہے یہ

پیر و مرشد ہے جوان و پیر کا
ہادی اطلاق ہے تاثیر کا

ہند اس کے نور سے روشن چراغ
سندھ اس کے جام سے مست ایاغ

نفی کل کے شعل میں شام و پگاہ
غرق ہے دریائے فکر لا الٰہ

منہ پھیرا بیٹھا ہے نان و آب سے
آنکھ دھو بیٹھا ہے فکر خواب سے

آپ کو بھولا ہے ذکر دوست میں
دوست ہو بیٹھا ہے فکر دوست میں

جب سے ہے محو جمال ان کا حسن
ہو گیا باللہ یہ شاہ زمن

کون سی اقلیم ہے جس جا نہیں
فقر حضرت کا وہاں چرچا نہیں

جب حضور جلوہ گاہ شہید سے
یعنی انوار جہاں کی دید سے

حضرت صابر لقب پاتے فراغ
بادۂ توحید کا پی کر ایاغ

وادی ہفتم کو اڑ جاتے تھے وہ
آپ کو یا ہو صفت پاتے تھے وہ

اس طرف سے اس طرف آتے کبھی
اس طرف سے اس طرف جاتے کبھی

آپ کو بھولے تھے یاد دوست میں
دوست تھے خود اتحاد دوست میں

اے فقیر وفاش کہتا ہے حسن
ہر طرف بھولا ہے رنگ کا چمن

فرش سے تا عرش برزخ کا ظہور
دیکھ لو گر ہے تمہیں کچھ بھی شعور

شیخ کی برزخ کا ہر فرد جہاں
حال و قال اپنے سے کرتا ہے بیاں

نسبت مرشد کرو پیدا شتاب
تاکہ دیکھو اس چمن کی آب و تاب

اس چمن کی دید امداد اللہ
اس چمن کی دید ہے داد اللہ

عالم تشہید ہے اس کا گواہ
نشۂ توحید ہے اس کا گواہ

جب فنا تم پیر میں ہو جاؤ گے
غیب سے حاضر خدا کو پاؤ گے

شغل برزخ کا نہیں پاتے پتا
کیا ہوا تم کو فقیرو کیا ہوا

باطن مرشد سے تم آگاہ ہو
آن واحد میں گدا سے شاہ ہو

کہہ چکا تم سے حسنؔ راز نہاں
تھا نہاں پر کر چکا تم پر عیاں

نسبت حضرت سے جو منسوب ہے
وہ خدائے پاک کا محبوب ہے

اسم اعظم اسم حضرت جان لو
یہ حسنؔ کہتا ہے اس کو مان لو

مان لو تم اے فقیرو مان لو
حق اسے سمجھو اسے حق جان لو

کیا کہوں میں کچھ کہا جاتا نہیں
راز دل کا بر زباں آتا نہیں

فاش کہنا سبید کا بہتر نہیں
یہ طریق احمد و حیدر نہیں

تو امامت کا ہے پابند اے حسنؔ
تو رشادت سے ہے خرسند اے حسنؔ

ذوق رکھتا ہے بجان و دل تمام
آپ پیتا ہے پلاتا ہے یہ جام

نام حضرت کا یاد آجائے ہے
روح ہفتم چرخ پر اڑ جائے ہے

جن کو اُن سے نسبت پیری ہوئی
دور اُن سے جملہ دلگیری ہوئی

وہ چمن زیب ہدایت ہیں حسنؔ
وہ گلستان عنایت ہیں حسنؔ

ہم فقیروں کا ہے یہ نغمہ شراب
ہم فقیروں کا ہے یہ صہبائے ناب

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند مکتوب نطاب سر العبودیت تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ چند روز کے بعد والدہ مخدوم علی احمد صابر نے مجھ سے سوال عقد نکاح مخدوم علی احمد صابر کا میری دختر خدیجہ بیگم عرف شرلفہ بنت بی بی خاتون دختر سلطان غیاث الدین سے کیا۔ میں نے ہر چند فہمائش کی کہ مخدوم علی احمد صابر قابل شادی کے نہیں ہے۔ اس کو غلبہ کیفیت جذب سے اس قدر فرصت نہیں ملتی ہے کہ جو اس عالم امکان کے اس پر طاری ہو بٹے اور مخدوم علی احمد صابر مراسم زوجیت کے بجالاوے۔ والدہ مخدوم علی احمد صابر نے جواب میں کہا کہ میں بیوہ ہوں اور مخدوم علی احمد صابر یتیم ہے۔ اس باعث سے تم کو اپنی دختر کا عقد مخدوم علی احمد صابر کے ساتھ خوش نہیں آتا۔ یہ گفتگو سن کر میں نے اجازت رسوم نسبت کی دی۔ اور کہہ دیا کہ تم کو اختیار ہے۔

چنانچہ بتاریخ اکیسویں ماہ شوال ۶۱۳ھ ہجری کو روز چہار شنبہ قبل نماز مغرب کے نکاح مخدوم علی احمد صابر کا منعقد ہوا۔ شب کو والدہ مخدوم علی احمد صابر نے خلاف معمول مخدوم علی احمد صابر کے حجرہ میں چراغ روشن کیا۔ اور دلہن کو حجرہ میں پہنچا دیا۔ اور خود دروازہ حجرہ پر بیٹھی رہیں۔ اور عروس اندرون حجرہ کے بحضور مخدوم علی احمد صابر دست بستہ کھڑی رہی۔ جب وقت تہجد کے مخدوم علی احمد صابر کو مراقبہ فنا سے فرصت ملی۔ مخدوم علی احمد صابر نے دیکھ کر عروس سے کہا کون؟

عروس نے جواب دیا کہ میں آپ کی زوج ہوں۔ مخدوم علی احمد صابر نے کہا کہ خدا تو فرد ہے زوج سے کیا کام؟

اسی وقت زمین سے آگ پیدا ہوئی۔ کہ تمام جسم عروس کا جل کر خاک کی ڈھیر ہو گیا والدہ مخدوم علی احمد صابر نے یہ گفتگو سن کر چاہا کہ جا کر مخدوم علی احمد صابر کو فہمائش کروں۔ زنجیر حجرہ کی کھول کر جانے میں یہ امر طے ہو گیا۔ اندرون حجرہ کے پہنچ کر مخدوم علی احمد صابر کی پشت پر دونوں ہاتھ مارے۔ اور کہا کہ میں تیرے ماموں کو کیا جواب دوں گی۔ مخدوم علی احمد صابر صاحب نے کہا کہ میں نے کیا کیا؟

والدہ مخدوم علی احمد صابر نے جواب دیا کہ میں نے تیرا نکاح آج تیرے ماموں کی دختر سے منعقد کیا تھا۔ اور عروس کو تیرے حجرہ میں لائی تھی۔ تو نے اس کو جلا دیا یہ خاک کی ڈھیری موجود ہے۔ مخدوم علی احمد صابر نے جواب میں کہا کہ مجھ کو بالکل علم اس امر کا نہیں ہے۔ اسی روز سے والدہ مخدوم علی احمد صابر کی عارضہ بخار میں بیمار ہوئیں۔ کہ آخیر کو دق ہو گئی تھی۔

بتاریخ دوم محرم ۶۱۴ھ ہجری کو روز جمعہ بعد مغرب کے والدہ مخدوم علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کی استفراغ کرنے میں جاں بحق تسلیم ہوئیں صبح شنبہ کو جب مخدوم علی احمد صابر تقسیم واسطے لنگر کرنے کے اپنے حجرہ سے باہر آئے۔ تو ابوالقاسم سھنڈاری نے عرض کیا کہ شب کو حضور کی والدہ صاحبہ کا انتقال ہو گیا ہے اور جنازہ کھوٹوال کو واسطے دفن ہونے کے جاتا ہے حضور بھی نماز جنازہ میں شریک ہوں۔

مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ مجھ کو لنگر خدا سے زیادہ والدہ عزیز نہیں ہیں۔ وہاں جناب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہونا کافی ہے اور لنگر تقسیم کر کے جو مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرہ میں چلے گئے تو پھر ان کو استغراق سے فرصت نہیں ملی۔ جو لنگر تقسیم کرنے کو حجرہ سے باہر آتے۔ روز شب برات سنہ ۶۱۴ ہجری مرقوم الصدر یوم جمعہ تک ابوالقاسم سھنڈاری نے لنگر تقسیم کیا۔

تیرہ سال سات مہینے گیارہ یوم لنگر تقسیم ہوا۔ بعد اس قدر عرصہ کے عمر بن اسحاق موصوف الصدر عہدہ سرداری بلدہ سرخس ضلع خراسان سے موقوف ہو کر میری خدمت میں حاضر آیا اور طالب تعلیم کیفیت باطن کا مجھ سے ہوا۔ قبل سرفرازی عہدہ سرداری کے مجھ سے ساتھ شرف بیعت توبہ کے فیضیاب تھا۔

احوال حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی بیعت حوالت خاندان چشتیہ میں حاصل کرنے کا اور سید نظام الدین صاحب بدایونی کی بیعت توبہ کا اور حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کے مُہر ولایت کے افشائے عام ہونے کا

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکرؒ باباصاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند مکتوب لطاب سر العبودیت تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ یوم وفات والدہ سے مخدوم علی احمد صابر صاحب نو سال کامل اسی حجرہ سے باہر نہ آئے اور قیام ہی پر بیٹھے رہے۔ بتاریخ سترہویں ماہ محرم ۶۲۳ھ ہجری کو روز پنجشنبہ بعد نماز اشراق کے میں مخدوم علی احمد صابر کے حجرہ میں بموجب حکم الہام باطن کے گیا دیکھا کہ استغراق ساتھ محویت فنا تامہ کے حاصل ہے میں نے اسے مکان میں سات مرتبہ کلمہ اثبات کا باواز کہا تب طبیعت مخدوم علی احمد صابرؒ صاحب کی مرتبہ فنا سے طرف بقا کے متوجہ ہوئی اور آنکھیں کھول کر دیکھا چند عرصہ میں آداب بجالائے۔ میں ان کو ہمراہ اپنے حجرہ سے باہر لایا۔ اور واسطے استقلال طبیعت کے جلسہ میں بٹھلایا۔ وقت عصر کے کچھ کچھ حواس عالم امکان کے طبیعت پر جلوہ بخش ہوئے۔ بعد نماز عصر کے محفل حاضرین سے ترتیب دے کر مخدوم علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور حوالت سے خاندان چشتیہ عالیہ میں مشرف کر کے کیفیت باطن مرتبہ سلوک کی تعلیم

سے مستفیض کیا۔ صرف کلاہ اپنی اڑھا دی اور خرقہ پہنا دیا۔ اس روز سے مخدوم علی احمد صابر پر شب کو استغراق کمال و تمام کے ساتھ رہتا تھا اور ان کو میرے پاس صحبت گزیں ہو کر حضرت احدیت صرفہ سے مرتبہ اسفل طبیعت تک ہر ایک مرتبہ کے آداب احکام آثار اصطلاح حسنات اذکار۔ اشغال۔ افکار۔ اسرار۔ کو میری تعلیم لسانی سے حاصل کیا کرتے تھے۔ اس عرصہ میں بتاریخ بائیسویں رجب ۶۴۶ ہجری کو روز پنجشنبہ بعد نماز چاشت کے سید نظام الدین بدایونی نے بمقام دہلی تخمیناً چودہ برس کی عمر میں میرے پاس آئے پانچ روز کے بعد بتاریخ ستائیسویں ماہ مذکور [illegible] صدر روز سہ شنبہ نماز مغرب کے میں نے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ سے خاندان چشتیہ عالیہ میں مشرف کر کے تعلیم طریقت سے مستفید کیا۔

سید نظام الدین دس روز بعد حصول بیعت کے میرے پاس قیام کر کے پھر دہلی کو واپس روانہ ہوئے۔ ایک سال کے بعد پھر میرے پاس حاضر ہو کر تحصیل تعلیم کیفیت باطن میں بدل و جان متوجہ ہوئے۔ اور مخدوم علی احمد صابر بدستور مرقومہ بالا ستائیس برس تعلیم لسانی میری سے مراتبات شہنشاہی ولایت کیفیت باطن کے تحصیل کرتے رہے بتاریخ چوبیسویں ماہ رمضان ۶۵۰ ہجری کو شب پنجشنبہ بعد نماز تہجد کے میں نے عالم مثال[1] میں معائنہ کیا کہ میرے حضرت شیخ یعنی جناب خواجہ قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی اوشی الارواح رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ مخدوم علی احمد صابر کو جلد لے چلو۔ میں نے عالم مثال ہی میں مخدوم علی احمد صابر کو حجرہ میں سے اپنے ہمراہ لیا اور دست بستہ پیچھے حضرت قبلہ و کعبہ کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ تھوڑے عرصہ میں عالم ملکوت سے طرف عالم جبروت[2] کے عروج ہوا۔ تا حد نگاہ چہار طرف انوار سرخ مثل یاقوت کے درخشاں تھے۔ اور تمامی حضرات سلسلہ چشتیہ عالیہ کے اور دیگر جمیع سلاسل تعلیم جذب و سلوک

---

[1] عالم مثال اس محل پر عالم علو عجیبہ سے مراد ہے۔

[2] یہاں عالم جبروت مراد عالم ارواح سے ہے۔

کی متقدمین اور متاخرین سے ساتھ جسم روحانی کے گرد و پیش حضرت جناب سرور کائنات اشرف المخلوقات احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی محفل میں تشریف فرما ہیں۔ میرے حضرت پیر و مرشد قبلہ و کعبہ دارین نے مجھ کو اور مخدوم علی احمد صابر کو روبرو تخت مبارک کے کھڑا کر دیا۔ اور میں بموجب ارشاد اپنے حضرت کے مخدوم علی احمد صابر کو روبرو تخت مبارک کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے لے گیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مخدوم علی احمد صابر صاحب کی پشت پر طرف سیدھے شانہ کے بوسہ دیا۔ اور زبان مبارک سے ارشاد فرمایا۔ ھٰذا وَلِیُّ اللّٰہِ۔ پھر میں نے اسی جگہ بوسہ دیا۔ اور کہا ھٰذا وَلِیُّ اللّٰہِ۔ پھر میرے حضرت پیر و مرشد جناب قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اولین الارواح نے تمام حضرات اولیاء عظام اور صحابہ کرام نے اسی طرح بوسہ دیا۔ اور فرمایا۔ ھٰذا وَلِیُّ اللّٰہ اور بعد تمامی حضرات حاضرین مجلس اقدس کے گروہ ملائکہ نے اسی طرح بوسہ دے کر ہر ایک نے جدا جدا باآواز کہا۔ ھٰذا وَلِیُّ اللّٰہِ۔ جب میرے کان میں نہایت شدت سے آواز مبارک باد کا آیا۔ آنکھیں کھول کر دیکھا تو اطوار لیلۃ القدر کے معائنہ ہوئے باہر آکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ لیلۃ القدر کے آثار کیفیت کا عروج ہو رہا ہے۔ وہاں سے میں نے مخدوم علی احمد صابر کے حجرہ کے پاس آکر دیکھا کہ دروازہ حجرہ کا خلاف معمول کھلا ہوا ہے اور مخدوم علی احمد صابر مراقبہ فنا میں بدرجہ اتم مستغرق ہیں۔ اور انوار سرخ یاقوت رنگ سے تمام باہر منور اور شرر افشاں ہو رہا ہے۔ اور حضرات رقبا و نقبا و نجبا۔ و ابدال۔ و اقطاب و اغیاث و رجال الغیب اور بادشاہ جنات مخدوم علی احمد صابر کی پشت منور کو بوسہ دے رہے ہیں اور باآواز فصیح ھٰذا وَلِیُّ اللّٰہ کہہ رہے ہیں اور صبح سے بفاصلہ منفصلہ ہر ایک حضرات سالکین ہمعصر تشریف فرما ہونے لگے اول مجھ کو مبارک باد دیتے اور پھر مخدوم علی احمد صابر کا طواف کر کے اس کی پشت متبرک کو بوسہ دیتے اور ھٰذا وَلِیُّ اللّٰہ فرماتے اور بموجب معائنہ میرے کے اپنا مشاہدہ عالم مثال اور معال کا بیان فرماتے تھے۔

چنانچہ بعضے حضرات نے بموجب میری استدعا کے قیام قبول فرمایا یعنی میرے
مکان پر مہمان رہے۔ اور بعضے حضرات بباعث کار ضروری کے قیام پذیر نہ ہوئے
روز مجلس خلافت اور اعلان عام مہر ولایت مخدوم علی احمد صابر کے پھر تشریف لائے
اور تقریر یوم مجلس میں انتظار صدور حکم الہام باطن کا کیا چنانچہ بموجب حکم الہام
باطن کے بتاریخ چودھویں ماہ ذی حجہ سنہ ۶۵۰ھ ہجری کو روز یک شنبہ بعد نماز عصر
کے حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی صاحب مکتوب نطاب کریم الجسم اور حضرت شیخ حمید الدین
صوفی سعدی ناگوری صاحب مکتوب نطاب نعیم اسود، اور حضرت شاہ منور علی صاحب
الہ آبادی صاحب مکتوب نطاب فقر العفیف۔ اور حضرت شاہ بدیع الدین عرف شاہ مدار
صاحب مکتوب نطاب الوہیت اسمی اور حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی صاحب مکتوب
نطاب معین الحلم اور حضرت محمد ابو القاسم گرگانی صاحب تواریخ ظہر نامہ، اور حضرت شیخ علی الخیار
صاحب مکتوب نطاب غیب المامور، اور حضرت ابو محمد مرجانی صاحب مکتوب نطاب
امین المغروب، اور حضرت شیخ عبد اللہ بلیانی صاحب مکتوب نطاب صوت القدرت
اور حضرت لیس مغربی اسود خطاب صاحب مکتوب نطاب اسودی ظہور۔ اور حضرت سید
شرف الدین خلیفہ حضرت شاہ تاج الدین ابو بکر عبد الرزاق صاحب مکتوب نطاب
طور المنور۔ اور حضرت شیخ عفیف الدین ملتانی صاحب مکتوب نطاب حسن کثرت اور حضرت
شیخ ابو محمد صاحب بن شیخ صباح صاحب مکتوب نطاب شہرۃ المرغوب۔ اور حضرت
شیخ صدر الدین مرید حضرت او صد الدین کرمانی صاحب مکتوب نطاب سجود الودود، اور
حضرت شیخ سعد الدین مرید حضرت شیخ نجم الدین رازی صاحب مکتوب نطاب ارض
الوجوب۔ اور حضرت شیخ نجم الدین رازی صاحب مکتوب نطاب حریص القربت اور
حضرت شیخ نجیب الدین بن علی بریغش صاحب مکتوب نطاب قطب الافکار، اور
حضرت ابو الحسن بن علی محمد صاحب مکتوب نطاب مقرون السبحان۔ اور حضرت شیخ
شرف الدین عرف عمر بن فارض الحمودی مصنف قصیدہ بردہ صاحب مکتوب نطاب
سیف الودود، اور حضرت ابو اسحاق مغربی صاحب مکتوب نطاب
یونق الحق، اور حضرت شیخ ابو الغیث جمیل یمنی صاحب مکتوب نطاب عین البقاء

اور حضرت شیخ سیف الدین ماحرزی صاحب مکتوب نطاب اقتدار العزیمت۔ اور حضرت شیخ جمال الدین احمد جوزقانی صاحب مکتوب نطاب جہر الواحد۔ اور حضرت شیخ شمس الدین عرف محمد بن علی مالک مرید شیخ ابوبکر مجاز مرفوع الاجازت سلسلہ بافیہ تبریزی صاحب مکتوب نطاب عقیق الوجوب۔ اور حضرت شیخ نور الدین بن عبد الرحمن اشقری صاحب مکتوب نطاب عقیق الوحدت، اور حضرت سید علی ہمدانی صاحب مکتوب نطاب مرآۃ الوجود مصنف اوراد فتحیہ اور حضرت شیخ حسن بلغاری صاحب مکتوب نطاب فاروق الصمد اور حضرت مولانا جلال الدین رومی صاحب مکتوب نطاب بیاض الوحدت، اور حضرت شیخ حسام الدین حنبلی صاحب مکتوب نطاب صباح اور حضرت سلطان الدین صاحب مکتوب نطاب محبت الحق۔ اور حضرت سید اجمل امجد بہڑائچی صاحب مکتوب نطاب ماثورہ سبحان اور طالبان خدا۔ داخلان سلسلہ اپنے اور صدہا عوام الناس سے مجلس عام ترتیب دے کر سب حضرات موصوفہ بالا کی جانب خطاب کیا کہ اس فقیر کو معلوم نہیں کہ میری روح نے عالم ارواح میں دو سجدے کئے ہیں یا ایک۔ یہ قول میرا سن کر سب حضرات مجلس خاموش رہے اور مخدوم علی احمد صابر بموجب دستور اور معمول کے میری نعلین لیے ہوئے باہر مجلس سے باادب کھڑے ہوئے تھے اور سید نظام الدین بدایونی پیچھے ان کے باادب کھڑے ہوئے تھے۔

مخدوم علی احمد صابر نے سید نظام الدین بدایونی سے دریافت کیا کہ جناب بابا صاحب کیا ارشاد فرما رہے ہیں؟ سید نظام الدین بدایونی نے بیان کیا۔ اور مخدوم علی احمد صابر نے مجھ سے اجازت چاہی۔ اور بعد حصول اجازت دست بستہ عرض کی کہ اس خادم کو خوب یاد ہے جس وقت ارواح صف بصف کھڑی ہوئی تھیں، یہ خادم سیدھی طرف جناب کے کھڑا ہوا تھا جب حکم فَاسْجُدُوْا کا یہ خادم بزبان ولایت صف انبیاء علیہ السلام والصلوٰۃ علی نبینا میں پاس حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پہنچ کر سجدہ کرنا چاہتا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ کو اپنے پر پر اٹھا کر پاس جناب کے سجدہ میں ڈالا جب بار دوم حکم فَاسْجُدُوْا کا ہوا یہ خادم پھر بزبان ولایت صف انبیاء علیہم السلام والصلوٰۃ علی نبینا میں پاس حضرت یوسف علیہ السلام کے پہنچ کر سجدہ کرنا چاہتا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ کو اپنے پروں پر اٹھا کر پاس جناب کے ڈالا۔ اسی طرح تین مرتبہ یہی معاملہ ہوا

یہ معاملہ بیان کرکے مخدوم علی احمد صابر خاموش ہوئے۔ پھر میں نے مخدوم علی احمد صابر سے دریافت کیا کہ کوئی وجہ ثبوت اس معاملہ کی ہے۔ مخدوم علی احمد صابر نے عرض کیا کہ نشان پرہائے جبرئیل علیہ السلام کے درمیان شانوں اس خادم کے موجود ہیں۔ میں نے مخدوم علی احمد صابر کی پشت پر سے خرقہ اٹھا کر معائنہ کیا۔ نیچے سیدھے شانہ کی پشت جگر کے اوپر کہ محل لطیفہ روح مقام ولایت مرتبہ فنا فی اللہ کا ہے بطور مہر کے خط مدور میں ھٰذَا وَلِیُّ اللّٰہِ تحریر ہے اوّل میں نے اس مہر ولایت کو بوسہ دیا۔ اور زبان سے ھٰذَا وَلِیُّ اللّٰہِ کہہ کر حضار مجلس سے کہا کہ یہ نسبت مہر شانہ مخدوم علی احمد صابر کے ہونے کے حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری شہنشاہ ہند الولی رحمۃ اللہ علیہ سے منتقل ہو کر آئی ہے پھر تمام حضرات اولیائے عظام حاضرین مجلس نے بموجب معائنہ رویت خاتم جلالی قدسی کی مہر ولایت کو بوسہ دے کر ھٰذَا وَلِیُّ اللّٰہِ کہا اور بعضے حضرات پر حال طاری ہو گیا۔ بعد حضرات اولیاء کے تمام عوام الناس حاضرین مجلس نے اسی طرح مہر ولایت کو بوسہ دیا اور ھٰذَا وَلِیُّ اللّٰہِ۔ سب نے بآواز کہا جب تمام حاضرین مجلس فیضیاب ہو چکے۔ مخدوم علی احمد صابر کو میں نے اپنے سامنے بٹھلا کر بیعت امامت اور ارشاد سے خاندان چشتیہ عالیہ میں اپنے ہاتھ پر مشرف فرمایا۔ اور کلاہ اپنی اٹھا کر عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر مثال خلافت بہ مضمون ولایت شہر کلیر مع کل اقلیم ہند کے سب حاضرین مجلس کو سنا کر خطاب باطنی قطب عالم اغیاث ہند الاجلال شاہ مخدوم علی احمد صابر سے جب سب حضرات اولیائے ہمعصر کو مطلع کیا اور باسم ظاہری مثال خلافت میں بالقاب بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے تحریر کیا اور بے اختیار میری زبان سے نکلا کہ علم ظاہری اور باطنی میرا علی احمد صابر لے چلا۔ اور علم دل بھی بالکل میں نے اس کو دے دیا۔ اور سات مٹھا شہد خالص کا شیرینی فاتحہ ہو کر تقسیم ہوا اور بعد فاتحہ کے قوالوں نے راگ شروع کیا تھا کہ طبیعت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر ختم اللہ الارواح سلطان اولیاء پر غلبہ کیفیت حال کا جلوہ بخش ہونے لگا۔ صلحتاً اس وقت راگ موقوف رکھا گیا۔ شب کو مجلس تخلیہ میں راگ سنایا گیا۔

اشعار آبدار مؤلف

حضرت بابا فرید پاک ذات
مرجع حاجات اہل شش جہات

یوں روایت کرتے ہیں صابرؒ کا حال
شب قدر کو میں نے یہ دیکھا مثال

مجھ سے فرماتے ہیں شیخ رہنما
لے چلو صابر کو پیش مصطفےٰ

نور سُرخ از حد فزوں تھا جلوہ گر
تھی مرتب محفل خیر البشر

تخت پر تھے جلوہ گر خیر الوریٰ
لطف سے پاس اپنے صابر کو بُلا

پشت پر مخدوم کے بوسہ دیا
اور پھر ھٰذَا وَلِیُّ اللّٰہ کہا

پھر بجا لایا وہیں میں وہ طریق
بعد میرے اور سب اہلِ فریق

قدسیوں نے بھی بصد عجز و نیاز
اور ملائک نے بھی با صد امتیاز

تہنیت کا شور اک برپا کیا
فقر قطب الدین کا چرچا کیا

جاگ کر مخدوم کو دیکھا جو وہاں
جلوہ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہ تھا عیاں

باطن مخدوم نے جلوہ کیا
رتبہ شب قدر کو دونا کیا

حضرت ابدال اور غوث و رقیب
اور رجال الغیب اور قطب و نقیب

چومتے تھے پشت صابر کو تمام
کرتے تھے ھٰذَا وَلِیُّ اللّٰہ کا کلام

صبح سے سب سالکان خوش صفات
بوسہ دے کر دیکھتے تھے صاف ذات

جب ہوا الہام باطن کا حُکم
عام محفل دی کہ ترتیب ایک بہم

مُہر صابر کی دکھائی سب کو تاب
ہو گئی سب خلق اس سے فیضیاب

مُہر صابر تھی ولایت کی بشیر
مُہر احمد تھی نبوت کی نذیر

حضرت مخدوم آیات عجیب
حضرت مخدوم مرآت حبیب

دو جہاں کے حضرت صابر ہیں شاہ
یعنی ان دو بیت دو بالا کے ہیں شاہ

عالم وحدت کے وہ سُلطان ہیں
ملک کثرت بھی انہوں کی شان ہیں

فرد امکانی کے وہ سردار ہیں
حاصۂ کونی سے وہ بیزار ہیں

مظہر شان صفا ہیں بوجھ تو
مطلع شمس الہدیٰ ہیں بوجھ تو

وہ نبی اللہ کے دل بند ہیں
وہ بتول پاک کے فرزند ہیں

نور اُن کا مشعل دست یمن
فیض اُن کا مخبر فیض حسن

رُشد اُن کا شمع دربار حسین
رشد سے اُن کے منور نشین

آسمان رشد کے وہ ماہ ہیں
وہ خدا کے راز سے آگاہ ہیں

وہ یہ مظہر ہیں کہ کچھ اُن کا بیان
کر نہیں سکتی ہے کلک دو زباں

ہیں وہ ہر خمسہ ولایت کے خبیر
ہر فتاد ہر لقا کے ہیں بشیر

مسند قطبی کے نور افروز ہیں
رتبۂ غوثی کے گنج اندوز ہیں

سب رجال الغیب ہیں ان کے غلام
سیکڑوں ابدال انکے مست جام

صورت اُن کی آیت قرآن ہے
معنیٰ ان کا معنی یزداں ہے

وحدت و کثرت سے وہ آگاہ ہیں
رازدار حضرت اللہ ہیں

خواب خور دو نوش سے رہتے ہیں دور
لَمْ یَلِدْ لَمْ یُوْلَدْ ہی کہتے تھے یار

وہ صفات اللہ تھی بیشک و ریب
دُور تھے ان سے حدادث کیش عیب

تھے جو وہ قطب فرید پاک ذات
تھی صفات اللہ کی ان کی صفات

بادۂ تشہید پیتے تھے کبھی
ساغر توحید پیتے تھے کبھی

گاہ تھا شہر بقا اُون کا مقام
سرزمین لافتا ان کا مقام

حضرت خلاق خلاقی پرست
خلق کا رکھتا ہے آئینہ دست

یہ مرقع صورت تشہید کا
ہے اسی کا معنی تفرید کا

یہ شیون حادثیہ بارگاہ
ہے ہر ایک اُن سے قدامت کا گواہ

کون ہے اس کے سوا کونین میں
غیر اس کے کون ہے دارین میں

آپ واجب آپ ہی ممکن ہے وہ
رات بھی آپ ہی ہے آپ ہی دن ہے وہ

آپ عابد آپ وہ معبود ہے
آپ ساجد آپ وہ مسجود ہے

آپ دریا آپ موج آب ہے
آپ کشتی آپ ہی گرداب ہے

جب ہوا اس بھید سے آگاہ وہ
آپ کو کہنے لگا اللہ وہ

نام اپنا احمد مرسل کیا
منہ پہ اپنے میم کا اوجھل کیا

رفتہ رفتہ دار ناسوتی کی سیر
دیکھنے آیا بصد اشکال غیر

سیر اس کی دیکھنے دو چار روز
رہ گیا وہ دلربائے دل فروز

لَنْ تَرَانِیْ کا تماشا دیکھنے
طور پر آیا وہ آنکھیں سینکنے

رَبِّ اَرِنِیْ کی شراب صاف تہ
طور پر پی کر ہوا خود بے خبر

آپ آیا اپنی صورت گاہ میں
آپ آیا منزل دل خواہ میں

اس فضا کی سلطنت بھائی اُسے
اس چمن کی سیر خوش آئی اُسے

آپ اپنی شان کا طالب ہوا
آپ مغلوب آپ ہی غالب ہوا

موج تشو ماہیت دریا ہے ایک
ہیں شجر بسیار پر صحرا ہے ایک

ایک آتش ہے اگرچہ سو سنگ ہیں
ایک صدا ہے گرچہ سو مرنگ ہیں

صورتیں بسیار پر آدم ہے ایک
سو ہزار آواز ہیں پر دم ہے ایک

فعل واحد حرکت فعلی ہزار
ایک صورت کی کذائی بے شمار

برگ گل تو چند ہیں پر گل ہے ایک
گرچہ پر بسیار پر بلبل ہے ایک

آپ ہی شیریں ہے اور فرہاد آپ
آپ تیشہ دایۂ بیداد آپ

آپ کو قیس برہنہ پا کیا
آپ کو اپنے لئے لیلےٰ کیا

کون نل تھا نام تھا کس کا دمن
دیکھتا تھا آپ وہ اپنی پھبن

نالۂ شب گیر اس کا راگ ہے
آہ آتش بار اس کی آگ ہے

آپ ہی وہ گریۂ شبنم بکار
آپ ہی وہ خندۂ جام نگار

اس شیونات کذائی کو سخن
احمد بے میم کا سمجھو چمن

یعنی اس دار شہادت میں عیاں
ہر طرف صابر کا پھولا گلستاں

نام شہ کا اسم اعظم تام ہے
آپ کا حاجت روائی کام ہے

نام حضرت کا زبان پر لاؤ تم
قید نفسانی سے چھٹی پاؤ تم

جس کسی کا کھو گیا ہو مال گم
نام حضرت کا اُسے بتلاؤ تم

احوال حضرت مخدوم صاحب کے کلیر کو تشریف شریف لیجانے کا اور مسجد کے لوٹ دینے کا

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند مکتوب لقاب سر العبودیت، اور حضرت سلطان المشائخ نظام الدین محبوب الٰہی مکتوب لقاب مقناطیس الوحدت تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ پندرہویں ماہ ذی حجہ ۶۵۰ھ ہجری مذکور الصدر روز دوشنبہ کو بعد نماز فجر کے جناب بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان اولیاء کلیر کو تشریف لے گئے۔ صرف علیم اللہ ابدال خدمت میں ہمراہ تھے۔ اور ایک روز کے عرصہ میں اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے ہوئے بتاریخ سولہویں روز سہ شنبہ کو بعد نماز ظہر کے شہر کلیر میں داخل ہو کر مسماۃ گل زادی بنت عبد الصمد بن عبد الواحد بن قطب الدین انصاری کے مکان پر قیام پذیر ہوئے اور مسماۃ گل زادی مذکور کا ایک فرزند بعمر چھتیس سال کے مسمی بہاؤ الدین بن ہارون احمد بن اسحاق بن کمیل شاندلی بن شیخ ابو سعید قیلوی کا تھا اور ہمسایہ میں اس کے ایک روغن گر جمال نامی مع ہفت فرزند کے جانب مشرق مکان گل زادی کے رہتا تھا۔ اور جانب جنوب کو مکان نعمۃ بنت محمد یار کا تھا اور جانب غرب کے دروازہ مکان کا تھا۔ اور شمال کی جانب مکان عموزادہ قاضی تبرک کا نہایت عظیم الشان تھا۔ جو بہت منکر تھا مگر مسماۃ نعمۃ بنت محمد یار اور سب اہل مکان اور ہمسایہ حضرت ممدوح کو دیکھتے ہی بدل و جان معتقد ہو گئے، بعد نماز عصر کے حضرت موصوف جامع مسجد شہر کلیر میں تشریف لے جا کر حاضرین مجلس کو ہدایت فرمانے لگے۔ اس وقت مسجد میں زن و مرد قریب دو ہزار نفر کے موجود تھے۔

شیخ بہاؤالدین اور جمال روشن گر مع ہفت فرزندان ہمراہیان حضرت ممدوح نے
باوا حاضرین مسجد سے کہا کہ اے لوگو! یہ حضرت اقطاب ہند ہیں تم سب کو لازم ہے
کہ ان حضرت عالی مرتبت سے بیعت کر کے مقاصد دینی و دنیوی حاصل کرو لیکن حاضرین
مسجد سے کسی نے بیعت قبول نہ کی۔ روز دوم بتاریخ سترہویں روز چہار شنبہ کو وقت
نماز فجر کے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح
سلطان الاولیاء نے جامع مسجد شہر کلیر میں تشریف لے جا کر حاضرین مسجد کو ہدایت
تعلیم طریقت کی فرمائی۔ اس وقت زن و مرد قریب پانچ ہزار نفر کے مسجد میں حاضر
تھے۔ سب حاضرین نے بیعت سے انکار محض کیا۔ اور جواب میں کہا کہ ہمارا پیر کلام مجید
ہے اور امام ہمارا قدیم سے قاضی تبرک کوفی بن ہوتک بن صعوطی بن قامر بن ہاقض
بن ہارون بن سریا بن عمادیہ بن حمال کہ یہ نسب نامہ اولاد یزید سے مشتق ہے۔ مقرر اور
مامور ہے خلاف رائے اس کے ہم کس دلیل سے تم کو امام اور اپنا پیر گردانیں اور دستور
قدیم میں رخنہ ڈالیں۔ حضرت بادشاہ دو جہاں نے جواب میں ان کے ارشاد فرمایا کہ فقیر اپنے
حضرت پیر و مرشد سے خلافت نامہ تم لوگوں پر امام ہونے کا بخطاب سلطان الاولیاء کے
حاصل رکھتا ہے اس دلیل سے ہدایت تعلیم طریقت کی کرتا ہے۔

یہ جواب سن کر سب حاضرین مسجد خاموش ہو گئے۔ اور مسجد سے باہر آ کر اس امر
کو مشہور کیا یہاں تک کہ قاضی مذکور کو خبر ہوئی اور قاضی نے قیام الدین عرف ذموان
بن داؤد بن حالف بن قحوان بن نونا تک بن عسیر العصر بن اجفان بن مروان بن سفیان
بن حارث رئیس کلیر سے جا کر بیان کیا کہ ایک شخص دعوی امامت کا رکھتا ہے اور جامع
مسجد میں جا کر نماز میں خلل ڈالتا ہے۔ اور دستور یہ تھا کہ ذموان رئیس کلیر مع امراء و ارکان
سلطنت روز جمعہ جامع مسجد میں آ کر پیچھے قاضی تبرک مذکور کے نماز جمعہ ادا کیا کرتا تھا
اور فیصلہ معاملات اور مقدمات خاص اور عام کا قاضی مذکور کی رائے سے ہوتا تھا
تبارہ بتاریخ انیسویں روز جمعہ کو ذموان رئیس کلیر حسب معمول جامع مسجد میں آیا۔ اور حضرت
بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء

رحمۃ اللہ علیہ بھی قبل آنے ذموان رئیس شہر کلیر کے جامع مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ذموان رئیس شہر کلیر نے حضرت موصوف سے سوال کیا کہ اگر تم اقطاب ہند اور ہمارے امام ہو تو ہماری بکری رنگ سبز نہایت قد دار خوب صورت عرصہ تین مہینے سے غائب ہو گئی ہے تم اس کو بتلا دو کہ وہ کس کے پاس ہے اس وقت ہم کو یقین ہوگا کہ بے شک تم اقطاب ہند ہو پھر ہم سب تمہارے پیچھے نماز پڑھیں گے اور تم کو اپنا امام گردانیں گے اور تم سے بیعت بلاشبہ قبول کریں گے۔

حضرت بادشاہ دو جہاں نے اسی وقت عالم ارواح کی طرف متوجہ ہو کر ہاتھ اٹھایا اور فرمایا کہ بکری کے کھانے والو! حاضر آؤ۔ ایک لحظہ گزرنے نہیں پایا تھا کہ ستائیس ۲۷ آدمی شہر کلیر میں سے نہایت مراسیمہ و پریشان سامنے حضرت ممدوح کے حاضر ہو گئے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ان لوگوں سے فرمایا کہ تم نے بکری ذموان رئیس شہر کلیر کی کس جگہ ذبح کر کے کھائی ہے اس کا احوال بیان کر دو۔ اُن لوگوں نے انکار محض کیا حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ ابھی پردہ فاش ہوئے جاتا ہے بہتر ہے کہ خود ہی بیان کر دو۔ ان لوگوں نے بہ قسم بکری کے کھانے سے انکار کیا اور کہا کہ آپ ہمارا پردہ فاش کر دیں۔

حضرت بادشاہ دو جہاں نے ذموان رئیس کلیر سے ارشاد فرمایا کہ تو اپنی بکری کا نام لے کر آواز دے۔ ذموان رئیس کلیر نے حرمنہ نام لے کر آواز دیا۔ ان لوگوں کے شکم میں سے جدا جدا آواز آیا کہ میں اس قدر ان لوگوں کے شکم میں ہوں۔ اُن لوگوں نے مجھ کو وقت نصف شب کے کنارہ چاہ صدرق پر ذبح کیا تھا اور استخوان و پوست میرا چاہ صدرق میں پتھر باندھ کر ڈال دیا ہے۔ اور میرا گوشت بھون کر کھایا ہے۔ یہ آواز ذموان رئیس کلیر نے سن کر عرض کیا کہ جناب بے شک آپ اقطاب ہند ہیں۔ قاضی تبرک نے رئیس کلیر کے کان میں کہا کہ یہ جادوگر ہے۔ جادو کے زور سے یہ امر وقوع میں آیا ہے۔ تم بھی بہک گئے۔ ذموان رئیس کلیر نے باغوائے قاضی تبرک کے حضرت سے کہا کہ تم اقطاب ہند نہیں ہو۔ جادوگر ہو۔

حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے تبسم فرما کر ارشاد کیا کہ الحمدللہ آج سنت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس عاصی سے بھی ادا ہوئی۔ یہ فرما کر جامع مسجد سے مکان گل زادی پر تشریف لے آئے اور یہ چاہ صدق کا یہ تحریر ہے کہ صدرق نامی کوچہ میں ذمولان رئیس کلیر نے ایک چاہ نہایت عمیق کھدوایا تھا کہ بالفعل درعہ پر پانی نکلا تھا جس پر رئیس کلیر کا عتاب ہوتا تھا وہ اس چاہ میں ڈال دیا جاتا تھا۔ بتاریخ بیسویں روز شنبہ کو حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے عرضیہ اطلاع احوال کا بدست علیم اللہ ابدال کے پاک پٹن شریف کو جناب شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم غیاث ہند کی خدمت میں ارسال فرمایا۔ ہمروزہ وہ عرضی حضرت بابا صاحب ممدوح کے ملاحظہ میں گزاری ملاحظہ فرما کر ارشاد کیا کہ مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر نے حد سے زیادہ ضبط کیا۔ الحمدللہ خدا کا خوف ملحوظ خاطر رہا۔ اور حضرت سلطان المشائخ نظام الدین محبوب الٰہی سے ارشاد فرمایا کہ تم احوال گزرا ہو اوہاں کا زبانی علیم اللہ ابدال کے اپنے مکتوب نطاب میں مفصل تحریر کرتے رہے۔ روز دوم بتاریخ اکیسویں روز یکشنبہ کو بعد نماز اشراق بموجب حکم حضرت سرور کائنات احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے استفتا بحوالہ حدیث اور آیت کے تحریر فرما کر اور حاضرین محفل کی مہر سے مزین کر کے تیسرے روز بہ دست علیم اللہ ابدال کے قاضی تبرک کے پاس کلیر کو ارسال فرمایا۔ علیم اللہ ابدال نے ہمروزہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ استفتا ملاحظہ میں گزارا۔ اور بتاریخ تیئسویں روز سہ شنبہ کو وہ استفتا قاضی تبرک کے ہاتھ میں دے دیا۔ بتاریخ چوبیسویں روز چہار شنبہ کو قاضی تبرک نے اس استفتا کو چاک کر کے اس کی پشت پر یہ جواب تحریر کیا۔ کہ ہمارا پیر کلام مجید ہے۔ اور امامت ہماری قدیم سے چلی آتی ہے تمہارے خلیفہ کو تمہارے کہنے سے کیوں کر اپنا امام گردانیں

تم کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا حکم ہوتا ہے اگر ہم کو حضرت رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا حکم ہو تو ہم تمہارے خلیفہ کو امام اپنا گردانیں۔ قول
تمہارا ہمارے یقین کرنے کو کافی نہیں۔ اور بدست صفرت بن فخوان کے پاس حضرت
بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا
رحمۃ اللہ علیہ کے قریب دوپہر کے پہنچا دیا۔ حضرت ممدوح نے سر و قد تعظیم استفتا
کی کر کے سر مبارک پر رکھا اور لانے والے سے فرمایا کہ بھائی تم قاضی صاحب سے
جا کر کہنا کہ استفتا چاک کرنے سے تم کو کیا حاصل ہوا۔ اگر بغیر چاک کئے ہوئے فقیر کے
پاس ارسال کر دیتے تو کیا ہوتا۔ خیر تم نے میرے مولا کے کتبہ کو چاک کیا ہے میں نے تمہارے
سب کے نام لوح محفوظ سے چاک کر ڈالے۔ بموجب کہنے فقیر کے آج کا روز تحریر کر لو
کہ نام تم سب اہل کلیر کے مع زمین کلیر سوختہ ہو گئے۔ روز قیامت تک تم سوختہ ہوتے
رہو گے۔

اشعار آبدار

حضرت بابا فرید الدین نے
اور نظام الدین خوش آئین نے

اپنی تصنیفات میں بریک قرین
یہ لکھا ہے حال سلطان زمین

جب خلافت نامۂ ملک کلیر
آئے لے کر شہر کلیر میں دلیر

شہر والوں سے کہا سن لو شتاب
قطب عالم زیب ہے میرا خطاب

اس زمین ہند کا میں شاہ ہوں
مظہر شان جلال اللہ ہوں

شیخ میرے نے مجھے بھیجا یہاں
حکم تم میرا بجا لاؤ بجاں

حکم میرا حکم ہے حکم خدا
حکم میرا حکم حکم مصطفےٰ

میں خلیفہ ہوں خدا میرا گواہ
راہ میری پر چلو ہے راست را

دین و دنیا سے رہو گے شادکام
خوش رہو گے دونو عالم میں مدام

میں تمہارا پیر تم میرے مرید
یہ مریدی ہے تمہیں از بس مفید

بات یہ خوش بات ہے سن لو بگوش
یہ نہ ہو تم پر ہلاکت لائے جوش

تم پہ جب قہر خدا آجائے گا
پھر نہ کوئی ایک چھٹی پائیگا

قہر میرا قہر ہے قہر جلیل
میں خلیل حق ہوں حق میرا خلیل

شان سے میری چمکتا ہے جمال
تیغ سے میری جھلکتا ہے جلال

میں خدا کے راز سے آگاہ ہوں
میں بحق سیف جلال اللہ ہوں

کلمۂ محفوظ میری بات ہے
عزرائیل ہر وقت میرے ساتھ ہے

یہ خبر پہنچی رئیس شہر کو
دعوائے قطبی سے ہے ایک نام جو

اور کہتا ہے کرو بیعت قبول
تم عدول حکمی سے ہو گے پھر ملول

چند بارے مسجد جامع میں جا
با تکرار یہ سخن اس نے کہا

روز جمعہ اس رئیس شہر نے
[illegible] حضرت سے چاہے دیکھنے

جب دئے حضرت نے خرقے بھی دکھا
قاضی [illegible] نے جادوگر کہا

اور نہ مانا ایک نے بھی جب سخن
بادشاہ دو جہاں کا اے حسن

آخر الامر ایک دن لاچار ہو
ان شرارت کیش سے بیزار ہو

تھا جو وہ مرد علیم اللہ نام
سارے ابدالوں کے فرقہ کا امام

حضرت بابا کو ایک لکھ کر جواب
یہ کہا ابدال سے لیجا شتاب

شیخ سے جا کہہ کہ ہیں یہ سب بخیل
ان پہ واجب ہوا قہر جلیل

حکم کیا ہے اس مزاج اندیش کو
حکم کیا ہے اس خلافت کیش کو

آپ کا رہتا ہے بس مجھ کو خیال
یہ نہ ہو خاطر پہ کچھ آوے ملال

یہ پیام بادشاہ دو جہاں
لے گیا جس دم علیم اللہ وہاں

یہ عریضہ دیکھ اس آگاہ نے
شیخ عالیجاہ شہنشاہ نے

یہ کہا اے مرد ابدالی خطاب
ٹھہر کوئی دن کہ تا پاوے جواب

یہ عریضہ اس شہ تمکین کا
یہ عریضہ شہ علاؤ الدین کا

احمد بے میم کو پڑھ کر سناؤں
جو جواب اس بادشاہ دیں سے پاؤں

جب تجھے کہدوں کہ یہ حکم جناب
اس عریضہ کا ہے تو لیجا شتاب

الغرض شیخ طریق آئین نے
حضرت بابا فرید الدین نے

باجازت ہائے ختم الانبیاؐ
ہم بایمائے جناب کبریا

یک حضر آیت قرآن سے
ہم حدیث ہم دو صد برہان سے

کہدیا مرد علیم اللہ کو
دے دیا اس قاصد آگاہ کو

وہ ادھر سے برق دش بل تیز گام
شہ علاء الدین کو لایا پیام

باہزاراں کورنش تسلیم سے
یہ کہا آکر شہ اقلیم سے

ہے یہ محضر اس طریق آئین کا
حضرت بابا فرید الدین کا

قاضی تبرک کو دکھلاتا ہوں میں
منکروں کے پاس پہنچاتا ہوں میں

شاید اس کو دیکھ کر ڈر جائیں وہ
راہِ دین آئین پر آجائیں وہ

حضرت بابا نے مضمون ہے لکھا
از حدیث و نصِ برہان خدا

تم امامت سے نہ اس کی آؤ باز
تم سے خوش ہوگا خدائے بے نیاز

دین و دنیا پاؤ گے اس کام سے
ذوق عقبیٰ پاؤ گے اس جام سے

دیکھ لو اس محضری تسطیر کو
سُن لو اس میری بھلی تقریر کو

یہ تمہارے حق میں سب تریاق ہے
یہ تمہیں سب دولت آفاق ہے

قاضی شیطان نے اس کو چاک کر
لکھ دیا انکار بے جا زور تر

پاس حضرت کے اُسے پہنچا دیا
آتش قہری کو اور دونا کیا

شاہ نے باحرمت و صدق و صفا
محضر بابا کو آنکھوں سے لگا

چاک محضر دیکھ کر اُس شاہ کو
طیش آیا اُس جلال اللہ کو

اُن کی شامت سے انہیں آگاہ کیا
زور قدرت اُن سے اپنا کہہ دیا

ضبط فرمایا جو شہ نے اے حسنؔ
حضرت بابا کو خوش آیا سخن

حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاء الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ اسی روز بتاریخ چوبیسویں روز چہار شنبہ کو بعد نماز ظہر کے اپنی عرضی کے ساتھ وہ استفتا چاک کیا ہوا حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کی خدمت میں بدست علیم اللہ ابدال کے ارسال فرمایا چنانچہ ہمروزہ علیم اللہ ابدال نے حضرت بابا صاحب ممدوح کی خدمت میں پہنچ کر عرض مع استفتا ملاحظہ میں گزاری اور سب احوال مکاتیب نطاب میں تحریر کرا دیا حضرت بابا صاحب موصوف نے علیم اللہ ابدال سے ارشاد فرمایا کہ ٹھہرو جواب دیا جائے گا۔ اور اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے۔ تیرہ روز کے بعد بتاریخ ساتویں ماہ محرم ۶۵۱ھ ہجری کو روز سہ شنبہ وقت فجر کے باہر تشریف لائے اور ایک نامہ بنام ذموان رئیس کلیر کے اس مضمون کا تحریر فرمایا کہ تجھ کو خدائے عزوجل نے رئیس والی شہر گردانا ہے تجھ کو لازم ہے کہ تو اوّل بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت قبول کر بعد

حصول شرف بیعت تجھ کو رویت جناب سرور کائنات اشرف الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ہوا کرے گی۔ اور احکام بھی اس سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے تجھ کو آیا کریں گے۔ مگر بغیر بیعت حاصل کئے یہ مرتبہ ہرگز نصیب نہ ہوگا۔ اور قاضی صاحب کی خدمت میں بھی فقیر یہی عرض کرتا ہے کہ مخدوم صابر میرے کی اطاعت کرو۔ کہ اطاعت مخدوم کی عین اطاعت خدا اور رسول کی ہے اور اور اگر انحراف میرے مخدوم صابر سے کروگے تو نزدیک خدا اور رسول کے منکر شمار کئے جاؤ گے تم کو نہیں معلوم ہے کہ مخدوم صابر میرے نے تمہارے سب کے نام لوح محفوظ سے سوخت کر دیئے ہیں۔ اگر تم میرے مخدوم صابر کی فرمانبرداری نہ کروگے تو تم پر صفات قہاری کا ظہور ہو جاوے گا۔ اور ابھی میرے مخدوم صابر کے اختیار میں ہے کہ اگر چاہے گا تم کو صفات قہر سے امن بخشے گا۔ اور یہ وہ بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء ہے کہ جس کا باپ حضرت شاہ عبدالرحیم عبدالسلام اور دادا حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب اور پردادا جناب قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ تم مخدوم صابر میرے کو آل نبی اولاد علی سمجھ کر اطاعت کرو یہ بھی تو حکم رسول خدا کا ہے۔ اَکْرِمُوْا اَوْلَادِیْ صَالِحُوْنَ لِلّٰہِ وَالطَّالِحُوْنَ لِیْ۔ تم صرف کلام مجید کو پیرا پنا گردانتے ہو۔ اور آل نبی کی امامت سے انکار کرتے ہو۔ اپنے آپ کو بمقابلہ آل نبی امام بیان کرتے ہو۔ اب اگر اطاعت مخدوم علی احمد صابر میرے سے انحراف کروگے تو قیامت تک پشیمان ہوا کروگے۔ خدا نے کلام مجید میں صریح حکم فرمایا ہے کہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ بعد ختم کرنے نامہ کے مہر اپنی لگا کر علیم اللہ ابدال کے ہاتھ پاس ذموان رئیس کلیر کے ارسال فرمایا ہمروزہ وہ نامہ علیم اللہ ابدال نے بعد نماز عصر کے ذموان رئیس کلیر کو پہنچا دیا۔ اس وقت قاضی تبرک بھی مجلس رئیس میں حاضر تھے جب رئیس نے نامہ کھول کر پڑھا

علیم اللہ ابدال سے دریافت کیا کہ تم کب پاکپٹن سے یہاں کو روانہ ہوئے تھے؟ علیم اللہ ابدال نے جواب دیا کہ نماز ظہر کی حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم غیاث ہند کے ساتھ پڑھی تھی۔ اور عصر کی نماز جناب بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ادا کر کے تمہارے پاس نامہ لایا ہوں۔ یہ گفتگو سن کر ذموان رئیس کلیر نے علیم اللہ ابدال سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو کمال سرعت رفتار عطا کی ہے اور اس تیز رفتاری کا کیا باعث ہے۔ علیم اللہ ابدال نے جواب دیا کہ مجھ کو بہ طفیل حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے یہ مرتبہ حاصل ہوا ہے کہ میں مطیع اُن حضرت عالی مرتبت کا ہوں۔ اگر تم بھی اطاعت اُس جناب حقیقت انتساب کی بجالاؤ تم کو بھی ہزارہا مراتب مقامات عالیہ باطن کے کشادہ ہو جاویں۔ یہ ایک ادنیٰ مرتبہ مجھ کو حاصل ہے۔

قاضی تبرک نے رئیس شہر سے کہا کہ آپ کا کدھر خیال ہے یہ بالکل سحر باطل ہے ان باتوں پر مطلق توجہ نہ فرمانا چاہیئے۔ ورنہ اطلاق کفر کا تم پر آجائے گا۔ ذموان رئیس کلیر باغوائے قاضی تبرک کے عقیدہ سرعت رفتار علیم اللہ ابدال سے منحرف ہو کر کہنے لگا کہ اگر خدا کو کافر کرنا منظور ہے۔ تو ہم کافر ہو جاویں گے اور اگر مسلمان رکھنا مصلحت ہے تو مسلمان رہیں گے۔ ہم کو ڈراتے ہو کہ لوح محفوظ سے تمہارے نام سوخت کر دیئے گئے۔ اگر لوح محفوظ سے نام دور ہو جاتے تو کچھ بھی آثار اس کے مرتب ہوتے یہ سب باتیں غلط ہیں۔ قاضی تبرک نے ذموان رئیس شہر کو صلاح دی کہ اس نامہ کو چاک کر کے ان کے خلیفہ کے پاس بھیجدو۔ اور لکھدو کہ جیسا ہوگا دیکھا جاوے گا باغوائے قاضی تبرک ذموان رئیس شہر کلیر نے اپنے ہاتھ سے نامہ چاک کر کے جواب قاضی کا تبلایا ہوا تحریر کر دیا۔ اور علیم اللہ ابدال کے ہاتھ واپس کیا۔

نظمِ مؤلف

حضرت مخدوم شاہنشاہ نے
واقف اسرار ذات اللہ نے

پھر علیم اللہ کو بھیجا شتاب
دیر مت کر جلد سے لیجا جواب

مرشد آگاہ کی کیا ہے رضا
شیخ عالیجاہ کی کیا ہے رضا

ان تمامی دشمنانِ دین کو
چھوڑ دوں یا بھیج دوں سجین کو

قاضی بے دین کے ہمراہ ہیں
یہ تمامی بد روش گمراہ ہیں

محضر بابا عریضہ شاہ کا
شیخ کو ابدال نے جا کر دیا

حضرت بابا فرید روزگار
دیکھ کر ازبس ہوئے حیرت بکار

بعد تیرہ روز کے نامہ لکھا
حکم باطن سر بسر انشا کیا

اس میں مضمون تھا بہ تذلیل کتاب
باحدیث و باکتاب مستطاب

سنت احمد ادا کرتا ہوں میں
تم کو دوزخ سے جدا کرتا ہوں میں

میں نے بھیجا ہے علاؤالدین کو
شیخ کامل احمدی آئین کو

تم امامت کو کرو اس کی قبول
تم امامت سے نہ ہو اس کی ملول

نطق اس کا نطق ہے نطقِ خدا
قول اس کا قول قولِ مصطفےٰ

مصطفےٰ کی مہر اس کے ہاتھ ہے
مرتضےٰ کی بات اس کی بات ہے

یہ جو کچھ میں نے لکھا ہے بادلیل
ہے یہی حکم خداوند جلیل

یہ تمہارے واسطے اکسیر ہے
دین و دنیا کی یہی تدبیر ہے

خاک میں مت آپ کو پہنچاؤ تم
اس جہالت فاش سے باز آؤ تم

یہ جو ہے تحریر تم پڑھ لو اسے
دیدۂ بیدار پر دھر لو اسے

یہ تمہارا تاج سر ہے جان لو
یہ جو میں کہتا ہوں اس کو مان لو

ورنہ جو قسمت ہے تم پاؤ گے
تا قیامت خوب تر پچھتاؤ گے

مان لو اے مردمان خود فروش
قہر صابر کو نہ لاؤ تم بجوش

لوح محفوظی میں باحکم خدا
کر چکا ہے نام تم سب کے جدا

قہر درویش است بس قہر خدا
تیغ درویش است تیغ مصطفےٰ

بعد ختم نامہ مہر اپنی لگا
اس علیم اللہ کو نامہ دیا

جلد رخصت ہو علیم اللہ چلا
اس رئیس شہر کو نامہ دیا

سرعت رفتار اس ابدال سے
ہو گیا وہ معتقد اس حال سے

قاضی تبرک نے پھر اغوا کیا
اس کو راہ راست سے بہکا دیا

چاک کر نامہ کہا ہم کیا کریں
کیا غرض ہے کیوں امام اپنا کریں

بھیجدو اس کو علاؤ الدین کو
بھیج دیویں وہ فرید الدین کو

ہم امامت کے نہیں ہیں معتقد
ہم ان باتوں سے بس آتی ہے ضد

بس کلام اللہ ہمارا پیر ہے
خوش ہمیں آتی یہی تدبیر ہے

رشد سے غیروں کے ہم بیزار ہیں
آپ ہی ہم رشد کے سردار ہیں

تھے شقاوت کیش وہ اور بدچلن
رحمت صابر سے محروم اے حسن

حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے اسی شب بتاریخ آٹھویں شب چہار شنبہ کو بعد نماز تہجد کے اپنی عرضی کے ساتھ وہ نامہ چاک کیا ہوا بدست علیم اللہ ابدال خدمت میں حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کے ارسال فرمایا۔ اس عرضی میں یہ مضمون تھا کہ حضرت فقیر پر نہایت صدمہ ہے اور ہر وقت الہام ہوتا ہے حضور انور کو تمام حال روشن ہے جلد اس صدمہ عظیم سے رہائی فرمائیے ورنہ فقیر کی بیماری طول پکڑ جاوے گی۔ اور علاج کرنا سخت مشکل ہو جائے گا۔ آیندہ حضور انور کو اختیار ہے جو چاہیے سو کریئے۔ بندہ کو خدا سے کیا چارہ ہے وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ الخ اور علیم اللہ ابدال سے تاکید

فرمائی کہ آج شب میں کسی وقت جواب اس عریضہ کا لے آنا۔ زیادہ ایک پہر سے توقف مت کرنا۔

علیم اللہ ابدال بموجب ارشاد حضرت ممدوح کے عرصہ ایک ساعت میں جناب بابا صاحب موصوف کی بارگاہ میں پہنچے۔ عریضہ اور وہ نامہ چاک کیا ہوا ملاحظہ میں گذارا۔ اور زبانی عرض کیا کہ حضرت مجھ کو حکم تھا کہ ایک پہر سے زیادہ توقف مت کرنا۔ اب جو حکم جناب کا ہو بجالاؤں۔ حضرت بابا صاحب ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ تم ابھی واپس روانہ ہو جاؤ۔ اور جلد نسب نامہ قاضی تبرک اور ذمہ دار رئیس کلیر کا ہمارے پاس لاؤ۔ اس وقت حکم دیا جائے گا۔ اس پر عمل کرنا۔ علیم اللہ ابدال اسی وقت یہ پیغام لے کر کلیر کو روانہ ہوئے۔ اور عرصہ دو ساعت میں حاضر آکر حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی خدمت میں جواب گذارش کیا۔ حضرت ممدوح نے اسی وقت شیخ بہاؤالدین کو یاد فرما کر ارشاد فرمایا کہ نسب قاضی کا اور نسب رئیس کلیر کا کسی طور پر معلوم ہو سکتا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ دفتر سے معلوم ہو سکتا ہے۔ میں ابھی جاتا ہوں۔ بموجب حکم حضرت موصوف کے وہ شخص روانہ ہوا۔ اور دفتر میں جاکر معلوم کرنے لگا۔ دفتری نے یہ خبر مخفی طور سے قاضی کو پہنچا دی کہ ایک شخص تمہارا اور رئیس شہر کا نسب نامہ معلوم کرتا ہے خدا جانے کیا سحر برپا کرے گا۔ قاضی تبرک نے رئیس کلیر کو جاکر اطلاع کی۔ بموجب حکم رئیس شہر کے اس شخص کو قید کر لیا۔ حلیمہ عورت نے یہ امر بازار میں سن کر حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت ممدوح نے اسی وقت علیم اللہ ابدال کو حکم دیا کہ ہمارے آدمی کو جلد قید سے چھوڑا لاؤ۔ اور دفتر سے تمام نسب نامے نکال لاؤ۔ علیم اللہ ابدال نے دفتر میں جاکر کل نسب نامے لوگوں کے نکال لیے۔ اور قید خانہ سے اس شخص کو اپنے ہمراہ لے آئے۔ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ للارواح سلطان الاولیاء نے دونوں کے نسب نامے بدست

علیم اللہ ابدال سے جناب شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کی خدمت میں ارسال فرمائے۔ چار ساعت میں علیم اللہ ابدال نے پاک پٹن شریف پہنچ کر حضرت بابا صاحب ممدوح کی خدمت میں گزار دیئے اور اپنی طرف سے عرض کیا کہ حضور مجھ کو آج کیا حکم ہے حضور کے پاس حاضر ہوں یا حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی خدمت میں واپس جاؤں۔ حضرت بابا صاحب موصوف نے علیم اللہ ابدال سے فرمایا کہ تم کو کیوں اس قدر ہراس ہے۔ اور اس وقت تمہارے قلب پر کیا القا ہو رہا ہے؟

علیم اللہ ابدال نے عرض کیا کہ حضرت میرے قلب پر یہ القا ہوا ہے کہ زمین کلیر پر قہر خدا کا نازل ہونے والا ہے۔ مجھ کو یہ خوف ہے کہ کہیں میں بھی قہر خدا میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ حضور! میرے حال پر کرم فرماویں اور پہلے میری تسلی کر دیں۔ بعد حضور انور جواب تحریر فرماویں۔ میری عمر ایک سو باون برس کی ہوئی۔ آج تک میرے باطن میں ایسا ہراس کبھی طاری نہیں ہوا۔ حضرت بابا صاحب موصوف نے علیم اللہ ابدال کی پشت پر دست شفقت رکھا اور ارشاد فرمایا کہ سپرد میرے مخدوم کے ہے۔ تجھ کو خوف کرنا نہیں چاہیئے۔ جب کہ تو جواب لے کر جاویگا میرا مخدوم اوّل تیری تسکین بخوبی تمام کر دے گا بعد تیرے مطمئن ہو جانے کے جو کچھ ہونے والا ہے وہ ہوگا۔ اس گفتگو میں علیم اللہ ابدال کا یہ حال تھا کہ تمام جسم پر رعشہ سے کانپ رہا تھا اور جواب زبان سے بدشواری صادر ہوتا تھا اور بجز عجز و انکسار کے اور کچھ زبان پر نہیں آتا تھا۔

جناب بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند نے علیم اللہ ابدال کا یہ حال دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ تو میرے مخدوم کا نام ورد زبان رکھ۔ تیری مشکل آسان ہو جاوے گی۔ علیم اللہ ابدال نے بموجب ارشاد جناب بابا صاحب موصوف کے نام حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا زبان اور دل سے جاری کیا۔ معاً نام مبارک کی برکت سے تسلی قلب اور تشفی روح علیم اللہ ابدال کی بخوبی ہو گئی۔ اس عرصہ میں وقت نماز مغرب کا قریب

ہوگیا۔ چنانچہ بتاریخ آٹھویں ماہ محرم ۶۵۱ھ سنہ ہجری روز چہار شنبہ کو نماز مغرب ادا کرکے علیم اللہ ابدال حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کی خدمت سے نامہ لے کر کلیر کو روانہ ہوئے اور قریب نماز عشا حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نامہ متبرکہ حضرت عالی منزلت کے ملاحظہ میں گزارا۔ حضرت ممدوح نے اوّل نامہ عالیہ کو بوسہ دے کر کشادہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ بَرَزَ وَلِیُّ اللّٰہِ اَلْوَاحِدُ الْقَھَّارُ کی شان کا زمانہ قریب آپہنچا۔ علیم اللہ ابدال نے عرض کیا کہ حضرت مجھ کو کیا حکم ہے حضور کے پس یہ غلام کس طرح ٹھہر سکے گا؟

حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا کہ میرا نام تجھ کو کفایت کرے گا۔ اور تو میری پشت کے پیچھے امن میں رہے گا سوائے میری پس پشت کے اور جگہ امن نہیں ہوگی اور فرمایا کہ تو پشت میری کو اپنی آغوش میں لیکر مس کر لے علیم اللہ ابدال نے بموجب حکم کے بآداب تعمیل کی۔ پھر حضرت ممدوح نے نامہ گرامی کو علیم اللہ ابدال سے پڑھوایا۔ تحریر یہ تھا کہ مخدوم میرے یہ شہر ہندی چھپری ہے چاہے تو ماس کھا اور چاہے دودھ پی۔ سوائے اس کلمہ کے اور کچھ تحریر نہ تھا۔ بتاریخ نویں ماہ محرم صبح پنجشنبہ کو حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ورد سیف اللہ حرز یمانی شریف بحرز مرتضوی سلطان الاوراد کو بہ ترکیب قیومی روحی تلاوت فرمایا اور آسمان کی طرف دم کر دیا۔ اور بتاریخ دسویں ماہ محرم سنہ ۶۵۱ھ ہجری صبح جمعہ کو حضرت موصوف نے ورد ممدوح بترکیب غوثی معنوی تلاوت فرما کر زمین کی طرف دم کر دیا۔ ایک ساعت کے بعد زمین نے بطور زلزلہ کے جنبش کی۔ علیم اللہ ابدال نے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے جناب میں عرض کیا کہ اس شہر کلیر میں ایک عورت تخت یونان کی رہنے والی جملہ نصرت نام سات سو برس کی عمر کی ہے۔ اس کو امان دی جاوے۔ حضرت موصوف نے ارشاد فرمایا کہ

علیم اللہ! یہ عورت فتنہ عظیم پیدا کرے گی۔ اس عورت کے بھید سے ابھی تو آگاہ نہیں ہے یہ عورت پانی میں آگ لگا دینے والی ہے۔ نصف شہر اس عورت کے سبب سے مردود ہو گیا ہے۔ اور نصف شہر قاضی اور رئیس کے سبب سے۔ علیم اللہ ابدال نے خائف ہو کر عرض کی کہ حضرت غلام کی خطا معاف ہو۔ میں نے نادانستہ اس عورت فتنہ انگیز کے بارہ میں گزارش کیا حضور انور کو اختیار ہے خداوند کریم چاہیں سو کریں حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ تیری خطا معاف کی۔ تو شاد رہے گا۔ میری پشت کے پیچھے رہو۔ دیکھ تو خداوند کریم کیا قہر کا طوفان لاتا ہے۔

بعد تھوڑے عرصہ کے پھر زمین کو زلزلہ ہوا تب مخلوق کلیر میں چرچا ہوا جب ایک پہر دن چڑھا پھر زمین کو جنبش ہوئی۔ رئیس کلیر نے قاضی تبرک کو طلب کر کے کہا کہ آج ایک پہر کے عرصہ میں تین مرتبہ زمین کو جنبش کیوں ہوئی ہے؟ قاضی مردود نے جواب دیا کہ مجھ کو بھی تعجب ہوا۔ ذموان رئیس کلیر نے کہا کہ مجھ کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاید اقطاب ہند نے اپنا زور دکھلایا ہے۔ چلو ان کے پاس حاضر ہو کر تائب ہو جائیں ایسا نہ ہو کہ شہر تباہ ہو جاوے اور وہ صاحب سچ کہتے تھے کہ میں اقطاب ہند ہوں قاضی تبرک نے جواب دیا کہ آپ عورت جملہ نصرت ساحرہ کو بلا کر دریافت کر لیں۔ ذموان رئیس کلیر نے اس ساحرہ کو طلب کر کے کہا کہ آج زمین پر کیوں جلد جلد زلزلہ برپا ہوتا ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ پھر چوتھی مرتبہ زمین کو جنبش ہوئی۔ عورت ساحرہ نے بیان کیا کہ صاحب یہ سحر کیا ہوا ان کا ہے کہ جو اپنے آپ کو اقطاب ہند کہتے ہیں۔ اگر حکم ہو تو یہ عورت بھی سحر سے گیارہ بار زمین کو جنبش دے سکتی ہے۔ چنانچہ اسی وقت اس عورت ساحرہ نے طلسم کر کے گیارہ مرتبہ زمین کو جنبش دی کہ فی الواقع وہ زلزلہ نہ تھا۔ مگر لوگوں کے علم میں جنبش معلوم ہوتی تھی۔ یہ سحر عورت کا دیکھ کر رئیس کلیر اور قاضی کی تسلی ہو گئی۔ اس وقت رئیس کلیر کی محفل میں چار سو باون سردار چند دل نشین حاضر تھے اور قاضی کے ہمراہ انیس فاضل اجل محفل رئیس میں آئے تھے سب کہنے لگے کہ ساحرہ امامت کا دعویٰ کرے ہم ساحرہ کو کس وجہ سے اپنا امام گردانیں۔

القصہ تا باذان نماز جمعہ سات مرتبہ زمین کو زلزلہ ہوا۔ اذان نماز جمعہ سن کر تمام علمائے مذکور ہمراہ قاضی تبرک اور تمام سردار چنڈول نشین ہمراہ ذموان رئیس کلیر کے جامع مسجد کو روانہ ہوئے اور حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء بھی پہلے سے مع علیم اللہ ابدال اور شیخ بہاؤالدین کے جامع مسجد میں تشریف لاکر مصلہ امام پر رونق افروز ہو گئے تھے جب ذموان رئیس کلیر اور قاضی تبرک اپنے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اور تیرہ ہزار عوام الناس نمازی جامع مسجد میں آپہنچے اور قاضی تبرک مصلہ امام کے قریب آیا۔ اس وقت حضرت بادشاہ دوجہاں نے پھر ہدایت فرمائی کہ اگر آج بھی تم مجھ کو اپنا امام گردانتے ہو تو خیر ہے ورنہ روز قیامت تک پشیمان ہوا کروگے۔ اور صورت مغفرت کی بھی ہرگز حاصل نہ ہوگی۔ آئندہ تم کو اختیار ہے۔

قاضی تبرک مردود نے جواب دیا کہ تم بار بار کیوں فرماتے ہو۔ ہم کو تمہارے پیچھے نماز پڑھنا ہرگز منظور نہیں تم مصلہ ہمارا چھوڑ دو اور جو کچھ تم کو کرنا ہے آج کر لو۔ ہم نے بھی ایک عورت ساحرہ تمہارے مقابلہ کو موجود کر لی ہے۔ اگر تم کسی طرح کا سحر ہم پر کروگے وہ عورت تم پر ایسا سحر کریگی کہ پھر تمکو اس سحر سے نجات نہ ہوگی۔ یہ جواب سن کر حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء مصلہ امام پر سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس وقت دو شخص ضعیف العمر نے کہ ایک جانب شمال آخیر صف اوّل اور دوسرا جانب جنوب اخیر صف اوّل میں کھڑے تھے۔ باواز بلند عرض کرنے لگے کہ حضرت ہم اولیاء ہیں۔ اور حضرت کی امامت کے مقر ہیں۔ ہم کو بھی اس وقت زمین مسجد نے پکڑ لیا۔ حضرت موصوف نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اوّل روز اس طرح پر اقرار ہماری امامت کا کیوں نہیں کیا اب فقیر کا مارا ہوا مردود ہوتا ہے گو کیسا ہی ولی ہو۔ اور حضرت بادشاہ دوجہاں علیم اللہ ابدال اور شیخ بہاؤالدین کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے دالان مسجد سے صحن مسجد میں تشریف لائے۔ کسی مردود نے اپنے مصلہ پر جگہ نہ دی یہاں تک کہ مسجد کی سیڑھیوں سے علیحدہ تشریف لے آئے شیخ بہاؤالدین اخیر

سیڑھی کی صف میں واسطے نماز کے کھڑے ہو گئے۔ اور علیم اللہ ابدال حضرت بادشاہ
دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء
رحمۃ اللہ علیہ کے پس پشت دست بستہ باادب کھڑے ہو گئے جب سب اہل جماعت
مسجد رکوع میں گئے حضرت موصوف نے زمین مسجد کو ارشاد فرمایا کہ تو بھی رکوع کر کے
ان سب کو یہاں سے تحت الثریٰ کو لے جا۔ کہ روز قیامت تک یونہی چلے جاویں گے
بعد حشر کے ان سے جواب پوچھا جائے گا۔ کہ تم نے میرے مخدوم کی نافرمانی کی تھی
تم سب ہمیشہ دوزخ میں رہو گے۔ ہرگز نجات نہ ملے گی۔ بموجب فرمان حضرت ممدوح
کے زمین مع مسجد کے رکوع میں آئی جب سطح زیریں زمین مسجد اوپر آ گیا وہ سب لوگ
نمازی مسجد میں تھے مسجد اسی طرح ٹوٹی ہوئی سب لوگوں کو تحت الثریٰ کو لے گئی
اور زمین سارے شہر کی ہل گئی۔ اور تمام شہر میں تہلکہ برپا ہو گیا۔ اور حضرت بادشاہ دو جہاں
مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی زبان سے
یَاھُوَ یَا مَنْ ھُوَ یَا مَنْ لَیْسَ لَھُوَ اِلَّا ھُوَ حَقٌّ حَقٌّ صادر ہوتا تھا۔ تمام لوگ
زمین کے حضرات نقبا صاحب ولایت روح جذبیہ متصیبہ ہر شہر و دیار افواج نے بآواز
روح منادی کر کے ہر جگہ اس واقعہ ہیبت طراز کو مشتہر کر دیا۔ اور جو لوگ باہر مسجد
کے کھڑے تھے جس نے یہ حادثہ دیکھا متوحش ہو کر بے اختیار بھاگا اور مسماۃ گل زادی
بھی یہ حادثہ سن کر بھاگتی ہوئی گھر سے وہاں آ پہنچی۔ اور حضرت ممدوح سے رو کر عرض کرنے
لگی۔ کہ آپ کا غلام شیخ بہاؤ الدین میرا بیٹا بھی اس مسجد میں نماز کو آیا تھا حضرت موصوف
نے ارشاد فرمایا کہ سیڑھی اخیر کے نیچے آ گیا ہے جا کر نکال لے۔ مسماۃ گلزادی نے
عرض کیا کہ حضرت مجھ سے سیڑھی کیوں کر اٹھائی جائے گی حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم
علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے علیم اللہ ابدال سے
ارشاد فرمایا کہ ہمارا نام لے کر شیخ بہاؤ الدین کو سیڑھی کے نیچے سے نکال دو۔ بموجب حکم
کے علیم اللہ ابدال نے سیڑھی اخیر کے پاس آ کر کہا کہ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین
علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا حکم ہے کہ اے زمین تو شیخ بہاؤ الدین

کو نجات دے۔ یہ کہہ کر پتھر سیڑھی آخر کا اٹھایا اور شیخ بہاؤ الدین کو کہ نصف جسم اس کا زمین میں دھنس چکا تھا نکال لیا حضرت ممدوح نے شیخ بہاؤ الدین کو اس کی مادر مسماۃ گلزادی کے سپرد کر کے ارشاد فرمایا کہ ہم کو بارہ پہر عبدیت خاص ہے جو تیرے قریب و بیگانے ہوں سب کو اپنے ہمراہ بارہ کوس سے زیادہ بھگا کر لے جاؤ نہیں تو بارہ کوس کے گرد میں تم کو بھی کہیں امن نہیں ملے گی۔ آتش قہر میں جل کر خاک ہو جاؤ گی۔ بموجب حکم کے مسماۃ گل زادی نے چھ نفر مرد و زن یعنی مسماۃ ایمنہ اور حلیمہ اور نعمت اور بہاؤ الدین وغیرہ کو اپنے ہمراہ لے کر فرار کیا اور حد بارہ کوس سے نکل گئے۔ اس عرصہ میں حضرت موصوف بھی مکان گلزادی قیام گاہ اپنی پر مع علیم اللہ ابدال کے تشریف لائے۔ اور مخلوق شہر نے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الا رواح سلطان الاولیاء کے پاس حاضر ہو کر عاجزی کرنا شروع کیا۔ علیم اللہ ابدال اُن لوگوں کو حضرت ممدوح کے پاس جانے نہیں دیتے تھے اور یہ کہہ دیتے تھے کہ اب تمہارا عجز قبول نہیں وہ زمانہ گذر گیا جب مخلوق شہر نے یورش کیا حضرت موصوف مع علیم اللہ ابدال کے مکان گلزادی قیام گاہ اپنی سے تشریف لے گئے۔ اور کہیں ایک جگہ قیام فرما نہ لیے۔ ایک پہر کے بعد واقعہ مسجد سے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الا رواح سلطان الاولیاء نے عریضہ اطلاعی احوال مذکورہ کا جناب شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کی خدمت میں بدست علیم اللہ ابدال ارسال فرمایا اور ارشاد کیا کہ جب تو واپس آوے میرا نام تلاوت کرتے ہوئے آنا۔ اور میرے سامنے ہرگز مت آنا نہیں تو جل جاوے گا۔ میرے پس پشت تجھ کو امان ملے گی۔ اور جو کچھ میں کہا کروں ویسا ہی کیا کرنا یہ ہدایت سن کر علیم اللہ ابدال آداب بجا لائے اور پاک پٹن شریف کو روانہ ہوئے۔

اشعار آبدار مؤلف

حضرتِ مخدوم شاہ کن فکاں　　بادشاہِ بادشاہان جہاں

دیکھ کر نامہ فرید الدین کا
اپنے بابا احمدی آئین کا

یوں علیم اللہ سے فرمانے لگے
اس کو پہنچا پاس میرے شیخ کے

حکم جو ہو اس سے کر آگاہ مجھے
دیر مت کرنا زیادہ پھر سے

اس طرح سے آمد و شد چند بار
ہو چکی ابدال کی جب ہر نہار

طیش میں آکر فرید الدین نے
مصطفےٰ اور مرتضےٰ آئین نے

لکھ دیا شقہ بمضمون تمام
بھیج دی مخدوم کو اپنی حسام

کہہ دیا ہے تیرے چھیری یہ دیار
ماس کھایا دودھ دی ہے اختیار

حجتیں تو دین کی سمجھا چکا
محضر دین نبی پڑھوا چکا

یہ غجالت کیش سب بدبخت ہیں
بدسگالی میں نہایت سخت ہیں

مرکز ہفتم زمیں ہے ان کی جا
بے حیا ہیں بس نہایت بے حیا

یہ نہ سمجھے تم کو اے صابر علی
تو ہے شمشیر علی تیغ نبی

میری جانب سے تجھے پہنچا جواب
رائے تیری رائے ہے رائے صواب

یہ علیم اللہ فرمان جدید
جس گھڑی لایا یہ تحریر فرید

با ادب ابدال سے لے کر کہا
کیا لکھا ہے اے علیم اللہ بتا

بعد با صد عجز و تسلیم و سلام
یہ کہا حضرت سے اے میرے امام

آپ کو بابا نے بخشا اختیار
آپ کے قبضہ میں ہے یہ سب دیار

اس صحیفہ میں یہی مسطور ہے
جو تمہیں منظور ہے منظور ہے

المعرض حضرت نے سن کر شاد کام
پڑھ کے تسلیمی معنوی روحی تمام

روز جمعہ جا کے با صد احترام
یہ کیا ہر ایک کو ارشاد عام

اب مجھے ارشاد حضرت آچکا
شیخ اعظم کا اشارہ پا چکا

مان لو میری امامت مان لو
نائب اللہ مجھ کو جان لو

یہ ہدایت کر کے شاہِ باصفا
شاہ عالم احمد صابر علار

دل میں کر قصد امامت شاد شاد
جائے آں بے دین امام بد نہاد

با صد آئین خدا اجلاس کرد
پھر ہدایت کی وہیں بار دگر

بولے اے بدقسمتو! دن آج ہے
مسجد سنگین تمہارا تاج ہے

حشر تک تم کو دباتی جائے گی
یہ تمہیں سجین کو پہنچائے گی

اے شریعہ منکر آئین دین
دھنستے جاؤ گے سبھی زیر زمین

اس رئیس شہر سے کہدو کہ آج
میری بیعت سے رہیگا تیرا راج

قاضی تبرک کا نہ مانو تم کہا
یہ نہیں قاضی ہے یہ ہے بد بلا

تم کو دوزخ کو لیے جاتا ہے یہ
زیر ہفتم ارض پہنچاتا ہے یہ

کیا ہوا اس شہر کے سردار کو
دوست سمجھا ہے جو وہ اس مار کو

بچ رہو اس قاضی بے دین سے
دور بھاگو بدترین آئین سے

مانتا جو یہ نہیں حکم الٰہ
یہ تمہارا شہر کرتا ہے تباہ

یہ مجھے ساحر بتاتا ہے شریر
سحر کی باتیں سناتا ہے شریر

سخت بے دین ہے نہایت بدمزاج
کھو چکا سردار اپنے کا ہے راج

ہانک دو اس کو تم اپنے شہر سے
شہر سے کیا بل تمامی دھر سے

قاضی بدکیش نے مارا تمہیں
طبقہ سجین میں گاڑا تمہیں

مت کرو یہ بدسگالی مت کرو
قاضی بے دین کے افسوں مت سنو

جب رئیس کلیری سب آگئے
حضرت شیخ اجل کہنے لگے

شیخ نے مجھ کو دیا ہے اختیار
سارے کلیر پہ بحکم کردگار

لطف میرا چاہتا ہے بار بار
تا آخیر آباد رہوے یہ دیار

طبع قہر آمیز کہتی ہے ہر آن
میٹ صابران شریروں کا نشان

شان میری شان ذوانتقام اللہ دل
موم میرے ہاتھ میں سنگ حدید

قہر میرا جوش میں مت لاؤ تم
جہل سے اپنے ذرا باز آؤ تم

روتے دھوتے جاؤ گے بدغار کو
لقمہ آتش دہان مار کو

قہر درویش است قہر کردگار
راست داند این سخن را ہوشیار

قاضی تبرک ہے امام بدسگال
مت کرو اس کی امامت کا خیال

ہند کا سلطان مجھ کو جان لو
ہندیوں کی جان مجھ کو جان لو

تم امامت کو کرو میری قبول
مت کرو اس بات سے میری ملول

سخت پچھتاؤ گے تا روزِ جزا
قعر کو جاؤ گے تا روزِ جزا

بار بار آتا ہے خبرائیل[1] امین
ہر گھڑی لاتا ہے حکم ذوالمنن

اے علاؤ الدین جناب کردگار
دے چکا تم کو یہاں کا اختیار

یہ زمین ہند تیری ہے مطیع
ہند کیا بل سندھ ہے تیری مطیع

اس زمیں کو حکم کر اے شاہ دیں
بھیج دو بس تا نہیں زیر زمیں

ایک نے مانی نہیں گفتار شاہ
سچ نہ سمجھے نطق گوہر بار شاہ

کوئی سنتا تھا وہ سب بے دین تھے
سب وہاں پر لائق سجین تھے

جب نہ مانا ایک نے کہنا حسن
آگ میں اپنا جلایا تن بدن

آخر الامر اس سخن سے شاہ دین
طیش میں آکر ہوئے چیں بر جبیں

یہ کہا اے بدسگالو شوخ چشم
آچکا اللہ کا تم پر ہے خشم

اپنی اپنی جا پہ تھا بیٹھا بجیل
آخری صف کو گئے شاہ جلیل

جلد آئے خبرائیل پاسبان
یہ کہا آکر کہ اے شاہ جہاں

بھیج دو ان کو تہ ہفتم زمین
ہے یہی اب تم کو حکم ذوالمنن

جب رکوعی حال میں تھے بے حیا
شاہ نے فرمایا کہ مسجد تو بھی آ

جب گئے سجدے میں وہ مردان خام
بے حیا بے دین بے ایمان تمام

شاہ بولے جلد باحکم ودود
تو بھی کر اے مسجد جامع سجود

جب کہا حضرت نے اے مسجد الٹ
گر پڑی بس کہتے ہی حضرت کے جھٹ

تختہ زیریں بہ بالا آ گیا
گرد سے گردوں پہ جالا آ گیا

---

[1] خبرائیل نام فرشتہ کا ہے اور یہ متعلق یا خبیر اخبرنی کے ہے۔

شور ہائے ہائے کا ہر سُو اُٹھا
ہر بشر بولا الٰہی کیا ہُوا

ایک بوڑھیا بھاگ کر بارہ رحیل
بچ گئی ہمراہ فرزند جمیل

کچھ نہ پوچھو اس گھڑی کا ولولہ
تھا زمین ہند میں ایک زلزلہ

زلزلہ ایسا کہ سب حیران تھے
خوف سے گویا تن بے جان تھے

کوئی کہتا تھا یارب کیا ہُوا
آج یہ بھونچال کیوں برپا ہُوا

کوئی کہتا تھا قیامت ہے حسنؔ
ساعتِ ختمِ امامت ہے حسنؔ

کوئی کہتا تھا کہ کیا ہے دہر میں
کوئی غوث و قطب آیا قہر میں

کوئی کہتا تھا خدا جانے یہ کیا
فکر میں آتا نہیں ہے ماجرا

کوئی کہتا تھا غضب کی شان ہے
ہندیوں کے مرگ کا سامان ہے

کوئی کہتا تھا کہ ہے قہرِ خدا
فرشتیوں پر گر پڑا چرخِ دوتا

اس زمانہ کے شناسا ں است
عارفاں کا اعلان حق پرست

یہ لگے کہنے کہ اے مردانِ ہند
اے رئیسانِ زمین چین و سند

یہ جلالِ حضرتِ صابر علی
آج ہے کلیر پہ باحکمِ نبی

قاضیِ کلیر پہ مسجد گر پڑی
اُس کی شامت اس کے سر پر آ پڑی

شاہِ عالم نے بحکمِ ذوالمنن
کلیریوں کو کیا زیرِ زمیں

وہ نہ سمجھے قدرِ مخدومِ فرید
وہ نہ بوجھے شانِ معصومِ فرید

سب گرفتارِ تحیر تھے حسنؔ
اپنی حالت سے تغیر تھے حسنؔ

احوال سب اولیائے ہمعصر کے نزول کیفیت ہوجانے کا اور حضرت مخدوم صاحب کی مزاج پرسی کو حاضر ہونے کا اور آتش قہر سے زمین کلیر کے جلنے کا

مکاتیب حضرات مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ دہم ماہ محرم ۶۵۱ سنہ ہجری روز جمعہ بعد واقعہ الٹ جانے جامع مسجد کلیر کے قریب نماز عصر علیم اللہ احوال حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے پاس سے جب عریضہ اطلاع احوال کا لے کر پاک پٹن شریف میں پہنچے وقت نماز عشا کا قریب تھا۔ دیکھا کہ حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کی خدمت فیض درجت میں حضرات مفصلہ ذیل واسطے شریک ہونے نماز جنازہ حضرت قطب الدین ابوالغیث جمیل یمنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حاضر ہیں کہ انتقال اُن حضرت کا وقت واقعہ جامع مسجد کلیر قبل نماز جمعہ کے حضرت بابا صاحب موصوف کے مکان پر ہوا تھا حاضر ہیں۔ اور سب حضرات حاضرین محفل حضرت بابا صاحب ممدوح سے عرض کر رہے ہیں۔ کہ جب سے واقعہ الٹ جانے جامع مسجد کلیر کا القاء الہام ہیبت التیام ہم سب کے قلب پر ہوا ہے۔ مرتبہ نزول کیفیت باطن کا طاری ہے۔ اور جب تک ذکر حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا گوش اور زبان پر رہتا ہے دل کو چین اور آرام ہوتا ہے ورنہ دل بے قرار ہو جاتا ہے۔ یہ بیان سُن کر جناب شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند نے ارشاد فرمایا

کہ یہ باعث عروج علو العزمی مرتبہ شہنشاہ ہے ولایت بادشاہِ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا ہے آج تمام حضرات اولیاء ہمعصر صاحب خدمت ولایت ہفت اقلیم اور ہر طرح کی کیفیت باطن والوں کو وقت ہونے الہام واقعہ الٹ جانے جامع مسجد کلیر سے مرتبہ نزول کیفیت باطن کا ہو گیا ہے اور تابہ حاضر ہو کر مزاج پرسی کر آنے میرے مخدوم کے کسی کو پایۂ عروج کیفیت باطن کا ہرگز حاصل نہ ہوگا۔ اور اُسی وقت اٹھائیس خلفاء اپنوں کو معرفت ابدال کے طلب فرمالیا۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ علیم اللہ ابدال نے عریضہ لایا ہوا اپنا حضرت بابا صاحب ممدوح کے پیش کیا اور آداب بجا لا کر بیٹھ گئے۔

جناب بابا صاحب موصوف نے ہزاران فرحت و انبساط لفافہ کھول کر عریضہ ملاحظہ فرمایا۔ اور سب خلفاء مع حاضرین محفل سے ارشاد فرمایا کہ علیم اللہ ابدال سے تم سب حضرات احوال گزشتہ کلیر کا مع نقشہ جامع مسجد کے اپنے اپنے مکاتیب میں مفصل تحریر کر لو۔ اور جب مزاج پرسی کو جاؤ تو وہاں کا احوال یہی مشرح تحریر کرنا کہ بذریعہ ان سب تحریروں کے احوال میرے مخدوم کا مِنْ اَوَّلِہٖ اِلٰی اٰخِرِہٖ اس کے خلیفہ کے پاس جمع کیا جاوے گا۔ اور ساڑھے سات سو برس یہ حال مخفی رہے گا۔ اور بعد کو اس سلسلہ صابریہ کا ایک مجدد جو اولاد حضرت امام اعظم ابو حنیفہ سے ہوگا۔ اپنے زمانہ اجتہاد میں اس کو شائع اور مشتہر کرے گا چنانچہ بعد بیان کر دینے احوال گذشتہ کلیر کے علیم اللہ ابدال بعد نماز عشاء وہاں سے روانہ ہوئے اور سب حضرات نے نقشہ جامع مسجد کلیر کا اس طرح اپنے اپنے مکتوبات نطاب میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ بلندی مسجد کی زمین سے فرش نماز تک گیارہ گز اور اکہتر سیڑھیاں اوپر چڑھنے کی تھیں۔ اور ایک دروازہ کلاں اوپر ان سیڑھیوں کے تھا اور اس دروازہ پر ایک نشان نہایت بلند زریں لباس کھڑا کیا ہوا تھا اور فرش مسجد میں سنگ لیشب کے صلے اور مابین مصلوں کے سنگ مقصود کی تحریریں تھیں

اور عرض فرش بیرونی کا سو گز تیرہ گرہ تھا اور طول فرش بیرونی دو سو گز نو گرہ کا تھا۔ اور در محراب دار دالان مسجد کے تیرہ تھے اور عرض فرش درونی کا پچاسی گز تھا۔ اور طول فرش درونی چھیانوے گز تیرہ گرہ کا تھا۔ اور منبر سنگ یشب یاقوت نگار طلائی و مینا کا عرض میں سوا گز اور طول میں تین گز تھا۔ اور گنبد کلاں بالائے بام تین تھے۔ جن پر کلس نقرئی و طلائی مرصع مینا کار چڑھے ہوئے تھے اور گنگورے خورد و کلاں بالائے بام ہر چہار جانب ایک سو پانچ تھے جن پر نقرئی و طلائی مینا کار کلس چڑھے ہوئے تھے اور در و دیوار اندرون مسجد پر بھی نقش و نگار سنگہائے رنگین کے تھے اور ایک حوض درمیان فرش بیرونی میں طولاً سات گز اور عرضاً چار گز کا تھا اور ظروف غسل اور وضو زر سرخ و سفید اور ہر ایک قسم کے سو عدد اور غسلخانہ فرش بیرونی مسجد کے پہلو میں تین تھے اور پتہ و نشان جگہ الٹ جانے مسجد کا بھی مکتوبات نظاب میں تحریر ہے۔ مگر فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب بباعث امتناع کے تحریر نہیں کرتا۔ مگر حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الا رواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مسکن شریف سے مسجد بہت فصل سے تھی کیوں کہ حضرت ممدوح گوشہ شہر میں جلوہ بخش تھے۔ اور مسجد جامع وسط شہر میں واقع تھی اور تاریخ گیارہویں ماہ محرم ۶۵۱ھ ہجری روز شنبہ کو بعد نماز صبح کے حضرت شیخ شاہ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بدر الدین صاحب سجادہ فرید نذاکبر صاحب مکتوب نظاب نقوش فریدی کو بجائے خود اور باقی چھبیس خلفاء۔ اعنی حضرت مولوی بدر الدین اسحاق صاحب خویش جناب بابا صاحب صاحب مکتوب نظاب برہان الولایت اور حضرت شیخ داؤد حمید الصغر صاحب مکتوب نظاب معرفت حق اور حضرت شیخ نور الدین دمشقی صاحب مکتوب نظاب معروف حمید اور حضرت شیخ علی محمد شکر زیر صاحب مکتوب نظاب وحدت سعید اور حضرت شیخ علی غیاث شکر باران صاحب مکتوب نظاب کمال القدرت اور حضرت شیخ علی حسین سیالکوٹی صاحب مکتوب نظاب جمال واحدیت اور حضرت شیخ محمد سراج الدین صاحب مکتوب نظاب

احصار قلب اور حضرت شیخ عارف دہنی دیا صاحب مکتوب نطاب حدود ربی اور
حضرت شیخ جمال اللہ عاشق کابلی صاحب مکتوب نطاب عشر و بیان وحدت اور حضرت
شاہ نجم الدین متوکل برادر حقیقی جناب باباصاحب موصوف صاحب مکتوب نطاب
قصص الوحدت اور حضرت شیخ احمد عارف سیستانی صاحب مکتوب نطاب قیام
احدیت اور حضرت شیخ احمد زکریا سندھی صاحب مکتوب نطاب وامرین ساجد
اور حضرت شیخ صدرالدین دلوانہ جن کو بوجہ کیفیت جذب کے پاک پٹن شریف
میں زین بانوالا کہتے ہیں۔ اور یہ بزرگ حضرت باباصاحب کے تھوک دینے سے
فاضل ہو گئے تھے اور ان کے مکتوب کا نام وحدت العرش ہے اور حضرت سید
محمد مقیم کرمانی صاحب مکتوب نطاب غفران عبدی اور حضرت شیخ شہاب الدین
غزنوی صاحب مکتوب نطاب متجلی واحدیت اور حضرت مولانا احمد فصیح الدین
لکھنوی صاحب مکتوب نطاب دقائق حبیب اور حضرت شیخ حافظ عبداللہ شاہ
صاحب مکتوب نطاب سرور وحدت اور حضرت شیخ نیاز الدین منتخب برادر شیخ
برہان غریب صاحب مکتوب نطاب قول الحبیب اور حضرت شیخ محمد یوسف صاحب
مکتوب نطاب شمشیر قربت اور حضرت برہان الدین صوفی ہالنوی صاحب مکتوب
نطاب حقیقت الباعث۔ اور حضرت محمد جمال الدین بدری صاحب مکتوب نطاب
اکبر الواحدیت اور حضرت محمد شاہ نظام غوری صاحب مکتوب نطاب مصروف الفواد
اور حضرت مولانا محمد نعیم ملتانی صاحب مکتوب نطاب مناقب الوحدت اور حضرت
مولانا علی قادر بہاری صاحب مکتوب نطاب دور رنج حسرت اور حضرت سلیمان
محمد نیشاپوری صاحب مکتوب نطاب اتصال الحبیب اور حضرت شیخ حمید الدین سنگانی
عارف صاحب مکتوب نطاب وحدت باز خدا اور باقی دیگر حضرات حاضرین محفل اعنی
حضرت شیخ ابو محمد بن شیخ صباح صاحب مکتوب نطاب شہرۃ المرغوب اور
حضرت شیخ صدرالدین صاحب مرید حضرت اوحدالدین کرمانی صاحب مکتوب
نطاب سجود الودود اور حضرت شیخ سعد الدین صاحب مرید حضرت شیخ نجم الدین

رازی صاحب مکتوب نطاب ارض الوجوب اور حضرت شیخ نجیب الدین صاحب بن علی برعش
صاحب مکتوب نطاب قطب الافکار اور حضرت شیخ الحسین صاحب بن علی محمد صاحب
مکتوب نطاب مقرون السبحان اور حضرت شاہ شرف الدین عرف عمر بن فارض الحموی
مصنف قصیدہ بردہ صاحب مکتوب نطاب سیف الودود، اور حضرت شاہ ابو اسحاق
مغربی عرف ابراہیم بن علی صاحب مکتوب نطاب رونق الحق اور حضرت شیخ سیف الدین
ماخرزی صاحب مکتوب نطاب اقتدار العزمیت اور حضرت شیخ شمس الدین عرف
محمد بن علی مالک مرید شیخ ابوبکر مجاز مرفوع الاجازت سلسلہ بافیہ تبریزی صاحب
مکتوب نطاب عقیق الوجوب اور حضرت شیخ نور الدین بن عبد الرحمن استقری صاحب
مکتوب نطاب غیور الوحدت اور حضرت شیخ حسن بلغاری صاحب مکتوب نطاب
فاروق الصمد اور حضرت سید علی ہمدانی مصنف اوراد فتحیہ صاحب مکتوب نطاب مراۃ الوجود
اور حضرت شیخ محمود مزدگانی صاحب مکتوب نطاب ابیض الوحدت اور حضرت شیخ حسام الدین
حنبلی صاحب مکتوب نطاب صباح۔ اور حضرت شاہ سلطان الدین صاحب مکتوب
نطاب محبت الحق اور حضرت مولانا جلال الدین رومی صاحب مکتوب نطاب بیاض الوحدت
اور حضرت شیخ فضل الرحمن برادر عموزاد جناب بابا صاحب موصوف صاحب مکتوب
نطاب نظیر الخطیب اور حضرت خواجہ رکن الدین صاحب بن احمد سعید صاحب مکتوب
مکتوب نطاب امیر الوجود۔ اور حضرت شاہ ابو نعیم صاحب بن صدر الدین صاحب مکتوب
نطاب نوم الوجوب کو واسطے مزاج پرسی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد
صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء بمراد شرف اندوزی عروج کیفیت
باطن کے روانہ طرف کلیر کے فرمایا۔ اور بموجب حکم حضرت بابا ممدوح کے اسم اعظم چشتیہ
کو تلاوت کرنا شروع کیا۔ اور علیم اللہ ابدال جو حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب
مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کی خدمت فیض درجت سے احوال گزشتہ
کلیر کا تحریر کرواکر روانہ کلیر کو ہوئے تھے۔ وقت نماز تہجد کے حضرت بادشاہ دوجہاں
مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی خدمت
میں حاضر ہوئے دیکھا کہ حضرت ممدوح ایک جگہ قیام نہیں فرماتے ہیں۔ علیم اللہ نے

آداب بجالا کر احوال جناب شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کی مجلس اقدس کا گزارش کیا۔ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا کہ علیم اللہ اب ہم سے عالم امکان میں کلام مت کیجو۔ کیفیت پہچان کر عالم وجوب میں عرض کر لیا کرنا۔ اور تاریخ بارہویں ماہ محرم ۶۵۱ھ ہجری مرقوم الصدر شب یکشنبہ کو جو عرصہ بارہ پہر حالت عبدیت خاص کا تمام ہوا۔ وقت نماز تہجد کا تھا اس عرصہ میں مخلوق کلیر کی حضرت ممدوح کو ڈھونڈتی رہی۔ مگر کسی شخص نے اس قدر عرصہ تک حضرت موصوف کو کہیں نہیں پایا جب حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی کیفیت باطن نے حالت عبدیت خاص سے تجاوز فرمایا۔ اس وقت حضرت ممدوح مکان مسماۃ گلزادی پر تشریف لائے۔ اور جس جگہ اب مزار مقدس حضرت موصوف کا ہے یہ جگہ روز اول سے پسند خاطر فیض مآثر تھی کھڑے ہوئے علیم اللہ ابدال دست بستہ پس پشت مبارک کے حاضر تھے۔ اس عرصہ میں درخت گولر اور ایک فاختہ آشیانہ دار درخت گولر نے کہ وہ درخت گولر اب بھی بارگاہ عرش پناہ میں موجود اور ایک قطعہ زمین نے کہ جائے اقامت حضرت موصوف سے سات قدم غرب کو اور سترہ قدم شرق کو اور انیس قدم شمال کو اور اکیس قدم جنوب کو تھی اور ایک قطعہ مزار جس میں سید امام الدین صاحب جو اولاد حضرت غوث پاک قطب عالم سے مرید حضرت خواجہ غریب نواز سے ہنگام فتح کلیر شہید ہو کر دفن ہوئے تھے واسطے محفوظ رہنے کے آتش قہر سے سائل ہوئے۔ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا کہ چار دل آتش قہر سے محفوظ رہو گے۔ یہ وعدہ فرما کر حضرت موصوف نے رو بہ قبلہ اور پشت طرف شرق کے فرمائے ہوئے قریب درخت گولر کے آکر اقامت فرمائی اور علیم اللہ ابدال درخت گولر سے سینہ لگا کر اور حضرت ممدوح کی جانب منہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب

ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے درخت گولر سے پشت مبارک لگا کر دست
چپ سے ڈالی درخت گولر کی پکڑلی۔ اور دست راست کی انگشت شہادت بیٹھی
بند کر کے علم کر لی۔ اور ہاتھ برابر قلب کے لا کر نگاہ جانب آسمان کے فرمائی۔ تھوڑے
عرصہ تک اسی طرح کھڑے ہوئے استغراق میں رہے جب کیفیت تمام وکمال
غالب ہو گئی یک بیک بے اختیار دونوں ہاتھ نیچے کو آ گئے اور نگاہ مبارک جانب
آسمان سے آنکھیں بند ہو کر علیحدہ ہوئے اور اسی حال میں حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم
علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء درخت گولر سے جانب
غرب کے تشریف لے گئے اور جائے اقامت پر کہ جہاں اب مزار مقدس ہے
جا کر کھڑے ہوئے تھوڑی دیر ٹھہر کر آنکھیں کھولیں جونہی نگاہ قہر آمیز زمین پر پڑی
جائے اقامت سے سات قدم کے فاصلہ پر آتش قہر کی اندرون زمین کے نکلی اور
قطعات زمین اور درخت گولر اور فاختہ مذکورہ کو چھوڑ کر چہار طرف ہر ایک شے کو
جلاتی ہوئے بہت جلد حد بارہ کوس پر پہنچ گئی۔ پھر آسمان پر شعلہ آتش قہر کے جانے
لگے۔ بمجرد مشتعل ہونے آتش قہر کے یک لخت تمام مخلوق کلیر اور کل مکانات اور
حیوانات اور درخت وغیرہ جل کر خاکستر ہوئے۔ فرصت ایک دم لینے کی کسی کو
نہ ملی۔

اور حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح
سلطان الاولیاء اسی طرح رو بقبلہ پس پشت ہٹتے ہوئے پاس درخت گولر کے تشریف
لے آئے اور بدستور مرقومہ بالا کھڑے ہو کر نگاہ جانب آسمان کے فرمائی اور چار سانس
لینے کے بعد پھر اسی طرح جائے اقامت پر تشریف لے گئے۔ اور نگاہ قہر آلود زمین
پر ڈالی۔ اسی طرح آگ زمین سے نکل کر جائے محفوظ کو چھوڑ کر حد بارہ کوس میں چار طرف
جلاتی ہوئی چلی گئی اور پھر شعلے آسمان کو جانے لگے اور حضرت ممدوح اسی طرح متصل
درخت گولر کے آ کھڑے ہوئے علی ھذا القیاس شبانہ روز میں چھ ہزار مرتبہ
بفاصلہ چار چار سانس کے اسی طرح آگ قہر کی زمین سے نکلتی تھی اور بارہ کوس کے حد

میں چہار طرف زمین کو جلاتی تھی اور شعلے آسمان کو بلند ہوتے تھے اسی طرح چہار روز کامل بلاکم وبیش یہی حال رہا۔ اور بتاریخ پندرہویں ماہ محرم ۶۵۱ھ ہجری مذکور الصدر روز چہار شنبہ کو وقت نماز عصر کے حضرات خلفائے جناب بابا صاحب موصوف و حاضرین محفل حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کے قریب حدبارہ کوس زمین سوختہ کے آپہونچی جب حضرات موصوف الصدر نے زمین حدبارہ کوس کو مثل تنور کے گرم پایا۔ اور کسی کو پاؤں رکھنے کی تاب نہ آئی سب حضرات ممدوح الصدر بموجب ہدایت حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کے نام حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا آواز بلند پڑھنے لگے۔ تھوڑے عرصہ میں ان سب حضرات کے قلب پر القا ہوا کہ تم سب لوگ جانب شرق کے منہ کرکے یہاں آؤ سب حضرات نے بموجب القاء الہام باطن کے منہ طرف شرق کے کرکے زمین سوختہ حدبارہ کوس میں پاؤں رکھا۔ بمجرد پاؤں رکھنے کے سب حضرات کے پاؤں پر آبلے پڑ گئے اور سب حضرات الغیاث الغیاث پکارنے لگے اس عرصہ میں علیم اللہ ابدال پاس حضرت موصوف الصدر آپہنچے اور کہنے لگے کہ تم نے پاؤں جانب شمال کے رکھا تھا۔ اس باعث سے آتش قہر نے جلایا۔ اب تم سب حضرات میرے ساتھ چلو۔ اور آنکھیں بند کرلو۔ اور نام حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا تلاوت کرتے رہو۔ چنانچہ چند عرصہ میں سب حضرات قریب نماز مغرب کے زیر درخت گولر پس پشت حضرت موصوف کے پہنچ گئے۔ دیکھا کہ چہرہ مبارک حضرت ممدوح کا جانب آسمان کے ہے ایک ساعت کامل نگاہ آسمان پر رہی بعد ایک ساعت کے بدستور مرقومہ بالا جائے اقامت پر پہنچ کر نگاہ قہر آلود زمین پر ڈالی۔ سوائے جائے محفوظ کے اور سب زمین مثل شمع کے روشن ہوکر جلتی ہوئی حدبارہ کوس پر جا پہنچی۔ اور شعلہ آسمان پر جانے لگے اور آواز مثل گرجنے رعد کے بلند ہوا۔

حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح

سلطان الاولیاء بدستور مسطورہ بالا متصل درخت گولر کے تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا
یَا هُوَ یَا مَنْ هُوَ یَا مَنْ لَیْسَ لَهُ هُوَ اِلَّا هُوَ اور پھر فرمایا۔ لَآ لَآ لَآ
اس وقت علیم اللہ ابدال نے پس پشت مبارک سے عالم وجوب میں عرض کی کہ سب حضرات
خلفاء اور حاضرین مجلس اقدس جناب شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین
قطب عالم اغیاث ہند کے حضور انور کی مزاج پرسی کو حاضر ہوئے ہیں حضرت ممدوح نے
باواز فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یَا حَقُّ اور پھر فرمایا لَآ لَآ لَآ۔ اور نظر مبارک جانب آسمان
کے فرمائی۔ یہ کلمات سن کر علیم اللہ ابدال نے سب حضرات کی خدمت میں گزارش کیا کہ اب
میدان سے تشریف لے چلئے۔ میں آپ کو حد بارہ کوس پر پہنچا دوں۔ اور سب حضرات شرفیاتہ
عروج کیفیت باطن کو اپنے ہمراہ لے کر پس پشت مبارک سے بطور مرقومہ بالا روانہ
ہوئے۔ اور عرصہ ایک ساعت میں حد بارہ کوس سے باہر پہنچا کر واپس آ گئے اور یہ
سب حضرات زمین سوختہ سے تھوڑے فاصلہ پر ٹھہر گئے۔ نماز عشاء سے فارغ ہو
کر باہم دگر حصول شرف پایہ عروج کیفیت باطن کے فرحت و انبساط میں شکرانہ ادا کرتے
ہوئے روانہ ہوا چاہتے تھے کہ ابدال جانب ملک طوس آ رہا ہے اور اس کے
ہمراہ بہت سارے جن اقسام اقسام کا کھانا لیے ہوئے ہیں۔ ابدال نے ان سب
حضرات کی خدمت میں گزارش کیا کہ ابھی تشریف لے جانے میں توقف فرمائیے۔
جب ابدال موصوف سب حضرات سے ملاقی ہوئے۔ دریافت کیا کہ احوال حضرت
بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء
کا جو کچھ آپ ملاحظہ کر آئے ہیں بیان کیجئے۔ اور علیم اللہ ابدال کی خیریت سے بھی
مسرور فرمائیے۔ حضرات موصوف الصدر نے سب احوال بیان کیا بعد دریافت احوال
ابدال ممدوح نے سب حضرات کو طرح طرح کا کھانا کھلایا اور گزارش کیا کہ جناب
شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کی خدمت
فیض درجت میں میری جانب سے عرض کر دینا کہ جمال الدین ابدال نے تسلیمات
عرض کی ہے اور گزارش کیا ہے کہ میں آج سے مع یکصد نفر قوم اجنا کے جن کے نام یہ ہیں

اسمار اجنہ

(۱) قرقون (۲) قرذون (۳) مرلون (۴) وضغون (۵) طفتون (۶) ضحارون (۷) باغرون (۸) قطمون (۹) جغدرون (۱۰) ستلغون (۱۱) فقمون (۱۲) غادرون (۱۳) طقمون (۱۴) برشاغ (۱۵) مغدایہ (۱۶) طغماث (۱۷) طغماشی (۱۸) غوق (۱۹) شغدی (۲۰) راغی (۲۱) غطوی (۲۲) شوغور (۲۳) درقور (۲۴) عغدر (۲۵) موتش (۲۶) فردجش (۲۷) صفرش (۲۸) لطفاش (۲۹) خرضغ (۳۰) بدغورا (۳۱) نطرون (۳۲) فقبون (۳۳) مومق (۳۴) قغواد (۳۵) باغورا (۳۶) مموارض (۳۷) جنغورا (۳۸) خنقوق (۳۹) رفقوط (۴۰) قشغومہ (۴۱) صمون (۴۲) مغان (۴۳) ناضرجون (۴۴) الغقون (۴۵) طورش (۴۶) قاطش (۴۷) میاخغ (۴۸) غرضغ (۴۹) سغفاج (۵۰) عومش (۵۱) گگغون (۵۲) لمغوش (۵۳) سوغط (۵۴) بدلغوش (۵۵) فمغوش (۵۶) مولبغام (۵۷) غغوش (۵۸) قرجش (۵۹) جوسش (۶۰) فافون (۶۱) قغروغ (۶۲) نصرت (۶۳) سراغ (۶۴) اغموش (۶۵) جبرقون (۶۶) ماغش (۶۷) قومولط (۶۸) سلجون (۶۹) مضاجش (۷۰) طلغوش (۷۱) طماغ (۷۲) وغفورش (۷۳) لغیاش (۷۴) قعرفش (۷۵) لغلوش (۷۶) قمراش (۷۷) رقمش (۷۸) بجاعش (۷۹) برنجغ (۸۰) لغنوش (۸۱) درعوش (۸۲) زورغش (۸۳) تغبوش (۸۴) حجش (۸۵) حجمورغ (۸۶) فغلق اوج (۸۷) فتاجش (۸۸) غواقط (۸۹) قمبورش (۹۰) شبورغشی (۹۱) جرفوش (۹۲) سغافش (۹۳) غاروت (۹۴) عقاجش (۹۵) جمغ غوش (۹۶) فضغوم (۹۷) غنیداق (۹۸) فقعارض (۹۹) بالعذم (۱۰۰) غفرلغش۔

حضرت شاہ عبدالرشید صاحب شمالی فرزند حضرت محمد حنیف صاحب علوی صاحب کیفیت ولایت روح جذبیہ کے حکم سے واسطے خدمت گزاری حضرات مہمانان کے مقرر ہوا ہوں۔ جو صاحب حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم

علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی مزاج پرسی
کو تشریف لائیں گے میں ان کی خدمت بجا لاؤں گا۔ اور کھانا کھلایا کروں گا
حضور بھی میرے حال مددگار رہیں کہ آتش قہر سے مع جنات کے محفوظ رہوں۔
سب حضرات ممدوح الصدر نے ارشاد فرمایا کہ تم نام حضرت بادشاہ دوجہاں
مخدوم علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا تلاوت کرتے رہو
جمال الدین ابدال نے عرض کیا کہ بغیر اجازت نام مبارک کس طرح تلاوت کر سکتا
ہوں۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ علیم اللہ ابدال بھی اس مجمع میں آ پہنچے اور جمال الدین
ابدال سے ملاقی ہو کر کہنے لگے کہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد
صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم اور تمہارے
ساتھ کے جن بھائی نام تلاوت کریں کسی کو آتش قہر کی تکلیف نہیں دے گی اور
اپنے ہمراہی جنات کو ممانعت کر دو۔ کہ نادانستہ زمین سوختہ صد بارہ کوس میں قدم
نہ رکھیں کہ سوختہ نہ ہو جائیں۔ یہ کلام سنا کر علیم اللہ ابدال واپس گئے۔ اور یہ سب حضرات
جمال الدین ابدال سے رخصت ہو کر پاک پٹن شریف کو روانہ ہو گئے۔

اشعار آبدار مؤلف

ہے روایت یہ کہ وہ مسجد خراب
جس میں تھے وہ مردماں پر عذاب

اس قدر تھے وہ بانداز شمار
جس میں بچتے تھے معلے دس ہزار

جس گھڑی وہ ہو گئی زیر زمین
یہ خبر پہنچی ہند و سندھ و چین

شہر نار قہر سے جلنے لگا
زلزلہ سو پنچال کا چلنے لگا

چند فرسخ آگ بالا ہو گئی
خاک یکسر مثل تانبہ ہو گئی

اس گھڑی مخدوم سے مانگی پناہ
فاختہ گولر زمینوں نے پناہ

نار قہری سے بچے چاروں بحال
دیکھتے تھے شاہ عالم کا جلال

حضرت مخدوم کا پڑھتے تھے نام
اس وظیفہ سے بچے تھے لاکلام

سالکان پاک ہمعصر فرید
خدمت صابر میں آئے بہر دید

جب وہ آئے حد بارہ کوس پر
تھم گئے دشت سے سر پر ہاتھ دھر

ہو گئے حیران اُس آتش سے سب
نام پڑھتے تھے بوضع خوش ادب

یہ لگے کہنے کہ اے شاہِ زماں
اے امیر کون اے شاہ جہاں

کس طرح ہم آپ کی جانب کو آئیں
کون سی صورت سے ہم پاؤں بڑھائیں

آئے ہیں با حکم بابا جیو شتاب
از برائے پرسش حال جناب

حکم جو فرمائیے لائیں بجا
جائیں واپس یا کھڑے رہویں بجا

بعد دیری غیب سے آئی صدا
یہ صدا یہ بانگ یہ خوشتر ندا

جس گھڑی حضرت کی جانب جاؤ گے
آتش قہری سے سب جل جاؤ گے

ہاں اگر دیدار حضرت کا ہے شوق
پائے بوس شاہ کا رکھتے ہو ذوق

شرق کی جانب کو پیر اپنا رکھو
اسم اعظم شاہ کا ہر دم پڑھو

سُن کے یہ آواز غیبی ایک ایک
بر طریق عجز و بر انداز نیک

جانب حضرت کیا سب نے خرام
تھر تھرائے کانپتے با عجز تام

تھا جو خدمت میں وہ اقبالی بکار
لے گیا ہمراہ با صد افتخار

جب ہوئے نزدیک حضرت شاہ کے
اس شہ راز خدا آگاہ کے

دیکھتے ہی صورت شانِ جلال
ہو گئے تصویر وش بے قیل و قال

آتش قہری بھڑکتی تھی وہاں
تیغ مخدومی چمکتی تھی وہاں

اکثری مخدوم کا تھا یہ کلام
ہُو و یا من ہُو و یا ہُو ہُو مدام

گاہ حق حق گاہ ہُو ہُو ورد تھا
گاہ یا من او و او او ورد تھا

گاہ در سرمستی حال جلال
لا الٰہ لا اللہ حسب حال

گاہ لا لا لا و لا لا کی صدا
تھی جناب شاہ کی سیف صفا

گاہ تھے سیاح دریائے شہود
گاہ تھے سیاح بیدائے وجود

گہ ہویت کی سرا میں اے حسنؔ
منزل عین البقا میں اے حسنؔ

پھر علیم اللہ نے فرصت کو پا
خوف سے ڈر سے اشارہ سے کہا

پاس سے حضرت فرید الدین کے
آئے ہیں خدمت میں شاہ دین کے

واسطے پرسش مزاج پاک کے
بادشاہ ہفت ارض و ہفت افلاک کے

ان کو بھیجا ہے فرید پاک نے
حضرت بابا وحید پاک نے

شاہ نے الحمد للہ کہہ دیا
اور پھر لا الٰہ الا حق حق کو پڑھا

الغرض یہ سب پس از دیدار شاہ
آتش قہار سے پاکر پناہ

جب کہ پہنچے حد بارہ کوس پر
وہ گروہ عارفان باخبر

ایک ابدال از ریاست گاہ طوس
سرگروہ جنیاں طوس و روس

کثرت جنات سے آیا وہاں
اور خدمت وہ بجا لایا بجاں

پھر جمال الدین نے یہ پوچھا سوال
کہہ دو مجھ سے اس شہ عالی کا حال

خدمتی بندہ علیم اللہ جو تھا
آتش قہار سے وہ بھی بچا

سب لگے کہنے کہ ہاں پڑھتا ہے نام
پیٹھ کے پیچھے اسے بخشا مقام

ہم سبھوں کو اس نے با آداب تام
اسم حضرت سے بچایا لاکلام

گر نہ پڑھتے نام حضرت ہم فریق
نار سے بے شبہ ہو جاتے حریق

حال حضرت دیکھ کر حیران تھے
ہیبت حضرت سے ہم بے جان ہوئے

جب اجازت دی علیم اللہ نے
اس خدامت کار حق آگاہ نے

وہ جمال الدین ابدالی بکار
وہ گروہ جنیہ کا فوج دار

نام حضرت کا وظیفہ خواں ہوا
صاحب کیفیت عرفاں ہوا

فرد فرد جن بھی پڑھتے تھے وہ نام
ہر گھڑی ہر لحظہ ہر دم صبح و شام

خدمت بابا میں جب پہنچے تمام
گنج شکر کو کیا سب نے سلام

گنج شکر نے کیا سب سے سوال
کچھ کہو میرے علاؤ الدین کا حال

آپ کے باعث سے اے بابا فرید
ہاں ہوا حاصل ہمیں اس شہ کا دید

حضرت مخدوم کی شان جلال
تھی تجلی بخش بر وضع کمال

ہر طرف روشن ہوئی وہ نارِ قہر
وہ چمکتی تیغ آتش بار قہر

اُس بھڑکتی آتشِ جبار میں
ہم رہے محفوظ اس دربار میں

ایک جمال الدین ابدالی نگار
خدمت مہماں نوازی میں تیار

گرم خدمت صابری دربار ہے
حضرت صابر کا خدمت گار ہے

نام پڑھتا ہے وہ ہر دم شاہ کا
اس خدا آگاہ شہنشاہ کا

نام حضرت کا پڑھے گا جو حسنؔ
کب اسے چھیڑے گی آفاتِ زمن

احوال خلفا اور حاضرین مجلس جناب باباصاحب کا حضرت مخدوم صاحب سے بمقام کلیر شرفیاب ملازمت ہوکر حضرت باباصاحب کی خدمت میں آنیکا اور پیش خبری مندرجہ مکتوبات نطاب کربت الوحدت اور احدیت المعارف سے مطلع ہونے کا

حضرت سید نظام الدین بدایونی اپنے مکتوب نطاب مقناطیس الوحدت میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ بتاریخ اکیسویں ماہ محرم ۶۵۱ھ ہجری روز سہ شنبہ وقت نماز ظہر کے کل حضرات موصوفہ بالا شرفیاب حصول کیفیت عروج باطن ہوکر چھ روز کے بعد حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر باباصاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے قدم بوس ہوکر احوال معائنہ کیا ہوا گزارش کیا حضرت باباصاحب ممدوح نے سن کر دو رکعت نماز شکرانہ ادا فرمائی۔ اور الحمد للہ فرماکر ستر بار یا ھادی تلاوت کیا۔ اور سب حضرات سے بتاکید ارشاد فرمایا کہ احوال دیدہ و شنیدہ و معائنہ کیا ہوا اپنے اپنے مکاتیب نطاب میں قلم بند کریو جب مخدوم میرے کو مرتبہ سلوک کا حاصل ہوگا۔ یہ سب احوال مندرجہ مکتوبات نطاب اس کے خلیفہ کے سپرد کیا جائے گا۔ اور ساڑھے سات سو برس تک یہ حال مکتوبات نطاب میں مخفی و پوشیدہ رہے گا۔ بعد انقضائے مدت مذکورہ ہمارے اس سلسلہ کا ایک مجدد وقت اپنی کیفیت عروج باطن میں جو اولاد امام اعظم ابوحنیفہ سراج امت

رحمۃ اللہ علیہ سے ہوگا۔ اس احوال مخفی کو بحکم الہام باطن ظاہر کرے گا۔ بعدہٗ سب حضرات اعنی خلفاء و حضار مجلس جناب بابا صاحب نے حضرت بابا صاحب سے عرض کیا کہ حضرت زمین کلیر پر اس قدر قہر الٰہی کے نازل ہونے کا کیا سبب تھا۔ حضرت بابا صاحب موصوف نے سن کر مجھ سے فرمایا کہ نظام الدین بابا ان حضرات کو مکتوب نطاب احدیت المعارف تصنیف حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر رحمۃ اللہ علیہ اور مکتوب نطاب کربت الوحدت تصنیف حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ معائنہ کرادو کہ یہ حضرات اس پیش خبری کو دیکھ کر تسکین حاصل کریں۔ اور اس بیان عجیبہ کو بھی اپنے اپنے مکاتیب نطاب میں قلم بند کرلیں۔

چنانچہ بموجب ہدایت حضرت بابا صاحب کے میں نے اوّل مکتوب نطاب کربت الوحدت معائنہ کرایا جس میں حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ پیش خبری تحریر فرمائی تھی کہ مخدوم علی احمد صابر کا ہند میں قریب ۵۹۲ھ ہجری کے ظہور ہوگا اور پرورش پاکر طریق چشتیہ میں خلافت حاصل کرکے بت پرستوں کے شہر میں قائم ہوجائے گا۔ اور اس کے قہر سے وہ ساری زمین جل کر خاک سیاہ ہوجائے گی۔ اور پھر انتقال کے بعد قریب ۶۹۰ھ ہجری سے اس کا جسم دو پتھروں کے درمیان میں قائم رہے گا جو صاحب نطاب قاری حرز مرتضوی قیومی روحی کا ایک معجزہ ہوگا اور حضرت عزیر علیہ السلام کے معجزہ کے بدل میں یہ کرامت عزیزی شمار کی جائے گی۔ جس کے بارہ میں حضرت سردار انبیاء شہنشاہ دوسرا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرماچکے ہیں۔ اس فرمان عالی کو حضرت بندگی عبدالقدوس گنگوہی قطب عالم ہنگام دفینہ حضرت مخدوم صاحب بالتفصیل ظاہر کریں گے۔ اور مخدوم علی احمد صابر کا دفینہ قریب ۷۰۰ھ ہجری کے ایک علوالعزم والمرتبہ مجدد زمانہ خاندان صابر چشتیہ کے دست حق پرست سے جو اولاد میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ سراج امت سے ہوگا عمل میں آئے گا۔ اور حال مخدوم علی احمد صابر

کا ہمارے زمانہ سے عرصہ بعد نو سو برس کے بعد کیفیت ظہور باطن میں ایک مجدد وقت اسی سلسلہ صابریہ کا کہ وہ بھی اولاد حضرت امام اعظم ابو حنیفہ سراج اُمّت سے ہوگا اس راز مخفی کو افشا کرے گا۔ اور وہ زمانہ قریب حضرت امام مہدی علیہ السّلام کے ہونے والا ہے۔ اور اس احوال راز مخفی کے افشا کرنے کا کیفیت ظہور باطن میں سبب یہ ہوگا کہ منکروں کی ظاہر و باطن سے سرکوبی ہو۔ اور اسلام کی ترقی پائے اور طرح طرح کے فتنے ہفت اقلیم میں ظہور میں آویں گے۔ اور سنہ ۱۳۰۰ ہجری کے بعد آغاز سنہ ۱۴۰۰ ہجری سے یہ یہ امر بطون سے مرتبہ ظہور میں آویں گے۔ اور عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ کو اس کا علم آتا رہے گا۔ اور سوائے اس کے اور مقلدین اس کے کوئی اس کا علیم نہ ہوگا۔ اور اقطاب اور اغیاث تمام روئے زمین کے آغاز سنہ ۱۴۰۰ ہجری میں مشترک قہر اور رحم کے ہوں گے اور روئے زمین پر ابدال نزول بہت کم کریں گے اور تمام عالم کے دنیاداروں کو نقیب، اور نجیب اور اخیار بد دعا کریں گے اور دنیاداروں کے ایمان سلب ہو جاویں گے۔ مگر وہ دنیادار جو عارف مرفوع سے واسطہ رکھتے ہوں گے۔

اور شغل نوری میں شبانہ روز باجازت شیخ کامل مصروف ہوں گے۔ سلب ایمان سے ایمن و محفوظ رہیں گے۔ اور اس کی حکومت ستارہ عطارد و مریخ سے جاری ہوا کرے گی، کہ وہ ستارے متعلق غوث قہری اور رحم مشتری قطب کے ہے اور قریب ہے سنہ ۱۴۰۰ ہجری کے وسط میں حسد کثرت سے ظہور پکڑے۔ اور بعض بھی بکثرت ہو اور گناہ کبیرہ بہت اور صغیرہ کم وقوع میں آویں۔ اور اس زمانہ کے عارف صاحب مجاز بھی کذب گوئی میں بکثرت مشغول رہیں اور مثالیں عارفوں کی خفیف و ضعیف ہوں گی اور شیخ وقتان کے ان کو ہرگز ہرگز نہیں سمجھیں گے۔ ہاں اگر مرفوع الاجازت فقیر کے روبرو عین اور غیر جو مثال ظاہر کریں گے۔ اور وہ از روئے قوت باطن اوس کو سمجھیں گے اور جواب تسکین آمیز دیں گے۔ اور فقرائے غیر مرفوع کی نوبت یہاں تک ہوگی کہ بموجب قول مبارک حضرت مخبر صادق صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم دنیا کو بجائے دین اختیار کریں گے۔ فقط

بعدہٗ حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نطاب احدیت المعارف تصنیف حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر رحمۃ اللہ علیہ معائنہ کرایا جس میں حضرت خواجہ غریب نواز موصوف ترقیم فرماتے ہیں کہ کمال احمد بغدادی ابدال درجہ دویم میری خدمت میں معین تھا۔ بتاریخ سترھویں ماہ محرم سنہ ۶۰۴ ہجری کو بروز جمعہ بعد نماز اس نے مجھ کو آکر خبر دی کہ میں آج جانب شمال اوپر خدمت کے گیا تھا۔ اثنائے راہ میں نہایت عظیم الشان بت خانہ دیکھنے میں آیا کہ تمام ہندوستان میں ایسا بت خانہ نہ ہوگا۔ اور اس میں سونے چاندی کے بت مرصع بجواہرات بکثرت ہیں اور کفر کی نہایت شدت ہے۔ اور اسی ہزار ناقوس پھونکے جاتے ہیں۔ اور مسلمان کا وہاں نام نہیں ہے امیدوار ہوں کہ وہاں کا کفر توڑا جائے اور کفار قتل کیے جاویں۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں کہ میں نے ابدال موصوف سے یہ خبر سن کر اسی وقت ایک خط مشتمل بر ہدایت ترویج اسلام سلطان قطب الدین بن غلام سلطان شہاب الدین غوری والئی دہلی کو بدست سید امام الدین مرید اپنے کو بہمراہی نظام محمود ابدال کے دہلی کو روانہ کیا۔ سید موصوف مع ابدال مذکور اسم اعظم چشتیہ روحی تلاوت کرتے ہوئے بتاریخ انیسویں ماہ محرم سنہ ۶۰۴ ہجری بروز یکشنبہ وقت نماز فجر کے شاہ دہلی کی خدمت میں پہنچے۔ بادشاہ بہ تعظیم ان سے پیش آیا۔ اور میرے خط کو دست بستہ کھڑے ہو کر سنا اور تین تعظیمی سجدے شکریہ میں بجانب اجمیر شریف ادا کیے۔ اور اسی وقت سے تعمیل حکم میں مصروف ہو گیا۔ اور قیام الدین عرف ذموان صوبہ شمالی کو طلب کر کے حکم دیا کہ دو دستہ سواران جرار اور تین دستہ پیادے اور چار دستہ شتر سوار زنبورکون کے ہمراہ لیجا کر کفار اور بت پرستوں کو جہنم واصل کرو اور بت خانہ کی جگہ اسی بنا پر جامع مسجد قائم ہو جائے اور سونے چاندی کے بتوں کے آفتابے وضو کے واسطے تیار ہو جائیں۔ اور کوئی فاضل عربی یا رومی وہاں مقرر کیا جاوے۔ اور تمام علاقہ مع ہردوار گدھی پگ معاف کیا تم جاؤ۔ اور وہاں اسلام

قائم کرو اور بفر فرمانی ہم کو اطلاع دو۔ یہ حکم سُن کر قیام الدین عرف ذوالمن صوبہ شمالی نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ جہاں پناہ سپہ سالار لشکر شاہی کون سا سردار مقرر کیا جائے بادشاہ نے کہا کہ سید امام الدین کو جو سید شہاب الدین بن حضرت شاہ عبدالرزاق صاحب صاحبزادہ دوم حضرت غوث پاک قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ اور مرید حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر کے ہیں ان کو سپہ سالار مقرر کرو۔ چنانچہ حسب الحکم بادشاہ موصوف سید امام الدین صاحب ممدوح مع افواج مذکور کلیر کو روانہ ہوئے اور بادشاہ نے بکمال حقیقت ایک عرضی بمضمون روانگی فوج مع تمامی کیفیت متعلقہ اُس کے فقیر کو ارسال کی اور میں اس احوال کو سُن کر نہایت خوش ہوا۔ اور شکر حق بجا و تعالےٰ ادا کیا۔ اُدھر عرصہ دس روز میں بروز دوشنبہ نماز ظہر کے قریب فوج سلطانی نے بمقام ڈونگر پور ڈاکی جو کلیر سے قریب تھا پہنچ کر مکان جنگ سے اپنے تئیں آراستہ کیا۔ دوسرے دن بروز سہ شنبہ وقت عصر بعد نماز کے افواج شاہی نے شہر پر حملہ کیا۔ داخل شہر ہو کر جس نے اطاعت کی اور اسلام قبول کیا اس کو امن دی۔ اور جس نے اسلام سے منحرف ہو کر مقابلہ کیا اس کو تہ تیغ بیدریغ کیا پانچ روز معرکہ جدال و قتال گرم رہا۔ اس ہنگامہ میں بہت سے کفار قتل ہوئے اور اکثر ان میں جو قریب تھا زار ہو گئے۔ اور ایک لاکھ دو ہزار مرد زن و بچہ مشرف باسلام ہو کر مصئون و مامون رہے۔ اور باطمینان ان کو بود و باش کی اجازت دی گئی۔ اور اس عظیم الشان بُت خانہ پر قبضہ کر کے اس کی عمارتوں کو توڑ کر صرف چار دیواری قائم رکھی۔ اور فرش سنگ یشب کو پلٹ کر جامع مسجد قرار دیا۔ اور بہت سا خزانہ کفار خازیان اسلام کے قبضہ قدرت میں آیا اور ہنگام مرور فوج ایک سردار بنسی رام نام سورج پرست نے جو ایک بلند برج میں پوشیدہ تھا۔ اس ظالم خونخوار نے حضرت سید امام الدین صاحب سپہ سالار لشکر سلطانی کے ایک تیر ایسا تاک کر مارا کہ وہ ان کے قلب پر لگا تیر کھاتے ہی آپ اللہ اللہ کہہ کر گھوڑے سے گر گئے اور وہیں جام شہادت نوش کیا۔

ذموان صوبہ مذکور نے یہ واقعہ دیکھ کر اس کافر کو گرفتار کر کے اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ اور حضرت موصوف کے ایک بیک شہادت پر کمال متاسف ہوا اور اسی برج میں آپ کو دفن کر کے مقبرہ بنوا دیا[1] جو اب تک موجود ہے۔

ان تمام واقعات سے بالتفصیل ذموان صوبہ نے بذریعہ عرضداشت سلطان قطب الدین والئی دہلی کو مطلع کیا۔ اور نیز تحریر کیا کہ یہاں کفرستان تھا۔ اب خدا نے اسلام قائم کیا۔ تعلیم و تلقین دین کے واسطے چند علماء کی ضرورت ہے۔

سلطان قطب الدین والئی دہلی نے بغور ملاحظہ عرضداشت علمائے اہل دہلی سے مولوی نظام احمد بدخشانی اور مولوی اظہار شیخ رومی۔ اور مولوی فرخندہ بینی عربی اور مولوی محمد اسحاق شامی۔ اور مولوی نیاز اللہ کریم ایرانی۔ اور قاضی احمد درانی۔ اور قاضی بہادر علی ترکستانی اور قاضی بیاض احمد بلخی۔ اور قاضی محمد احمد اصفہانی۔ اور قاضی بشیر الدین بخاری۔ اور قاضی ترک کوفی۔ اور شاہ احمد کبیر سندھی۔ اور شاہ برہان احمد سورتی۔ اور شاہ سبحان غزنوی۔ اور شاہ کریم احمد بغدادی۔ اور مرزا مراد بیگ مغل۔ اور مرزا نثار محمد مغل۔ اور مرزا محمد نعیم مغل۔ اور سلیمان احمد مغل۔ انیس[19] فاضلوں کو ذموان رئیس کلیر کے پاس بھیجا اور وہی عرضداشت بجنسہٖ مع اسمائے علماء سلطان نے اس فقیر کے ملاحظہ کو ارسال کی۔ فقیر فتح اسلام کو سن کر خوش ہوا۔ لیکن سید امام الدین کے شہید ہونے پر مرتبہ اعتبارات میں کہ وہ میرا مرید اور اولاد اخی مکرم حضرت غوث پاک قطب عالم سے تھا افسوس ہوا۔ مگر آنچہ رضائے مولا از ہمہ اولیٰ۔ حضرت خواجہ غریب نواز موصوف اپنے مکتوب بنام احدیت المعارف میں تحریر فرماتے ہیں۔

کہ جس وقت کلیر فتح ہونے کے احوال سے فقیر مطلع ہوا۔ اسی وقت یہ بیان میں نے اپنے مکتوب بنام میں قلم بند کر لیا۔ اور قطب الدین کو بھی ہدایت کی کہ تم

---

[1] پیرانِ کلیر شریف میں جو امام صاحب کا مزار مشہور ہے اُن کا صرف اس قدر بیان صحیح ہے جو حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب میں قلم بند ہے۔ اس کے علاوہ جو لوگ مشہور کرتے ہیں وہ افواہ ہے۔ قابل اعتبار نہیں ہے ۱۲۔

بھی اس حال کو اپنی کتاب باطنی میں مندرج کرلو۔ بموجب میری ہدایت کے قطب الدین نے اس حال کو تحریر کرلیا۔ پھر فقیر کو احوال پیش خبری مخدوم علی احمد صابر مسطور بالا مرقومہ حضرت غوث پاک قطب عالم یاد آیا۔ اسی وقت فقیر نے مکتوب نطاب کربتہ الوحدت تصنیف حضرت غوث پاک قطب عالم طلب کرکے خود بھی معائنہ کیا۔ اور قطب الدین بابا سے کہا۔ کہ پیش خبری مخدوم علی احمد صابر کو تم بھی اپنے مکتوب نطاب میں تحریر کرلو۔ اور مطلع رہو کہ وہ مخدوم تمہارے طریقہ میں ہوگا۔ جس کی پیش خبری میں ایک دفتر عظیم قلمبند ہے۔ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اولین الارواح رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نطاب قربت الوحدت میں تسطیر فرماتے ہیں کہ۔

احوال پیش خبری مخدوم علی احمد صابر مسطور بالا مرقومہ حضرت غوث پاک قطب عالم مکتوب کربتہ الوحدت میں دیکھ کر میں نہایت خوش ہوا۔ بعدہٗ حضرت خواجہ غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ قطب الدین بابا جلد اس کی تعمیل کرو۔ میں نے اسی وقت دو پتھر سرخ کلاں برابر جو ہر ایک عرض میں ارطحائی گز اور طول میں تین گز کے تھے۔ خلفائے اجنہ میں سے چار جنات کو طلب کیا اور ایما کیا کہ یہ دونوں پتھر سید امام الدین کے مزار کے سرہانے شمال کی جانب لے جاکر رکھ دو اور اپنی اولاد میں سے دو ایک اجنہ ان کی حفاظت کے واسطے مقرر کرکے ہدایت کردو کہ وہ ان کی نگہبان رہیں۔ اور جب ان پتھروں کو علیم اللہ ابدال طلب کریں وہیں وہ لے جائیں۔ اور جس جگہ وہ کہیں اس جگہ ان کو رکھ دیں اور اس میں سرمو تفاوت نہ ہو۔ ورنہ وہ جلا کر خاک سیاہ کردیئے جاویں گے۔ چاروں اجنہ نے اسی وقت میرے حکم کی تعلیم کی۔ اور دونوں پتھر سید امام الدین کے سرہانے رکھ کر چند اجنہان کی محافظت کے لئے مقرر کرکے ان کو میری جانب سے بخوبی ہدایت کردی۔ بعدہٗ آکر مجھے علم دیا۔ میں نے اپنے ہادی برحق حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کردیا۔ اور اس حال کو اپنے مکتوب نطاب میں

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ صاحب کا دربار شریف جنات کو کیوں کر سال دیا

بھی درج کر لیا۔

حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نطاب احدیت المعارف میں ارقام فرماتے ہیں کہ جس وقت عرضداشت قیام الدین عرف ذموان فاتح کلیر کی بمضمون فتحیابی شہر کلیر سلطان قطب الدین والئی دہلی کے پاس پہنچی۔ اس نے وہ عرضداشت فی الفور میرے پاس بھیج دی جس کو اوپر تحریر کر چکا۔ اور اسی وقت سلطان نے ذموان فاتح کلیر کو لکھا کہ آبادی کلیر کا مفصل حال لکھو کہ اس کو کس نے آباد کیا۔ اور اس پر کون کون حکمران رہا۔

اس کے جواب میں ذموان نے بذریعہ عرضداشت مرقومہ ذیل آبادی اور حکومت کلیر کا حال نہایت تحقیق اور بہت اعتبار سے والئی دہلی کو لکھا۔

عالیجاہ! فرمان سلطانی کے پہنچنے سے ہمعصروں میں عزت دوچند ہوئی لیکن کمال متحیر تھا کہ اس کی تحقیقات کامل کیونکر ہو۔ اور بوصول حالات معتبر فرمان سلطانی کی تعمیل کس طرح عمل میں آئے۔ آخر الامر بیاوری اقبال سلطانی ایک برہمن دھرم ناتھ نامی جو مذہب ہنود کا بڑا کامل پنڈت تھا۔ اور ایک سو ستانوے برس کی عمر رکھتا تھا میرے ہاتھ لگا۔ داخلی فوج اسلام کے وقت جب بڑے بت خانہ پر قبضہ کیا تو یہ پوجا کر رہا تھا۔ اس کو جبراً مسلمان کر کے قید کر لیا۔ جب فرمان سلطانی پہنچا تو اس نے کہا کہ اگر تم مجھ کو رہا کر دو تو کلیر کا تاریخی حال نہایت مفصل و معتبر تاریخ بکرماجیتی سے میں تم کو تحریر کر دوں گا۔ میں نے اس کو رہائی بخشی۔ اور اس نے مندرجہ ذیل حالات تاریخی کلیر نہایت صداقت سے لکھ کر پیش کئے جو ملاحظہ حضور کے واسطے ارسال کرتا ہوں اور وہ یہ ہیں۔

واضح رائے بادشاہ عالیجاہ ہو کہ واقع سمت ۳۴۰ مطابق سنہ ۲۸۳ عیسوی میں راجہ کرم پال نے اس کو آباد کیا۔ اور نام اس کا ہردوار گڑھی پھک رکھا۔ اور گنگا کی دھار کے قریب ۵۲ کوس تک اس کی آبادی تھی۔ اور بت پرست باشندوں

سے اس شہر کو آباد کیا۔ اور اس میں ایک عظیم الشان بت خانہ تعمیر کیا جس میں سونے چاندی کے تیس ہزار اور پتھر کے ایک ہزار بت تھے۔

من بعد سمت ۲۵۵ مطابق سنہ ۲۹۸ عیسوی میں بکرم پال عرف باکمپال فرزند کرم پال مذکور نے اپنے عہد حکومت میں بت خانہ عظیم الشان کو اور رونق دی۔ اور بتوں پر لاکھوں روپیہ کا جواہرات جڑوا دیا۔ اور ہمیشہ سات ہزار مہنت اور ایک ہزار پجیرے برہمنوں کو لے کر اس عظیم الشان بت خانہ میں پوجا کو آیا کرتا تھا۔ اور اسی سال سمت مذکورہ میں گوکل چند نامی مہنت کو بت خانہ عظیم الشان کا گدی نشین کیا اور پانچ ہزار فوج سوار و پیادے کی اسکی خبر گیری کو مقرر کی۔ ازاں بعد سمت ۵۴۸ مطابق ۴۹۱ء میں راجہ مادھو سین نے گوکل چند مہنت کو قتل کر کے بتخانہ عظیم الشان پر قبضہ کر لیا اور اپنے برادر زادہ جھودھا سین کو بجائے گوکل چند مہنت کے بتخانہ عظیم الشان کا گدی نشین کیا۔

پھر سمت ۹۵۸ مطابق سنہ ۹۰۱ عیسوی میں راجہ سلکن ولد گوپال رئیس دہلی نے اپنے عہد حکومت میں اس شہر کو کٹ ہردوار دیوت کو خوب لوٹا۔ اور بت خانہ عظیم الشان کو کسی قدر بھی جلا دی اور اپنے ہمشیر زادہ کنور چند پال کو گدی نشین کر کے اس شہر کا نام ،، کھڑکا دیوت ہردوار ،، رکھا۔ اس سمت میں یہ شہر چودہ کوس کے گرد میں آباد تھا۔ اور بت خانہ بدستور قائم تھا۔

بعدہٗ سمت ۱۱۶۳ مطابق ۱۱۰۶ عیسوی اور ۵۰۶ ہجری کو راجہ کہر پال ولد کنکو نے اپنے عموزاد بھائی کلیان پال کو بت خانہ کھڑکا دیوت پر گدی نشین کیا اس گدی نشین نے اپنے عہد میں از سر نو اس شہر کو رونق دی اور پہاڑوں سے سورج پرستوں کو بلا کر آباد کیا۔ مگر اس نے گویا بت خانہ کو ویران کر دیا کہ بت خانہ کے بتوں کو جو چاندی سونے کے تھے اور جواہرات میں مرصع تھے، خزانہ میں داخل کر لیا۔ صرف اس کی عمارت اور اس میں پتھروں کے اور کسی قدر متعدد سونے

کے بُت پوجا کے واسطے باقی چھوڑ دیے کہ برہمن لوگ پوجا کریں اور اس شہر کا نام بجائے
کھڑکا دیوت کے اپنے نام پر کلیر نام رکھا۔
اور سمت ۱۲۶۲ مطابق ۱۲۰۵ عیسوی اور ۶۰۲ ہجری میں اس شہر کو تم نے فتح کیا
اور حضرات اہل اسلام کے قبضہ میں آیا۔ اب دیکھئے تمہارے بعد اس پر کس کا قبضہ
ہوتا ہے۔ فقط۔

جب یہ تاریخی حال ذموان رئیس کلیر کا مرسلہ سلطان قطب الدین والئی دہلی
کے پاس آیا اس نے اس کو قتل کر کے بجنسہٖ میرے پاس ارسال کیا۔ فقیر نے اپنی
کتاب مکتوب نطاب اور قطب الدین بابا کے مکتوب نطاب اور دیگر حضرات
موجودہ کے کتب ہائے باطنی میں قلم بند کرا دیا۔

الغرض حضرات خلفاء اور حاضرین محفل حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب
مسعود العالمین قطب عالم اخیات ہند کو اس حال پر خبری حضرت مخدوم علی احمد
صابر صاحب کو دیکھ کر نہایت فرحت و تسکین ہوئی اور سب حضرات اپنے اپنے
مسکنوں کو تشریف لے گئے۔

احوال شاہ دہلی کا آتش قہر کلیر کے خوف سے بحضور حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرضی ارسال کرنیکا اور آپکا تشفی آمیز جواب عطا فرمانے کا

حضرت شیخ المشائخ سید نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب مقناطیس الوحدت تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے منکران کلیر کو مع مسجد کے سجین کو پہنچایا۔ اور زمین کو حد بارہ کوس تک جلایا۔ اس وقت سلطان ناصر الدین محمود شاہ والئی دہلی حکمران تخت ہندوستان تھا۔ اُس نے تباہی اور واقعہ کلیر کو سُن کر بخوف ہیبت و جلال مخدومی کے اپنے وزیر اعظم کو مع ایک عرضی کے حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سراپا برکت میں ارسال فرمایا۔ اور بتاریخ تیئیسویں ۲۳ ماہ صفر ۶۵۱ھ ہجری روز پنجشنبہ کو بوقت صبح وزیر اعظم وہی حضرت بابا صاحب ممدوح کے حضور میں حاضر ہوا۔ اور عرضی بکمال ادب و تعظیم ملاحظہ عالی میں گزاری۔ جس میں بادشاہ نے لکھا تھا۔ کہ حضرت عالی میں واقعہ کلیر سُن کر نہایت خائف و پریشان ہوں۔ اور رات دن مجھ کو خوف رہتا ہے کہ مبادا قہر اور جلال مخدومی میں مثل ذموان معانی دار کلیر کے میں بھی نہ آجاؤں۔ مجھے اپنے حفظ و حمایت میں لیجئے اور کوئی تدبیر ایسی بتائیے کہ میں اس آفت اور قہر الٰہی سے محفوظ رہوں اور خاطر پریشان کو طمانیت حاصل ہو۔ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے از راہ خلق محمدی بادشاہ دہلی کو تسکین آمیز اور تسلی بخش جواب عطا فرمایا۔ اور اجازت فرمادی کہ تو میرے

مخدوم صابر کا نام ہر نماز پنجگانہ کے بعد ایک ہزار مرتبہ تلاوت کیا کرے آتش قہر اور جلال مخدومی سے امین و محفوظ رہے گا اور نیز بادشاہ کو ارقام فرمایا کہ ظاہراً تو اور باطناً یہ فقیر اس بات کا انتظام کر دے گا کہ تو اور تیری اولاد اور ارکان دولت تیرے بلکہ کوئی متنفس اس زمین سوختہ کی طرف جانے کا ارادہ نہ کرے۔ اگر احیاناً کوئی ادھر جائے آتش قہر سے جل جائے گا۔ اور یہ فقیر عنقریب سید نظام الدین بدایونی کو بمقام دہلی مقرر کر کے ارسال کرتا ہے وہ بھی باطناً اس کا بخوبی انتظام کرے گا۔ اور تو اپنی اولاد میں اس بات کی وصیت کر دیجو کہ کوئی شخص کلیر کی طرف جانے کا ارادہ نہ کرے۔ کیوں کہ یہ جلال میرے مخدوم صابر کا آج سے تخمیناً ۹۰۰ سنہ ہجری تک قائم رہے گا اور بعد کو شان جمال کا ظہور ہوگا اور مزار شریف بھی اس کا تعمیر ہو جائے گا۔

یہ جوابی فرمان حضرت بابا صاحب موصوف کا وزیر اعظم دہلی کو دے کر واپس آیا۔ اور سلطان ناصر الدین محمود شاہ والیٔ دہلی تعمیل حکم بابا صاحب میں مصروف ہو گیا اور اس بادشاہ نے بیس برس قصر سفید رائے پتھورا واقع دہلی میں بادشاہت کی۔ سال جلوس اس کا ۶۴۴ سنہ ہجری مطابق ۱۲۴۵ سنہ عیسوی کے ہے اور بتاریخ گیارہویں ماہ جمادی الاولیٰ سنہ ۶۶۴ ہجری مطابق سنہ ۱۲۶۵ عیسوی اس بادشاہ نے وفات پائی۔

احوال بتاریخ مختلف تشریف لانے حضرات اولیا ہمعصر کا واسطے مزاج پرسی حضرت مخدوم صاحب کے اور حصول شرف پایۂ عروج کیفیت باطن اپنی کے

مکاتیب حضرات مشروح الصدر اور حضرات مفصلۂ ذیل میں متفق اللفظ والمعنی تحریر ہے کہ من ابتدائے تاریخ دہم ماہ محرم ۶۵۱ھ ہجری مرقوم الصدر روز جمعہ واقعہ تباہی کلیر سے لغایت آخیر ماہ محرم ۶۶۰ھ تین ہزار چار سو پچھتر اولیا صغیر و کبیر اس زمانہ کے ہفت اقلیم سے واسطے فیض اندوزی عروج ترقیات مقامات کیفیت باطن اپنی اپنی کے اور مزاج پرسی حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوئے اور ہر ایک صاحب زیادہ اپنے حوصلہ سے فیض یاب مقاصد ظاہر و باطن کے ہو کر اپنے اپنے مساکن کو تشریف لے گئے۔ فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب کے پاس نام اُن حضرات کے بہ تفصیل سلاسل اور کیفیات کے مکاتیب میں تحریر ہیں۔ بباعث طول مضمون کتاب نام اُن سب حضرات کے تحریر نہیں کرتا صرف اسماء حضرات علو العرفان اور حضرات اہل مکاتیب پر اکتفا کرتا ہے۔ اور احوال معائنان حضرات کا بموجب تحریر مکتوب بنطاب اُن حضرات کے نقل کرتا ہے۔ کہ بتاریخ اُونتیسویں ماہ محرم ۶۵۱ھ ہجری مرقوم الصدر روز دوشنبہ کو وقت نماز ظہر کے حضرت شاہ ابوالمکارم فاضل صاحب مکتوب بنطاب مواصلت صوری

مرید حضرت شاہ قطب الدین ابوالغیث جمیل یمنی صاحب کہ بعد فراغ فاتحہ مقررہ وصال اپنے حضرت پیر و مرشد کے پاک پٹن شریف سے روانہ ہوکر عرصہ پانچ روز میں بموجب اجازت حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کے اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے ہوئے حد بارہ کوس پر پہنچے اور بدستور مرقومہ بالا بوساطت علیم اللہ ابدال کے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے دیدار فائض الانوار اور مزاج پرسی سے شرفیاب پایہ عروج کیفیت باطن اپنی سے ہوکر واپس آئے۔ اور جمال الدین ابدال سے بعد انجام خدمت مہمانداری رخصت ہوکر پاک پٹن شریف کو چلے گئے۔ اور بتاریخ پانچویں ماہ جمادی الاول ۶۵۱ھ ہجری کو روز پنجشنبہ قریب نماز عصر کے حضرت شاہ بدیع الدین عرف شاہ مدار صاحب مکتوب نطاب الوہیت اسمی نے حضرت سید اجمل امجد بہانچی صاحب مکتوب نطاب ماثورہ سبحان خلیفہ اپنے کو مع سید جلال عبدالقادر اور سید مبارک ابدالوں کے اسم اعظم مداریہ تعلیم کرکے حضرت جناب شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کی خدمت میں پاک پٹن شریف کو روانہ کیا۔ اور جناب بابا صاحب ممدوح نے تینوں صاحبوں کو اسم اعظم چشتیہ کی اور نام مبارک حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی اجازت دے کر کلیر شریف کو ارسال فرمایا۔ عرصہ تین روز میں قریب نماز عصر کے سرحد بارہ کوس پر پہنچے۔ جمال الدین ابدال خدمت میزبانی کی بجا لائے اور علیم اللہ ابدال بدستور معمول مرقومہ بالا تینوں حضرات کو حضرت موصوف کی خدمت میں لے گئے اور بعد مزاج پرسی اپنے حضرت پیر و مرشد کی طرف سے واپس آئے اور احوال جناب ممدوح کا بموجب تحریر بالا کے معائنہ کیا جمال الدین ابدالیؒ سے رخصت ہوکر اپنے حضرت پیر و مرشد کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ اور بتاریخ گیارہویں ماہ رجب ۶۵۱ھ ہجری مرقوم الصدر روز شنبہ بعد نماز فجر کے حضرت شاہ منور علی صاحب الہ آبادی صاحب مکتوب نطاب فقیر العفیف نے بموجب ارشاد حضرت سید کبیر الدین صاحب عرف شاہ دولہ گجراتی پیر و مرشد اپنے کے کہ یہ ذکر پہلے تحریر ہو چکا ہے۔ عبدالغفور ابدال کو مع اشیاء مفاوضات باطنی اسم اعظم قادریہ تعلیم فرما کر حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم

اغیاث ہند کی خدمت میں پاک پٹن شریف کو روانہ کیا عرصہ دو ساعت میں پہنچکر
جناب شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند
سے قدم بوس ہوئے حضرت بابا صاحب ممدوح نے عبدالغفور ابدال کو اسم اعظم چشتیہ
اور نام متبرک حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ
الارواح سلطان الاولیا تلاوت کرنے کی اجازت دے کر اسی وقت کلیر شریف کو
ارسال کر دیا۔ وقت نماز ظہر عبدالغفور ابدال قریب حد بارہ کوس زمین سوختہ کے پہنچے
دیکھا کہ آسمان زمین وہاں کی مثل تنور آہنی کے آتش قہر سے تفتان ہو رہی ہے حال
دیکھ کر عبدالغفور ابدال اپنی روش پرواز سے باز رہے۔ اور آہستہ آہستہ اسم مبارک
تلاوت کرتے ہوئے چلے۔ دو روز کے عرصہ میں حد بارہ کوس پر پہنچے اور اسی روز
بتاریخ تیرہویں ماہ رجب ۶۵۱ سنہ ہجری مرقوم الصدر روز دوشنبہ کو وقت ظہر کے حضرت
شاہ نجم الدین رازی صاحب مکتوب نطاب عزالقطب القربت بھی حد بارہ کوس پر پہنچے تھے
جمال الدین ابدال دونوں صاحبوں کی خدمت بجالائے اور بعد نماز عصر دونوں صاحب بوساطت
علیم اللہ ابدال بدستور محررہ بالا حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب
ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی خدمت میں پہنچے اور بعد مزاج پرسی کے اشیاء مفاوضہ
پیش کش کر کے واپس رخصت ہوئے علیم اللہ ابدال نے وہ اشیاء مفاوضات کو بموجب
حکم حضرت ممدوح کے اپنے پاس امانت رکھا۔ عبدالغفور ابدال جمال الدین ابدال واپس
آکر ملاقی ہوئے۔ تب دریافت ہوا کہ اب پھر چند روز سے آتش قہر کی غلبہ کے ساتھ
شر رافشاں ہو رہی ہے۔ بعد دریافت احوال کے عبدالغفور ابدال روانہ الہ آباد کے
ہوئے اور بتاریخ انیسویں ماہ شعبان ۶۵۱ سنہ ہجری مرقوم الصدر روز پنجشنبہ کو وقت ظہر کے
حضرت احمد بن اسحاق صاحب مکتوب نطاب کعبۃ الاقوال اور حضرت محمد بن اسحاق
صاحب مکتوب نطاب ارکان الشہود نے اور حضرت شاہ محمد ابوالقاسم گرگانی صاحب
تواریخ ظہر نامہ نامہ کو شہر ہرات سے واسطے مزاج پرسی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم
علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے ارسال فرمایا

تھا۔ حد بارہ کوس پر پہنچے۔ جمال الدین ابدال خدمت میزبانی کی بجالائے۔ بعد نماز عصر بدستور مرقومہ بالا مزاج پرسی کر کے واپس آئے۔ احوال حضرت ممدوح کا حسب مذکور بالا دیکھا۔ اور جمال الدین ابدال سے رخصت ہو کر پاک پٹن شریف کو روانہ ہوئے۔

اور بتاریخ انیسویں ماہ شوال ۶۵۲ھ ہجری روز جمعہ کو باوقات مختلف حضرت شاہ بہاؤالدین ذکریا ملتانی صاحب مکتوب نقاب معین الحلم ملتان سے اور حضرت شیخ حمیدالدین صاحب صوفی سعدی ناگوری اصفہان سے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے دیدار لامع الانوار اور مزاج پرسی کے شوق میں باسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے ہوئے تیرہ روز کے عرصہ میں حد بارہ کوس زمین سوختہ پر پہنچے۔ جمال الدین ابدال خدمت مہمانداری کی بجالائے حضرت شیخ حمیدالدین ممدوح قبل آنے علیم اللہ ابدال کے اپنے حضرت شیخ یعنی حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی اوشی چشتی اولین الارواح کا نام تلاوت کرتے ہوئے حد بارہ کوس زمین سوختہ کے اندر روانہ ہوئے۔ تھوڑے عرصہ میں علیم اللہ ابدال نے آکر دیکھا کہ تشبیہ ان حضرت کی بالکل سوخت ہو گئی ہے صرف روح باقی ہے اور قوت روحانی سے کہ مرتبہ فضل کا ہے چلے آ رہے ہیں۔ علیم اللہ ابدال نے اپنے ہمراہ لے جا کر استقامت کمالیت عبودیت میں موجود کر دیا اور موقع پا کر گزارش کیا کہ روح حضرت شیخ حمیدالدین ناگوری صاحب حضور انور کی مزاج پرسی کو حاضر ہوئی ہے حضرت ممدوح نے فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا حق۔ پھر علیم اللہ ابدال نے عرض کی کہ یہ حضرت اپنے حضرت شیخ کا نام تلاوت کرتے ہوئے حد بارہ کوس میں چلے آئے تھے تشبیہ ان حضرت کی بالکل سوخت ہو گئی ہے اور روح ان کی بالفعل موجود ہے اس بارہ میں کیا حکم ہے۔

حضرت موصوف نے ارشاد فرمایا کہ حد بارہ کوس سے باہر پھیر تشبیہ ان کو عنایت ہو جاوے گی۔ علیم اللہ ابدال روح حضرت شیخ حمیدالدین ناگوری احاطہ باطن میں محیط کیے ہوئے حد بارہ کوس سے باہر لے آئے۔ قادر حقیقی نے بموجب

احوال عجیبہ حضرت شیخ حمیدالدین صوفی سعدی

فرمان حضرت مخدوم صاحب موصوف کے دوبارہ وجود عطا کیا صفت احیائی کا ظہور ہوا۔ اس وقت زبان مبارک حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء مثل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تھی اور ولایت عیسوی کا ظہور تھا۔ علیم اللہ ابدال اور جمال الدین ابدال خدمت میں مصروف رہے جب تمام وکمال ہوش وحواس عالم امکان کے طبیعت پر پیدا ہو گئے تو علیم اللہ ابدال سے کیفیت اپنے پہنچنے کی دریافت فرمانے لگے چنانچہ اپنے مکتوب نطاب نعیم اسود میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

مجھ کو زندگی دوبارہ مرحمت ہوئی۔ اور بعد نماز عصر کے علیم اللہ ابدال حضرت شاہ بہاؤالدین ذکریا ملتانی صاحب کو واسطے مزاج پرسی کے اپنے ہمراہ لے گئے۔ اور حسب معمول واپس پہنچا گئے۔ پھر دونوں صاحب جمال الدین ابدال سے رخصت ہو کر اپنے اپنے مساکن کو روانہ ہو گئے۔

اور تاریخ ساتویں ماہ ربیع الاول سنہ ۶۵۳ ہجری کو روز سہ شنبہ وقت نماز ظہر کے حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی صاحب مصنف حرز البحر صاحب مکتوب نطاب کریم الجمع اور حضرت خواجہ ابومحمد مرجانی صاحب مکتوب نطاب امین الغروب صدبارہ کوس زمین سوختہ پر پہنچے۔ جمال الدین ابدال خدمت میزبانی کی بجالائے۔ بدستور معمول مرقومہ بالا حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی خدمت میں واسطے مزاج پرسی کے حاضر ہو کر واپس آئے۔ اور احوال جناب ممدوح کا بطور مرقومہ بالا معائنہ کیا۔ اور جمال الدین ابدال سے رخصت ہو کر جائے قیام کو تشریف لے گئے۔

اور بتاریخ سترہویں ماہ ربیع الآخر سنہ ۶۵۳ ہجری کو روز جمعہ وقت زوال کے حضرت شاہ شرف الدین صاحب مکتوب نطاب طور للنور مرید حضرت شاہ عبدالرزاق صاحب صاحبزادہ حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابومحمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کے سر حد بارہ

کوس زمین سوختہ پر پہنچے۔ جمال الدین ابدال خدمت مہمانداری کی بجالائے۔ اور بدستور مرقومہ بالا کے حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی مزاج پرسی سے مشرف ہو کر احوال بطور مرقومہ بالا معائنہ کر کے واپس روانہ ہوئے۔ اور جمال الدین ابدال سے رخصت ہو کر بغداد کو تشریف لے گئے۔

اور بتاریخ انیسویں ماہ شعبان ۶۵۴ھ ہجری کو روز پنجشنبہ وقت نماز ظہر کے حضرت شاہ عبدالوہاب صاحب مکتوب نطاب عمرۃ الحمد و مرید حضرت شاہ شرف الدین صاحب ممدوح بالا حضرات حدبارہ کوس زمین سوختہ پہنچے۔ جمال الدین ابدال خدمت میزبانی کی بجالائے۔ بعد نماز عصر موجب دستور مرقومہ بالا کے مزاج پرسی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء سے مستفیض ہو کر احوال بطور قدیم معائنہ کر کے واپس آئے۔ اور جمال الدین ابدال سے رخصت ہو کر تشریف لے گئے۔

اور بتاریخ انیسویں ماہ شوال ۶۵۴ھ ہجری کو روز دوشنبہ وقت سہ پہر کے حضرت شیخ علی الخیار صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب غیب المامور بن شیخ عنوان حد بارہ کوس پر پہنچے۔ جمال الدین ابدال خدمت مہمانداری کی بجالائے اور بدستور مرقومہ بالا مزاج پرسی حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء سے مستفیض ہو کر حسب معمول قدیم معائنہ کر کے واپس آئے اور جمال الدین ابدال رحمۃ اللہ علیہ سے رخصت ہو کر تشریف لے گئے۔

اور بتاریخ ساتویں ماہ ربیع الثانی ۶۵۵ھ ہجری کو روز یک شنبہ بعد نماز ظہر کے حضرت شاہ تاج الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب سرور العرفان مرید حضرت شاہ نورالدین صاحب خلیفہ حضرت شاہ عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ یگانی خلیفہ حضرت شاہ عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ علیہم والد ماجد حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء

رحمۃ اللہ علیہ کے خراسان سے پیادہ پا آہ وزاری کرتے ہوئے حدبارہ کوس زمین سوختہ پر
پہنچے جمال الدین ابدال رحمۃ اللہ علیہ خدمت مہمان داری کی بجالائے اور حسب معمول قدیم
مزاج پرسی سے کامیاب مقاصد ہوکر واپس آئے۔
اور جمال الدین ابدال رحمۃ اللہ علیہ سے رخصت ہوکر طرف ہرات
کے روانہ ہوگئے۔

احوال خلافت حضرت سید نظام الدین محبوب الٰہی سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کا

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب سر العبودیت تصنیف اپنی میں اور دیگر حضرات مفصلۂ ذیل اپنے اپنے مکاتیب میں تحریر فرماتے ہیں۔

کہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی اوشی چشتی اولین الارواح صاحب مکتوب نطاب قربت الوحدت نے بتاریخ یکم ماہ رمضان المبارک ۵۹۸ھ ہجری کو روز جمعہ وقت صبح کے شہر دہلی میں حضرت شیخ محی الدین عربی صاحب مکتوب نطاب دائرہ حقیقت اور حضرت شیخ فرید الدین عطار صاحب مکتوب نطاب گمان الغریب اور حضرت قاضی حمید الدین ناگوری صاحب مکتوب نطاب بطن البطون اور حضرت شاہ بدیع الدین عرف شاہ مدار صاحب مکتوب نطاب الوہیت اسمی اور حضرت سید اجمل امجد بہرائچی صاحب مکتوب نطاب ماثورہ سبحان اور حضرت محمد ابو القاسم گرگامی صاحب تاریخ ظہرت نامہ اور حضرت شیخ ابو نجیب عبد القاہر سہروردی صاحب مکتوب نطاب کریم القطب۔ اور حضرت محی الدین رسولی صاحب مکتوب نطاب سرار المدحرج اور حضرت شیخ عماد الدین یاسر اندلسی صاحب مکتوب غشی غیب۔ اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی صاحب مکتوب نطاب اوراد ظہرت۔ اور حضرت شیخ مجد الدین بغدادی صاحب مکتوب نطاب لسان الواحدیت اور حضرت شاہ جلال الدین صاحب شامی صاحب مکتوب نطاب سنبل الوجود۔ اور حضرت شیخ نجم الدین احمد کبیر صاحب مکتوب ضمیمہ نصرت۔ اور حضرت شیخ رضی الدین علی لالا صاحب مکتوب نطاب وارث الخلائق۔ اور حضرت شیخ ابو الحسن کردویہ صاحب مکتوب نطاب

قصص الواحدیت۔ اور حضرت شیخ عبداللہ قریشی ہاشمی صاحب مکتوب نطاب غیور
المشوکت۔ اور حضرت شاہ بدرالدین غزنوی صاحب مکتوب نطاب گزین خلوت اور
حضرت خضر رومی صاحب مکتوب نطاب حسین المعروف اور حضرت شاہ صعوتی
صاحب مکتوب نطاب اشتعال الواحدیت۔ اور حضرت شیخ حمیدالدین صوفی
سعدی ناگوری صاحب مکتوب نطاب نعیم اسود۔ اور حضرت احمد شاہ غزنوی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب حارث الوجود۔ اور حضرت اکبر سلطان شاہ ملتانی صاحب رحمۃ
اللہ علیہ مکتوب نطاب نور المسرور۔ اور حضرت شاہ طیور طوسی صاحب مکتوب نطاب
سمیع الوہب۔ اور حضرت شیخ عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب نور الافکار
اور حضرت شیخ نعمت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب کبیر القدم اور حضرت
اودہی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب خطوط الصور اور حضرت قادر نامور شاہ
صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ اور حضرت شاہ نجم الدین دہلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مع
دیگر عوام الناس کے مخفل ترتیب دے کر حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب
مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کو اپنے ہاتھ پر بیعت امامت اور حوالت
اور ارشاد سے مشرف کر کے کلاہ اپنی اڑھا کر عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے حضرت خواجہ
معین الدین حسن سنجری اجمیری چشتی شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر صاحب رحمۃ اللہ
علیہ مکتوب نطاب احدیت المعارف کے قدموں پر رکھ دیا۔ اور حضرت شاہ شیخ فرید
گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ کو بھی سامنے
حضرت ممدوح کے بٹھلا دیا۔ حضرت موصوف نے ایک پیچ پٹکہ یعنی عمامہ سبز کا حضرت
شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ کے
سر پر ڈالا۔ اور پھر حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی دہلوی
اولین الارواح رحمۃ اللہ علیہ سے بندھوایا۔ اور خرقہ مبارک پہنا کر مثال خلافت
کی بخطاب باطنی عطا فرمائی۔ اور خبر دی کہ ایک مخدوم اور ایک محبوب تم سے فیض یاب
ہونے والے ہیں۔ اور اسی وقت حضرت قطب الاقطاب صاحب موصوف نے جملہ

اشیائے مفوضات معنوی اور مکتوبات القاب اپنے اور حضرات پیران سلسلہ اور تبرکات
ملبوسات وغیرہ اور اسناد خلافت نامجات اپنے اور حضرات پیران عظام شجرہ کے حضرت شاہ
شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند کو مرحمت فرمائیں اور
مثل اپنے سلسلہ عالیہ چشتیہ میں صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ کر دیا بموجب
اس ارشاد فیض بنیاد کے بتاریخ دوم ماہ محرم ۶۵۷ھ ہجری کو روز چہار شنبہ وقت عصر کے
حضرت بابا صاحب ممدوح نے حضرت سید نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کو محفل
حضرات اولیا یعنی حضرت شاہ نجم الدین متوکل صاحب مکتوب القاب قصص اور حضرت
برادر حقیقی حضرت بابا صاحب اور حضرت شاہ فضل الرحمن صاحب مکتوب القاب نظیر الخطیب
برادر عموزاد حضرت بابا صاحب اور حضرت مولوی بدر الدین اسحاق صاحب مکتوب القاب
برہان الولایت داماد حضرت بابا صاحب اور حضرت خواجہ رکن الدین بن احمد سعید صاحب
مکتوب القاب امیر الوجود اور حضرت شاہ ابو نعیم بن صدر الدین صاحب مکتوب القاب
نوم الوجوب اور دیگر عوام الناس سے ترتیب دے کر بمقام پاک پٹن شریف اپنے ہاتھ
پر بیعت حوالت اور امامت اور ارشاد سے مشرف کر کے کلاہ اپنی اڑھا کر عمامہ سبز
اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنا دیا۔ اور مثال خلافت بخطاب سلطان المشائخ قطب اقطاب
دہلوی کی عطا فرما کر احکامات مستلزم مرتبہ حاصل ہونیوالے محبوبیت سے کامیاب
کیا۔ اور القاب باطنی سے سب حاضرین محفل کو مطلع کر دیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ میرے
سینہ کا علم نظام الدین لے چلا۔ اور محمد افضل ابدال کو حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین
صاحب اقطاب دہلی کی خدمت میں مامور کر کے اسی وقت مثال خلافت کو بدست
ابدال موصوف کے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ
الارواح سلطان الاولیا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ارسال فرمایا۔ علیم اللہ ابدال نے
حسب معمول قدیم موقع پاکر حضرت ممدوح کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت بابا صاحب
ممدوح نے حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ قطب اقطاب دہلوی کی مثال خلافت
حضور انور کے ملاحظہ کو ارسال فرمائی ہے۔ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین

علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے الحمد للہ ارشاد فرمایا۔ اور سیدھی جانب مثال خلافت کے پیشانی پر دست راست سے لفظ الف تحریر فرمادیا کہ بخط سبز اس جگہ الف تحریر ہوگیا۔

علیم اللہ ابدال نے محمد افضل ابدال سے سب احوال بیان کر کے مثال خلافت سپرد کردی۔ محمد افضل ابدال نے اسی شب بوقت نماز تہجد کے واپس آکر حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مثال خلافت پیشکش کی۔ اور احوال گزارش کیا۔ حضرت بابا صاحب ممدوح رحمۃ اللہ علیہ نے بخط سبز الف لکھا ہوا دیکھ کر بوسہ دیا۔ اور اسی وقت حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس طلب فرما کر مثال خلافت مرحمت فرمائی۔ اور صبح کو واسطے جانے دہلی کے اجازت دی اور ارشاد فرمایا کہ سلطان ناصر الدین محمود شاہ والئی دہلی کے باطن سے معاون اور مددگار رہنا کہ وہ قہر مخدومی سے محفوظ رہے۔ اور ظاہر و باطن سے اس بات کا بہت اہتمام رکھنا کہ حد بارہ کوس زمین سوختہ کلیر کی جانب کوئی جانے نہ پائے۔ اور بادشاہ مذکور کو بھی ہدایت کرنا کہ وہ بھی ظاہر سے انتظام و ہدایت کردے کہ کلیر زمین سوختہ کی جانب کوئی شخص جانے نہ پائے اگر جائے گا تو جل کر خاک سیاہ ہو جائے گا۔ اور تمہاری سلطنت میں خلل واقع ہوگا۔ حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب مقناطیس الوحدت نے حضرت بابا صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ اور مثال خلافت کا طواف کر کے مثال خلافت کو بوسہ دے کر سر پر رکھا۔

اشعارِ مؤلف

گنج شکر دو جہاں کے شاہ ہیں
چرخ قطبیت کے مہر و ماہ ہیں

اولیں تاریخ رمضان سعید
تھے دو کم شش صد سے جو با بافرید

روز جمعہ پس نماز عصر گاہ
شہر دہلی میں کہ ہے وہ دین پناہ

رتبہ تحویل سے ہو چہرہ تاب
بیعت ارشاد سے ہو بہرہ یاب

چمکہ سرسبز سے ہو شادکام
دست کاکی سے ہوئے بابا امام

یوں روایت ہے نہ پیران طریق
یوں سنا جاتا ہے از اکثر فریق

ایک بل ڈالا معین الدین نے
اور باندھا قطب خوش آئین نے

دونوں شاہوں نے کری شاہی عطا
گنج شکر کو دے شکر صفا

کلمہ ارشاد فرمانے لگے
وعظ بمعنی زاد فرمانے لگے

منتظر ہو دو حقیقت کیش کے
دھیان میں رہ دو طریقت کیش کے

ایک محبوب فنا اندیش کے
ایک محبوب بقا اندیش کے

پیر و مرشد سے سنا تھا یہ کلام
تجھ سے دور ہوئیں گے سلطان انام

ایک مخدوم ایک محبوب اے فرید
اپنے اپنے حال میں ہر ایک مزید

اخر الامر ایک دن مسعود نے
بہرہ مند دولت مقصود نے

دی خلافت شہ نظام الدین کو
صاحب راز طریق آئین کو

اندروں مضمون مثال نور تاب
لکھا سلطان المشائخ کا خطاب

الغرض قرطاس تمثیل نظام
بادشاہ ہر فریق خاص و عام

بادو ساطت ہائے ابدالانِ حال
اُس کو بھیجا پاس شاہ ذوالجلال

عرض کی جا کر علیم اللہ نے
دست بستہ خادم درگاہ نے

حضرت بابا نے بھیجی ہے مثال
شہ نظام الدین کے ہے حسب حال

دیکھ شاہ نے نام اس آگاہ کا
لکھ دیا اس پر الف اللہ کا

شاہ نظام الدین نے وہ حرفِ شاہ
وہ الف رونق فروشِ مہر و ماہ

دیدۂ بینا سے اپنی چوم کر
رکھ لیا سر پہ بطورِ تاجِ زر

وہ مثالِ فقرِ بابا کی لکھی
وہ مثالِ خط مخدومی کھینچی

تاج تھا سلطانیِ کونین کا
تاج تھا محبوبیِ دارین کا

شہ نظام الدین محبوب الٰہ
کیوں نہ ہو میں صاحبِ تاج و کلاہ

شہ نظام الدین آگاہی نصیب
صبحِ میثاقی سے ہیں شاہی نصیب

حضرتِ بابا کے دو فرزند ہیں
حضرتِ بابا کے دو دل بند ہیں

ایک علاؤالدین شاہِ کن فکاں
ایک نظام الدین شاہِ دو جہاں

دونوں وہ اک شاہ کے ہمراز ہیں
دونوں وہ اک دشت کے شہباز ہیں

تھا یہی حکمِ خداوندِ وحید
پاسِ طبعِ حضرتِ بابا فرید

اے حسن رازِ خدائی بوجھ لو
ہے یہ شانِ کبریائی بوجھ لو

احوال حضرات اولیائے ہمصر کا حضرت مخدوم صاحب کی مزاج پرسی کو حاضر ہونے کا

مکاتیب حضرت مضمونہ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ ساتویں ماہ ربیع الثانی ۶۵۱ھ کو روز شنبہ وقت زوال کے حضرت لیل مغربی اسود خطاب صاحب مکتوب نطاب اسودی ظہور اور حضرت جمال الدین احمد جوزقانی صاحب مکتوب نطاب جہر الوالحد حد بارہ کوس پر پہنچے۔ جمال الدین ابدال خدمت مہمان داری کی بجا لائے۔ اور حسب دستور قدیم بوساطت علیم اللہ ابدال کے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ للارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی مزاج پرسی سے فیض یاب ہو کر اور احوال بموجب سابق کے معائنہ کر کے واپس آئے۔ اور جمال الدین ابدال سے رخصت ہو کر جائے قیام اپنی کو تشریف لے گئے۔ اور بتاریخ گیارہویں ماہ رمضان ۶۵۷ھ ہجری کو روز دوشنبہ باوقات مختلف حضرت سید علی صاحب سیستانی مکتوب نطاب امیر الاکبر۔ اور حضرت سید محمد صاحب کوفی صاحب مکتوب نطاب لوح الارواح۔ اور حضرت سید حسن صاحب ثمرقندی صاحب مکتوب نطاب جوزبلی۔ اور حضرت محمد محی الدین صاحب بغدادی صاحب مکتوب نطاب سبحان السرور مریدان حضرت شاہ ابو صالح صاحب خلیفہ حضرت شاہ عبد الرزاق صاحب صاحبزادہ جناب قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی کے علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے مقامات سے تشریف لا کر حد بارہ کوس زمین سوختہ پر پہنچے۔ جمال الدین ابدال خدمت میزبانی کی بجا لائے اور بوساطت علیم اللہ ابدال کے بعد نماز عصر حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ للارواح سلطان الاولیا کی مزاج پرسی سے مستفید

ہوکر احوال بدستور سابق معائنہ کر کے واپس آئے۔ اور جمال الدین ابدال سے رخصت ہوکر تشریف لے گئے۔ اور بتاریخ اٹھائیسویں ماہ شعبان ۶۵۸ھ ہجری روز دوشنبہ کو وقت زوال کے حضرت شیخ عبداللہ بلیانی صاحب ابن اوصدالدین صاحب مکتوب نطاب صوات القدرت حدبارہ کوس زمین سوختہ پر پہنچے۔ جمال الدین ابدال خدمت میزبانی کی بجالائے۔ اور بدستور قدیم مزاج پرسی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء سے مستفیض ہوکر احوال حسب معمول قدیم معائنہ کر کے واپس آئے۔ اور جمال الدین ابدال سے رخصت ہوکر تشریف لے گئے۔ اور بتاریخ انیسویں ماہ شوال ۶۵۸ھ ہجری کو روز چہارشنبہ باوقات مختلف حضرت سید علاؤالدین صاحب مکتوب نطاب عزیز الحرمت اور حضرت سید یحییٰ صاحب مکتوب نطاب انوار الوجوب اور حضرت سید موسیٰ بغدادی صاحب مکتوب نطاب صغیر العین اپنے اپنے مساکن سے روانہ ہوکر حدبارہ کوس زمین سوختہ پر پہنچے۔ جمال الدین ابدال خدمت مہمان داری کی بجالائے۔ اور حسب معمول قدیم حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی مزاج پرسی سے فیض یاب ہوکر احوال بموجب دستور قدیم محررہ بالا کے معائنہ کر کے واپس آئے۔ اور جمال الدین ابدال سے رخصت ہوکر اپنے اپنے مقامات ومساکن کو تشریف لے گئے۔

احوال حضرت مخدوم صاحب کی خدمت میں جناب خواجہ شمس الدین صاحب کے حاضر ہونے کا

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت ترک پانی پتی صاحب مکتوب نطاب فردوس الوجوب تحریر فرماتے ہیں کہ نام قدیم اور نسب نامہ میرا یہ ہے مولوی شمس الائمۃ الحلوان بن سید ابوالفتح محمد بن سید احمد بن سید ناصر الدین بن سید حامد بن سید محمود بن سید عبداللہ بن سید محمد احمد بن سید مقبول اللہ بن سید علی الاشقر بن سید حسن بن سید علی بن حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین سید الشہداء بن حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ۔

اور ولایت ترکستان میں بلدہ طراز وطن میرا تھا۔ اور باسٹھ ۶۲ برس کی عمر میں وطن مالوفہ اپنے سے مع اکیس فضلاء ہم نشین اپنے یعنی علی سلطان الدین بن جعفر اور جلال الدین بن علی قادر اور محمد شاہ بن احمد کبیر الدین اور جلال الدین بن عماد الدین اور عبداللہ بن حسین اکبر اور سید حامد بن محمود اور سید ہاشم بن جمال الدین اور سید کریم الدین بن عظیم شاہ اور سید سبحان بن احمد شاہ اور سید اکرم بن علی محمد کبیر اور سید افضل شاہ بن صدر الدین اور محمد عبداللہ بن برہان الدین اور محمد قائم بن محمود قاسم اور محمد اسلم بن سراج الدین اور محمد مصطفےٰ ابن ابراہیم بغدادی اور محمد شاہ بن محمد بخاری اور محمد احمد بن مقبول اللہ بغدادی اور سید قطب الدین بن زین الدین بغدادی اور سید حسام الدین بن نور الدین بغدادی اور محمود احمد بن ناصر الدین اللہ ابوسعید بن نعمت اللہ بغدادی کے طلب خدا میں روانہ ہو کر بتاریخ گیارہویں ماہ ذی حجہ ۶۵۸ سنہ ہجری کو روز سہ شنبہ وقت

حسب بیان خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ

عشا کے پاک پٹن شریف میں حاضر ہو کر حضرت شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود الدین قطب عالم غیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ سے قدم بوس ہوئے۔ اور ہم سب نے سوال کیا کہ ہم سب کو داخل طریق سلسلہ بیعت میجہ کا فرمائیے۔

جناب بابا صاحب موصوف نے ارشاد فرمایا کہ اب فقیر کے پاس تمہارا حصہ نہیں ہے تم کو لازم ہے کہ میرے بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا کے پاس جاؤ اگر خدا چاہے گا اور جس کسی صاحب کا حصہ ہوگا مخدوم میرا اس کو دے دیگا یہ سن کر ہم سب سائل شب کو وہاں ٹھہرے صبح کو بتاریخ بارہویں ماہ مذکور روز چہار شنبہ روانہ کلیر شریف ہوئے ستائیس روز کے عرصہ میں بتاریخ نویں ماہ محرم ۶۵۹ھ ہجری کو روز سہ شنبہ قریب نماز ظہر کے حدود بادہ کوس زمین سوختہ پر پہنچے جمال الدین ابدال خدمت مہمان داری کی بجا لائے۔ ہم سب نے جمال الدین ابدال سے متحیر ہو کر دریافت کیا کہ ہم نے راستہ میں سنا ہے کہ جناب بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا کے حضور تک کوئی انسان نہیں جا سکتا ہے ہم کیوں کر قدم بوس ہوں گے؟

جمال الدین ابدال نے تسلی کی اور کہا ذرا آرام کرو۔ اب علیم اللہ ابدال آنے والے ہیں اس گفتگو میں تھے کہ علیم اللہ ابدال آ پہنچے۔ اور ہم سب کو اپنے ہمراہ لے کر مزار مبارک حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا رحمۃ اللہ علیہ کا تلاوت کراتے ہوئے لے چلے۔ اور وقت نماز عصر کے پس پشت حضرت ممدوح پہنچ کر کھڑے ہو گئے اور دیکھا کہ جناب موصوف الٹے ہاتھ سے ڈالی درخت گولر کی پکڑے ہوئے اور سیدھے ہاتھ کی مٹھی بند اور انگشت شہادت بیدار طلب کے علم کئے ہوئے اور نگاہ جانب آسمان کے فرمائے ہوئے تشریف رکھتے ہیں اور ہیبت شان قہار و جلال کی اس قدر تمام جسم مبارک سے ہویدا ہے کہ آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی تاب نہیں ہے۔

بائیس ۲۲ دن کامل یہی حال معائنہ کیا۔ ہر چند علیم اللہ ابدال ہماری اطلاع کرنے

کو عالم وجوب میں متوجہ ہوتے تھے لیکن بائیس روز تک اطلاع نہ کر سکے۔ اور بائیس روز تک آگ قہر کی بھی فرو نہ ہی۔ اور حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی طرح بطور مرقومہ بالا راست کھڑے ہوئے تھے۔ کہ جنبش بھی نہیں فرماتے تھے۔ اس عرصہ میں ہمراہی میرے باختلاف عرصہ واپس روانہ ہو گئے کہ اگر کوئی شخص سوائے میرے ان لوگوں میں سے وہاں نہیں رہا اور چونکہ میں حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو ہر وقت دیکھتا رہتا تھا۔ مجھ کو مطلق خواہش خورد و نوش کی اور غلبہ نوم کا اس عرصہ میں کبھی نہ ہوا۔

تیئیسویں روز تاریخ دوسری ماہ صفر ۷۵۹ھ ہجری کو روز پنجشنبہ وقت نماز صبح کے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو حواس عالم امکان کے پیدا ہوئے اور زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین تجھ کو جناب بابا صاحب نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضور انور کو خود علم ہے میں کیا عرض کروں۔ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ

"خدا کا شمس آسمان پر ہے اور فقیر کا شمس زمین پر"

اور اسی وقت بیعت توبہ اور ارشاد سے ہر دو خاندان حنفیہ علوی یعنی حضرت شاہ حنیف صاحب فرزند حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ میں دیدہ دونوں سلسلے صاحب کیفیت ولایت روح جذبہ سے ہیں اور ان دونوں سلسلہ عالیہ کا مفصل حال فقیر مؤلف کتاب ہائے کتاب کے آخیر میں تحریر کرے گا۔ اس محل پر بنظر طوالت نہیں لکھا) مشرف فرما کر ارشاد فرمایا کہ شمس الدین تین روز یہاں رہ کر پاس جناب بابا صاحب کے جا اور تعلیم ظاہری سے مستفیض ہو کر اور خدمت جناب بابا صاحب کی بخوبی تمام انجام دے کر اور تمامی اسناد خلافت نامجات اور تبرکات اور ملبوسات اور مکتوبات

وغیرہ اوراد منضبط شبانہ روز کی حاصل کر کے جب جناب بابا صاحب اس عالم سے رحلت فرمائیں میرے پاس حاضر ہونا۔ اور حضرت بابا صاحب کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہونے دینا اور تیرے پاس علیم اللہ ابدال ہر روز کی خبریں پہنچایا کرے گا۔

بعد اس ارشاد فرما دینے کے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو پھر استغراق ہو گیا بتاریخ تیسری ماہ مذکور سنہ صدر روز جمعہ کو قریب نماز مغرب کے جناب ممدوح نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین یہاں آؤ۔ میں بموجب ارشادی عالی کے پس پشت مبارک سے جانب دست راست کے حاضر ہوا۔ اس وقت جناب موصوف نے خاندان چشتیہ عالیہ میں بیعت توبہ اور ارشاد سے مشرف فرما کر ارشاد کیا کہ شمس الدین تا واپس آنے کے اسی کیفیت باطن کی ترقی میں مشغول رہنا اور مرتبہ روح سے تم کو کیفیت باطن سلاسل ولایت روح جذبیہ کی تعلیم ہوتی رہے گی تم تعلیم سلوک کی بابا صاحب سے حاصل کر لاؤ۔ اور حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو اسی حال سے کھڑے ہوئے استغراق ہو گیا چنانچہ میں بموجب ارشاد جناب ممدوح کے تین روز حضور میں حاضر رہا چوتھے روز بتاریخ پانچویں صفر ۶۵۹ سنہ ہجری مرقوم الصدر کو روز یک شنبہ بعد نماز فجر کے جناب موصوف کو بحالت معمول قدیم اقامت فرما دیکھ کر جانب پاک پٹن شریف کے روانہ ہوا۔ اور میرے سامنے کسی روز آگ قہر کی شرر افشاں نہیں ہوئی جب کہ میں جمال الدین ابدال سے رخصت ہو کر ایک منزل پر پہنچ گیا تھا۔ دوسرے دن حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے معرفت علیم اللہ ابدال کے حکم بھیجا کہ شمس الدین سے جلد جا کر کہہ دو کہ اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتا ہوا چلا جا۔ عرصہ تین روز میں جناب بابا صاحب کی خدمت فیض و رحمت میں پہنچ جاوے گا۔ اور زبانی علیم اللہ ابدال رحمۃ اللہ علیہ کے سنا کہ بعد حد بارہ کوس زمین سوختہ سے باہر نکل آنے میرے کے بدستور سابق آتش قہر کی مشتعل ہونے لگی

یہ حکم پہنچا کر علیم اللہ ابدال رحمۃ اللہ علیہ واپس روانہ ہوئے۔ اور میں تعمیل حکم تضا توام میں مشغول ہوا۔

تین روز کے عرصہ میں بتاریخ آٹھویں روز چہار شنبہ کو وقت مغرب کے جناب شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود المعالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ کر آداب بجالایا۔ اور قدم بوس ہوا جناب بابا صاحب ممدوح رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین تم کیوں میرے مخدوم کے پاس سے چلے آئے۔؟

میں نے عرض کیا کہ بموجب حکم کے قدم بوسی کو حاضر ہوا ہوں۔ اب جیسا حکم ہو بجالاؤں۔

جناب بابا صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے پاس خدمت میں رہا کرو۔ دن کو لکڑیاں جنگل سے لایا کرو۔ اور اس کو فروخت کر کے خورد و نوش کیا کرو۔ اب یہاں جو لوگ موجود ہیں اسی طرح اوقات گزاری کیا کرتے ہیں۔ دن کو ریاضت اور شب کو اللہ اللہ۔ اور بعضے روز لکڑیاں بھی میسر نہیں آتی ہیں۔ تو فاقہ بھی ہو جایا کرتا ہے۔

یہ ارشاد سن کر میں نے چار سال کامل اسی طرح سے جناب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بجان و دل انجام کی۔ اور زبانی علیم اللہ ابدال رحمۃ اللہ علیہ کے ہر روز احکام حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء سے بھی مطلع ہوتا رہتا تھا اور سنتا تھا کہ چار سال کامل بدستور سابق حد بارہ کوس زمین سوختہ میں آتش قہر کی سوزان رہی۔ اور مرتبہ روح سے کیفیت باطن سلاسل ولایت روح جذبیہ کی تعلیم پاتا رہا۔

نظم

اب نسب نامہ باسم اوّلیں
شمس الدین کا بوجھ لو باصد یقین

شیخ دین شمس الائمہ نام تھا
مشتہر در ہند و روم و شام تھا

تھے ابوالفتح محمد کے پسر
تھے وہ احمد شاہ کے نور بصر

ناصر الدین اُن کے بابا تھے حسن
اُن کے بابا حضرت محمود تھے
تھے محمد احمد بن ان کے پدر
تھے وہ عبد اللہ کے بیٹے سعید
تھے وہ مقبول الٰہی کے پسر
باپ ان کے سید عالی حسن
وہ پسر تھے جعفر صادق امام
تھے امام زین کے بیٹے سعید
نور چشم فاطمہ بنت رسول
جن کے بابا تھے علی بادشاہ
یوں روایت ہے کہ شمس الدین ترک
ہمراہ اکیس فاضل خوش طراز
ملک ترکستان سے پٹن میں آ
حضرت بابا نے فرمایا کہ جاؤ
کہہ دیا تم جاؤ سب مخدوم پاس
اس سے بیعت کا کرو دل کر سوال
تم سے جس کو چاہے گا وہ خوش خصال
سب بحکم شاہ دیں ہو کر رواں
وہاں ملاقی ہو جمال الدین سے
یہ گلے کہنے کہ کیوں کر جائیں ہم
پاس حضرت کے ہمیں کر دے رسا
حیرت آرا دیکھ سب مشتاق کو
یہ کہا حضرت کا نام جلوہ تاب

اُن کے بابا حامد شاہ زمن
فاضلوں کی منزل مقصود تھے
مہر و ماہ سے تھے نہایت مشتہر
شاغل اوراد و قرآن مجید
تھے انہوں کے شہ علی اشقر پدر
باپ ان کے تھے علی شاہ زمن
تھے وہ باقر کے پسر شاہ انام
وہ حسینی شہ امام ذو المجید
رنگ و بو افروز گلزار بتول
واقف سر بستۂ راز الٰہ
برادے خاص و بر آئین ترک
طالب بیعت ہوئے با صد نیاز
بہر بیعت پیش بابا سر جھکا
میرے مخدوم جہاں کو دیکھ آؤ
آتش قہری سے مت رکھو ہراس
دست بستہ با ہزاروں عجز و قال
فیض سے اپنے کریگا شاد حال
حد نار قہر تک پہونچے بجاں
اُس فقیر ابدال خوش آئین سے
کس طرح اس نار سے بچ جائیں ہم
اے جمال الدین کوئی صورت بتا
اس گروہ طالب خلاق کو
پڑھتے پڑھتے جاؤ گے تم سب شتاب

ساتھ کردوں گا حلیم اللہ کے
اس خوش ابدال خدا آگاہ کے

وہ تمہیں ہمراہ خود لے جائے گا
پاس حضرت کے تمہیں پہنچائیگا

پاس خاطر حضرت بابا فرید
ہو میسر تم کو بوس و دید

الغرض ابدال مذکور آن کر
لے گیا نزدیک شاہ دادگر

شاہ اُس دم جانب عرش بریں
چشم بکشادہ کھڑے تھے بر زمین

تا حد بائیس دن شاہِ جہاں
شاہِ عالم بادشاہ لامکاں

صورت تصویر ایستادہ رہے
برسبیل سرخوش بادہ رہے

دیکھ کر یہ حال ہمراہی تمام
کر گئے سب خود بخود ہر جا خرام

بعد از بائیس دن شاہِ زمن
منزل روحی سے آسوئے بدن

دیکھ کر بولے کہ شمس الدین آ
لائق ارشاد خوش آئین آ

دیکھ کر شایان بیعت کا تجھے
حضرت بابا نے بھیجا ہے تجھے

الغرض کر بیعت توبہ کہا
شمس یہ جب تک کہ ہے شمس سما

تو زمین پر وہ فلک پر ہمسر یہ
جلوہ فرمائے گا تا روزِ اخیر

شمس گردوں ہے صفات کردگار
شمس میرا نور ذات کردگار

شمس ترکستان خدا کا بعید ہے
شمس گردوں چرخ کا خورشید ہے

شمس میرا ہے ہویت کا ظہور
شمس چارم آسماں اُس کا ہے نور

کون سمجھا ہے تجھے اے شمس دیں
تو ہے شمس جلوہ بخش ذوالمنن

تو خدا کے راز سے آگاہ ہے
تو بلاشک عارف باللہ ہے

قصہ کوتاہ بعد بیعت شاہ نے
حضرت مخدوم عالیجاہ نے

شمس دیں سے یہ کہا اے شمس دیں
اے فروغ چرخ اے نور زمین

تین دن رہ پاس میرے اے سعید
پھر بجا لا خدمت بابا فرید

حضرت بابا سے حرز اللہ سیکھ
مانگ جا کر حضرت بابا سے بھیک

حضرت بابا تجھے سمجھائیں گے
جانب صحرا تجھے لے آئیں گے

علم باطن تو تجھے حاصل ہوگیا
علم ظاہر کا مزا جا کر اُٹھا

جب جناب حضرتِ بابا فرید
جائیں گے نزد خداوند وحید

اس گھڑی تجھ کو یہاں بلواؤں گا
جانب اقصیٰ تجھے پہونچاؤں گا

روز دویم وقت مغرب شاہ نے
ہادیٔ آفاق عالیجاہ نے

خاندان چشت میں بیعت کیا
چشتیہ شجرہ دیا شہ نے پڑھا

اور فرمایا کہ تو اے شمس دیں
دیکھ لے صورت کو میری بالیقین

مست ہیں مستی سے میری خاص و عام
دور میں ہر چار سو ہے میرا جام

مرشدِ کامل فقیر بے نظیر
ہیں فرید الدین میرے دستگیر

پیر اُن کے قطب دیں اوشی نسب
شہرۂ آفاق ہیں کاکی لقب

پیر اُن کے خواجہ ہند الولی
پیشوائے ہر نقی و ہر تقی

پیر اُن کے خواجہ عثمان ہیں
خواجگاں میں کیا ہی عالیشان ہیں

پیر اُن کے حضرت حاجی شریف
صدر چمن الفت صدر عفیف

پیر اُن کے خواجہ مودود چشت
تازہ تر نخل ثمردار بہشت

پیر ان کے خواجہ یوسف بنام
وادیٔ توحید ہے جن کا مقام

خواجہ زاہد محمد نام دار
پیر اُن کے ہیں ازل سے آشکار

پیر اُن کے احمد ابدالی خطاب
صاحب فیض رشادت انتساب

پیر اُن کے تھے ابو اسحاق شام
ہر رئیس شام تھا اُن کا غلام

پیر اُن کے خواجہ ممشاد تھے
دانش اللہ سے دلشاد تھے

شہ امین الدین ہبیرہ خوش کلام
پیر تھے ممشاد کے با احترام

اور ہبیرہ بصری کے پیر ولی
تھے سدید الدین حذیفہ مرعشی

پیر اُن کے حضرت ابراہیم تھے
مایہ دار مایہ تسلیم تھے

پیر اُن کے شہ فضیل باکمال
پیر ان کے عبد واحد مست حال

پیر اُن کے تھے حسن بصری امام
رونق سجادہ فقر تمام

پیر اُن کے تھے علی مرتضےٰ
وصف ہے جن کا کلام لَافَتٰی

مظہر پاک علی مرتضےٰ
تھا تجلی بخش شان مصطفےٰ

مصطفےٰ تھے پیر اُس سلطان کے
اُس شہ شاہان عالی شان کے

اور بھی بیعت کے سب دستور خاص
شہ ادا فرما چکے با اختصاص

الغرض بر حسب حکم شاہ دیں
جانب پٹن گئے شمس زمیں

خدمت بابا سے بہرہ مند ہو
دولت پابوس سے خورسند ہو

حضرت بابا نے پوچھا کر بیاں
چھوڑ کر مخدوم کو آیا کہاں

کیوں اُدھر سے اس طرف آیا ہے تو
میرے صابر کی خبر لایا ہے تو

عرض کی اے شاہ شاہان جہاں
آپ کے صابر نے بھیجا ہے یہاں

کہہ دیا مجھ کو کہ جا بابا کے پاس
رہ کوئی دن حضرت اعلیٰ کے پاس

رسم و راہ صحو میں چالاک ہو
جذبہ ساذج سے دامن پاک ہو

شغل و اوراد طریقت یاد کر
دل سلوک بندگی سے شاد کر

شرع احمد کا طریقہ سیکھ لے
احمد مرسل کے در سے بھیک لے

جب جناب حضرت بابا فرید
جلوہ فرمائیں گے بر عرش مجید

بعد ازاں تو پاس میرے آئیو
میری خدمت سے فوائد پائیو

حضرت صابر کی ہو جن پہ نگاہ
کیوں نہ روشن ہو وہ مثل مہر و ماہ

جس پہ ہے سایہ علاؤ الدین کا
شاہ وہ ہند و سندھ و چین کا

احمد صابر کا جو فرزند ہے
جو علاؤ الدین کا دل بند ہے

غوث گر کہیئے اُسے تو ہے بجا
قطب گر فرمایئے تو دور کیا

صابری جس پر ردا پڑ جائے ہے
رتبہ ابدالیدہ پائے ہے

جو علاؤ الدین علی پہ ہے نثار
رشد اس کا تا قیامت برقرار

مہر و ماہ ہم کو کیا مخدوم نے
بادشاہ ہند و سندھ و روم نے

اے حسن تو ہے رشادت کا وزیر
فیض تجھ سے پائیں گے خورد و کبیر

احوال حضرت مخدوم صاحب کی مزاج پرسی کو حضرات اولیائے مصر کے حاضر ہونے کا

مکاتیب حضرات مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ سترہویں ماہ جمادی الاوّل ۶۵۹ھ ہجری کو روز سہ شنبہ وقت ظہر کے حضرت شیخ شہاب الدین صاحب مکتوب نطاب الوان موسیٰ مرید حضرت شاہ شمس الدین عبدالعزیز صاحبزادہ جناب قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی کے بغداد سے تشریف لاکر حدبارہ کوس زمین سوختہ پر پہنچے۔ جمال الدین ابدال خدمت میزبانی کی بجالائے اور بموجب دستور قدیم کے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی مزاج پرسی سے فیض یاب ہوکر اور احوال آتش قہر کا بدستور معائنہ کرکے واپس تشریف لائے اور جمال الدین ابدال سے رخصت ہوکر تشریف لے گئے۔

اور بتاریخ سترہویں ماہ رجب ۶۵۹ھ ہجری کو روز یک شنبہ بعد ظہر کے حضرت شیخ عفیف الدین ملتانی صاحب مکتوب نطاب عشرت السنور ملتان سے تشریف لاکر حدبارہ کوس زمین سوختہ پر پہنچے۔ جمال الدین ابدال خدمت میزبانی کی بجالائے اور حسب معمول قدیم مزاج پرسی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء سے کامیاب ہوکر واپس تشریف لائے۔ اور احوال شرر افشانی آتش قاہرہ کا بطور محررہ بالا معائنہ کیا۔ اور جمال الدین ابدال سے رخصت ہوکر تشریف لے گئے۔

اور بتاریخ گیارہویں ماہ شعبان ۶۵۹ھ ہجری کو روز پنجشنبہ وقت ظہر کے حضرت شیخ شمس الدین بن افلح شامی صاحب مکتوب نطاب ہبوط الدرک مرید حضرت

علی الحداد خلیفہ جناب قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی کے حدبارہ کوس زمین سوختہ پر پہونچے جمال الدین ابدال خدمت میزبانی کی بجالائے اور بعد نماز عصر حسب دستور مرقومہ بالا علیم اللہ ابدال اپنے ہمراہ بتلاوت اسم مبارک حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے لے چلے۔ اور حسب قاعدہ قدیم پشت کے پیچھے کھڑے ہو کر معائنہ کیا کہ نگاہ حضرت ممدوح کی جانب آسمان کے ہے اور دست چپ سے ڈالی گولر کی پکڑے ہوئے اور دست راست کی مٹھی بند اور انگشت شہادت برابر قلب کے علم ہے ایک ساعت کے بعد یک بیک دونوں ہاتھ چھوٹ کر نیچے کو آگئے۔ اور حضرت موصوف تا بجائے اقامت کہ جہاں اب مزار مقدس ہے تشریف لے گئے اور نگاہ قہر آگیں زمین پر ڈالی۔ معاً آگ قہر کی زمین سے نکل کر سوائے محوطہ کے چہار طرف کی زمین کو حدبارہ کوس تک جلاتی ہوئی چلی گئی۔ اور آواز مثل گرجنے رعد کے برپا ہو کر شعلے آتش قہر کے آسمان کو جانے لگے۔

حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح روبہ قبلہ اور پشت جانب شرق کے فرمائے ہوئے جائے اقامت سے متصل درخت گولر کے تشریف لا کر کھڑے ہو گئے اور زبان مبارک سے فرمایا۔ یَا هُوَ یَا مَنْ هُوَ یَا مَنْ لَیْسَ لَهُ هُوَ اِلَّا هُوَ۔ اور پھر فرمایا لَا لَا لَا علیم اللہ ابدال نے اس وقت موقع پا کر عالم وجوب میں پس پشت مبارک سے عرض کیا کہ حضرت شمس الدین بن افلح شامی مرید حضرت علی الحداد صاحب کے حضور انور کی مزاج پرسی کو حاضر ہوئے ہیں۔

حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ الحمد للہ یا حق اور پھر فرمایا لَا لَا لَا فرما کر نگاہ جانب آسمان کے فرمائی علیم اللہ ابدال ان حضرت

کو اپنے ہمراہ حد بارہ کوس سے باہر واپس لے آئے۔ اور حضرت شمس الدین صاحب موصوف جمال الدین ابدال سے رخصت ہو کر تشریف لے گئے۔

فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری گزارش کرتا ہے کہ آٹھ برس کامل حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا حال اسی طور پر رہا۔ کہ شبانہ روز میں چھ ہزار مرتبہ بفاصلہ چار سانس کے زبان حد بارہ کوس کو آتش قہر سے جلایا کئے۔ اور کسی عارف صاحب جاہ و مرتبت کیفیت ولایت ملک ہفت اقلیم کو بغیر حصول شرف معراج کچھ بھی اس حضرت والا مرتبت بادشاہ دوجہاں موصوف الصدر کے ترقی عروج کیفیت باطن کی حاصل نہیں ہوئی۔ اور بغیر تلاوت اسم اعظم نام متبرک حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے کسی صاحب تشریف لانے والے کو حضوری بے سلامتی میسر نہ آئی۔ اور تمامی مکاتیب حضرت موصوف الصدر میں تحریر ہے کہ واقعہ عظیم تباہی کلیر سے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو مرتبہ شہنشاہی ولایت ملک ہفت اقلیم کا حاصل تھا۔ مگر کبھی حضرت موصوف کو اس طرف خیال بھی نہیں ہوا چنانچہ آج بھی جس کسی کو حضرات صاحب کیفیت باطن بہرہ یابان مقام دائرہ ولایت میں سے جو قبض کیفیت منہ دکھلاتا ہے۔ بمجرد تلاوت اسم اعظم موصوف یعنی نام مبارک حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ اور حصول شرف آستانہ بوسی اس دربار گوہر بار عرفان کے عروج کیفیت باطن حاصل ہو کر دائرہ نبوت میں گزر جاتا ہے۔

اور حضرات رقبا۔ و نقبا۔ و نجبا۔ و ابدال۔ و اغیاث۔ و اقطاب۔ و رجال الغیب بھی واسطے حصول ترقی قوت روح جذبیہ اپنی کے ہر روز حاضر آستانہ کرامت نشانہ کے ہو کر کامیاب ہوتے ہیں۔

جس طالب صادق کو اس جناب فیض مآب سے آنکھیں باطن کی مرحمت

ہو جاتی ہیں، وہ ان لوگوں کو وہاں پہچانتا ہے۔ اور اُس خاندان معدن العرفان شرفیافتہ کو الف مرتبہ علو العزمی شہنشاہی ولایت میں ہر ایک عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت کو اسم مبارک باطنی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا سینہ بسینہ تعلیم ہوتا چلا آتا ہے۔ چنانچہ اخلاف طریق اس سلسلہ عالیہ کو اسم ظاہر واسطے فلاح دولت ظاہر اور اسم باطن واسطے افتتاح کیفیت باطن کے عقدہ کشائی ہر گونہ حاجات صوری اور معنوی کا ہوتا ہے:۔

اشعار مؤلف

نام حضرت اسم اعظم ہے حسن رضؓ
پڑھنے والوں کو ہے کیا غم اے حسنؓ

نام حضرت جو زباں پر لائے گا
جو وہ جی میں لائے گا سو پائے گا

جو نہیں دریائے عرفاں کا غریق
جانتا ہے کب وہ پڑھنے کا طریق

اس وظیفہ کا طریقہ اور ہے
پوچھ لے ہم سے جسے کچھ غور ہے

ہم غلام شاہ ہیں شاہی نصیب
ہم مریدوں کو ہے آگاہی نصیب

ہم علاؤ الدین کے ہیں راز دار
ہم علاؤ الدین کے خدمت گزار

ہر طرف سے اولیائے آں زماں
پرسش احوال کو آئے بجاں

جو علاؤ الدین کا پڑھتے تھے نام
کیفیت سے وہ ہوئے پھر شاد کام

ان کی جانب سب گئے سر کو جھکا
عارفانِ کاملانِ حق رسا

پشت کی جانب امن سب پاتے تھے
ورنہ ایک ایک سامنے جلجلاتے تھے

خدمت عالی کے سب پابند تھے
دولت حضرت سے سب خرسند تھے

حضرت مخدوم کا خدمت گزار
خوش رہے گا تا دم روز شمار

جو علاؤ الدین کا خدمت گار ہے
اس طریقہ کا خلافت دار ہے

حضرت مخدوم کا پابند ہے
راز سے اُن کے حسن خرسند ہے

اور بھی ایک نام ہے سلطان کا
اُس شہنشاہِ مکانی آن کا

ہے وہ دردِ ہر ولی ہر زماں
حسب ایمائے خداوندِ جہاں

جانتا ہے وہ بالہام خدا
ہم بارشاد جناب مصطفےٰ

راز ہے اس کا چھپانا چاہیئے
ہر کسی کو کب بتانا چاہیئے

اسم ہے وہ اسم ذاتِ کبریا
جامع ذات و صفات کبریا

لوحِ محفوظی پہ وہ مرقوم ہے
کاملوں کو ہاں حسن معلوم ہے

حال حضرت کا مبیں ہے وہ نام
جانتا ہے کب اُسے ہر مرد خام

اُس کے پڑھنے سے زباں جلجاتی ہے
بے تحاشا بے خودی آجاتی ہے

بس سمجھا دیتا ہے وہ تشبیہ کو
لے اُڑے ہے عالم تنزیہہ کو

خاص خادم کو بتاتے ہیں حسن
روح کو پڑھ کر سناتے ہیں حسن

صابریوں کا وہ حرز تام ہے
اس طریقہ پر اجازت عام ہے

اس طلسماتی سرا کی سیر میں
اس شباہت گاہ شر و خیر میں

ہم مریدوں کو بہ ترتیب ظہور
ہم غلاموں کو یہ تعلیم حضور

جلوۂ وحدت دکھاتے ہیں کبھی
گلشن کثرت دکھاتے ہیں کبھی

ہر زماں مسترشدوں کی بارگاہ
دیکھنے کو جلوہ فرماتے ہیں شاہ

نور سے اپنے ہمیں کرتے ہیں شاد
دور کرتے ہیں سیاہی نہاد

اے حسن تیرا یہ جلوہ دل نواز
ہے علاؤ الدین کا گلزارِ راز

تو علاؤ الدین کا دل بند ہے
تو علاؤ الدین کا فرزند ہے

رشد تیرا تا قیامت برقرار
فقر تیرا تاجزا دولت بکار

خاندان چاردہ کا تو امام
بادۂ توحید کا ہے مست جام

شغل برزخ کا تجھے بس شوق ہے
اس عجائب شغل کا بس ذوق ہے

ذوق تیرا دل نواز ہر مرید
تیرا ہر طالب ہوا قطب فرید

مست ہو تیرا جو ہر معصوم ہے
یہ طفیل حضرت مخدوم ہے

دست تیرا دست ہے دستِ رسول
تو قبول اور تیرے مسترشد قبول

تو حسن اپنی سمجھ پورہ مقیم
ذات مرشد کو سمجھ لے بس قدیم

نام پڑھتا رہ ہمیشہ شاہ کا
یعنی اپنے مرشد آگاہ کا

حضرت مخدوم نے صورت میں آ
ہاتھ تیرا ہاتھ میں اپنے لیا

کہدیا تجھ سے کہ اس صورت سے کام
ہر گھڑی ہر لحظہ رکھ ہر صبح و شام

اے حسن تیرا طریقہ تاجرا
گرم تر رہوے گا حسب المدعا

احوال وفات حضرت باباصاحب کا اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کے تبرکات لانے کا

مکاتیب حضرات مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ سوم ماہ محرم ۶۶۴ھ روز شنبہ بعد نماز فجر کے حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر باباصاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض کو اپنے پاس پاک پٹن شریف میں طلب فرما کر مکتوب نقاب سر العبودیت تصنیف کیفیات باطن اپنے کامع دیگر جمیع مکاتیب نقاب حضرات پیران عظام اپنے سلاسل کے اور اوراد منضبط اوقات شبانہ روز اور تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم مع خرقہ مبارک حضرت سرور انبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی جو روز عطائے مثال خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مرحمت فرمایا گیا تھا۔ اور حضرت علی مرتضےٰ نے خواجہ حسن بصری صاحب کو روز عطائے مثال خلافت عنایت فرمایا تھا اور اُسی طرح دست بدست وہ خرقہ متبرک حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کو نصیب ہوا تھا مرحمت فرمائے اور اسناد خلافت نامجات حضرات پیران عظام اپنے شجرہ چشتیہ کے اور مکاتیب نقاب حضرات تشریف لانے والے مزاج پرسی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے کہ جس میں احوال حضرت ممدوح کا بموجب معائنہ کے تحریر تھا اور ان حضرت صاحب مکاتیب نقاب نے اس عرصہ آٹھ برس میں اس عالم سے رحلت فرمائی تھی۔ ہنگام رحلت اپنے اپنے مکاتیب نقاب

جناب بابا صاحب موصوف کی خدمت میں ارسال کر دیئے تھے، بموجب حضرت
شیخ بدرالدین صاحبزادہ کلاں حضرت بابا صاحب مکتوب نطاب نقوش فریدی
اور حضرت شیخ نجم الدین متوکل برادر حقیقی حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب قصص الوحدت
اور حضرت مولوی بدرالدین اسحاق داماد حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب
برہان الولایت اور حضرت شیخ فضل الرحمٰن برادر عمو زاد حضرت بابا صاحب مکتوب
نطاب نظیر الخطیب اور حضرت خواجہ رکن الدین بن احمد سعید صاحب مکتوب نطاب
امیر الوجود اور حضرت شاہ ابو نعیم بن صدر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب
نوم الوجوب اور دیگر عوام الناس کے مرحمت فرمائے۔ حضرت حاضرین محفل نے حضرت
خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض رحمۃ اللہ علیہ کو مبارک باد دی اور حضرت
شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ
اللہ علیہ نے ایک نامہ بنام نامی حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد
صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے متضمن کیفیات
بطون زبان ملکوت میں تحریر فرما کر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض
صاحب مکتوب نطاب فردوس الوجوب کے سپرد کر دیا اور ارشاد
فرمایا کہ۔

شمس الدین تم اپنے مکتوب نطاب میں نسبت اس نامہ کے تحریر کر دینا کہ یہ نامہ بنظر خلیفہ
صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ اپنے خاندان کے اور شخص کو نہ
دکھلایا جاوے۔ نہ امورات اس نامہ سے کسی کو اطلاع دیجاوے۔

اور پھر ارشاد فرمایا کہ شمس الدین جو جو اولیائے ہمعصر میرے بادشاہ دو جہاں
مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ
کی مزاج پرسی سے کامیاب ہو آئے ہیں۔ بوقت رحلت فرمانے کے اس عالم سے
مکتوب اپنا جس میں احوال معائنہ کیا ہوا تحریر ہو گا تیرے پاس بھیجدیں گے اس
امر میں ایک راز مخفی ہے زمانہ ولایت کیفیت باطن اعلان اس احوال کا کیا جائے
گا مجدد صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ قادریہ (شاذلیہ) اور صابریہ کا جو

اولاد امام اعظم ابو حنیفہ سے ہوگا۔ بعد ساڑھے سات سو برس میرے کے تکمیل اس اعلان کی کرے گا۔ اور تبرکات خاندان قادریہ کے علیم اللہ ابدال کے پاس امانت رکھے ہیں وہ بھی تیرے پاس جمع ہوں گے۔ بعد اس ارشاد کے جناب بابا صاحب ممدوح نے حضرات حاضرین محفل سے ارشاد فرمایا کہ آج ہم اس عالم سے رحلت کریں گے تھوڑے عرصہ میں شدت درد سر کی دم بدم ترقی پذیر ہوئی۔

جب وقت نماز مغرب کا ہوا جناب بابا صاحب موصوف نے نماز مغرب کی ادا فرمائی۔ بعد نماز مغرب کے استغراق ہوگیا۔ بیدار ہو کر حاضرین سے دریافت فرمایا کہ میں نے نماز مغرب کی ادا کر لی ہے؟ حاضرین محفل نے التماس کیا کہ حضور انور نے نماز مغرب کی ادا فرمائی ہے۔

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھا چاہیئے۔ اور پھر نماز مغرب کی ادا فرمائی۔ بعد نماز پھر دوبارہ استغراق ہوگیا۔ تھوڑے عرصہ میں بیدار ہو کر پھر حاضرین سے دریافت فرمانے لگے کہ میں نے نماز مغرب کی ادا کر لی ہے؟ حاضرین نے گزارش کیا کہ حضور نے دوبار نماز مغرب کی ادا فرمائی ہے۔

جناب بابا صاحب ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ دیکھا چاہیئے اور تیسری مرتبہ پھر نماز مغرب کی ادا فرمائی۔ نماز ہی میں استغراق ہوگیا۔ اور اسی حالت نماز میں بتاریخ پانچویں ماہ محرم ۶۶۴ھ ہجری کو کہ دوشنبہ کا دن گزر کر شب سہ شنبہ شروع تھی بعد نماز مغرب قبل از نماز عشا حضرت بابا صاحب نے حضرت احدیت صرفہ میں وصال فرمایا۔

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب سر العبودیت تصنیف اپنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس فقیر کی تین بیبیاں تھیں۔ بی بی اوّل کا نام مجیب النساء تھا جو شیخ زکریا سندھی کی ہمشیرہ تھیں۔ اُن کے بطن سے چار فرزند نعیم الدین۔ عزیز الدین۔ سلطان الدین فرید بخش تولد ہوئے۔

بی بی دوم کا نام بی بی خاتون تھا جو سلطان غیاث الدین کی دختر تھیں۔ اُن کے بطن سے سات فرزند کرم الدین یہ شیر خوار فوت ہو گئے فہیم الدین شہاب الدین۔ بدر الدین۔ نظام الدین۔ یعقوب۔ عبداللہ شاہ۔ اور پانچ دختر۔ فاطمہ۔ شریفہ۔ ہاجرہ زینب۔ مستورہ تولد ہوئیں۔

بی بی سوم کا نام ام کلثوم تھا جو مادر نصر اللہ تھیں۔ ان کے بطن سے تین فرزند شیخ محمد خضر فرید شاہ۔ یوسف احمد پیدا ہوئے۔

حضرت باباصاحب موصوف اپنے مکتوب نطاب سر السعودیت میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس قدر اس فقیر کے فرزند پیدا ہوئے اس میں منجانب اللہ یہ قاعدہ مرعی رہا تھا کہ فقیر کو اوّل الہام باطن سے ہوتا کہ فرید آج کی شب تم بی بی کے پاس جاؤ تم سے قطب پیدا ہوگا۔ فقیر بحکم الہام باطن بی بی کے پاس جاتا۔ اور بعد دس مہینے کے لڑکا پیدا ہوتا۔ تمام لڑکے اسی طرح بحکم الٰہی پیدا ہوئے۔ اور مرتبہ قطبیت پر ممتاز کئے گئے اور دختروں کی نسبت الہام ہوتا کہ فرید! آج تم بی بی کے پاس دوپہر دن کے وقت جاؤ تم سے لڑکی فرد وہی پیدا ہوگی۔ جو اس کی صورت کو دیکھے گا قطعی جنتی ہو جائے گا اسی طرح پانچ دختریں تولد ہوئیں۔ اور ان سب کے دیکھنے والے جنتی ہوئے عیال زاچہ بیان حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نطاب مقناطیس الوحدۃ میں تسطیر فرماتے ہیں کہ۔

حضرت باباصاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے چودہ فرزند ہونے میں ایک نکتہ تھا کیوں کہ چودہ ولایت ظلی اور پندرہویں ولایت اصلی محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہے

حضرت باباصاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے چودہ فرزند قطب ہوئے اور پندرھویں حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ مبدء کلی رہے۔ مثل حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اور حضرت باباصاحب موصوف کو مرتبہ فنا فی الرسول کا اتم حاصل تھا۔ خلفاء اور مریدوں جن و انس اپنے کے نسبت حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر باباصاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ

علیہ مکتوب بلقاب سر العبودیت تصنیف اپنی میں ترقیم فرماتے ہیں۔ کہ اس فقیر سے بہتر ہزار جن و انس مرید اور خلفا اور اقطاب ہوئے جن کی تفصیل یہ ہے۔

جنات مرید اور خلفا کی کل تعداد باون ۵۲ ہزار تھی جن میں سے بتیس ۳۲ ہزار خلیفہ اور بیس ہزار مرید ہوئے۔ ان باون ۵۲ ہزار خلفا اور مرید جنات مذکورہ میں دس ۱۰ ہزار خلفا اور بیس ہزار مرید گروہ امانت شاہ جنود ہا سے تھے۔

اور **انسان** مرید اور خلفا کی کل تعداد نو ہزار ہے۔ ان میں دو خلیفہ اکبر ایک بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ۔ اور دوسرے حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین محبوب الٰہی اقطاب دہلی اور کچھ خلفا اصغر اور کچھ صاحب مجاز اور باقی مرید ہوئے۔

اور **اقطاب** گیارہ ہزار ہوئے جس کی کل میزان جن و انس مرید و خلفا و اقطاب کی بہتر ہزار ہوئی۔ علاوہ ان کے اس فقیر سے پچیس ہزار اغیاث اور تین سو ابدال اور پچھتر ہزار نقبا اور پچاسی ہزار نجبا اور سترہ ہزار ریون اور چونسٹھ ہزار اوتاد کے نائب ہوئے جن کی کل میزان دو لاکھ چھیاسٹھ ہزار تین سو ہوئی۔

اور یہ حضرات ولایت روح جذبیہ کے اس خاندان عالیہ مرفوع الاجازت علو العدوم والمرتبہ شہنشاہی ولایت میں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے اس فقیر تک اور فقیر سے نیچے کے مراتب حضرت امام مہدی علیہ السلام تک بموجب فرمان حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر ایک شیخ وقت سے اسی تعداد کے موافق ہوتے چلے جاویں گے۔ اور اوپر ہفت اقلیم کے تقسیم ہوتے رہیں گے۔ اور جب یہ نہ ہوں گے تب ہی قیامت آجاوے گی۔ اس احوال حضرات ولایت روح جذبیہ کو فقیر مولف کتاب شاہ محمد حسن صابری نے تاریخ آئینہ تصوف تالیف اپنی میں قلم بند کر دیا ہے اور ان جمیع حالات مذکورہ کو حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب بلقاب احدیت المعارف میں۔ اور حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی

اوشی اولین الارواح نے اپنے مکتوب نطاب قربت الوحدت میں اور حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب نطاب سر العبودیت میں اور حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی اقطاب دہلی نے اپنے مکتوب نطاب مقناطیس الوحدت میں اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے اپنے مکتوب نطاب فردوس الوجوب میں اور حضرت صاحبزادہ بدرالدین صاحب سجادہ نشین جناب بابا صاحب نے اپنے مکتوب نطاب نقوش فریدی میں اور دیگر خلفائے جناب بابا صاحب نے اپنے اپنے مکتوب نطاب متفق اللفظ والمعنی قلم بند فرمایا ہے۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض مکتوب نطاب فردوس الوجوب تصنیف اپنے میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

جس شب کو حضرت بابا صاحب نے حضرت احدیت صرفہ میں وصال فرمایا اس وقت ہر چند تمام حاضرین بارگاہ نے سعی کی کہ شب کو سامان دفنیہ جمع کر رکھیں صبح کو اہتمام دفنیہ ہو جائے گا۔ لیکن بباعث کمال عسرت کے کسی کو کچھ میسر نہ ہوا کہ سامان مہیا ہوتا لاچار ہو کر میں نے شب کو الٹوا رکھا۔ مگر تختہ ہائے سنگ یعنی سنگ موسیٰ کے جن پر زیر و بالا کلمہ طیبہ کندہ تھا۔ اور ان کو ایک شخص محمد عظیم نام سوداگر بن محمد افضل نذر کر گیا تھا وہ موجود تھے۔ صبح کو قبل اذان نماز ہمسایہ میں سے ایک عورت ضعیفہ مسماۃ محمدہ بنت غیاث الدین بن محمود جوزقانی نے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض کو آواز دیا کہ بیٹا شمس الدین میرے پاس آ۔ حضرت موصوف حسب الطلب اُس کے پاس تشریف لے گئے۔ اس ضعیفہ نے ایک تھان پارچہ کا حضرت ممدوح کو دیا۔

حضرت موصوف نے فرمایا کہ ابھی تک ہم کو کوئی حکم باطن سے نہیں ہوا ہے ہم کیوں کر اس پارچہ کا لباس مبارک بنا سکتے ہیں۔ تب اُس ضعیفہ نے بیان کیا کہ میں نے یہ تھان باوضو روز جمعہ کو سوت کات کر سفید باف نماز گزار سے بوضو بنوایا ہے اور واسطے اپنے کفن کے رکھا تھا۔ آج شب کو میں نے حضرت بادشاہ

دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ ہمشیرزادہ جناب بابا صاحب کو خواب میں دیکھا کہ مجھ سے فرماتے ہیں تم یہ تھان فروخت کرتی ہو۔ اس کی کیا قیمت لوگی؟

میں نے عرض کیا کہ اس کی قیمت میں جنت لوں گی۔ حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ تم یہ تھان میرے حضرت بابا صاحب کے لباس منور کے واسطے شمس الدین شمس الارض کو بلا کر دے دو۔ میں تم کو بعوض اس کے پانچ جنتیں دوں گا۔ اور وہ پانچوں جنتیں مجھ کو معائنہ بھی کرا دیں ہیں اور میں نے اس کی قیمت بھی وصول کر لی ہے اس باعث سے تم کو بلا کر یہ تھان دیتی ہوں۔

اشعارِ مؤلف

احمد صابر سے نسبت کو بڑھاؤ | گل زمینِ باغ رضواں مفت پاؤ
حضرت مخدوم نورِ حق سرشت | جس کو چاہیں بخشدیں صدرِ بہشت
صدرِ جنت عارفوں کی شان ہے | باغ رضواں عارفوں کی آن ہے

جس نے اپنی اصل کو بوجھا حسنؔ
بالیقین وہ ہو گیا شاہِ زمن

جب حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض نے یہ حکم اُس ضعیفہ سے سُنا اُس تھان کو لے لیا۔ لیکن حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی اقطاب دہلی رحمۃ اللہ علیہ کی عدم موجودگی کے باعث متفکر تھے کہ حضرت شیخ نجم الدین صاحب متوکل برادر حقیقی جناب بابا صاحب اور جناب صاحبزادہ بدرالدین صاحب فرزند جناب بابا صاحب اور مولوی بدرالدین اسحاق صاحب داماد حضرت بابا صاحب نے صلاح دی کہ تا آنے حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی کے جسد مقدس حضرت بابا صاحب کو زمین کے سپرد کر دو۔ میں

دفینہ اول حضرت بابا صاحب

نے بصلاح حضرات موصوف کے بآداب تمام اپنے ہاتھ سے لباس تیار کیا
اور اپنے ہاتھ سے جسد اطہر کو غسل دے کر لباس پہنایا
اور بعد نماز اشراق بروز سہ شنبہ تاریخ چھٹی ماہ محرم ۶۶۴ھ ہجری کو نماز
جنازہ بروئے افروزی ارواح مقدسہ آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم مع حضرات خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین ادا ہوئی جس میں تمام
حضرات رجال الغیب اور ابدال اور رقبا اور نجبا اور نقبا اور اغیاث اور اقطاب اور جمیع
اہل ولایت روح جذبیہ اور جنات اور جنود ہا اور اتباعہا اور یہ فقیر شمس الدین شمس الارض
اور حضرت نجم الدین صاحب متوکل اور مولوی بدر الدین اسحاق صاحب اور صاحبزادہ
بدر الدین صاحب شریک تھے اور یہ نماز باطنی اول ادا کر کے جسد مقدس کو گوشہ زمین
متبرکہ کے (جہاں اب مقبرہ کلاں صاحبزادہ صاحب واقع ہے اس سے شرقی جانب)
سپرد کیا۔ اور بوقت نماز چاشت باطنی نماز جنازہ اور دفنیہ حضرت بابا صاحب سے الفراغ
حاصل کیا۔ بعد دفنیہ تمام حضرات رجال الغیب اور ابدال اور رقبا اور نجبا اور نقبا اور اغیاث
اور اقطاب اور دیگر اہل ولایت روح جذبیہ طواف جائے مدفونہ جسد مقدس کا کر کے
فیض یاب کوائف باطنی کے ہوتے تھے۔

اور حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح
سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے علیم اللہ ابدال اور جمال الدین ابدال کو مع یک صد
نفر جن متعینہ معہ بارہ کوس کو سبھی ارسال کر دیا تھا بعد شرف اندوزی طواف مزار
مقدس کے جمال الدین ابدال مع یک صد نفر جن کے واپس گئے۔ اور علیم اللہ ابدال
نے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا۔
کہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح
سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم چار روز بعد دفنیہ حضرت شاہ شیخ
فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ کے مزار
مقدس پر خدمت بجا لا کر ہماری خدمت میں حاضر ہو۔

چنانچہ علیم اللہ ابدال رحمۃ اللہ علیہ یہ حکم پہنچا کر واپس گئے۔ اور حضرت خواجہ شمس الدین[1] صاحب شمس الارض رحمۃ اللہ علیہ تاریخ دہم ماہ محرم ۱۰۶۴ھ ہجری مرقوم الصدر کو روز یک شنبہ بعد نماز فجر کے کلیر شریف کو روانہ ہوئے دو روز کے عرصہ میں حدود کوس زمین سوختہ پر پہنچے۔ جمال الدین ابدال خدمت بجالائے اور احوال شدت افشانی آتش قہر کا اس عرصہ چار سال میں بھی بموجب عرصہ آٹھ سال قبل تشریف آوری حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض کے جس طرح پر تحریر ہو چکا ہے حضرت خواجہ صاحب موصوف نے جمال الدین ابدال سے سنا اس گفت گو میں تھے کہ علیم اللہ ابدال حضرت خواجہ صاحب ممدوح کے پاس حاضر ہوئے۔ اور احوال بدستور مرقومہ بالا بیان کیا:۔

---

[1] حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کا پاک پٹن شریف کلیر شریف کو روانہ ہونا۔ ۱۲

احوال حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب قطبِ دہلی کا پاک پٹن شریف کو جاکر حضرت بابا صاحب کا دفینہ ثانی کرنا۔ اور وہاں سے دہلی کو واپس آکر حضرت مخدوم صاحب کے پاس جانے کا اور حضرت مخدوم کا خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض کو خلافت دینے کا

مکتوب نطاب مرقومہ ذیل میں تحریر ہے کہ حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب قطبِ دہلی صاحب مکتوب نطاب مقناطیس الوحدت نے بتاریخ سوم ماہ محرم ۶۶۴ھ ہجری کو بروز شنبہ وقت بعد نماز اشراق کے بموجب الہام باطن کے محمد افضل ابدال کو واسطے دینے مبارک باد تفویض تبرکات وغیرہ اسنادِ معنویہ حضرت بابا صاحب کے اور اپنے مکتوب نطاب مقناطیس الوحدت کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض کو طرف پاک پٹن شریف کے روانہ کیا۔ اور خود حضرت سلطان المشائخ صاحب ممدوح مدت اکیس روز قبل سے معتکف تھے۔ محمد افضل ابدال نے اس روز مبارک باد دی۔ اور مکتوب نطاب مقناطیس الوحدت دے کر واپس آنے میں توقف کیا۔ بعد تین روز کے محمد افضل ابدال بتاریخ چھٹی محرم روز سہ شنبہ کو بعد نماز مغرب واپس دہلی میں آئے اور مفصل حال وصال فرمانے حضرت بابا صاحب رحمۃ

اللہ علیہ کا حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی سے بیان کیا
حضرت سلطان المشائخ صاحب سنتے ہی پوشیدہ طور سے کہ حجرہ بھی بدستور بند
رہا اسم اعظم چشتیہ تلاوت فرماتے ہوئے ساتویں محرم کو بروز چہار شنبہ پاک پٹن شریف
کو روانہ ہوئے۔ اور بہ برکت اسم اعظم چشتیہ نویں محرم بروز جمعہ بوقت صبح وہاں داخل
ہوئے۔ اور آپ نے بالقائے باطن اوّل ہر چہار دیوار ہائے روضۂ شریف کی بطور بنیاد
کے قائم کیں۔ اور دسویں محرم کو بروز شنبہ وقت عصر جسد مقدس حضرت بابا صاحب کو
جائے مدفن سے باداب تمام نکال کر دوبارہ جنازہ کی نماز پڑھی جس میں جناب بابا
صاحب کے بہت سے خلفائے انسان و جنات مع دیگر اشخاص ظاہر اور عوام الناس
کے شریک تھے۔

احوال دفنیہ ثانی حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۲

بعد ازاں حضرت سلطان المشائخ صاحب موصوف نے حجرۂ خاص میں جہاں حضرت
بابا صاحب شب و روز مشغول بسجدہ رہتے تھے اور جس جگہ اب مزار معلیٰ واقع ہے
دفن کیا۔ دفنیہ ثانی کے واسطے شمالی دروازہ روضہ شریف سے جو کہ اب بہشتی دروازہ
مشہور ہے جنازہ مدفن میں داخل ہوا۔ اور خشت ہائے پختہ و خام سے جن پر بہت
سے قرآن مجید ختم کئے گئے تھے مرقد شریف تعمیر کیا۔ اور تختہ ہائے سنگ موسیٰ موجودہ
مذکورہ دیئے گئے۔ اور پائے انداز کو دیوار سنگ سرخ و خشت پختہ سے قریب
دو درعہ اور ہر چہار طرف ایک ایک دریچہ بلند کر کے بنیاد مرقد شریف قائم کر دی
اور جناب میاں بدر الدین صاحب صاحبزادہ کے دستار سجادگی باندھ کر بتاریخ
گیارہویں محرم روز یک شنبہ وقت بعد نماز مغرب مخفی طور سے دہلی کو واپس روانہ ہوئے
اسم اعظم چشتیہ تلاوت فرماتے ہوئے بتاریخ بارہویں محرم روز دو شنبہ وقت نصف
شب بمقام دہلی اپنے حجرہ میں داخل ہو گئے۔ اور در حجرہ بدستور بند کر لیا۔ اور
کسی کو آپ کے پاک پٹن شریف جانے کا علم نہ آیا۔ بعد کو سجادہ نشین درگاہ عرش
پناہ حضرت بابا صاحب نے چاہا تھا کہ روضہ شریف ہم تیار کر لیں لیکن اُن سے نہ ہو
سکا۔ ہر روز عمارت تعمیر ہوتی اور گر پڑتی۔ مجبور ہو کر چھوڑ دیا۔

بعدہٗ حضرت سلطان المشائخ صاحب موصوف نے جن کا بیان آگے آئے گا تعمیر کیا
اور یہ تمامی احوال مکتوب نطاب فردوس الوجوب تصنیف حضرت خواجہ شمس الدین
صاحب شمس الارض اور مکتوب نطاب مقناطیس الوحدت تصنیف حضرت سلطان المشائخ
سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی اور مکتوب نطاب نقوش فریدی تصنیف
حضرت صاحبزادہ بدرالدین صاحب فرزند و سجادہ نشین جناب بابا صاحب اور مکتوب
نطاب قصص الوحدت تصنیف حضرت شیخ نجم الدین صاحب متوکل برادر حقیقی جناب بابا
صاحب اور مکتوب نطاب برہان الولایت تصنیف مولوی بدرالدین اسحاق صاحب
داماد حضرت بابا صاحب میں مفصل مندرج ہے اور بتاریخ بارہویں محرم ۶۶۴ھ ہجری
روز دوشنبہ کو بعد نماز تہجد کے کہ شب سہ شنبہ تھی حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین
صاحب اقطاب دہلی نے حضرت شیخ نصیر الدین صاحب مکتوب نطاب حقیقت البحر
اور حضرت شیخ عثمان صاحب مکتوب نطاب عزیز المشہود کو تخلیہ اعتکاف میں اپنے پاس
طلب فرما کر حکم دیا کہ سموسہ پندرہ آثار اور کاگ پانسو عدد لے کر تم روانہ کلیر شریف
کے ہو جاؤ اور اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے جاؤ۔ مگر یہاں کسی کو تمہارے جانے کا علم نہ ہو
اور محمد افضل ابدال کو طلب کر کے ارشاد فرمایا کہ بتاریخ پندرہویں ماہ حال روز پنجشنبہ
کو سوا من کھچڑی قبولی یعنی فریدی سوا سو طباق گلی میں باحتیاط تمام لگا کر ہمدست خلیفہ
اکبر جنات کے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح
سلطان الاولیاء کی خدمت میں پہنچا دینا۔ اور بتاریخ بارہویں ماہ محرم ۶۶۴ھ ہجری مرقوم الصدر
روز سہ شنبہ کو بعد نماز ظہر کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض مع علیم اللہ
ابدال کے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح
سلطان الاولیاء کا نام تلاوت کرتے ہوئے حضرت ممدوح کی خدمت میں حاضر ہوئے
اور بآداب زیر درخت گولر پس پشت مبارک کھڑے ہو گئے مگر علیم اللہ ابدال
کو تین روز تک موقع اپنے حاضر ہونے کے اطلاع کرنے کا میسر نہ ہوا۔ یہ بتاریخ
پندرہویں ماہ مذکور روز پنجشنبہ معینہ سابق کو بعد نماز چاشت حضرت سید نظام الدین

حضرت خواجہ شمس الدین کا کلیر شریف آنا

صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلی بھی اس جگہ تشریف فرما ہوئے۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض سے ملاقی ہو کر اسی طرح مؤدب کھڑے ہو گئے اور علیم اللہ ابدال کو ارشاد فرمایا کہ تم شیخ نصیر الدین اور شیخ عثمان کو حد بارہ کوس زمین سوختہ سے یہاں حضور میں لے آؤ۔ اور محمد افضل ابدال جو کچھ اشیاء لایا ہو وہ بھی لوا لاؤ۔

حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین کا کلیر شریف آنا

علیم اللہ ابدال نے حد بارہ کوس پر پہنچکر حضرت شیخ نصیر الدین صاحب اور حضرت شیخ عثمان صاحب کو جمال الدین ابدال کے پاس منتظر اپنا دیکھا۔ اسی عرصہ میں محمد افضل ابدال بھی اشیائے مذکورہ لے کر آ پہنچے۔ علیم اللہ ابدال سب حضرات کو اپنے ہمراہ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا نام تلاوت کرواتے ہوئے زیر درخت گولر کے پس پشت مبارک لے آئے۔ یہ سب حضرات بھی مؤدب کھڑے ہو گئے۔ بعد نماز ظہر کے علیم اللہ ابدال نے موقع پا کر عالم وجوب میں گزارش کیا کہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض اور حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی حاضر آئے ہیں حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کو حواس عالم امکان کے پیدا ہوئے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ بھائی کا مزاج اچھا ہے۔ حضرت سید نظام الدین سلطان المشائخ اقطاب دہلی نے گذارش کیا کہ حضور کی عنایت سے کامیاب ہوں پھر حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین تم آئے۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض نے عرض کیا کہ غلام حاضر ہوا۔ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین سامنے آؤ۔ تمہیں صاحب مجاز مرفوع الاجازت شاہ ولایت کیا۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت دست بستہ جانب دست راست سے حضور میں آئے۔ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کو استغراق

حضرت مخدوم صاحب کا خواجہ شمس الدین صاحب کو شاہ ولایت کرنا

ہوگیا تھا۔ تھوڑے عرصہ میں پھر حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین تبرکات میں سے ہمارا عمامہ سبز نکال لاؤ۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے جلد تبرکات میں سے عمامہ موصوفہ نکال لیا۔ اور دونوں ہاتھوں میں لے کر باادب سامنے کھڑے ہوگئے۔

حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کو حالت استغراق میں پایا۔ تھوڑے عرصہ میں جب حضرت موصوف کو حواس پیدا ہوئے واسطے مشرف کرنے بیعت امامت اور ارشاد کے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے اپنا سیدھا ہاتھ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کی جانب بڑھایا اُسی وقت جلد حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی نے عمامہ مبارک اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے دست مبارک کو بموجب قاعدہ مستمرہ مرعیہ کے اپنے دونوں ہاتھوں میں لے لیا۔ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے کلمات بیعت امامت اور ائمۃ الامامت کی عبارت ملکوت میں زبان مبارک سے ارشاد فرمائی۔ اور حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی عمامہ متبرک اپنے دونوں ہاتھوں میں لیے ہوئے جانب دست راست کھڑے رہے جب حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کلمات موصوفہ بالا فرما چکے اور کیفیت باطن شہنشاہی ولایت بمرتبہ تمام و کمال اولوالعزمی کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب . . . . . شمس الارض شاہِ ولایت کے باطن میں مستولی ہوگئی اس وقت حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی نے عمامہ متبرک دونوں ہاتھوں میں رکھا ہوا پیش کیا حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے سیدھے ہاتھ سے وہ عمامہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت کے سر پر رکھ کر ایک پیچ اپنے سیدھے ہاتھ سے ڈالا کہ اسی حال میں استغراق

ہوگیا اور راقم سید حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا حسب معمول قدیم انگشت شہادت علم ہو کر برابر قلب کے جا ٹھہرا اور الٹا ہاتھ جناب ممدوح کا کسی امر میں ڈالی درخت گولر سے علیحدہ نہیں ہوا تھا اور حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی اسی طرح پر عمامہ دونوں ہاتھوں میں لیے ہوئے کھڑے رہے۔ غیب سے عمامہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ شمس الارض شاہ ولایت کے سر پر بندھ گیا۔ مگر دونوں صاحب اسی جگہ مؤدب کھڑے رہے۔ تھوڑے عرصہ میں حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کو حال استغراق سے افاقہ ہوا تب الٹا ہاتھ درخت گولر سے جدا ہوا۔ تو اس ہاتھ میں کاغذ قصب الزریرا کا موجود تھا۔ وہ مثال خلافت حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کو مرحمت فرمائی۔ حضرت موصوف نے مثال خلافت کو بوسہ دیا۔ اور آنکھوں سے لگایا حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے علیم اللہ ابدال کو حکم دیا کہ تم مثال کو پڑھ کر سناؤ۔ علیم اللہ ابدال تعمیل حکم بجالائے۔

عبارت زبان ناسوت بمضمون خطاب باطنی اور القاب اسم ظاہری دو سطر اور عبارت زبان ملکوت تین سطر تحریر تھیں جب علیم اللہ ابدال مضمون مثال خلافت سنا چکے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کو حال استغراق طاری ہو گیا۔ اور حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی نے بحکم حضرت مخدوم صاحب کے مثال خلافت حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض پر گواہی کی تحریر فرمائی۔

بعدہٗ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت اور حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی نے اشیائے مفصلہ بالا پر فاتحہ کیں۔ حضرت شیخ نصیر الدین صاحب مکتوب نطاب حقیقت البحر اور حضرت شیخ عثمان

صاحب مکتوب نقاب عزیز المشہود بھی شریک فاتحہ کے ہوئے۔ اُس وقت تمام حضرات نقباء۔ ونجباء ورقباء۔ وابدال۔ واقطاب۔ واغیاث۔ ورجال الغیب و قوم اجنہ شرف یافتگان بیعت وہاں پر موجود تھے۔ بعد فراغ فاتحہ حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی اور حضرت شیخ نصیر الدین صاحب اور حضرت شیخ عثمان صاحب نے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کو مبارک باد دی۔ اور گروہ حاضرین قوم اجنہ وغیرہ میں شور وغل مبارک باد کا برپا ہوا۔ اور آسمان پر گروہ ملائکہ میں صدائے مبارک باد بلند تھی۔ کہ سب حاضرین سنتے تھے۔

اشعار از مؤلف

حضرتِ شمسِ زمین و آسماں
تاج بخشائے سلاطینِ جہاں

یوں روایت کرتے ہیں آنے کا حال
دولتِ جاوید کے پانے کا حال

قصہ کوتاہ از پس سالِ چہار
حضرتِ بابا گئے دار القرار

ہاں کوئی دن جب ظاہر تھے یہاں
اب وہاں پہنچے کہ اوّل تھے جہاں

ہیں وہاں سے اور علیم اللہ سفیر
خدمتِ حضرت میں آئے مثلِ تیر

شاہ کو پایا بدستورِ قدیم
محوِ ذاتِ حضرتِ ربّ العلیم

دونوں ہم خدمت گذار شاہ دیں
شاہ کے پیچھے کھڑے تھے بر زمیں

خوفِ سلطانی سے حیران ہو گئے
ہیبتِ حضرت سے بیجاں ہو گئے

اور سلطان المشائخ شہ نظام
تیسرے دن آئے باصد احترام

پس دو سہ ساعت علیم اللہ نے
اس کمر بستہ مزاج آگاہ نے

عرض کی حضرت سے اے شاہ جہاں
اے سریر آرائے ہفتم آسماں

شہ نظام الدین و شمس الدین فقیر
شہ نصیر الدین مع جنت نفیر

حاضر درگاہِ عالیجاہ ہیں
منتظر ارشادِ حکم شاہ ہیں

یہ خبر سُن حضرتِ مخدوم نے
صحو میں آ، جذب سے معصوم نے

یہ کہا۔ بھائی نظام الدین تم
خوش رہے از بس ہو خوش آئین تم

شہ نظام الدین بولے در جواب
آپ کے دیدار سے خوش ہوں جناب

المختصر پیش نظام الدین ولی
واقفِ رازِ خفی و جلی

نسخۂ ارشاد کو اتنا کیا
لکھ دیا نام اس میں شمس الدین کا

وقتِ بیعت شمس کو فرما دیا
سن لے اے میرے مرید باصفا

شمس جب تک ہے فلک پر جلوہ بار
تو رہے گا برقرار

تو ہے شمس الدین رشد و اتقا کا امام
مرشد و مسترشدی کا کر نظام

تجھ سے ہوگا رشد کا روشن چراغ
تو پلا دے گا امامت کا ایاغ

آسماں کا شمس ہے شمسِ جلیل
تو زمین کا شمس ہے بے قال و قیل

آسماں کے شمس کو لازم فنا
میرے شمس الدین کو دائم بقا

شمس گردوں چار دل صورت فروش
شمس میرا دائمی معنی بجوش

شمس گردوں نور امکانی بکار
شمس میرا، نور ایجابی نگار

آسماں کا شمس زیبِ شش جہات
شمس میرا، نور بخش کائنات

شمس میرے سے کہ ہے وہ شمس دیں
شمس ہوں گے تا دمِ روزِ پسیں

جو یقین سے پاس تیرے آئے گا
عارفِ باللہ وہ ہو جائے گا

کلمہ طیب کی شمشیر نہیب
پنجۂ قدرت کی ہو گی تیرے زیب

سائلانہ پاس تیرے آئے جو
دولتِ دیں اور دنیا پائے وہ

جو خلافت کے طریقے تھے ادا
شاہ عالم نے کیے اُن کو عطا

خدمت بابا سے جو کچھ لائے تھے
حضرتِ بابا سے جو کچھ پائے تھے

حضرت مخدوم نے لے کر وہ سب
بخشے شمس الدین کو با صد طرب

اور خلافت نامہ غیبی لکھا
تھا جو وہ گولر کی ڈالی سے ملا

اس مثالِ غیب کو بخشا انہیں
دے دیا بس رتبۂ اعلا انہیں

شمسِ دیں، شمس جلال الدین ہوئے
صاحبِ رشد و طریق آئیں ہوئے

جو نظام الدین لائے تجھے نیاز — فاتحہ اُس پہ ہوئی با صد طراز

کیا خوش آئین طریقت ہے حسن — سلسلہ ہے یہ طریقت کا چمن

تیرے باطن میں رہے گا اے حسن

تا قیامت نور سلطانِ زمن

احوال حضرت سید نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سلطان المشائخ اقطاب دہلوی کا حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت سے اجازت تعلیم کیفیت ولایت، روح جذبیہ باطن کے لینے کا اور حلیہ حضرت مخدوم صاحب کا

مکاتیب مفصلہ ذیل میں تحریر ہے۔ کہ بعد فراغ فاتحہ حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی صاحب مکتوب نطاب مقناطیس الوحدت نے حسب الحکم حضرت شیخ شاہ فرید الدین گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ کے منجملہ احکامات لوازمات مراتب محبوبیت میں سے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت سے اجازت تعلیم کیفیات باطن ہر دو خاندان حنفیہ علوی متعلقہ ولایت روحِ جذبیہ کے کہ تشریح اور تفصیل ان ہر دو خاندان کی احوال تعلیم کیفیت باطن حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ میں تحریر ہو چکی ہے حاصل فرمانی اللہ اجازت تعلیم ترکیب تلاوت حرز یمانی شریف سیف اللہ حرز مرتضوی سلطان الاذکار غوثی معنوی وقیومی روحی کی کہ تفصیل اور تشریح اس کی بھی احوال ملاقات حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہِ ہند الولی شفاعت امر رحمۃ اللہ علیہ اور

حضرت محبوب سبحانی صاحب موصوف الصدر میں تحریر ہو چکی ہے حاصل فرمائی اور اجازت
تلاوت ترتیب صابری کی بھی اجازت اس عمل سریع التاثیر کی حضرت بادشاہ دو جہاں
مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت
واحدیت اور حضرت وحدت اور حضرت احدیت صرف سے ہنگام شرف اندوزی تعلیم لسانی
حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند
کے آٹھ روز قبل محفل پشکہ امامت سے ہوئی تھی۔ حاصل فرمائی اور اسی وقت بموجب
الہام باطن کے حضرت سید نظام الدین سلطان المشائخ قطب دہلوی نے حضرت شیخ
نصیر الدین صاحب مکتوب نطاب حقیقت البحر خلیفہ اپنے کو کیفیت روح جذبیہ ولایت
باطن خاندان رشیدیہ حنفی علوی کی تعلیم فرمائی کہ حضرات اس سلسلہ کے خدمات رقبا
و نقباء، و نجباء و ابدال و اوتاد، و اغیاث، و اقطاب، و رجال الغیب پر ہر شہر و دیار افواج
میں مامور ہوئے ہیں۔ اور حضرت شیخ عثمان صاحب مکتوب نطاب عزیز المشہود خلیفہ
اپنے کو کیفیت باطن ولایت صفائی کشف کونی خاندان جلیلیہ حنفی علوی کی تعلیم فرمائی
کہ حضرات اس سلسلہ کے مجذوب ہوتے ہیں۔ اور اسی روز بعد فراغ نماز عصر حضرت خواجہ
شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت اور حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان
المشائخ اقطاب دہلوی نے باہم شورہ کر کے حلیہ مبارک حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم
علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا تحریر فرمایا۔ میانہ قد
راست قامت لاغر و نحیف جسم، بزرگ سر اور تمام سر پر بال سیاہ کردہ بال ایام طفولیت
سے کبھی شانہ بھی ان میں نہیں کیا تھا۔ پہن و بزرگ گوش فراخ اور بلند پیشانی کشادہ دراز
ابرو سیاہ چشم نہایت دراز و آبدار بلند بینی چہرہ عرض و طول میں متوسط۔ عارض نور
افشاں، باریک لب تنگ دہاں کشادہ و متوسط دندان باریک ذباں نہایت خوش الحان
اور دیدہ زنخدان موئے محاسن نہایت باریک اور ملائم اور سیاہ و دراز گردن کشادہ شانہ
بزرگ پہن سینہ دراز دست پہن پنجہ طویل انگشت ناخن نہایت صاف و آبدار
باریک کمر درمیان سینہ کے ناف تک موئے سیاہ باریک پس پشت نیچے

حلیہ مبارک حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب

سیدھے شانہ کے جگہ کے اوپر مہر ولایت بخط باریک و مدور جس میں لفظ ھٰذا اَوَلِیُّ اللّٰہِ بخط جلی تحریر تھا۔ پائے مبارک راست و نہایت موزوں اور پنجہ یا پہن اور طول میں نہایت موزوں۔ انگشت پا باریک و طویل اور لباس مبارک میں صرف تہبند اور خرقہ ہوتا تھا۔ اور بغیر رنگ گل ارمنی کے کبھی لباس تشریف نہیں فرمایا۔ اور تا قیام پاک پٹن شریف گاہ گاہ سر مبارک پر کلاہ یا عمامہ اوڑھے روز تشریف آوری کلیر سے کبھی کوئی چیز سر پر نہیں رکھی۔ اور یوم ولادت سے کبھی نعلین نہیں پہنی۔ اور زمین زیر کف پائے مبارک سے لمعات انوار تاباں رہتے تھے کہ نگاہ کام نہیں کرتی تھی۔

نظم نتیجۂ فکر مؤلف

اے حسن تم حلیۂ صابر لکھو
راز باطن کے تئیں ظاہر لکھو

تاکہ ہو خواندہ صابر کتاب
اس بیان واقعی سے بہرہ یاب

ہے قد و قامت میانہ جلوہ ساز
ہے نہ کوتاہ اور نہ ہے قامت دراز

قامت حضرت الف کہلائے تھا
راز اس کا کب سمجھ میں آئے تھا

ہے قد و قامت جناب شاہ کا
اک الف اسرار الا اللہ کا

قد زیادہ کہ جس کے رو برو
سرو اور شمشاد تھے بے آبرو

ہے وہ خط استوائی ماہ کا
قد نہیں وہ ہے الف اللہ کا

ہے نحیف و زار حضرت کا وجود
لیک ہے اس میں تمامی سب وجود

گلشن تفکیر ہے حضرت کا تن
صورت تصویر ہے حضرت کا تن

بوئے تن ہے طبلہ عطر و گلاب
موئے تن نکہت فروش مشک ناب

ہر رن مو سے صدائے ذکر ہے
ہر رگ تن سے ندائے ذکر ہے

فرق تھا مانند نجم آسماں
چشمۂ لاہوت ہے اس سے رواں

صورت زیبا ہے وہ از حد برول
خور جس کے سامنے ہو سرنگوں

تاج جبین شاہ دیں وہ نور تاب — جس سے روشن ماہتاب آفتاب
نور ماہ و مہر دور روزہ شمار — نور حضرت تا ذات کردگار
آنکھ وہ جس پر کہ وہ پڑ جائے ہے — دولت کونین بیشک پائے ہے
عارض و بینی تماشا گاہ ہیں — کیا کہوں میں جلوۂ اللہ ہیں
چہرۂ زیبا کہ حضرت نور حق — نور حق گہ طور حق منظور حق
رنگ سے ہر رنگ کشتہ زعفران — زعفران از رنگ شاں بخشد نشاں
زعفرانی رنگ رشک زعفران — رُو بروئے جس کے خجل ہے ارغواں
زعفرانی رنگ حضرت گل فروش — دیکھنے والے کے بس کھو تا ہے ہوش
ریش عنبر زیب ہے مشک تتار — چہرہ رنگیں ہے رشک صد بہار
گردن وشانہ طلسم آباد ہے — طبع جس کے دیکھنے سے شاد ہے
دفتر عرفان حق بر در بغل — معرفت سے جس کی حیران سب کمل
سینہ حضرت ہے صندوق صفا — جس میں ہے گنج صفات کبریا
قلب حضرت چشمہ عرفان ہے — روح حضرت جلوہ عرفان ہے
صدر حضرت منبع نور الٰہ — نور سے جس کے ہیں روشن مہر و ماہ
ماہ ان کے مہر ہے جلوہ گر — مہر اُن کی ضیا سے دیدہ ور
جلوۂ شان الضحیٰ کا ظہور — ہے سراپائے جناب باحضور
ستر حق ہیں حضرت عالی جناب — ذات برحق ہیں بحق رُو در نقاب
تھا لباس ناز ارمنی گل آستا — رنگ خرقہ جلوۂ صندل نما
کیا کہوں حضرت کی شان دآن کا — ہے کہاں رتبہ مجھے پہچان کا
کیا بیاں ہو شاہ عالی جاہ کا — کیا بیاں ہو اس خدا آگاہ کا
جس نے دیکھا شاہ کو دیکھا خدا — جس نے پایا شاہ کو پایا خدا
کیا لکھوں شہ کی کنزائی کا بیاں — لکھ نہیں سکتا ہے خامہ دو زبان
وصف حضرت دور ہے تحریر سے — نعت حضرت ہے بروں تقریر سے

آئینہ دش میں یہاں حیران ہوں
مثلِ خامہ قالبِ بے جان ہوں

دل میں جب آتا ہے حضرت کا خیال
بھول جاتا ہوں اسی دم قیل و قال

اس طرف سے اس طرف جاتا ہوں میں
کیا کہوں کچھ اور بن جاتا ہوں میں

نشۂ توحید آتا ہے مجھے
صاف دیوانہ بناتا ہے مجھے

نسبتِ حضرت سے جو آگاہ ہے
وہ حسنؔ باللہ وَلِیُّ اللہ ہے

احوال حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کا حضرت مخدوم صاحب سے تعلیم پانے کا اور حضرت مخدوم صاحب کی اوقات شبانہ روز کا مفصل و مشرح بیان

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت مکتوب نطاب فردوس الوجوب تصنیف اپنے میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعد تحریر حلیہ مبارک کہ نماز مغرب سے عشا تک قلم بند ہو گیا تھا۔

حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے عزم دہلی کیا۔ دمِ رخصت حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے فرمایا کہ برادر آپ کو تو حضرت بابا صاحب محبوب الٰہی کر چکے ہیں۔ اور تم خدا کے محبوب ہو۔ اور میں تم کو ابھی سے کہتا ہوں کہ بھائی محبوب الٰہی تم رخصت ہوتے ہو بہتر ہے خدا حافظ۔

یہ مژدہ سن کر حضرت سید نظام الدین صاحب محبوبِ الٰہی مع اپنے خلفائے موصوف الصدر کے دہلی کو تشریف لے گئے۔ اس وقت سے تین روز کامل حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا کو استغراق کامل رہا۔ بتاریخ اٹھارہویں ماہ محرم سنہ ۶۶۴ ہجری مرقوم الصدر روز دوشنبہ کو بعد نماز چاشت حضرت ممدوح نے مجھ کو آواز دیا۔ میں نے عرض کیا کہ غلام حاضر ہے اور پس پشت مبارک سے جانب دست راست حضرت موصوف کے اکھڑا ہوا۔ اور نامہ

زبان ملکوت جو حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم
اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ کو وقت تفویض تبرکات روز وصال فرمانے اپنے کے
مرحمت فرمایا تھا۔ ملاحظہ میں گذرا۔ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر
صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین: اس
نامہ کو بموجب حکم حضرت بابا صاحب کے تم اپنے پاس بحفاظت رکھو۔ اور علیم اللہ
ابدال کے پاس جو تبرکات تفویض ہیں وہ بھی اپنے پاس رکھو۔ علیم اللہ ابدال نے اسی
وقت تبرکات مفاوضہ مرسلہ حضرت شاہ منور علی صاحب الہ آبادی کہ بدست محمد غفور
ابدال کے بعد واقعہ تباہی کلیر وصول ہوئے تھے۔ اور تبرکات اور مکتوبات نطاب
اور اسناد وغیرہ حضرت شاہ سیف الدین عبد الوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ جد امجد
اور حضرت شاہ عبد الرحیم عبد السلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ والد بزرگوار حضرت بادشاہ دو جہاں
مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے کہ یوم وصال
حضرت شاہ عبد الرحیم عبد السلام صاحب موصوف سے علیم اللہ ابدال کے پاس تفویض
تھے مجھ کو سپرد کر دیئے۔ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب
ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے چند امور کیفیت باطن سے تعلیم لسانی اپنی سے
مجھ کو فیضیاب فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ شمس الدین جو کلمہ ہماری زبان سے صادر ہوا کرے
اس کو تم تحریر کر لیا کرو۔ اور نام اس مکتوب نطاب کا "صحیفہ بیان صابری" رکھو۔ چنانچہ اسی
روز سے میں نے مکتوب نطاب صحیفہ بیان صابری میں جو کچھ زبان مبارک سے الفاظ صادر
ہوتے تھے تحریر کیے۔ اور جو احکام کہ میری نسبت صادر ہوتے تھے میں اپنے مکتوب
نطاب میں تحریر کر لیتا تھا۔ چنانچہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت
مکتوب نطاب فردوس الوجوب تصنیف اپنے میں ترقیم فرماتے ہیں کہ بتاریخ نویں ماہ ذی الحجہ
سنہ ۶۶۴ ہجری روز جمعہ بوقت صبح صادق مجھ کو جناب مخدوم صاحب قطب عالم
اغیاث الاغیاث ہیژدہ ۱۸ ہزار عالم رحمۃ اللہ علیہ کا حکم ہوا کہ شمس الدین بابا! تو علیم اللہ ابدال
سردار ہفت اقلیم ابدالان سے امر کر دے کہ وہ جمال الدین ابدال سے کہدے کہ

تو مع یکصد نفر جنات اپنے کے ہر چہار طرف حد بارہ کوس زمین سوختہ کے مقرر اور نگہبانی رکھ کہ سوائے حیوان چرند اور پرند کے کوئی قسم انسان اور جنات کی یہاں نہ آنے پائے اور علاوہ چرند اور پرند وغیرہ کے اگر کوئی ذی روح قریب ہو کر بھی گذرے تو معاً اس کی گردن توڑ کر دریائے گنگ میں ڈال دیا جاوے۔ اور معرفت علیم اللہ ابدال کے شمس الدین بابا تجھے علم آجایا کرے۔ دوسرا حکم بعد کو حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے علیم اللہ ابدال کی نسبت فرمایا کہ تم جلد جا کر امانت شاہ بادشاہ جنات کو ہماری جانب سے امر کر دو کہ تم اپنے وزیر اعظم کو مع افواج پیادے اور سواران تعدادی ستاسی ہزار کے جانب دہلی روانہ کر دو کہ وہ دہلی میں جا کر دریائے جمن پر رہا کرے۔ اور ہر روز وزیر اعظم دربار۔ برادر سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ محبوب الٰہی میں حاضر ہوا کرے۔ اور ہر روز برادر محبوب الٰہی سے عرض کیا کرے کہ حضرت جو حکم ہو بجا لاؤں۔ اس پر برادر محبوب الٰہی جو امر کریں۔ وہ فی الفور اس کی تعمیل کر کے حضرت شمس الدین شمس میرے کو معرفت جمال الدین ابدال کے خبر کر دیا کرے۔

بعدہٗ تیسرا حکم یہ فرمایا کہ بابا شمس ارضی تو جمال الدین ابدال کو یہ حکم پہنچا دے کہ وہ ہر روز دو سبو چوگلی اور ایک آفتابہ نو تیار دریا سے بھروا کر لایا کرے۔ اور علیم اللہ ابدال کے حوالہ کر دیا کرے۔ اور علیم اللہ ابدال ان دونوں سبو چوں گلی اور آفتابہ کو زیر درخت گولر رکھ دیا کرے۔ اور شمس الدین بابا اس پانی کو وضو اور غسل میں صرف کر لیا کر بعد صرف ہو جانے پانی کے ان تینوں ظروف کو توڑ ڈالا کر اور جب تک تو تعلیم پاوے ہر روز اسی طرح کار بند رہنا۔

چوتھا حکم یہ فرمایا کہ شمس الدین بابا تو علیم اللہ ابدال سے کہدے کہ کاغذ و روشنائی اور قلم و دوات کا حکم بنام قطب شمالی کے پہنچا دے کہ وہ معرفت ابدال سعید اکرم کے تیرے پاس جب کہ تجھ کو ضرورت ہوا کرے آجایا کرے۔

پانچواں حکم یہ فرمایا کہ اے میرے شمس بابا! ملک طوس سے دو ابدال اول درجہ کے مسمیان شرف جمال اور حسام کمال مرسلہ عبد الرشید صاحب سردار اکبر

روح جذبیہ کے پوشاک مرقومہ ذیل فقیر کے واسطے دسویں دن لایا کریں گے تو جمال الدین ابدال کو مع جنات کے ہدایت کر دے کہ وہ آنے جانے کے مانع نہ ہوں۔

تفصیل پوشاک یہ ہے۔ خرقہ گل ارمنی رنگ کا ایک عدد بلا قطع کیا ہوا تیار بطور کفنی سوا تین گز کا۔ تہ بند صابری یعنی گیرو مع چھال کیکر کے رنگا ہوا ایک عدد اڑھائی گز کا کلاہ صابری مدور بلا قطع کی ہوئی تیار ایک عدد حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت تحریر فرماتے ہیں کہ جب تک بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء اس عالم میں جلوہ افروز رہے۔ یہ تینوں پارچے متواتر دسویں روز آتے تھے اور جب یہ نو تیار پوشاک آتی تھی تو پوشاک مستعملہ حضرت بادشاہ دو جہاں مجھ کو عطا فرما دیتے اور جب دوسری پوشاک مجھ کو مرحمت ہوتی تو پہلی پوشاک کو بہ حکم حضرت بادشاہ دو جہاں رحمۃ اللہ علیہ ممدوح کی جائے محفوظ قریب مزار حضرت سید امام الدین صاحب کے دفن کر دیتا تھا۔

فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب گزارش کرتا ہے کہ جو کچھ تبرکات حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کو عطا ہوئے تھے دست بدست پہنچتے ہوئے حضرت پیر و مرشد برحق نے اس کفش بردار اپنے کو مرحمت فرمائے ہیں اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کو مکتوب نطاب فردوسی نوجوت میں تحریر فرماتے ہیں کہ روز خلافت پانے سے آتش قہر کی کسی روز شرر افشاں نہیں ہوئی صرف ایک آواز مثل گرجنے رعد کے جیسا بعد جلانے آتش قہر کے ہوا کرتا تھا گاہ گاہ برپا ہو جاتا تھا۔ اور حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء بدستور مرقوم الصدر اپنے ہاتھ سے ڈالی درخت گولر کی پکڑے ہوئے اور سیدھے ہاتھ سے مٹھی بند کر کے انگشت شہادت برابر قلب کے علم فرمائے ہوئے حالت استغراق میں کھڑے ہوئے تشریف رکھتے تھے اور مہر ولایت حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کی جو پس پشت جگہ کے نیچے سیدھے شانہ کے کہ محل لطیفہ روح کا ہے۔ ہر وقت اس مہر منور میں سے ضیائے انوار اس قدر لامع ہوتے رہتے تھے

کہ شب کو روشنی اس کی زیادہ تر اور روز شب اندوز رہتی تھی اور دن کو کبھی تمونا آفتاب کی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ ہر وقت فضا کی مثل شب ماہ ایام بہار کے اعتدال پر رہتی تھی۔ صبح کو جب وقت نماز کا ہوتا میں آذان کہتا۔ اس وقت حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء ارشاد فرماتے کہ "شمس الدین! شریعت بھی کیا اچھی چیز ہے کہ حضوری سے دربار میں لے آتی ہے"۔ یہ ارشاد فرما کر حضرت موصوف مجھ کو امام کر دیتے۔ اوّل رکعت نماز ہی میں حضرت ممدوح کو استغراق ہو جاتا تھا پانچوں وقت نماز کے اسی طرح اتفاق ہوتا تھا۔ اور روز خلافت سے یہ معمول ہو گیا تھا کہ تیسرے روز جب حضرت موصوف کو حال استغراق سے افاقہ ہوتا تھا بالقیام جو اس حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء مجھ کو مرتبہ اسفل طبیعت سے حضرت ذات احدیت صرف تک ہر ایک مرتبہ کے آداب، احکام، آثار، اصطلاح، حسنات، سیئات، اذکار، اشغال، افکار۔ اسرار تعلیم فرماتے تھے۔ اور گاہ گاہ حالت قیام جو اس عالم امکان کے حضرت ممدوح ارشاد فرماتے کہ شمس الدین! کچھ موجود ہے؟ میں گولیاں ثابت پیش کر دیتا حضرت موصوف دو ایک گولیاں ہونٹوں میں دبا کر تھوک دیتے۔ میں ان گولیوں کو تبرکاً اپنے پاس جمع کر لیتا تھا۔ اس وقت حضرت موصوف ارشاد فرماتے کہ شمس الدین! خدا میں اور بندہ میں اتنا ہی فرق ہے کہ بندہ کھاتا ہے اور خدا مبرا و منزہ ہے کھانے سے۔"

یہ ارشاد سن کر مجھ کو وجد ہو جاتا اور اسی وجد میں حالت استغراق طاری ہو جاتی تھی جب افاقہ ہوتا وقت نماز آذان کہتا تھا۔

احوال حضرت سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی کے عرضیہ سے ایک برات مقید کی رہائی کا

مکاتیب مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ انیسویں ماہ ذیقعدہ ۷۱۸ھ ہجری کو شب سہ شنبہ بہر برات گزرے ایک برات نظیر الدین بن عیاض الدین بن محمود بن محمد علی بن شیخ حسن بن شیخ سراجدین کی کہ نظیر الدین دولہا برات کا۔ مرید حضرت شیخ عثمان صاحب خلیفہ اقل حضرت سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی کا تھا۔ برات اس کی اتفاقاً راستہ بھول کر حدود زمین سونخہ سے بارہ کوس کے فصل پر جانب جنوب کے جاتی تھی، جس کا مسکن مبارک حضرت بادشاہ دو جہاں سے چوبیس ۲۴ کوس کا فاصلہ تھا، جا پہنچی۔ اور آواز نکارہ کا از روئے باطن گوش زد حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے ہوا۔ حضرت ممدوح نے چشم مبارک وا فرما کر ارشاد کیا کہ شمس الدین! یہ کیا آواز ہے؟ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے عرض کی کہ حضرت یہ آواز نکارہ کا ہے کسی کی برات جاتی ہے حضرت موصوف نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین! تم کیفیت غیب سے تصرف کر کے صرف ہمت اپنی سے پیالہ گلی مجمع بارات کا تصور کر کے اوپر ڈھانک دو کہ ہر چہار مجمع برات کے بہار حائل ہو جائیں۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے تعمیل حکم کی فرمائی۔ چار روز پیالہ گلی اسی طرح رکھا رہا۔ مجمع برات کو راستہ کسی طرف میسر نہ آیا ناچار ہو کر مجمع برات نے جائے محصور میں قیام کر دیا۔ اور اس مجمع برات کا پیش خیمہ جو قبل محصور ہو جانے مجمع برات سے آگے چلا گیا تھا۔ ہر جگہ

انتظار آپہنچے برات کا کرتا تھا جب سعی اور تجسس کر کے سراغ رسی مجمع برات سے مایوس ہو گئے۔ تب وہ لوگ بجلت تمام حضرت سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی سلطان المشائخ اقطاب دہلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور احوال عرض کیا۔ حضرت موصوف نے ارشاد فرمایا کہ کل تمہاری برات آجاوے گی۔ آج کے روز تم یہاں توقف کرو۔ اور حضرت ممدوح نے اسی وقت ایک عریضہ حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی خدمت میں اور ایک نامہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت کی خدمت میں بدست محمد افضل ابدال کے کلیر شریف کو ارسال فرمایا۔ اور محمد افضل ابدال کو تاکید فرمائی کہ بہت جلد جواب لے آوے۔ محمد افضل ابدال نے عرصہ ایک ساعت میں پہنچ کر عریضہ اور نامہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کی خدمت میں پیش کیا۔ عریضہ میں تحریر تھا کہ حضرت! ان لوگوں سے خطا ہوئی معاف فرمائی جائے۔ اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ۔ بعد ملاحظہ عریضہ اور نامہ کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے پیالہ گلی اٹھالیا۔ مجمع برات کے سامنے سے چہار طرف کے پہاڑ علیحدہ ہو گئے۔ اور محمد افضل ابدال نے اسی وقت مجمع برات میں پہنچ کر بہ تاکید ہدایت کر دی کہ شہر دہلی تک کسی طرح کا باجہ ہرگز نہ بجے اب کی بار بپاسِ خاطر حضرت سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی سلطان المشائخ اقطاب دہلی کے تم کو نجات ہو گئی ہے۔ اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت نے جواب نامہ کا تحریر فرما کر بدست محمد افضل ابدال حضرت سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی سلطان المشائخ اقطاب دہلی کی خدمت میں ارسال فرمایا۔ تحریر تھا کہ واردات تباہی کلیتہً الی قیامت فراموش ہونے کے قابل نہیں ہے اور حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو اس وقت جذب کمال لاحق حال تھا۔ مضمون عریضہ کا بوقت فرصت گزارش کروں گا۔

حضرت ممدوح کو ان روزوں سات پہر جذب رہتا ہے۔ اور ایک پہر سلوک
اس عرصہ میں مجھ کو تعلیم کیفیات باطن کی فرمائی جاتی ہے۔ بوقوع ایسے امور کے پھر آتش
قہر شرر افشاں ہو جائے گی۔ اور سلوک کے لئے ایک پہر کا موقوف ہو جائے گا جب
محمد افضل ابدال جواب لے کر حضرت سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی سلطان
المشائخ اقطاب دہلوی کی خدمت فیض درجت میں پہنچا اس وقت حضرت شیخ نفیر الدین
صاحب مکتوب نطاب حقیقت البحر اور حضرت شیخ عثمان صاحب مکتوب نطاب
عزیز دلشود خدمت میں حاضر تھے عرض کرتے ہیں کہ حضرت پیر و مرشد کو نامہ ملاحظہ فرماتے
ہی عرق آگیا تھا۔ اور رنگ مبارک حضرت کا مثل زعفران کے ہو گیا تھا۔ ایک ساعت
کامل یہ حال رہا۔ اور اسی وقت حضرت پیر و مرشد ممدوح نے ترتیب صابری تلاوت فرما کر
طرف کلیر شریف کے تسلیمات بجالائے بعد ایک ساعت کے رنگ حضرت موصوف
کا مثل لعل بدخشاں کے دمکنے لگا۔ اور حال وجدان طاری ہو گیا۔ ایک ساعت کامل
حال کیفیت وجد طاری رہا۔ اور سب حاضرین پر بھی کیفیت حال وجدانی کی مستولی رہی
بعد افاقہ حضرت سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی سلطان المشائخ اقطاب دہلوی
نے ایک تختہ کاغذ سفید منگوا کر فرمایا کہ سائل کو عنایت فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ شہر دہلی سے
بہ فاصلہ ایک فرسنگ کے راستہ برات پر جا کر اس کاغذ کو کشادہ کرنا۔ مجمع برات
کا تم کو مل جائے گا لیکن باید ہرگز نہ بجے عالم خاموشی کا رہے۔ چنانچہ بموجب ارشاد
حضرت ممدوح کے ظہور ہوا۔ اور مجمع برات کا اپنے مکان پر بآرام پہنچا۔

احوال حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی کی محبوبیت کا بحکم حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے

مکاتیب حضرات مفصلہ ذیل تحریر ہے کہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب لطائف فردوس الوجوب کو بتاریخ ستر ہویں ماہ ربیع الثانی ۷۸۱ھ ہجری کو روز یک شنبہ صبح سے ایک کیفیت عجیبہ میں محویت تامہ حاصل تھی۔ بعد نماز عصر کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت نے حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے چہرۂ منور پر آثار انوار ذاتی کے صادر ہوتے۔ معائنہ کیے اور خود ان کو استغراق طاری ہو گیا۔ اسی حالتِ استغراق میں حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت کے قلب پر القاء ہوا کہ سید نظام الدین محبوب الٰہی ہوئے اور الہام بصورت روحانی حضرت بابا صاحب کے کہ سامنے آکر حضرت ممدوح نے فرمایا کہ ہم آج مخدوم صابر کی صورت میں موجود ہو کر تجھ کو تجلی آثار ذاتی کا معائنہ کرائیں گے۔ اور امر محبوبیت کا اجرا کر دیں گے۔ یہ شطحات میرے مخدوم صاحب کے تو اپنے مکتوب لطائف میں قلم بند کر لیجیو کوئی دم جاتا ہے کہ اس کا ظہور ہونے والا ہے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت کو حالتِ استغراق سے بخوبی افاقہ نہیں ہوا تھا کہ حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی زبان مبارک سے شطحہ صادر ہوا کہ ہم نے اس کو محبوب کیا اور بعد صادر ہونے اس کلمہ شطحہ کے کیفیت صمد انوار کی حضرت بادشاہ دوجہان

مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے جسم اطہر پر تجلی پذیر ہوئے۔ یہاں تک کہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت نے تجلی ذاتی آثاری کو بچشم ظاہر حضرت ممدوح کی صورت انور پر معائنہ کیا جس طرح پر حضرت موسیٰ علیہ السلام والصلوٰۃ علی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کو مرتبہ صعقا کا تجلی طور پر حاصل ہوا تھا اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت کو اس وقت مقام فنا فی اللہ کا بدرجہ اتم حاصل ہوا کہ حواس ظاہر و باطن کے معطل ہو گئے تھے۔ اکتالیس روز حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت درخت گولر سے شانہ سیدھا لگائے ہوئے ایک حال پر کھڑے رہے علیم اللہ امبال حضرت ممدوح کو جان بحق واصل سمجھ کر دونوں ہاتھ اپنے حضرت موصوف کی پشت کے نیچے جسم سے علیحدہ کیے ہوئے منتظر کھڑے رہے کہ جس وقت جسم مبارک درخت گولر سے جدا ہو ہاتھوں پر لے لیا جاوے۔

اکتالیسویں روز عصر کے وقت حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کا نام لے کر آواز دیا۔ اس وقت بے ساختہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت کی زبان سے جواب صادر ہوا کہ غلام حاضر ہے۔ یہ جواب عرض کر کے حضرت موصوف کو حواس عالم امکان کے پیدا ہونے شروع ہوئے۔ جب بخوبی اس حال سے افاقہ ہو گیا۔

علیم اللہ امبال نے عرض کیا کہ "حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ محبوب الٰہی ہوئے۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے جواب میں فرمایا "الحمد للہ" بعد تھوڑے عرصہ کے حضرت موصوف کو روز اوّل کا جو قبل حالت بے ہوشی کے معائنہ فرمایا تھا یاد آیا۔ تحریر فرماتے ہیں کہ تجلی طور سے بھی وہ تجلی زیادہ ساعقہ بار تھی اور حضرت شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی صاحب مکتوب نطاب معین الحلم اور حضرت خواجہ عارف ریوگری صاحب مکتوب نطاب

ابررحمت اور حضرت شیخ سلطان ولد قدس صاحب مکتوب نطاب مواليد نعيم۔ اور حضرت شیخ حسام الدین حنبلی صاحب مکتوب نطاب صباح اور حضرت شیخ عبدالرحمن صاحب بن علی برغش صاحب مکتوب نطاب زیب المومنین۔ اور حضرت امیر حسینی سادات صاحب مکتوب نطاب مجموع الحزن اور حضرت صدرالدین محمد صاحب مکتوب نطاب نامہ خلد اور حضرت شیخ عفیف الدین ملتانی صاحب مکتوب نطاب عشرۃ النور۔ اور حضرت شیخ سعدی شیرازی صاحب مکتوب نطاب بدرالعجائب۔ اور حضرت شیخ معروف اندلسی صاحب مکتوب نطاب صفات الحریق۔ اور حضرت حسن بلغاری صاحب مکتوب نطاب سریع النور اور حضرت ابو محمد مرجانی صاحب مکتوب نطاب امین المغروب اور حضرت شیخ شمس الدین محمد بن احمد صاحب مکتوب نطاب سر عظمت اور حضرت شیخ عمادالدین صاحب مکتوب نطاب نمور السرور۔ اور حضرت شیخ سلیمان ترکمان صاحب مکتوب نطاب قطب الاحکام۔ اور حضرت میر سید علی صاحب موعظمی صاحب مکتوب نور البرہان اور حضرت نورالدین عبدالرحمن اشقرانی صاحب مکتوب نطاب غیور وحدت احوال حاضر ہونے اپنے کا بھی عرصہ مختلف میں واسطے مزاج پرسی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے تحریر فرماتے ہیں اور یہی سب حضرات ممدوح اپنے اپنے مکاتیب مفصلہ بالا میں تحریر کرتے ہیں کہ بتاریخ سترہویں ماہ ربیع الثانی سنہ ۶۸۱ ہجری روز یک شنبہ مرقوم الصدر کو بعد نماز عصر کے ہمارے قلب پر یکایک القاء ہوا کہ حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ محبوب الٰہی ہوئے اور قبل اس القاء ہونے سے سب حضرات کو عرصہ مختلف سے قبض کیفیت باطن بدرجہ اتم طاری تھا۔ اور بمجرد ہونے اس الہام کیفیت باطن وجدانی کے سب حضرات کو عروج کیفیت بطون اس قدر حاصل ہوا کہ کبھی ایسا عروج تمام عمر میسر نہ ہوا تھا۔ اسی وقت سے سب حضرات کو اشتیاق ہوا کہ دیکھئے عالم وجوب میں تفصیل اس اجمال کی کیا معائنہ ہوتی ہے اور دمبدم ہر ایک حضرات کی طبیعت پر حال استغراق غالب ہوتا چلا آتا تھا۔ اور ہزارہا طالبان خدا اسی وقت سے تا نصف

شب ہر ایک حضرات اولیاء کے ہاتھ پر ہر ایک جگہ شرف بیعت سے مشرف ہوئے چنانچہ موصوف الصدر تمامی حضرات کا یہ قول متفق ہے کہ ہم جن لوگوں کو مدت مدید سے ہدایت طریقت کی کیا کرتے تھے اور وہ لوگ ہم پر طعن بھی کیا کرتے تھے۔ اُس دوپہر کے عرصہ میں وہ لوگ بھی خود بخود حاضر آکر بسنت طالب تعلیم طریقت سے ہو کر بیعت طریقت سے مستفیض ہو گئے۔ اور بعد نصف شب آمد و شد حضرات ابدال و رجال الغیب کی اس قدر تھی کہ ایک لحظہ کسی کو ایک جگہ قرار نہ تھا۔ صدہا حضرات رقباء و نقباء و نجباء و ابدال و اغیاث و اقطاب و رجال الغیب جو اپنے اپنے عہدے سے معزول تھے۔ اپنے اپنے عہدوں پر بعروج کیفیت باطن خدمات پر مامور ہو گئے اور ہر ایک حضرات اولیاء سالکین کو بعد نصف شب کے حال استغراق اس درجہ غالب تھا کہ اکثر حضرات کے معمولات جو کبھی مدت عمر میں ناغہ نہیں ہوئے تھے۔ اس نشۂ عروج کیفیت میں قضا ہو گئے۔ اور ایک حضرات ممدوح الصدر کو اس نشۂ کیفیت عروج میں عرفان باقسام چند در چند بتعداد مختلف الوان تلوین کی کیفیات سے قرب حضرت وحدت میں بآثار غریبہ و انوار عجیبہ حاصل ہوئے کہ تا نماز صبح کسی کو اس حال سے افاقہ نہ ہوا۔ اکثر کو نماز صبح اول وقت میسر نہ آئی۔ اور اکثر حضرات کو اپنے اپنے خلفاء یا عوام الناس خدام نے بدقت بیدار کیا۔ صدہا شاغلان برزخ کو اس شب بلا سعی و کوشش کے دائرۂ ولایت میں گزر نصیب ہوا۔ اور صدہا متحیران دائرہ ولایت کو اس شب عرفان بار اول حاصل ہوا۔ جو لڑکا اس شب میں پیدا ہوا مجذوب مادر زاد تھا۔ اور تمامی مرلیضاں روئے زمین کو اس شب شفائے کامل حاصل ہوئی۔ اور صدہا گرفتاران کرب و مصائب کو اس شب بلا کوشش اور سعی کے نجات ملی۔

حضرت غوث شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی صاحب مکتوب نطاب حقیقت البحر اور حضرت شیخ عثمان صاحب مکتوب نطاب عزیز المشہود اور حضرت شیخ محمد سعدی صاحب مکتوب نطاب قدوۃ قوس اور حضرت شاہ رکن الدین عارف صاحب مکتوب نطاب نغمۂ حق۔ اور حضرت شیخ شہاب الدین صاحب مکتوب نطاب صمیم الصیام اور حضرت

شیخ صدرالدین صاحب مکتوب نقاب علوی الاسرار خلفائے سید نظام الدین صاحب سلطان المشائخ اقطاب دہلی محبوب الٰہی کے باتفاق تحریر فرماتے ہیں کہ گیارہ روز قبل شب محبوبیت حضرت پیر و مرشد سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی سے ایک مجذوب مسمّٰی نام صاحب ولایت صفاتی کشف کونی داخل سلسلہ جلیلیہ حنفیہ علوی کا شہر دہلی میں کوچہ بکوچہ پکارتا پھرتا تھا کہ "نظام الدین محبوب الٰہی ہوا جو کوئی منکر ہوئیگا سر توڑ ڈالا جائے گا" اور حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی محبوب الٰہی ایک روز قبل شب محبوبیت سے اور ایک روز بعد شب محبوبیت سے یعنی تیسرے روز اعتکاف سے باہر تشریف لائے۔ تمامی حضرات رقبا۔ و نقبا۔ و نجبا۔ و ابدال۔ و اغیاث، و اقطاب۔ و رجال الغیب صاحبان ولایت روح جذبیہ کے اکثر بجسد اور بعضے بقوت روحانی حاضر آکر قدم بوس ہوئے اور حضرات سالکین ہمعصر بھی باختلاف عرصہ واسطے مبارک باد دینے کے تشریف فرما ہوئے اور تا بقیام مختلف اپنی اپنی جگہ کو تشریف لے گئے۔

فقیر شاہ محمد حسن صابری مولف کتاب گزارش کرتا ہے کہ احوال کیفیت ذات خاص حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی محبوب الٰہی کا جو کچھ خلفاء حضرات ممدوح نے بچشم خود معائنہ فرما کر تحریر کیا ہے قابل افشائے عام نہیں ہے خلفائے کاملین موصوف الصدر نے واسطے تعلیم فرمانے طالب صادق صاحب مجاز مرفوع الاجازت اپنے خاندان کے اجازت فرمائی ہے۔ لہٰذا احوال ظاہری اس ہنگامہ کا تحریر کیا۔

احوال تیاری بہشتی دروازہ و روضہ منوّرہ حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطبِ عالم اغیاثِ ہند کا پاک پٹن شریف میں حضرت محبوب الٰہی کے ہاتھ سے۔ اور شروع ہونا لنگر کا دہلی میں

مکاتیب نطاب حضرات مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ تیئسویں ۲۳ ماہ ذی حجہ ۶۸۱ھ کو روز پنجشنبہ بعد نماز صبح حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی محبوب الٰہی صاحب مکتوب نطاب مقناطیس الوحدت مع حضرت شیخ عثمان صاحب خلیفہ خود صاحب مکتوب نطاب عزیز المشہود کے بارادہ تیاری روضہ منوّرہ حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ کے پاک پٹن شریف کو روانہ ہوئے۔ اوّل بارگاہ عرش پناہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی اوّلین الارواح رحمۃ اللہ علیہ پر آستانہ بوس ہو کر قیام پذیر ہوئے۔

بعد نماز عصر طواف اور جبہہ سائی مزار مقدس سے مشرف ہو کر پائین مزار منور مراقب بیٹھ کر طرف کیفیت باطن کے متوجہ ہوئے۔ بعد گذر جانے مراتب فنا ثلاثہ کے حضرت ممدوح کے قلب پر القاء ہوا کہ اوّل دیوار میں دروازہ خورد بنواؤ۔ جو کس و ناکس اس میں سے گزر جائے گا۔ اس پر دوزخ کی آنچ حرام ہو جائے گی

حضرت خواجہ قطب صاحب کا سلطان جی صاحب کو تعمیر دروازہ بہشتی کا باطن سے امر فرمانا

جب حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی اقطاب دہلی کو مرتبہ استغراق فنا ثلاثہ سے افاقہ ہوا۔ اسی وقت جانب پاک پٹن شریف کے سفر گزیں ہوئے۔

اثنائے راہ میں حضرت موصوف کو تمام احوال عرض و طول اور بلندی اور جائے اقامت دیوار موصوف کا شبانہ روز کی مثال و معال سے تحقیق ہو گیا۔ چنانچہ تیسویں ماہ ذی حجہ ۶۸۱ھ سنہ ہجری مرقوم الصدر روز پنجشنبہ بعد عصر کے اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے ہوئے پاک پٹن شریف پہنچے۔ اور بعد حصول شرف استانہ بوسی تیاری دیوار اور دروازہ خورد میں جس کی بنا حضرت موصوف پہلے قائم فرما گئے تھے مشغول ہوئے۔ ساٹھ چار روز میں دیوار اور دروازہ خورد تیار فرمائے۔

بتاریخ پانچویں ماہ محرم ۶۸۲ھ سنہ ہجری کو روز سہ شنبہ بعد نماز ظہر کے نقیب صاحب ولایت روح جذبیہ متعینہ خدمت شہر پاک پٹن شریف نے اس دیوار پر چڑھ کر بآواز روح منادی کر دی کہ۔ اے لوگو! چلو اس دروازہ خورد میں سے نکلو۔ جو کوئی اس دروازہ خورد میں سے نکل جائے گا۔ اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جائے گی۔ آواز روح اس نقیب کا سن کر اسی وقت سے حضرات رقبا۔ و نجبا۔ و نقبا۔ و رجال الغیب و ابدال و اقطاب و اغیاث اور قوم جنات جوق جوق حاضر آکر اس دروازہ خورد میں سے نکلنے لگے۔ بعد نماز عشا گروہ گروہ مردان خاص و عام کا نکلنا شروع ہوا۔ تا نماز صبح یہی حال رہا۔ حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند نے مکتوب لقطاب سر المعبودیت تصنیف اپنی میں باعث تعمیر اس بہشتی دروازہ کا بطور پیش خبری کے اس کیفیت سے تحریر فرمایا ہے کہ بتاریخ چھٹی ماہ شوال ۵۹۹ھ سنہ ہجری کو روز جمعہ پہروں باقی رہے کہ روز عرس حضرت خواجہ عثمان ہارونی صاحب تنویر الخلاصی و تکبیر الامانی رحمۃ اللہ علیہ کا تھا جناب پیر و مرشد حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی اوشین الارواح رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم

بہشتی دروازہ کا پیش خبری

غیاث ہند کو واسطے خرید کر لانے شیرینی فاتحہ کے بازار دہلی کو ارسال فرمایا جب حضرت بابا صاحب ممدوح دوکان حلوائی پر پہنچ کر شیرینی خرید کر رہے تھے۔ ایک مجمع کثیر سر بازار گزرا حلوائی نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہنگامہ ہے؟ لوگوں نے بیان کیا کہ "حضرت نجم الدین صاحب صغرا پر حال وجد طاری ہے اس کیفیت میں سر بازار فرماتے آرہے ہیں کہ آج جو کوئی اس فقیر کی صورت دیکھ لے گا۔ اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جائے گی۔

یہ بیان سن کر حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم غیاث ہند اندر دوکان حلوائی کے چھپ کر گوشہ نشین ہو گئے۔ قریب نماز مغرب جب وہ ہنگامہ بازار سے گذر گیا۔ حضرت بابا صاحب موصوف گوشہ دوکان حلوائی میں سے نکل کر شیرینی خرید کر کے روانہ ہوئے جب حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی اولین الارواح کی خدمت میں پہنچے۔ دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ "فرید! تم نے دیر بہت لگائی" حضرت بابا صاحب ممدوح نے معاملہ گزشتہ عرض کیا۔ حضرت خواجہ قطب صاحب موصوف نے ارشاد فرمایا کہ فرید! تم کو کچھ شک واقع ہوا۔؟ حضرت بابا صاحب ممدوح نے عرض کیا کہ "اگر غلام کو شک واقع ہوتا تو غلام کاہے کو روپوش ہوتا اور غلام تو حضور انور کی صورت دیکھنے والا ہے۔"

یہ عرض سن کر حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی اولین الارواح کو حال وجد طاری ہو گیا۔ اس وجد میں ارشاد فرمایا کہ "فرید! اُن پر تو آج ہی یہ حال تھا اور تیرے طفیل اندازہ کی ایک دیوار میں سے تا قیام عالم جو نکل جایا کرے گا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جائے گی۔"

فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب گزارش کرتا ہے کہ یہ اس ارشاد فیض بنیاد کا سبب ہے جو ابداً ابداً جاری رہے گا۔ بتاریخ چھٹی ماہ محرم ۶۸۲ھ روز چہار شنبہ سے حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی

رحمۃ اللہ علیہ تیاری روضہ منورہ حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ میں مصروف ہوئے اور اس وقت تخت ہندوستان پر الغ خاں ملقب بہ سلطان بلبن غیاث الدین غلام شمس الدین التمش دہلی قوم ترک حکمران تھا اور قصر سفید رائے پتھورا میں جلوس کرتا تھا۔ اور حضرت بابا صاحب سے کمال اعتقاد رکھتا تھا چنانچہ اس بادشاہ نے ازراہ محبت و عقیدت کیتی کسی قدر روپیہ بھی قوت حلال سے تیاری روضہ شریف کے واسطے نذر کیا۔ سن جلوس اس بادشاہ کا ۶۶۴ھ ہجری مطابق ۱۲۶۵ء عیسوی اور زمانہ وفات ۶۸۶ھ ہجری مطابق ۱۲۸۷ء عیسوی ہے اور آغاز تیاری روضہ منورہ حضرت بابا صاحب موصوف سے حضرت سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی نے بموجب حکم الہام باطن کے دعائے حرز یمانی شریف حرز مرتضوی سلطان الاوراد کو ترکیب غوثی معنوی تلاوت فرمانے میں حاشیہ اجابت پنجم پر اشارہ کر کے بعد ختم تلاوت جانب آسمان کے دم فرما دیتے تھے۔ سامان وجنس لنگر کا رجال الغیب حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر کر دیتے تھے۔ حضرت ممدوح نے اول روز لنگر حضرت شاہ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ کرامت نشانہ پر پاک پٹن شریف میں تقسیم فرمایا۔ دوسرے روز سے بموجب حکم الہام باطن کے سب سلطان لنگر کا بدست محمد افضل بدلال کے دہلی کو ارسال فرما دیتے تھے۔ حضرت غوث شیخ فضیل الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نظاب حقیقت البحر اور دیگر جمیع خلفائے ممدوح الصدر اور خدام بارگاہ خدمت تقسیم لنگر کی باہم انجام فرماتے تھے بعد عرصہ چھ ماہ بدایوں کے حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی محبوب الٰہی تیاری روضہ منورہ سے فراغ حاصل کر کے شہر دہلی میں پہنچے۔ اس مدت سے حضرت رجال الغیب سامان لنگر کا شہر دہلی میں حاضر کیا کرتے تھے۔ ہر روز سب سامان تقسیم ہو جایا کرتا تھا۔ حتیٰ کہ پانی بھی گھڑوں میں باسی نہیں چھوڑا جاتا تھا۔ اور آٹھویں روز جمعہ کو ظروف پختہ لنگر سے حصہ یابان لنگر کو مفلس

احوال غیاث الدین بلبن شاہ دہلی

بیان تیاری روضہ منورہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت محبوب الٰہی کا واپس دہلی آنا

اور محتاج دیکھ کر مرحمت فرما دیئے جاتے تھے۔ اور حضرت سلطان المشائخ سیّد نظام الدین صاحب اقطاب دہلی محبوب الٰہی بذات خاص ساگ گوکھرو اور نان جویں بے نمک تناول فرمایا کرتے تھے۔ کبھی سامان لنگر میں سے ایک لقمہ نوش نہیں فرمایا۔

احوال حضرت شیخ نصیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عثمان صاحب کے قلب میں خطرہ پیدا ہونے کا اور پھر اُس کے دفع ہو جانے کا

مکاتیب حضرات مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ جب حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی محبوب الٰہی کی بارگاہ عرش پناہ میں سامان ظاہر اور باطن مرتبہ محبوبیت کا بخوبی رونق پذیر ہو گیا۔

حضرت ممدوح کے خلفائے کاملین یعنی حضرت شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب حقیقت البحر اور حضرت شیخ عثمان رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب عزیز المشہود کے دلوں میں خیال پیدا ہوا کہ حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ نے دولت ظاہری و باطنی اپنی حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اقطاب دہلی محبوب الٰہی پیر و مرشد ہمارے کو عطا فرمائی ہے اور حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو صرف کیفیت جذب اور حال استغراق پسند آیا ہوا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اقطاب دہلی محبوب الٰہی صاحب مکتوب نطاب مقناطیس الوحدت کو جب خطرۂ عظیم کا علم الہام باطن سے ہوا۔ حضرتِ ممدوح نے بخیال اس کے کہ کہیں یہ لوگ دولت بطون سے محروم نہ رہ جائیں اس خطرۂ عظیم کو جلد

اُن کے قلب سے رفع کرنا چاہیئے۔ بتاریخ ستائیسویں ماہ شوال ۶۸۲ھ ہجری مرقوم العبد کو شب سہ شنبہ بعد نماز تہجد کے حضرت موصوف نے دونوں خلفائے کامگار اپنے کو تخلیہ میں طلب فرما کر ایک نامہ بنام حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کے تحریر فرما کر دونوں صاحبوں کو مرحمت فرمایا اور ارشاد کیا کہ تم دونوں اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے ہوئے کلیر شریف کو روانہ ہو جاؤ اور عرصہ دو روز میں واپس آجاؤ۔ بموجب حکم کے دونوں صاحب روانہ ہوئے جب دروازہ شہر دہلی سے باہر نکلے۔ تھوڑے عرصہ میں ان دونوں حضرات موصوف الصدر کو دوران سر پیدا ہوا۔ اور اس کی شدت بیتاب ہو کر زمین پر گر پڑے جب دونوں حضرات کی آنکھ کھلی تو دونوں صاحبوں نے اپنے کو حد کلیر شریف میں پایا۔ اور جو غور کر کے دیکھا تو تمام زمین طلائی اور تمام سنگریزے جواہرات اور تمام قعر زمرد کے اور تمام آسمان یاقوت سرخ کا نظر پڑا۔ اور ہوا وہاں کی میں خوشبو مشک اور عنبر کی مہک رہی تھی متحیر ہو کر دونوں حضرات وہاں سے واپس آئے۔ جب قریب شہر دہلی کے جہاں پر دوران سر کی شدت سے گر پڑے تھے۔ پہنچے تب یاد آیا کہ حضرت پیر و مرشد کے خط کا جواب حاصل نہ کیا۔ اب خدمت میں پہنچ کر کیا عرض کریں گے؟

اُس وقت دونوں حضرات کو یکبارگی علم پیدا ہوا کہ حضرت پیر و مرشد نے ہمارا خطرہ رفع ہو جانے کو ہمیں ارسال فرمایا تھا معاً سمجھ میں آنے اس امر کے دونوں حضرات نے تائب ہو کر صلواۃ اور استغفار ادا فرمائی اور داخل شہر ہو کر حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی محبوب الٰہی سے قدم بوس ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت غلاموں سے ایک خطا صادر ہوئی ہے کہ حضور انور کے خط کا جواب نہیں لائے اور جو کچھ ہم پر گزرا ہے حضور انور کو سب علم ہے۔

حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے تبسم فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ کہو اس کفش بردار کی دولت سزا ہے یا حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح

سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی دونوں صاحبوں نے عرض کیا کہ "حضرت یہاں تو کچھ بھی جمع نہیں ہے۔ جو سامان آتا ہے روزمرہ تقسیم ہو جاتا ہے اور وہاں تو فرش سے عرش تک جواہرات کا ظہور ہے۔"

بعد اس گفتگو کے حضرت شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نقاب حقیقت البحر نے نامہ واپس لایا ہوا پیش کیا۔ حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے جو وہ خط ملاحظہ فرمایا تو اپنے خط کا جواب حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کا تحریر فرمایا ہوا تھا لکھا تھا کہ۔

"اب ہرگز ان دونوں کو کسی طرح کا خطرہ پیدا نہ ہوگا۔"

اور جواب خط کا بدست علیم اللہ ابدال رحمۃ اللہ علیہ ان کی کمر میں بندھوا دیا ہے۔ اس وقت ان دونوں صاحبوں کو ہوش نہ تھا۔

احوال اوقات شبانہ روز حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم کا

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ مکتوب لقاب فردوس الوجوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ بارہویں ماہ محرم ۶۶۴ھ سنہ ہجری سے لغایۃ اٹھارہویں ماہ محرم ۶۶۴ھ سنہ ہجری روز یک شنبہ کسی روز آتش قہر کی زبان سے مشتعل نہیں ہوئی۔ گاہے گاہے آواز مثل گرجنے رعد کے جیسا کہ بعد شرر افشانی آتش قہر کے ہوا کرتا تھا۔ ہوتا رہا۔ انیس برس کامل یہی حال معائنہ ہوا کہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ بعد نماز عشا اور فراغ تعلیم کیفیت باطن کے حسب معمول قدیم الٹے ہاتھ سے ڈالی درخت گولر کی پکڑے ہوئے اور سیدھے ہاتھ کی مٹھی بند کر کے انگشتِ شہادت علم کئے ہوئے کھڑے رہتے تھے۔ وقت نماز صبح حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ بموجب دستور مقررہ یوم تشریف آوری اپنی سے حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے گوش مبارک کے پاس آذان کہتے۔ اس وقت حضرت ممدوح ارشاد فرماتے کہ شمس الدین! شریعت بھی کیا خوب آئین ہے۔ کہ حضوری سنے دربار میں لے آتی ہے "

یہ ارشاد فرما کر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کو امام کر دیتے جب حضرت خواجہ صاحب ممدوح نماز پڑھ چکتے حضرت

بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو قاعدۂ نماز پر ہاتھ باندھے۔ حالت استغراق میں پاتے۔ چار وقت نماز میں یہی حال ہوتا۔ بعد نماز عشاء حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کو تعلیم لسانی کیفیت باطن سے فیضیاب فرمایا کرتے تھے۔ کہ بتاریخ عرصہ تعلیم کا ایک پہر پر پہنچا تھا۔ اکثر سات پہر اور بعضے روز زیادہ بھی حالت جذب اور استغراق میں محویت فرماتے تھے۔ اور بعضے شب کو بعد نماز عشاء ارشاد فرماتے کہ شمس الدین! کچھ موجود ہے"؟ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ گولریاں ہاتھوں سے ملکر پیشکش فرماتے حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہا نگشت شہادت دست راست کی گولریوں کو پکا کر چکھ لیتے تھے۔ اور ارشاد فرماتے کہ "شمس الدین! خدا میں اور بندہ میں اتنا ہی فرق ہے کہ بندہ کھاتا ہے اور خدا منزہ اور مبرا ہے"۔

یہ ارشاد سُن کر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کو حال و جد طاری ہو جاتا تھا۔ اور اسی وجد میں استغراق باختلاف تعداد عرصہ ہا کرتا تھا۔ حضرت خواجہ صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مدت انیس ۱۹ برس کامل کوئی چیز زبان پر نہیں رکھی۔ تحریر فرماتے ہیں کہ وہ ارشاد حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا میری روح کو ایسی قوت بخشتا تھا۔ کہ خواہش بھوک و پیاس کی مطلق نہیں رہتی تھی دوسرے شغل لوزی ملکوتی تعلیم ہو گیا تھا۔ ہر وقت ہر لحظہ اس شغل شریف میں مصروف رہتا تھا۔ اور تیسرے حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صورت کے معائنہ سے خواہش نفس دور ہو جاتی تھی۔ اور مرتبہ روحی حاصل ہو جاتا تھا۔ بتصدق حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء

رحمۃ اللہ علیہ کے اور کبھی پس پشت مبارک حضرت بادشاہ دوجہاں رحمۃ اللہ علیہ کے یہ نہ معلوم ہوا کہ کون سے موسم کی شدت ہے۔ دائماً خنکی شب ماہ ایام بہار کی رات دن رہتی تھی اور دائماً حضرت ممدوح کو ناخن بریدہ اور موئے مبارک لبوں صاف دیکھے اور ہر روز ارشاد جناب موصوف کا مکتوبِ نطاب صحیفہ بیان صابری میں تحریر کر دیتے تھے۔ اور جو احوال قابل تحریر مکتوب نطاب فردوس الوجوب کے ہوتا تھا۔ اس کو بھی روزمرہ درج فرما دیتے تھے۔ اور اس عرصہ میں جس قدر حضرات اولیاء ہمعصر حاضر آیندگان مزاج پرسی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح الاطہار الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ وصال قریب پہنچا۔ ان حضرات والا صفات نے اپنے اپنے مکاتیب مندرجہ احوال معائنہ خود حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بدست ابدال یا اپنے اپنے خلفاء کے پہنچا دیئے۔

اشعار متولف

شمس فرماتے ہیں میں اُس جا رہا
خدمت مخدوم میں تنہا رہا

کوئی شب ایسی نہ دیکھی اور نہ روز
آتش قہری ہوئی جلوہ فروز

گاہ گہہ بجلی کڑکتی سی۔ بہ زور
رعد کا سا گاہ ہو جاتا تھا شور

سال و ماہ میں گاہ مخدوم العلا
عرشِ بالا سے بسوئے فرش آ

بعدِ تعلیم کو الف باطنی
مجھ سے فرماتے بطرزِ دلدہی

شمس! کوئی گولری گولر کی لا
تا ادا ہو سُنّتِ خیر الوریٰ

گاہ لب سے گولری کو داب کر
تھوک دیتے تھے اُسے پھر زود تر

شہ دم افطار فرماتے تھے یہ
بر زبان یکبارگی لاتے تھے یہ

شمس! بندے کا طریق افطار ہے
کھانے پینے سے خدا بیزار ہے

کھانا پینا خاص آدم کا ہے کار
کھانے پینے سے بری ہے کردگار

بعد اس گفتار کے حضرت شتاب
عالم ہُو کو چلے جاتے تھے بس
سیرِ گلزارِ ہویت تھی پسند
میں بھی اس ارشادِ عالیجاہ سے
مست ہوتا تھا کلامِ شاہ سے
اس روش پر میں رہا واں پر مقیم
جب نمازِ خمس کا وقت آئے تھا
کلمۂ آذانِ وقتی بر زبان
جس گھڑی کرتا ادا بہرِ نماز
شاہِ عالم عالمِ ہُو سے شتاب
شاہ فرماتے بطورِ دل پسند
یہ نماز از بس خوش آتی ہے مجھے
شمس! تیری سُن کے بانگ دلنواز
اُس حضورِ خاص کی سرکار کو
جب کہ نیت کر کے شہ پڑھتے نماز
کلمۂ تکبیر کہتے ہی جناب
جو حضوری لوگ ہیں وقتِ نماز
جلوۂ بینِ ذات کو بانگِ صلوٰۃ
کیا عجب ہے حاضروں کو حضور
جذب سے آجائے ہیں سوئے سلوک
یہ شہادت منزلِ صورت سرا
یہ تجلی ہے تجلی نفی
احمدی دربار ہے یہ بالیقین

جلوۂ یا ہُو سے ہو کر چہرہ تاب
سیرِ ہُو فی الفور فرماتے تھے بس
خوش نہیں آتا تھا یہ گلزار بند
اس شرابِ لِیْ مَعَ اللّٰہِ گاہ سے
اُس مے رنگین طبیعت خواہ سے
خدمتِ شاہِ دو عالم میں قدیم
جانبِ ناسوت میں آجائے تھا
بر طریقِ راستال و پاستاں
از پئے آدابِ عبدیت طراز
جانبِ آداب آتے چہرہ تاب
بر زبان لاتے یہ لفظِ ارجمند
جانبِ دربار لاتی ہے مجھے
چھوڑ دیتا ہوں ہویت گاہ راز
چھوڑ کر آتا ہوں یاں دربار کو
بر طریقِ عجز و بر طرزِ نیاز
کرتے اس کلمہ سے حضرت انتساب
دیکھتے ہیں اُس تجلی کا طراز
کھینچ لاتی ہے مدد بارِ صفات
گہہ حضورہ اور گاہ دربارِ سرور
بہر دار و بست دربارِ ملوک
ہے عجائب صورتِ معنی نما
کون سمجھا ہے اسے غیر از ولی
چاہیئے اس وقت میں سر بر زمین

ہیں یہ پانچوں وقت دربار نظام
خدمت اس دربار کی ہے فرض عام

عبد کو آداب عبدی ہے ضرور
خوش نما ہے اَنْتَ رَبِّی کا حضور

اَنْتَ رَبِّیْ وَ اَنَا عَبْدُکَ مدام
پڑھتے ہیں رشد و امامت کے امام

جب نمازی وقت آتا ہے حسنؔ
انت ربی یا سمین عبدک سمن

ہاں عجائب ہے ہویت کا حضور
پر یہ صورت گہ ہے دربار سرور

غیب گاہ ہو تو خلوت گاہ ہے
یہ شہادت گاہ جلوت گاہ ہے

نظم اس کا ہے حقیقت کیش کو
انتظام اس کا ہے ہر درویش کو

یہ حسن گلشن سرائے ہوش ہے
یہ بہارستان چشم و گوش ہے

چاہیئے پڑھنا نمازیں اے حسنؔ
تاکہ خوش ہوئے شہنشاہِ زمن

احوال حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کے حبسِ کبیر ادا فرمانے کا بحکم حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ بمکتوب نطاب فردوس الوجوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ انیسویں ماہ محرم ۶۸۴ھ ہجری کو روز چہار شنبہ وقت اشراق کے حضرت بادشاہِ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے درخت گولر کے پاس سے حسب معمول قدیم جلائے اقامت پر تشریف لے جا کر قیام فرمایا۔ اور زمین پر نگاہ ڈالی معاً نورِ سرخ مثل یاقوت کے اُس زمین محدودہ محفوظہ میں سے کہ جس قطعہ زمین کو حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے روز شروع شرر افشانی آتشِ قہر کے امن عطا فرمائی تھی۔ نکلنے لگا اور تا بہ آسمان محیط ہو گیا۔ اُس وقت حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "شمس الدین! آج سے تم واسطے چھ سال کے حبس کبیر میں مقید ہو جاؤ۔ اور ایک قبر عالم ناسوت کی طرح پر تیار کر لو"۔

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ "حضرت! یہاں پر سامان قبر کے تیار کرنے کا موجود نہیں ہے"۔ حضرت بادشاہِ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ

اللہ علیہ نے اپنی پشت کے پیچھے انگشت شہادت دستِ راست سے زمین
پر اشارہ خط فرمایا۔ سایہ انگشت شہادت حضرت موصوف کا جائے اقامت
سے پس پشت کو نو قدم کے فاصلہ پر بمقابلہ جائے اقامت اور درخت گولر
کے جا کر پڑا۔ اُسی وقت زمین شق ہو گئی۔ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین
علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا
کہ "شمس الدین! اس شق زمین داخل ہو جاؤ"۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس
الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ بموجب حکم کے اس شق زمین میں کہ نہایت عمیق گویا عالم
ثانی تھا تشریف لے گئے۔ جا کر دیکھا کہ ایک قبر مثل عالم ناسوت کے تیار ہے
اور علیم اللہ ابدال اُن حضرت کے منتظر ہیں۔ جب حضرت خواجہ شمس الدین صاحب
موصوف قبر میں بیٹھ گئے۔ علیم اللہ ابدال نے ایک آفتابہ آب سرد کا بھرا ہوا
اور دو نانِ نخود و جو تقدر پانچ رطل کے پاس رکھ دیں۔ اور عرض کیا کہ جب کبھی خواہش
طعام کی ہو تو اس نان میں۔ اور اگر خواہش پانی کی ہو تو اس آفتابہ میں نوش فرما لینا۔ اور
تختہ ہائے سنگِ سُرخ بیش قیمت نہایت عجیب و غریب سے قبر کو بند کر دیا۔

فقیر شاہ محمد حسن صابری مولف کتاب گزارش کرتا ہے کہ حضرت خواجہ شمس الدین
صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نطاب فردوس الوجوب
میں معاملات چھ برس کے حبس کبیر کے مع جملہ تعلیمات مفصل تحریر فرمائے ہیں۔
اور حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث نے مکتوب نطاب
اسرار القرشی میں معاملات چھ ماہ حبس کبیر کے مع جملہ دقائق تعلیمات مفصل تحریر فرمائے
ہیں۔ اور حضرت جناب مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق زندانِ پیر نے مکتوب نطاب "
منہاج الواجدین" میں معاملات چھ ماہ حبسِ کبیر گل در گل کے مع جملہ نکات تعلیمات
مشاہدات مفصل تحریر فرمائے ہیں اور اس روز سے اس خاندان فیض بنیان منبع
العرفان میں بموجب احکام علی التواتر کے یہ دستور رہا ہے کہ جب طالب کو خلیفہ
صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ کرتے ہیں۔ اوّل اُس کو واسطے

گیارہ روز کے قبر میں بٹھلا کر تعلیمات نکات و دقائع معاملات اور مشاہدات من و عن بہ تفصیل و تشریح ہر ایک امر کے مطلع کر دیتے ہیں۔ بموجب تعمیل اُس تعلیم کے شاغل کو معائنہ اور محاصلہ مراتبات سمیع۔ بصیر۔ علیم کا ہو جاتا ہے۔ اور حصول اس وقت غریبہ اور قدرت عجیبہ کیفیت باطن کا بھی لوازمات مستلزمہ مرتبہ شہنشاہی ولایت اس سلسلہ عالیہ سے ہے۔ چنانچہ حضرت قبلۂ کونین و کعبۂ دارین پیر دستگیر حضرت شاہ محمد امیر صاحب قطب الارشاد نے اس کفش بردار مولف کتاب ہذا کو بھی حسب معمول گیارہ روز میں فیضیاب فرما کر بنظر بندہ نوازی واسطے دوام کے اجازت فرمائی ہے۔ کہ شب کو تین پہر اور دن کو دو پہر فقیر اس شغل سریع التاثیر میں مصروف رہتا ہے۔ اور بطفیل کفش برداری اپنے حضرت پیر و مرشد ممدوح کے ترقی کیفیت روز افزوں کا مذاق حاصل کرتا ہے۔ خدائے عزوجل جس خدا دوست کو ہمت اور توفیق عطا کرے۔ شاغل ہو کر معائنہ کر لے۔

اشعارِ مؤلف

شمس مخدومی بفردوس الوجوب — شاہ کا لکھتے ہیں یہ احوال خوب
سن شش صد و شصت و چارم سے غلام — تا حد ہشتاد و ششصد چار تام
خدمت عالی میں تھا میں سر بپا — کفش برداری میں رہتا تھا کھڑا
سال بستم تھی وہ خدمت گار کی — اس غلام بندۂ سرکار کی
الغرض اک روز صد فرحت بکار — نور یاقوتی ہوا صورت نگار
نور سرخ اس روز یاقوتی شرار — جلوۂ یاقوت بخشے تھا ہزار
شاہ عالی جاہ فرمانے لگے — بندۂ درگہ کو سمجھانے لگے
شمس! تو شش سال کر حبس کبیر — جلد ہو شغلِ سپاہہ کا اسیر
قبر اک تیار کر با صد طراز — بیٹھ جا اُس قبر میں با صد نیاز
راز مخفی تا کہ کھل جاوے تجھے — حضرتِ اللہ مل جاوے تجھے

عرض کی میں نے کہ اے شاہ جہاں
آلہ کندیدگی اس جا کہاں

جانب پشتِ مبارک شاہ نے
شاہِ عالی عارف باللہ نے

اپنی انگشتِ شہادت سے شتاب
بر زمین اک خط کیا صد نور تاب

وہ زمین مسعود تا ہفتم زمین
شق ہوئی مانندِ قعرِ دل نشین

شہ نے فرمایا کہ جا کر بیٹھ جا
اس زمینِ شق کے اندر بیٹھ جا

میں بفرمانِ جنابِ ذوالوقار
غار کے اندر گیا شادی بکار

دیکھتا کیا ہوں وہاں اک قبر ہے
صاف تر منزل سرائے صبر ہے

وہاں علیم اللہ ابدال سلیم
منتظر میرا ہے بر رسمِ قدیم

میں بزودی قبر میں بیٹھا بشوق
باہزاراں کیف و باصد شوق و ذوق

پاس میرے رکھ دیا اس نے شتاب
نان و دو اور ایک آفتابہ پر آب

کہہ دیا گر شوق ہو اے شمس دیں
اے غلام بادشاہِ ذوالمنن

پارۂ نان جرعہ آبے نوش
سالِ شش در شوقِ حق باشی بجوش

پھر علیم اللہ نے پڑھ کر درود
رکھ دیئے بس تختہ ہائے سنگ زود

تھے وہ تختے پارۂ یاقوت کے
تھے وہ تختے جلوۂ لاہوت کے

تھے وہ تختے جلوۂ زیب سرمدی
تھے وہ تختے نورِ پاک احمدی

تھے وہ تختے گل فروش نورِ حق
تھے وہ تختے جلوۂ زیبِ طورِ حق

تھے وہ تختے نسبت صابہ بکار
تھے وہ تختے رازدارِ کردگار

تھے وہ تختے مشعل افروز ہدیٰ
تھے وہ تختے رازِ در رازِ خدا

الغرض تا سال ستہ شمس دیں
محو حق بیٹھے رہے زیرِ زمیں

حضرت شمس اور جلال الدین نے
نورِ حق شاہِ جلال آئین نے

شاہ عبدالحق تجلی بخش دیں
گل بہ گل شش سر رہے زیرِ زمیں

رازِ جمع الجمع کے اجمال کا
فرق بعد الجمع کے احوال کا

لوحِ محفوظی کی سب تحریر کا
حاملانِ چرخ کی تقریر کا

سب صفات سلبی و ایجاب کا — جلوہ سترِ ہویت تاب کا
جلوہ تجنیس کا تقدیس کا — عالم تشبیہ کا تنزیہہ کا
عالم غیبی کا مخفی و عیاں — تینوں حضرت نے لکھا ہے سب بیاں
اس طریقہ کا ہے یہ رسمِ سلوک — دیکھتے ہیں جس کو سرگرمِ سلوک
شغل موصوفہ بتاتے ہیں اُسے — خواب امکان سے جگاتے ہیں اُسے
رازِ سے آگاہ کرتے ہیں اُسے — نورِ ہُو سے ماہ کہتے ہیں اُسے
یہ فقیر مست نورِ کبریا — روز گیارہ قبر میں بیٹھا رہا
حضرت شاہِ امیر نام نے — پیشوائے قبلۂ آنام نے
جب بروز یازدہ بھیجا پیام — اُٹھ حسن بس ہو چکا مطلب تمام
کان میں پہنچی ندائے دل پذیر — کام تیرا ہو چکا اے خوش خمیر
ہو چکا اب تو طریقت کا امام — کام تیرا ہے خلائق کا نظام
سُن صدائے حضرت شاہِ اجل — میں مکان تنگ سے آیا نکل
خدمتِ حضرت میں جا کر شاد حال — حال گیارہ روز کا لایا بقال
غیب سے جو کچھ ثمر پایا وہاں — من و عن اس کا کیا میں نے بیاں
جب بیان میں کر چکا سترِ وجوب — سترِ مخفی ہائے علّام الغیوب
حضرت مرشد نے فرمایا حسن — تو ہے انوارِ ولایت کا چمن
دُر دو دانہ شکر کے پڑھ لے شتاب — تو ہویت سے ہوا اب بے حجاب
بے تکلف کر امامت کا نظام — رُشد کا دے کو بھر بھر کے جام

خلق کو اب تو ہدایت کر حسن
جامِ وحدت کا پلا بھر بھر حسن

احوال حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کے حبسِ کبیر سے بحکم حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے باہر آنے کا

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت مکتوب نقاب فردوس الوجوب میں بموجب بیان علیم اللہ ابدال کے تحریر فرماتے ہیں کہ بعد مرورِ عرصہ چھ برس کے بتاریخ نویں ماہ صفر ۶۸۹ھ ہجری کو روز جمعہ وقت عصر کے بادشاہِ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے بہ خبر باطن علیم اللہ ابدال کو حکم دیا کہ شمس الدین کو حبس کبیر میں سے بلا لاؤ بموجب حکم کے علیم اللہ ابدال نے غار میں گھس کر بر سرِ قبر دردنی غار سات مرتبہ مجھ کو آواز دیا تو میں اس آواز کو سمجھا کہ یہ آواز "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" کا ہے۔ میں "قَالُوْا بَلٰی" کہنے لگا پھر علیم اللہ ابدال نے سات مرتبہ مجھ کو آواز دیا۔ اس وقت میں سمجھا کہ اب حکم "فَاسْجُدُوْا" کا ہو رہا ہے۔ میں سجدہ ادا کرنے لگا۔ پھر علیم اللہ ابدال نے مجھ کو سات مرتبہ آواز دیا تو میں سمجھا کہ یہ آواز "کُنْ" کا ہے۔ پھر علیم اللہ ابدال نے مجھ کو سات مرتبہ آواز دیا تو میں یہ سمجھا کہ اب "وجوب" ہے پھر علیم اللہ ابدال نے مجھ کو سات مرتبہ آواز دیا۔ اس وقت میں یہ سمجھا کہ اب عالم ارواح سے میں برزخ صغرا میں آیا۔ پھر علیم اللہ ابدال نے مجھ کو سات مرتبہ آواز دیا تو میں سمجھا کہ عدم سے وجود میں ابھی آیا ہوں۔ پھر علیم اللہ ابدال نے مجھ کو سات

مرتبہ آواز دیا۔ اس وقت میں یہ سمجھا کہ کوئی کسی کو پکارتا ہے پھر علیم اللہ ابدال نے مجھ کو سات مرتبہ آواز دیا تو میں یہ سمجھا کہ کوئی شمس الدین تیرے پاس ہے اس کو کوئی شخص پکارتا ہے۔ پھر علیم اللہ ابدال نے مجھ کو سات مرتبہ آواز دیا تو میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور آواز دیا کہ "تو کون ہے اور کس شمس الدین کو پکارتا ہے؟ اور تیرا مقصد کیا ہے"؟ علیم اللہ ابدال نے متحیر ہو کہ حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی خدمت میں واپس جاکر عرض کیا کہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت کو میں نے اس قدر آواز دیئے اور ان حضرت پر احوال مفصلہ بالا گزرا۔ اب نوبار کے آواز دینے میں حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا ہے کہ "تو کون ہے اور کس شمس الدین کو پکارتا ہے۔ اور تیرا کیا مقصد ہے؟"

حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا علیم اللہ! یوں جاکر کہو کہ صابر کے شمس ارضی کو بحکم مخدوم بلاتا ہوں"۔ علیم اللہ ابدال نے موجب ارشاد حضرت ممدوح کے مجھ کو پکارا۔ اس وقت میں نے سمجھ کر جواب دیا کہ مجھ کو پکارتے ہو؟ علیم اللہ ابدال نے تختہ قبر کا اٹھایا۔ میں نے آدھی روٹی نخود و جو کی اور آدھا آفتابہ پانی کا جو مجھ سے بچ رہا تھا علیم اللہ ابدال کو مرحمت کیا۔ اور جس راستہ سے کہ میں شق زمین کے نشیب میں گیا تھا۔ اسی راستہ سے میں باہر آیا اور حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کو جائے اقامت پر کہ جہاں اب مزار مقدس ہے رو بہ قطب دوزانوں بیٹھا ہوا دیکھا۔ الٹا ہاتھ بموجب معمول پکڑے ڈالی درخت گولر کے مٹھی بند اوپر کو تھا۔ اور سیدھے ہاتھ کی انگشت شہادت حسب دستور مٹھی بند اوپر قطب کے علم تھی۔

اشعارِ من نتائج افکارِ مؤلف

شمس دیں شش سال بیٹھے غار میں
گل فروشی کے لیے گلزار میں

الغرض پس سال شش آگاہ کو
بندۂ درگہ علیم اللہ کو

حضرت مخدوم نے بھیجا کہ جا
پاس میرے شمس کو میرے لے آ

جب علیم اللہ آئے قبر پر
قبر پر آ کر کہا اے خوش بشر

سات بار آ کر پکارا اے فتا
بارِ ہفتم میں یہ سمجھا یہ صدا

ہے یہ آوازہ "اَلَستُ" دل کشا
سُن کے میں کہنے لگا "قَالُوا بَلیٰ"

پھر دیئے ابدال نے آواز سات
تب میں سمجھا ساجدوا کی ہے یہ بات

جلد سے میں نے وہاں سجدہ کیا
حضرت صابر کا میں بندہ بنا

پھر دیئے آواز سات ابدال نے
تب خبر بخشی دو عجبی حال نے

پھر علیم اللہ پکارا سات بار
بر رخ صغرا کی تب دیکھی بہار

پھر دیئے آواز سات اُس ماہ نے
اس علیم اللہ خدا آگاہ نے

تب سمجھ آئی کہ ہے نوشہود
میں عدم سے آ گیا سمتِ وجود

پھر پکارا سات بار ابدال نے
نام میرا لے کے اس خوشحال نے

تب میں سمجھا کسی کو کوئی مرد
یاد بس کرتا ہے با آواز درد

پھر علیم اللہ بہ کورالشمار
شور میں لایا صدائے خوشگوار

تب میں سمجھا شمس کوئی پاس ہے
جانب چپ یا بدست راست ہے

جب کہ یہ رتبہ گیا نہ بار کو
سُن کے اس بار نہم تکرار کو

تب کہا میں نے کہ اے مردِ خدا
کون تیرا شمس ہے مجھ کو بتا

کون تو ہے کس کو کرتا یاد ہے
ہے ملک تو یا کہ آدم زاد ہے

کیا غرض ہے کس لیے آیا یہاں؟
تیرے دل میں جو کہ ہے لا بر زباں

تب علیم اللہ حیرت کیش ہو
پاس حضرت کے گیا دانش ہو

جا کہا حضرت سے حضرت کیا کہوں — میں بیان شمس دین سے گنگ ہوں
میں باعداد شمار دال و سین — دیر تک کہتا رہا اے شمس دین
شمس دین نے مجھ کو پہچانا نہیں — خادم درگہ کو جانا نہیں
شاہ نے تقریر سن ابدال کی — بات سنکر شمس دیں کے حال کی
یہ کہا ابدال سے "ابدال جا! — شمس کو تو پاس تک میرے لے آ
یہ کہو جا کر کہ اے شمس زمین — اے سراپا محو ذات ذوالمنن
آج تجھ کو شاہ خوش آئین نے — یاد فرمایا علاؤ الدین نے
جب سمجھ آئی علیم اللہ ہے — بندۂ درگاہ حق آگاہ ہے
اس کو بھیجا ہے ہمارے شاہ نے — حضرتِ بابا کے مہر و ماہ نے
تختۂ سنگین کو جلدی سے اٹھا — قبر سے اپنے کو لیں باہر کیا
نصف لوٹا آب کا اور نصف نان — وہ جو میرے پاس تھا اک آس آن
دے دیا میں نے علیم اللہ کو — اس سفیر دو جہاں کے شاہ کو
آن کر دیکھا جو خدمت گار نے — شاہ کو اس بندۂ دربار نے
ہیئتِ اقبال سے بیٹھے تھے یکا — محو ذات ساذج پروردگار

شمس دیں شمس ہدایت ہیں حسن
جلوہ بطور ولایت ہیں حسن

فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب گزارش کرتا ہے کہ اب ارشاد وصیت حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ تتم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا بعبارت مؤرخہ مکتوب نطاب صحیفہ بیان صابری کے تحریر کیا جاتا ہے۔ اس واسطے حضرات قاریان اور سامعان اس کتاب حقیقت گلزاری صابری کی خدمت میں اطلاع کر دینا اولاً ضرور ہے کہ اس ارشاد کی حسن عبارت پر توجہ نہ کریں۔ اس واسطے کہ عبارت حال کی مثل عبارت قال کے رتبہ نہیں ہوتی ہے اس کلام معجز نظام معائنہ ہیبت حق اور حصول ذات مطلق کا متصور ہوتا ہے بلکہ حضرات اہل طریقت کو بباعث پابندی و آداب طریقت کے ضرور ہے کہ اس عبارت حالی کو کسی طرح کی بے ادبی کے ساتھ تلاوت نہ فرمائیں۔

احکامات وصیت آمیز حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اور سوالات حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کے

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب فردوس الوجوب میں اور مکتوب نطاب صحیفہ بیان صابری میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعد فراغ حبس کبیر حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہو کر آداب بجالائے۔ اور قدم بوس ہو کر پس پشت مبارک باادب ایستادہ ہو گئے۔ حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین! بیٹھ جاؤ! حضرت خواجہ شمس الدین شمس الارض شاہِ ولایت پس پشت باادب بیٹھ گئے۔ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے بطور وصیت کے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین باباتم شہر آمیر کو جاؤ۔ وہاں پر علاؤ الدین غوری قلعہ آمیر سے لڑ رہا ہے۔ اور اس سے قلعہ فتح نہیں ہو سکتا ہے۔ اور تمہاری انگلی اٹھانے سے برجِ قلعہ کا زمین میں بیٹھ کر قلعہ فتح ہو جائے گا۔ لیکن وہی دن ہمارے اس عالم سے رحلت کرنے کا ہے۔ یعنی وحدت طرف احدیت صرفہ کے راجع ہووے گی۔ اور ۶۹۰ھ ہجری سے لغائتہ ۹۰۷ھ ہجری احدیت صرفہ مرتبہ واحدیت میں طرف عالم ناسوت کے راجع ہوتی رہے گی۔ روز چہار شنبہ بعد نماز ظہر تیرہویں

ربیع الاوّل سنہ ۶۹۰ ہجری کو یہ معاملہ ہوگا حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت نے عرض کیا کہ .. غلام کو حضور انور کا کیوں کر علم ہوگا حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ " روز چہار شنبہ کا تمام ہو جائے گا جب شب پنجشنبہ کی آوے گی تو باد تند اور سرد اس قدر چلے گی کہ سب روشنی تمام لشکر کی سرد ہو جائے گی۔ بلکہ آگ بالکل باقی نہ رہے گی۔ اس وقت بادشاہ تیرے پاس آوے گا۔ روشنی تیرے چراغ کی دیکھ کر کہ فقط اس روز تیرا ہی چراغ روشن ہوگا اور تمام عالم کے چراغ گل ہوں گے۔ یہ علامت قوی تیرے علم ہو جانے کی ہے صبح کو روز پنجشنبہ کا ہوئے گا۔ تو انگلی طرف قلعہ کے اٹھاوے گا قلعہ فتح ہو جائے گا۔ اور علیم اللہ ابدال کو تیری خدمت میں مقرر کیا جائے گا۔ یہ ابدال ہمارے جدّ امجد حضرت غوث پاک قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ سے چلا آتا ہے۔ تیرے پاس رہا کرے گا۔ تمام عالم کی خبر رسانی کرتا رہے گا۔ اور تجھ سے ایک قلندر ہوگا اور اس قلندر کے ایک مخدوم ہوگا۔ ہفتم درجہ کا اور علیم اللہ ابدال کی وفات مخدوم ہفتم درجہ کے ہوئے گی۔ اور بعد وفات پھر کوئی ابدال کسی کی خدمت میں نہیں رہے گا۔ سوائے محمد کے"

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے عرض کیا کہ حضور انور کو غسل کون دے گا ؟ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ کہ شمس الدین! غسل تم کرو گے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت نے عرض کیا کہ حضرت ! پانی کہاں سے آئے گا" حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ " پانی ہمارے جسم کے قریب ہوئے گا طرف چپ کے ایک چشمہ آب کوثر سے آجائے گا۔ تم غسل کر دینا۔

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے عرض کیا۔ کہ حضور انور کے جسم مطہر کو ہاتھ لگاؤں یا نہیں اور پانی جسم مطہر پر کیونکر ڈالوں ؟

حضرت موصوف نے ارشاد فرمایا کہ ہاتھ ہرگز مت لگانا۔ جو تیرے قلب میں خیال ہوئے گا ویسا ہی جسم ہو جائے گا۔ پانی کو دور سے اپنے ہاتھوں سے ڈال دینا۔

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ کفن مبارک حضور انور کا کون سے پارچہ کا ہووے۔ سفید ہووے یا کسی طرح کا انقلاب لون ہوئے۔ اور خوشبو کیسی کفن منور کو لگاؤں یا نہیں؟

حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ کفن تم کو جیسے پارچہ کا میسر ہووے تم اپنے پاس سے دینا اور لون اس کا گل ارمنی سے ہوئے جو کہ میں نے عالم حیات میں پہنا ہے اور عمامہ میرے شیخ کا سر پر باندھنا اور خرقہ میرے شیخ کا جو وقت عطائے خلافت مرحمت ہوا ہے میرے سر پر رکھ دینا کہ رجال الغیب پہنا دیں گے۔ اور خوشبو کی کچھ حاجت نہیں۔ ملائکہ آسمان سے خوشبو کافور اور الائچی کی بہشت سے لے آئیں گے کہ تمام عالم ناسوت سے ملکوت تک معطر ہو جائے گا۔

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضور انور نے ہاتھ لگانے کو منع فرمایا۔ کفن مبارک کیوں کر پہناؤں گا اور جو خرقہ کہ حضور انور کے جسم مبارک پر ہوئے گا اس کو کیا کروں اور کیسے جسم منور سے اتاروں؟

حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ کفن کو تیار کر کے ارادہ قلب میں کرنا تصور سے ویسا ہی ہو جائے گا۔ اور خرقہ بھی تیرے ارادہ کے تصور سے علیحدہ ہو جائے گا۔ لیکن اس خرقہ کو چار تہہ کر کے اوپر مہر کے ہاتھ سے رکھ دینا۔ اور اوپر سے کفن کا ارادہ کرنا کفن تمام تیرے تصور سے میرے جسم پر تیار ہو جائے گا جب تک کہ تو ارادہ کرتا رہے گا میرے غسل کا اور کفن کا۔ اور خرقہ کے تہہ کرنے کا اور اوپر مہر کے رکھنے کا آنکھ اپنی ہرگز مت کھولنا۔

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ

نے التماس کیا کہ "نماز جنازہ حضور کی کون پڑھے گا مجھ کو علم ہو جائے" حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "یہ امر وقت پر ہو جائے گا اور وہ نماز از روئے باطن سے ہوگی۔ اور تجھ کو علم آجاوے گا"

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ "مدفن حضور کا کہاں پر ہوئے گا اور تختے کون لاوے گا۔ اور آپ کو قبر میں کون اتارے گا اور تعمیر قبر کی پختہ ہوئے گی یا کہ خام؟ حضرت موصوف نے ارشاد فرمایا کہ "مدفن ہمارا برابر جسم کے ہوئیگا۔ اور قبر میری رجال الغیب کھودیں گے اور قبر میں مجھ کو مجدد اس زمانہ کا اتارے گا۔ اور وہی تعمیر بھی کرے گا۔ زیر و بالا میں دو درعہ کے فرق سے پختہ اور تختہ جمال الدین ابدال جنات سے منگوائے گا۔ بعد اد سے سنگیں ہوئیں گے مثل زعفران کے اور جو مٹی کہ ہمارے جسم کے نیچے کی ہوگی نیم درعہ کھود کر علیحدہ کرے گا۔ اور مہر کے نیچے کی مٹی مجدد زمانہ کا مع پارچہ خرقہ ہمارے کے اپنے پاس رکھے گا بطور تبرک کے اور جو کوئی اس سے مرفوع الاجازت ہوئے گا۔ اور اس کو دے گا ایسا ہی روز قیامت تک چلا جائے گا۔

اور تم کو شاہ ولایت کیا ہفت اقلیم کا بغیر تمہارے کوئی ولی نہیں ہوئے گا۔ اور تمہارا خط جس کی پیشانی پر ہو جائے گا۔ پھر میری مہر اور غوث پاک قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کا قدم گردن پر عالم مثال میں اور عالم معاملہ میں حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے عرض کیا کہ حضور انور کو دفن نہیں کروں گا۔ لیکن اگر اس عالم میں زندہ ہوں گا۔ ساتھ جسم کے کبھی صبر نہیں آوے گا۔ کہ میں دفن میں شریک نہ ہوں۔ اور حضور وہ کون مجدد ہووے گا۔ اور کیا زمانہ ہووے گا۔ اور میرا نہ ہونا کس سبب سے ہے یہ کہہ کر حضرت خواجہ صاحب موصوف آہ و زاری کرنے لگے۔

حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ بالخیر سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا اور دست شفقت اپنا سر پر رکھا کہ شمس الدین شاہ ولایت جمال صفات اس مجدد کا زمانہ ۹۰۰ھ ہجری میں ہوگا

اور وہ مجدد ہوئے گا طریقہ صابریہ کا اور طریقہ حنفیہ کا۔ یعنی علوی اور مجدد کل سلاسل کا۔ اور وہ اولاد حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہوئے گا۔ اگر ہم شمس الدین تجھ کو چاہیں تو رکھ سکتے ہیں۔ دیکھ لے شاہ محمد ابو القاسم گرگامی صاحب ابھی تک زندہ ہیں اور آئندہ کو اور بھی زندہ رہے گا۔ میرا بھی وہ اخبار نویس ہے اور سب کا اور شاہِ ولایت کا مرتبہ بڑھ کر رہے گا اور مجدد کا کم رہے گا۔ اگر تجھ کو مجدد ہونا منظور ہے تو کہہ دوں؟

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضرت مجھ کو صبر آگیا۔ مگر عرض یہ ہے کہ جسم مبارک حضور انور کا اس جگہ تنہا بغیر برزخ صغرا یعنی قبر شریف کے کیوں کر قائم رہے گا؟

حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ لارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "شمس الدین بابا! یہ فقیر صاحب نصاب حرد مرتضوی میتومی روحی کا ہے۔ جس کا باعث فقیر کا جسم زمین پر بغیر دفینہ درمیان دو سنگ سُرخ کے قائم رہے گا اور وہ دو سنگ سرخ سرہانے مزار میاں امام الدین صاحب کے حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی اوّلین الارواح رحمۃ اللہ علیہ نے رکھوا دیئے ہیں۔ شمس الدین بابا! تو بھی جا کر ان سنگِ سُرخ کو دیکھ آ۔ لیکن ہاتھ ان کو مت لگانا۔ کیوں کہ ان کی نگہبانی کو وہاں جنات معین ہیں اور سوائے علیم اللہ ابدال کے دوسرے شخص کو ان سنگ سُرخ کو ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔ بعد وفات کے دونوں سنگِ سُرخ علیم اللہ ابدال لاکر میرے جسم کے اوپر مثل قبر کے رکھ دے گا۔ یعنی ایک سنگ دست راست کو اور ایک سنگ دستِ چپ کو کھڑے کر دے گا۔ اور ہر چہار طرف سے مٹی لگا دے گا۔ اور میرے سورانخ بائیں جانب کھلا رہے گا۔ اس میں سے خوشبو چھڑکی جاوے گی۔ اور میرے سلسلہ کا مجدد جو اولاد حضرت امام اعظم ابو حنیفہ میں سے ہوگا۔ اگر نمازِ جنازہ بھی دوبارہ پڑھے گا جو رکب ظاہر و باطن سے ہوگی۔ اور میرے جسم کا دوبارہ دفینہ کرے گا۔ اور وہ میرے جسم کے

ساتھ میرے حضرت شیخ کی سنت ادا ہوگی اور اس مجدد اولاد میرے ظاہر و باطن کی وارث ہوگی اور اہل باطن سے میرا سلسلہ جاری ہوگا۔ اور ظاہر والوں سے کچھ نہ ہوگا۔"

بعدہٗ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت نے عرض کیا کہ ۶۹۰ھ سے ۹۰۷ھ تک حضور کے یہاں پر کیا حال ہوگا۔ اور کوئی شخص حضور کے جسم اطہر کے پاس حد محدودہ میں آوے گا یا نہیں؟

حضرت موصوف نے ارشاد فرمایا کہ "بعد تیرے جنانہ پڑھنے کے فقیر کے قریب کوئی نہیں آوے گا۔ لیکن وہ جو مخدوم ہفتم درجہ کا تیرے قلندر سے ہوگا۔ وہ میرے پاس آوے گا۔ واسطے توشہ مجدد کے مجھ سے لے جاوے گا۔ اور ایک شاخ سبز میری بالائے ناف بحکم میرے رکھ جاوے گا۔ وہ شاخ مجدد کو دی جاوے گی۔ اور وہ روز قیامت تک سبز رہے گی۔ اور وہ مجدد اس شاخ کو دفن کرے گا اوپر تربت ہفتم کے۔ اور اس بیان کو مکتوب نقاب صحیفہ بیان صابری میں تحریر کرے اور اس ہمارے مکتوب نقاب کو جو تجھ سے قلندر ہوئے گا۔ اس کو دینا۔ اور وہ مخدوم ہفتم درجہ کو دے گا۔ اور وہ تا مجدد چلا جاوے گا اور ہمارا حال مجدد سے ملے گا اور ہر زمانہ میں مجدد میرے خاندان میں ہوگا۔ اس سے تمام حال جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے تا بہ اس مجدد تک دریافت کرتے ہیں۔ اور شمس الدین شمس الارض مجدد کی تعریف یہ ہے کہ مجدد کو حال زمانہ ماضی اور حال اور استقبال کا باطن سے سند بلند معلوم ہوتا ہے اور اسکے پاس سنا صحیح ہر ایک طرح کی موجود ہوتی ہے اور جو کوئی مجدد کے زمانہ میں اس مجدد سے تعلیم دریافت نہیں کرے گا۔ وہ داخل خاندان میرے کا نہیں بلکہ کسی خاندان میں نہیں۔ اور مجدد سے احوال ظاہر و باطن متقدمین کا دریافت کرنے سے اور

اس کے بیان سے عارف کامل ہو جاتا ہے۔ ہر مجدد کے زمانہ میں سب لوگ جمع ہوا کرتے ہیں۔ اور تعلیم لسانی اس کی سے من و عن بہرہ مند ہوا کرتے ہیں۔ اور اجازت ارشاد اور افکار اور اشغال اور اذکار اور اسرار اور اوراد تلاوت سیف اللہ جبروتی اور سیف اللہ ملکوتی اور سیف اللہ لاہوتی اور سیف اللہ ناسوتی اور سیف اللہ معنوی اور سیف اللہ قیومی روحی کی حاصل کرتے ہیں اور معلوم کرنا اپنے زمانہ کے غوث اور قطب اور نقیب، رقیب، نجیب، اوتاد۔ ابدال اور

حال مجدد سے معلوم ہو جائے گا۔ وہ صاحب دولت باطن کا وارث ہے"

بعد اتمام اس وصیت کے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے گیارہ تعلیمات کیفیت باطن کی ارشاد فرمائیں کہ وہ قابل افشائے عام نہیں صرف ایک تعلیم مجملاً برائے حاجت روائی خلق تحریر کی جاتی ہے۔ ارشاد فرمایا کہ "شمس الدین بابا! تو اپنا نام مع درود وہبی کے اس ترتیب سے پڑھا کریو۔ تیرے ارادے کے افعال کا ظہور ہو جایا کرے گا اور تیرے خاندان میں اس ختم کی برکت سے حاجت روائی عام و خاص کی ہوا کرے گی"

اور بعد اتمام تعلیمات حضرت ممدوح جائے اقامت سے اٹھ کر بہ معمول قدیم متصل درخت گولر کے تشریف لے آئے۔ اور کھڑے ہو کر بدستور سابق ڈالی مقررہ درخت گولر کی اُلٹے ہاتھ میں پکڑلی اور سیدھا ہاتھ بطور مرقوم الصدر برابر قلب کے تھا۔ اور انگشت شہادت مٹھی بند ہو کر علم تھی۔ تھوڑے عرصہ میں حضرت موصوف کو استغراق ہو گیا حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت یہ حال مکتوب نطاب فردوس الوجوب میں تحریر کیا۔ اور ارشاد حضرت ممدوح کا اسی وقت تحریر فرما چکے تھے کہ ایک الفاظ کی کم و بیش تحریر میں نہیں ہوئی۔

تیسرے روز بتاریخ بارہویں ماہ صفر ۶۸۹ھ ہجری مرقوم الصدر روز دوشنبہ قریب نماز چاشت کے علیم اللہ ابدال شق غار حبس کبیر میں سے باہر آئے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے علیم اللہ ابدال سے احوال چھ سال کا دریافت فرمایا۔ علیم اللہ ابدال نے بیان کیا کہ "بموجب حکم الہام باطن کے میں واسطے تیاری قبر وغیرہ سامان کے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو اسی طرح پر بدستور تشریف رکھتے دیکھ کر روانہ ہو گیا تھا۔ اور بعد آپ کے حبس کبیر میں بیٹھ جانے کے بھی چھ سال کامل اسی طرح پر بدستور قدیم تشریف رکھتے دیکھا اور اس چھ سال کے عرصہ میں حضرت ممدوح نے اڑتالیس مرتبہ آپ کو اس طرح پر پکارا کہ "شمس الدین بقا باللہ اجب

ڈیڑھ مہینہ گزر جاتا تھا وقت صبح کے حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح پر نام آپ کا لے کر ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ سال میں آٹھ مرتبہ یہی ارشاد ہوتا تھا۔ میں نے ہر وقت شمار کیا ہے اور زیادہ اس سے کوئی حال میرے معائنہ میں نہیں آیا۔ بموجب قاعدہ کے میں اپنی خدمت پر بدستور مامور رہا۔

فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب گذارش کرتا ہے کہ بموجب حکم مرقومہ مکتوب نطاب کربت الوحدت تصنیف حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ اور مکتوب نطاب "احدیت المعارف" تصنیف حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری چشتی شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر اور مکتوب نطاب "قربت الوحدت" تصنیف حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوّلین الارواح اور مکتوب نطاب "سر العبودیت" تصنیف حضرت شاہ شیخ فرید گنجشکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ۔ اور مکتوب نطاب "صحیفہ بیان صابری" مندرجہ احکامات حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ۔ اور مکتوب نطاب "فردوس الوجوب" تصنیف حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت اور مکتوب نطاب "مقناطیس الوحدت" تصنیف حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی۔ اور مکتوب نطاب "اسرار القرشی" تصنیف حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث رحمۃ اللہ علیہ اور مکتوب نطاب "منہاج الواجدین" تصنیف حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب ردولوی زندان پیر اور مکتوب نطاب "تحفۃ الوحدت" تصنیف حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب گنگوہی قطب عالم دستگیر سلطان التارکین و دیگر جمیع حضرات متقدمین اور متاخرین کی اطلاع اس دولت ارشاد فیض بنیاد کے بطور اعلان کی جاتی ہے کہ صاحبانِ خاندان جملہ سلاسل کے دولت باطن سے محروم نہ رہ جاویں

اور ارشادِ تعلیم طریقت حضرت سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا کہ یہی وسیلہ کامل حصول حاجات دارین اور وصول کیفیات کونین کا ہے مسدود نہ ہو جائے حضرات طالبان خدا دولت ذوق شوق اور حضرات واصلان خدا کیفیت وصال ذات سے دائماً کامیاب رہیں کہ فلاحیت مخلوق کی کثرت وجود سراپا جود حضرات اولیاء پر حصر ہے اور مختصر احوال تاثیرات ختم صابری کا یہ ہے کہ یہ ختم طالب صاحب مجاز مرفوع الاجازت اس خاندان کو تعلیم فرمایا جاتا ہے۔ کہ یہ مزاولت تلاوت بلاناغہ اس ختم سریع التاثیر کے کفائے مہمات دینی اور قضائے حاجات دنیوی اس طالب صاحب مجاز مرفوع الاجازت کے داخلان سلسلہ اور دوستان ہم نشینان جلسہ کے رہتے ہیں۔ اور اگر واسطے کسی ہی اہم ضرورت کے چلہ بست و یک روزہ اس کا کیا جائے۔ بحالت فوت نہ ہونے کسی طرح کی شرط لوازمات کا وجب اس کے کے انجام اس مہم اہم کا بطور سہل الوصول اندر میعادِ مذکورہ ہو جاتا ہے۔ فیضان تاثیر اس کے سے کوئی حاجت مند محروم مدعا نہیں رہتا:۔

اشعارِ دلپذیر مؤلف

حضرت شمس جہاں نے ہے لکھا
حال یہ مخدوم کے ارشاد کا

میں پس از کورنش پس پشت جناب
شاد ماں بیٹھا بآئین صواب

شاہ نے مجھ سے کہا اے شمس دیں
اے تجلی بخش دیں شمس زمیں

میں ادھر سے اُس طرف کو جاؤں گا
نور وحدت سے احد ہو جاؤں گا

اب کوئی دن کا یہاں مہماں ہوں
جانے والا جانب سبحان ہوں

اس شہادت کے چمن سے زود تر
حی میں ہے غیب الغیوبی کا سفر

حکم مجھ کو آ چکا اللہ کا
آ گیا پیغام غیب آگاہ کا

صابر اب تم آؤ میرے پاس زود
چھوڑ دو تم چھوڑ دو ملک حدود

تو سریر غیب کا سلطان ہے
کیوں شباہت کا وہاں مہمان ہے

قصہ کوتاہ چارشنبہ بعد ظہر
پڑھ چکوں گا جب نماز سعد ظہر

مہ ربیع اولین کی تیرہویں ۱۳
میں چلا جاؤں گا بر عرش بریں

سن ششصد اور نود میں از حیات ۹۶۰
ذات میں مل جائے گا یہ محو ذات

شمس اب تو جلد سے آمیر جا
جلد جا اب ہے یہی حکم خدا

شہ علاؤالدین غوری ہے وہاں
قلعہ آمیر سے لڑتا بجاں

عرض کی میں نے کہ حضرت کا حجاب
کس طرح معلوم ہوگا ایجناب

شاہ فرمانے لگے شب آئے گی
روشنی لشکر کی گل ہو جائے گی

پاس تیرے آئیگا غوری شتاب
پا برہنہ سر کھلا دیدہ پر آب

التماس فتح تجھ سے چاہے گا
تیری ہیبت سے وہ گڑھ گر جائیگا

قلعۂ سنگین برج کوہسار
بیٹھ جائے گا کئی گز زیر غار

جان لیجو اس گھڑی شمس جہات
ہوئے گا وہ دن مرا روز وفات

اس علیم اللہ کو بھیجوں گا تب
تیری خدمت میں رہے گا روز و شب

یہ ہمارے جد امجد کا نظام
عمر سے کرتا رہا ہے صبح و شام

ہفت کشور کی خبر یہ لائے گا
تجھ کو عالم کی خبر پہنچائے گا

اور تجھ سے اک قلندر ہوئے گا
وہ قلندر مہر انور ہوئے گا

اس قلندر سے ہے اک مخدوم خلق
ابتدائے عمر سے معصوم خلق

درجہ ہفتم اسے ہوگا عطا
ہوگا وہ مخدوم با سیف خدا

خدمت مخدوم میں رہوے گا یہ
پاس اس کے جاں بحق دیویگا یہ

بعد ازاں ابدال ابدالی بکار
اور کوئی ہوئے گا صورت نگار

اس طریقہ کے مجدد کا نظام
حکم سے تیرے کرے گا وہ مدام

عرض کی میں نے کہ حضرت غسل کو
کون سا ہوے گا وہ مرد نکو

شہ نے فرمایا کہ شمس الدین پسر
ہوئے گا اس کار سے وہ بہرہ ور

آبِ غسلِ حضرت کہاں سے آئیگا
چشمۂ کوثر فرشتہ لائے گا

بندہ درگہ نے پھر یہ عرض کی
آبِ دینی جسم پر کیوں کر ہوئی

یہ ہوا ارشاد اے شمسِ زمیں
ہاتھ میرے جسم پر رکھتا نہیں

جو کہ تیرے دل میں آویگا خیال
پائیگا میرا اسی صورت سے حال

عرض کی میں نے کفن کیسا بناؤں
پارچہ کیسے کا میں جامہ پہناؤں

یہ ہوا ارشاد اس کی قید کیا
جو میسّر ہو تجھے اُس کا بنا

ایک ہو وہ ارمنی رنگت بکار
رنگ میرا گلِ اَرمَن رنگار

رنگ ارمن کا مجھے خوش آئے ہے
رنگ اَرمن جان و دل بھائے ہے

حضرتِ بابا کا عمامہ بسر
باندھ دیجو سر پہ میرا اے پسر

عطر کافور و الائچی بہشت
میرے جامہ کے لیے ہے سرنوشت

پاس میرے جب ملائک آئیں گے
عطر کو وہ ساتھ ہی لے آئیں گے

عرض کی میں نے جنازے کا امام
ہوئے گا وہ کون سا فرخندہ کام

جو کہ اس دولت سے بہرہ پائیگا
علم اس کا وقت پہ آجائے گا

عرض کی میں نے کرے گا دفن کون
کون ہوئے گا وہ از مردان کون

مرد وہ مردِ مجاہد ہوئے گا
عارفِ بے حد و با حد ہوئے گا

شمس! اُس کو زبدۂ آدم سمجھ
زادہ حضرت امام اعظم سمجھ

وہ طریق صابریہ کا امام
بعد تیرے ہوئے گا با صد نظام

روح جذبیہ کا ہوگا شاہ، وہ
فقر راز چاردہ کا ماہ، وہ

عرض کی میں نے کہ اس دن تک جناب
آپ سے ہوئے گا کوئی بہرہ یاب

آپ فرمانے لگے ہاں ایک مرد
پوربی زادہ تجلی بخش فرد

فیضِ مخدومی سے مخدوم انام
رتبہ مخدومیہ سے بادہ شام

درجہ ہفتم کا مخدوم فقیر
پاس میرے آئیگا روشن ضمیر

شمس! میرے سلسلہ میں تا سپہر
تا سپہر و تا قیام ماہ و مہر

ایک حمان اک مجدد ہوئے گا — فائض و فیاض بیحد ہوئے گا
مایۂ صحو و سلوک فقر و حشت — ان فقیروں کی ہوئی ہے سرنوشت
مجھ سے تا ہفتم طریقہ کا شمار — ایک مجدد ہوئے گا تجدید کار
نام اس کا عبد قدوس آشکار — مظہر فیض جناب کردگار
جس گھڑی تک وہ نہ مجھ تک آئیگا — جو ادھر کو آئے گا جل جائیگا
آتش قہری کا یہ دربار ہے — تیغ مقتولی کی یہ سرکار ہے
وہ خدا کے حکم سے شمس زمن — مجھ کو دفنا دے گا بر رسم بہیں
کہہ دیا اب شمس تجھ سے صاف صاف — راز تھا پر کر دیا سب آشکار

یہ وصیت حضرت مخدوم کی
اے حسن ہے رمز اس قیوم کی

احوال حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کا بموجب حکم حضرت مخدوم صاحب بادشاہ دوجہاں رحمۃ اللہ علیہ کے قلعۂ آمیر کو جانے کا

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب "فردوس الوجوب" میں تحریر فرماتے ہیں کہ "میں بیس برس کامل سوائے مدت خدمت گزاری حضرت شاہ شیخ فریدین گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاثِ ہند رحمۃ اللہ علیہ اور عرصہ ادائے حبس کبیر کے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے پس پشت مبارک باادب دست بستہ کھڑا رہا۔ اور سوائے وقت نماز پنجگانہ یا تعمیلِ حکم حضرت موصوف اپنی جائے قیام متصل درخت گولر پس پشت مبارک سے کہیں نہیں گیا۔ اور اس عرصہ میں بموجب ارشاد حضرت ممدوح ۵۴۰۰۰ چون ہزار بار میری نفی ہوگئی۔ اور پھر بموجب ارشاد عالی چون ہزار بار میرا اثبات ہوگیا۔ اور اس عرصہ متعددہ بالا میں کبھی مجھ کو آثار انقلاب موسم کے پائے نہیں گئے یعنی نہ کبھی برسات میں بارش ہوئی۔ نہ گرمی میں تموز آفتاب نہ سرما میں برف کی سردی محسوس ہوئی۔ ہر وقت مثل شب ماہ ایام بہار کے اعتدال رہتا تھا۔ اور شب تاریک میں بھی روشنی مہر ولایت حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی زیادہ تر روشنی ماہ شب

افروز سے تجلی بخش ہوتی تھی۔ اور جس روز سے کہ قطعہ زمین جائے محفوظہ میں نور سرخ مثل یاقوت کے لمعان ہو کر تا بہ آسمان پہنچا تھا۔ اور ایک حال پر قائم تھا۔ روز ارشاد وصیت سے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ چار روز پس پشت مبارک تشریف فرما رہے۔ علیم اللہ ابدال سے پتہ و نشان و نقشہ جامع مسجد کلیر کا اور تعداد مردمان معتقدان کی اور پیمائش جائے محفوظہ جو آتش قہر سے امن پاکر مخزن انوار ہو رہی تھی۔ تحقیق کر کے مکتوب نظاب فردوس الوجوب میں تحریر فرما چکے۔

بتاریخ تیرہویں ۱۳ ماہ صفر ۱۱۸۹ھ ہجری کو روز سہ شنبہ وقت نماز صبح کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ تمام مفاوضات معنونہ یعنی اسناد خلافت نامہ جات اور مکتوبات نظاب اور اوراد منضبطہ اور تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم کے اپنے ہمراہ لیے ہوئے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کو بدستور مرقوم الصدر حالت استغراق میں دیکھ کر روانہ ہوئے۔ علیم اللہ ابدال پس پشت مبارک بدستور با ادب کھڑے رہے۔ جب حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حد بارہ کوس پر پہنچے۔ جمال الدین ابدال مع یکصد نفر جن متعینہ حد زمین سوختہ قدم بوس ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ہماری سفارش حضور انور کو معرفت کیفیت باطن کے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی جناب میں کرنا ضروری ہے۔

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ نے وعدہ فرمایا کہ مجھ کو باطن سے تیرے باب میں خبر معلوم ہو گئی ہے۔ تو ہی قریب حضرت موصوف کی خدمت پر کامیاب ہو گا۔ اور زمانہ مجدد تک بلکہ تا یوم قیام تو ہی یہاں رہے گا۔ پھر جمال الدین ابدال نے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت سے عرض کیا کہ حضور! مجھ کو داخل طریق فرماویں۔ حضرت ممدوح نے

اسی وقت جمال الدین ابدال کو مع یک صد نفر جنات کے داخل سلسلہ بیعت کیا۔ اور وہاں سے بتاریخ چودہویں ماہ مذکور سنہ صدر صبح چہارشنبہ کو طرف شہر آمیر کے روانہ ہوئے۔ چھٹے روز بزور ولایت اسم اعظم چشمہ تلاوت فرماتے ہوئے بتاریخ انیسویں ماہ مذکور سنہ صدر روز دوشنبہ کو بعد نماز عصر داخل لشکر علاؤالدین غوری صوبہ ملک کڑہ۔ برادرزادہ و داماد سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے ہوئے اور پاس ایک شخص سوار مسمی شیخ سلیمان بن عبدالصمد بن اسمٰعیل بن قادر بخش ابن داؤد خراسانی کے قیام فرمایا۔ اور اسی شب میں شیخ سلیمان کو بیعت توبہ سے مشرف کیا۔ اور کہہ دیا کہ "ہمارا حال کسی سے بیان مت کرنا۔ اور ایک چادر رنگ صابری یعنی چھال ببول اور گل ارمنی میں رنگ کر بمنزلہ بے چوبہ کے کھڑی کر لی تھی شب کو تمام حضرات اقطاب و اغیاث و رقبا۔ و نقبا۔ و نجبا۔ و ابدال و رجال الغیب حاضر ہوا کرتے تھے اور دن کو حضرات اولیاء ہمعصر واسطے ملاقات اور عرض حاجات کے تشریف لاتے تھے۔ ایک سال مکمل یہ حال رہا جب کہ بتاریخ تیرہویں ماہ ربیع الاول ۶۹۰ سنہ ہجری کو روز چہارشنبہ کا گذر گیا۔ اور شب پنجشنبہ کی آئی۔ قریب نصف شب کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ نے سب حاضرین سے فرمایا کہ "آج تم تشریف لے جاؤ۔ فقیر کی طبیعت اس وقت حاضر نہیں ہے"۔ جب سب حاضرین رخصت ہو گئے اور تنہائی ہوئی۔ حضرت موصوف نے شیخ سلیمان خادم سے ارشاد فرمایا کہ چراغ ہمارے پاس رکھ دو۔ کلام اللہ شریف کی تلاوت سے دل کو بہلاؤں۔ جب شیخ سلیمان نے چراغ پاس رکھ دیا۔ حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ "سلیمان! روشنی چراغ کی تیز کر دے مجھ کو سوائے صورت منور حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے حرف کلام مجید کا نظر نہیں آتا۔ خدا خیر کرے آج کیا ہونے والا ہے"۔ تھوڑے عرصہ میں ہوا تند اور سرد نہایت شدت کے ساتھ چلی کہ تمام لشکر کے چراغ گل ہو گئے۔ اور آگ سرد ہو گئی۔ حضرت خواجہ شمس الدین

صاحب شمس الارض شاہِ ولایت رحمۃ اللہ علیہ چراغ کی روشنی میں تلاوت کلام اللہ شریف کی کرتے رہے پہر رات باقی رہے علاؤ الدین غوری حاکم لشکر نے حضرت موصوف کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حضور مخفی رہے کہ اور میری فوج یہاں پر تباہ ہو گئی۔ حضور شاہِ ولایت ہفت اقلیم کے ہیں مجھ لاچار کی مدد فرماویں کہ کفار پر فتح یاب ہو جاؤں۔

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ "تو نے مجھ کو کس دلیل سے شاہ ولایت جانا؟"

اس نے عرض کی کہ "حضرت تمام لشکر کے چراغ گل ہو گئے اور آگ سرد ہو گئی ہے۔ اور حضور کا چراغ روشن ہے۔ یہ بہت بڑی دلیل ہے اور مجھ کو نجومیوں نے اس شب کے احوال کی مفصل خبر دی تھی کہ بموجب اس کے معائنہ کرتا ہوں مجھ کو معلوم ہے کہ حضور کے انگلی اٹھانے سے قلعہ فتح ہو جائے"۔

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ علاؤ الدین غوری حاکم لشکر سے ارشاد فرمایا کہ تم صبح کو ہم سے کہنا۔ علاؤ الدین حاکم لشکر حضرت موصوف کے سامنے سے تھوڑے عرصہ پر جا کر تا صبح دست بستہ کھڑا رہا۔ تاریخ چودہ ماہ ربیع الاول ۶۹۰ھ ہجری مرقوم الصدر صبح پنج شنبہ کو بعد فراغ ورد حرز یمانی شریف سیف اللہ حیدر زمر تضوی ملقب بسلطان الاولیاء ترکیب غوثی معنوی کی انگشت شہادت پر وقف کر کے جانب قلعہ کے اشارہ فرمایا۔ اسی وقت برج حصار قلعہ سنگین کا زمین میں بیٹھ گیا اور لشکر علاؤ الدین غوری کا قلعہ آمیر میں داخل ہو گیا شادیانے فتح کے لشکر میں بجنے لگے۔ اور سپاہ لشکر لوٹ میں مشغول ہو گئی۔

فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب ہذا ایک احوال عجیبہ متعلق فتح آمیر کے مکتوب نطاب "مفناطیس الوحدت" اور "تاریخ فیروز شاہی" سے لکھتا ہے کہ "وسط ۶۸۹ھ ہجری میں سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی والئی دہلی نے ایک لشکر جرار با فسری علاؤ الدین غوری قلعہ آمیر کی فتح کو روانہ کیا۔ مگر جب مقابلہ ہوا کفار

غالب آتے اور لشکر اسلام کو شکست ہوتی۔ اور اس احوال کی اطلاع وقتاً فوقتاً حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلی محبوب الٰہی صاحب مکتوب نقاب "مقناطیس الوحدت" رحمۃ اللہ علیہ کو بذریعہ عرضداشت کرتا رہتا تھا۔ اور حضرت ممدوح سن کر خاموش ہو جاتے جب قریب ایک سال کے ہونے کو آیا۔ اور متواتر علاؤ الدین غوری نے شکستیں پائیں تو مجبور ہو کر سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی والئی دہلی ایک روز بتاریخ تیرہویں ماہ صفر ۶۹۰ھ ہجری روز سہ شنبہ وقت صبح کے حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب ممدوح کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوا۔ اور بعجز تمام عرض کیا کہ حضرت عرصہ ایک سال کا ہوا کہ میرا لشکر قلعہ آمیر پر لڑ رہا ہے اور فتح نہیں ہوتی۔ حضرت سلطان المشائخ صاحب موصوف نے سن کر فرمایا کہ "تو اور تیرا علاؤ الدین غوری دونوں غافل ہیں۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ علاؤ الدین غوری کے لشکر میں موجود ہیں اور ان سے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم سید علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ بطور پیش خبری فرما چکے ہیں کہ ان کی انگلی مبارک کے اشارہ سے قلعہ فتح ہو جائے گا۔ اور لشکر اسلام غالب آئے گا۔ تو علاؤ الدین غوری کو لکھا کہ باوجود یکہ تو نجومیوں سے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کی خبر سن چکا ہے اور اُن سے غافل ہے۔ فی الفور تو اُن سے رجوع کر اور خواستگار فتح کا ہو۔ بعون اللہ تعالےٰ ان کی توجہ اور اشارہ انگشت مبارک سے قلعہ آمیر فتح ہو گا۔

یہ سن کر سلطان جلال الدین موصوف والئی دہلی نے علاؤ الدین غوری کو لکھا کہ "تو حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کی رونق افروزی سے بے خبر ہے۔ دیکھتے ہی اس فرمان کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب ممدوح کی خدمت میں جا۔ اور طلبی فتح کا ہو۔" جو کہ علاؤ الدین غوری نجومیوں سے آپ کی خبر مجملاً سن چکا تھا۔ فرمان شاہی کے صادر ہونے سے مفصل مطلع ہو کر

جویاں حضرت خواجہ شمس الدین صاحب موصوف کا ہوا۔ آخر روز سختی باد تند و سرد کہ تمام لشکر کے چراغ گل ہو گئے تھے۔ اور حضرت موصوف کے مقام پر چراغ روشن دیکھ کر جس کا بیان اوّل ہو چکا ہے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کی خدمت میں گیا اور متمنی کشود کار کا ہوا۔

بالآخر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی انگشتِ معظم کے اشارے کی برکت سے لشکر علاؤالدین غوری کو نصرت نصیب ہوئی۔ اور قلعہ آمیر فتح ہوا۔ اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے پانچ برس بادشاہت کی۔ محل جلوس کا نام کھیلو کھر تھا۔ سن جلوس اس کا ۶۸۹ھ ہجری مطابق ۱۲۹۰ء اور زمانہ انتقال اس کا ۶۹۵ھ مطابق ۱۲۹۵ عیسوی تھا۔

نظم مؤلف

شمس فرماتے ہیں یہ حال جناب
رازِ حضرت کا اٹھاتے ہیں نقاب

بست سالہ میں جو خدمت میں رہا
بے صلوٰۃ وقت کے یک جا رہا

محو انوار ہویت صبح و شام
آپ کو اس حال میں دیکھا مدام

اس تعین سال ہا میں یہ غلام
ذوق بردار سرورِ ثاؤ لام

سیکڑوں باری مرا زندہ ہوا
ہر گھڑی تھا مست کیفِ ثا۔ لا

آپ فرماتے تھے جب شمس زمیں
ہو فنا اور چھوڑ دے تن کو یہیں

بس وہیں میں عالم ناسوت کو
چھوڑ کر اڑ جائے تھا لاہوت کو

روح قالب سے جدا ہو جائے تھی
آپ کو قالب سے باہر پائے تھی

پھر جو فرماتے بقا باللہ ہو
بے خودی سے اب خدا آگاہ ہو

روح قالب میں وہیں آ جائے تھی
زندگی فی الفور رو دکھلائے تھی

الغرض حضرت سے رخصت ہو شتاب
میں گیا آمیر کو دید پہ آب

حد بارہ کوس پہنچا جس گھڑی
فوج واں دیکھی جمال الدین کی

جن جو یک قصد ساتھ تھے ابدال کے
تابع ابدال صاحب حال کے

پاؤں میرے چوم کر اُس نے کہا
عرض اک کرتا ہوں سُن لیجئے ذرا

شاہ کی خدمت میں رہنا ہے مجھے
آپ سے یہ بات کہنا ہے مجھے

میرے حق میں تم حلال اللہ سے
یعنی شہنشاہِ حق آگاہ سے

اس قدر کہہ دو کہ شاہِ دو جہاں
اس غلام خاص کو رکھیں وہاں

خدمت عالی کا میں مشتاق ہوں
شوق میں خدمت کے طالب طاق ہوں

یہ کہا میں نے جمال الدین سے
اس طریقت زیب خوش آئین سے

مجھ کو باطن سے ہُوا معلوم ہے
تو ہمارے شاہ کا معصوم ہے

خدمت مخدوم میں تو جائے گا
شاہ کی خدمت میں بہرہ پائے گا

تب جمال الدین نے خوش ہو کہا
اب کہو مجھ کو غلام بے ریا

ہاتھ میرا ہاتھ میں اب لیجئے
اپنے بندے کو مرید اب کیجئے

میں نے باحکم شہنشاہ جہاں
کر لیا سب کو مرید اپنا وہاں

جب طریقت سب کو میں پڑھوا چکا
چھوڑ طالان کو جانب لشکر چلا

لشکر غوری میں پہنچا وقت شام
تھا وہاں شخص سلیمان نیک نام

اس سوار نیک کے خیمہ میں جا
بے تکلف بستر اپنا کیا

میں نے چادر تان کر اس کے جوار
روز و شب واں پر کیا اپنا گذار

وہ سلیمان نیک مرد نیک زاد
دید سے میری ہوا از بس کہ شاد

التجا مجھ سے مریدی کی کری
میں نے اس کی التجا پوری کری

تھا وہ راز دار و خوش خصال
راز کو میری چھپایا تا بحال

رات بھر قطاب و اخیات و رقیب
مردمان غیب و ابدال و نجیب

اپنا اپنا حال کرنے کو بیاں
رات بھر رہتے سحر ہوتے تک وہاں

ایک شب میں نے کہا سب سے کہ جاؤ
حال اپنا مجھ کو مت سناؤ

طبع اشب او رسو مصروف ہے
دل ادھر سے اور سو مالوف ہے

اٹھ گئے جب سب وہ مردانِ خدا
میں نے اس مردِ سلیماں سے کہا

دل پریشان روح ہے حیرت طراز
رات یہ کچھ اور ہی بخشے ہے راز

تو کلام اللہ میرے پاس لا
لا چراغ اور جلدی سے بتی لگا

دل کو بہلاؤں کسی عنوان سے
بس بہ تنگ آیا ہوں اپنی جان سے

دیکھئے اس چرخِ نیلی گوں سے آج
اس سپہر کاسہ پرخون سے آج

حادثات دہر کیا درپیش ہے
دل نہایت مضطرب جاں ریش ہے

اس شبِ تاریک کا ہے اور ڈھنگ
رات یہ دکھلائے ہے کچھ اور رنگ

شاہِ دیں کی صورتِ معنی نگار
سامنے آتی ہے میرے بار بار

میں نہایت مضطرب حیران ہوں
برسبیلِ قالبِ بے جان ہوں

بادشاہ دو جہاں کی فکر ہے
پیشوائے عارفاں کی فکر ہے

کام دونوں جب سلیماں کر چکا
میں کلام اللہ کو پڑھنے لگا

بادِ سرد اک بارگی چلنے لگی
آتشِ سوزانِ لشکر سب بجھی

ہر چراغِ لشکری گل ہو گیا
صورِ اسرافیل کا غل ہو گیا

شاہِ غوری دست بستہ دوڑتا
پاس میرے جلد سے حاضر ہوا

عرض یہ کرنے لگا اے شاہ دیں
اے ولایت کے فلک کے ماہِ دیں

آپ تھے لشکر میں میں غافل رہا
خدمتِ عالی سے میں عاطل رہا

فوج میری ہو گئی اکثر تباہ
فتح کی میں نے نہ پائی کوئی راہ

قلعہ آمیر ہے چرخِ بلند
پہنچتا گولہ نہ پہنچے ہے کمند

بے خیالِ حضرتِ عالی تبار
فتح اس کہسار کی ہے سخت کار

آپ ہیں شاہِ ولایت آپ کا
اک اشارہ ہے کفایت آپ کا

میں نے غوری سے کہا بتلا مجھے
"شاہِ ولایت" کس طرح سمجھا مجھے

عرض کی اس نے کہ اے شاہِ جہاں
جز چراغِ حضرتِ عالی شاں

بے چراغ اس وقت ہے لشکر مرا
روشنی سے دور تر ہے گھر مرا

آپ کی پہچان کی خوشتر دلیل — اس سے بہتر کون سی پاؤں سبیل
دوسرے یہ ہے کہ سب اہلِ نجوم — کر چکے اظہار سب اپنا علوم
شاہ کے لشکر میں اک ماہ معیں — آئے گا اک شہ ولایت شاہ دیں
بے چراغ اک شب جہاں ہو جائیگا — تو چراغ اس کا ہی روشن پائیگا
اک اشارہ سے بس اُس کے کوہسار — اے شہنشہ! گر پڑے گا ایک بار
ہر اصابع اس ولایت دار کی — آہنی کنجی ہے تیرے کار کی
جائیو اے شاہ تو اس شہ کے پاس — فتح کی باعجز کرنا التماس
سُن کے غوری سے کہا میں نے کہ جا — صبح ہوتے ہی تو میرے پاس آ
شاہ غوری پاس سے ہٹ کر ذرا — دست بستہ تا سحر ٹھہرا رہا
میں نے وقتِ صبح کی پڑھ کر نماز — قلعہ کی جانب کری انگلی فراز
گر پڑا از یرزمین برج اک تمام — شاہ غوری کا ہوا فی الفور کام
فوجِ غوری داخلِ قلعہ ہوئی — مشتِ ہر کس لوٹ سے پُر زر ہوئی

اے حسنؔ شہ کے اشارہ سے وہ کام
گو کہ مشکل تھا ہوا آسان تمام

احوال حضرت خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کا کلیر شریف آنیکا اور حضرت مخدوم صاحب صابر کی وفات اور تکفین اور نماز جنازہ کا اور دو سنگ سُرخ یک جانب راست اور یکجانب چپ اندک اندک فصل سے کھڑا کرنا اور صورت برزخ صغریٰ کی بنا دینا۔ اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جانے کا

مکتوب لقاب فردوس الوجوب تصنیف حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات میں تحریر ہے کہ فتح ہو جانے قلعہ آمیر کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات نے کلام اللہ شریف اپنا بدست اسلم بن محمود بن نعیم شاہ بخشی فوج کے گیارہ روپیہ سکرانہ پر ہدیہ فرمایا۔ اور اس جمع میں سے آٹھ روپے کا پندرہ درعہ پارچہ اونی سبز واسطے کفن کے اور ایک روپیہ کا دو عہ پارچہ اونی برنگ سفید واسطے تہ بند کے خرید فرمایا اور دو روپیہ میں سے آٹھ آنہ کا روغن زرد یعنی گھی بوزن دو رطل۔ اور آٹھ آنہ میں شکر سفید بوزن تین رطل۔ اور آٹھ آنہ میں میدہ گندم وقدرے نخود بوزن دو رطل اور چار آنہ میں توا آہنی۔ اور دو آنہ میں دیگچی گلی اور ایک آنہ میں سلوچہ و آفتابہ اور طباق گلی۔ اور ایک آنہ میں کنگھی چوبی خرید فرما کر تبرکات اور مفاد عات معنونہ کو کمر سے باندھا۔ اور سامان توشہ کا ہاتھوں میں لے کر اسم اعظم چشتیہ تلاوت فرماتے ہوئے جانب

کلیر شریف کے روانہ ہوئے۔ بزور ولایت نہایت سریع السیر تشریف لئے جاتے تھے کہ اثنائے راہ میں علیم اللہ ابدال آہ زاری کرتے ہوئے ملے اور عرض کرنے لگے آج سات روز کا عرصہ ہوا ہے کہ مجھ کو حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے عالم وجوب میں حضور انور کی خدمت میں رہنے کو حکم دے کر ارسال فرمایا تھا۔ آج مجھ کو قدم بوسی حضور کی حاصل ہوئی ہے اس قدر دیر رسی کا باعث میرے علم میں نہیں۔ اب جو کچھ ارشاد ہو بجا لاؤں حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات نے علیم اللہ ابدال سے ارشاد فرمایا کہ ہمارے ساتھ چلے آؤ اور بیان کرو کہ تم نے بعد روانگی میری کے احوال حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا کس طور پر معائنہ کیا۔ اور وقت روانگی کے تم کس کیفیت سے دیکھ کر چلے ہو۔ علیم اللہ ابدال نے عرض کیا کہ جس حال پر جناب ملاحظہ فرما کر تشریف لائے تھے اسی طرح ایک حال پر میں نے تشریف رکھتے دیکھا ہے۔ کوئی حال تازہ میرے دیکھنے میں نہیں آیا۔ لیکن جس وقت یہ خادم حضرت کی خدمت سے رخصت ہوا تو آپ دوزانو رو بہ کعبہ جائے محفوظہ میں جہاں اب مزار شریف ہے اس کے قریب بیٹھے تھے۔ بعد اتمام اس گفتگو کے عرصہ پچاس قدم پر جا کر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات کو ٹھوکر لگی اور زمین پر گر پڑے۔ تھوڑے عرصہ میں اٹھ کر ملاحظہ فرمایا تو زمین کلیر شریف پر حاضر تھے اور علیم اللہ ابدال ہمراہ نہ تھے۔ جمال الدین ابدال کو مع یک صد نفر جن کے زمین محفوظہ مخزن الانوار سے تھوڑے فاصلہ پر حاضر دیکھا اور ان سے آگے تمام چرند اور پرند صحرا کو متصل زمین محفوظہ مخزن الانوار کے حلقہ بند حاضر پایا اور اس حیطہ انوار میں نور سرخ مثل یاقوت کے اس کثرت سے تا بہ آسمان بلند دیکھا۔ کہ کوئی چیز اندرون اس احاطہ کے نظر نہیں آتی تھی اولاً حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات نے باہر احاطہ انوار سے جانب شرق کے قریب درخت گولر کے توشہ تیار فرمایا بعد فراغ آنکھیں بند فرمائے ہوئے مع توشہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی

احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے جسم اطہر کے قریب پہنچ کر خدمت غسل اور لباس پہنانے کی بموجب احکام وصیت مفصلہ بالا کے انجام فرمائی۔ بعد فراغ آنکھیں کھول کر ملاحظہ فرمایا تو نظر آیا کہ جسم منور حضرت ممدوح کا جائے اقامت پر کہ جہاں اب مزار مقدس ہے تشریف فرما ہے۔ اور معلوم ہوا کہ وقت نماز مغرب قریب ہے۔ اس وقت حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات نے افسوس کیا کہ ایسے شیخ اجل کی نماز جنازہ میں تنہا پڑھوں۔ اس خیال میں جا نماز بچھائی کہ دور سے ایک صاحب صابری لباس پہنے۔ نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے نقرہ گھوڑے پر سوار اور نیزہ ہاتھ میں، تشریف لاتے ہوئے جانب مغرب سے معلوم ہوئے۔ جلد قریب پہنچ کر آواز دیا کہ "شمس الدین! خبردار نماز مت پڑھنا" اور نہایت جلد گھوڑے سے اتر کر جا نماز پر جائے امام کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھائی۔ وقت تشریف لانے ان حضرت سے تجلیات انوار جائے محفوظہ کے بترتیب کم ہوتے ہوتے قریب نصف کے فرو ہو گئیں تھیں۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات نے جب نماز کے سلام پھیرنے جانب جنوب اور شمال کے دیکھا تو جنوب سے شمال تک صف بصف حضرات رقباء اور نقباء اور نجباء اور ابدال اور اغیاث اور اقطاب اور رجال الغیب اور قوم جن اور ملائکہ اور اکثر حضرات اولیائے ہمعصر جن کو بباعث استفادہ کیفیت باطن خاندان حنفیہ علوی ولایت روح جذبیہ کے ستر جگہ بجسم موجود ہونے کا اختیار حاصل تھا نماز میں شامل پایا۔ بعد فراغ نماز جو توشہ متبرکہ پر فاتحہ کرنے کو کھڑے ہوئے تو نظر آیا کہ جائے محفوظہ سے شرق تک ہزارہا صف شرکاء نماز کی تھیں اور وہ باطن کی نماز یہ تھی جس کی خبر پہلے تحریر ہو چکی ہے بعد فراغ فاتحہ حضرات شرکائے نماز کو بباعث کثرت اژدہام کے اس توشہ متبرکہ پر انگلی لگا کر چکھ لینے کی بھی فرصت نہ ملی۔ اس عرصہ میں علیم اللہ ابدال اور جمال الدین ابدال نے دونوں سنگ سرخ جو کہ سید امام الدین صاحب کے مزار کے سرہانے حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی اولین والارواح نے رکھوا

دیئے تھے طلب کیے فی الفور دو اجنبی نے وہ سنگ سرخ مذکورہ لاکر علیم اللہ ابدال کے حوالے کیے اور علیم اللہ ابدال اور جمال الدین ابدال دونوں نے تختہ ہائے سنگ مذکور ذرا فصل سے اوپر جسم مطہر حضرت بادشاہ بادشاہِ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے مثل خس پوش کے کھڑے کر دیئے اور سرہانے کی طرف سے بالکل بند کر دیا۔ اور پائے انداز کا رُخ کھلا رہا۔ اور ایک سوراخ بالائے سنگ ہا جو دونوں سنگ مذکورہ کے ملنے سے قائم ہوتا تھا۔ اور علاوہ پائے انداز کے ہر سہ طرف سے سب نے مل کر مٹی سے دفعتاً بند کر دیا اس عرصہ میں حضرت شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت حمان صفات طرف سوار کے مصروف ہوئے اور وہ حضرت امام نماز جنازہ بعد فاتحہ جلد نقرہ گھوڑے پر سوار ہونے لگے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت حمان صفات نے دل میں خیال فرمایا کہ اگر کسی نے مجھ سے سوال کیا کہ "تمہارے حضرت شیخ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی تھی۔ اس وقت میں کیا جواب دوں گا۔ یہ خیال کر کے قریب گھوڑے کے تشریف لے گئے اور وہ حضرت امام نماز جنازہ گھوڑے پر سوار ہو کر دوڑانا چاہتے تھے کہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت حمان صفات نے کہ اس وقت تمام تبرکات معاوضات معنونہ کمر سے بندھے ہوئے تھے گھوڑے کی لگام پکڑ کر عرض کی کہ "حضرت! آپ کون صاحب ہیں جو آپ نے میرے حضرت شیخ کی نماز جنازہ پڑھائی ہے"۔ یہ عرض سن کر جوان حضرت امام نماز جنازہ نے گھوڑے کو دوڑایا اور طرفۃ العین کے بعد نقاب چہرہ منور سے وا کر کے ارشاد فرمایا کہ "شمس الدین فقیر کی نماز فقیر ہی پڑھا کرتا ہے"! یہ ارشاد سن کر حالت دوش ہمراہ گھوڑے کے جو خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہِ ولایت حمان صفات نے جو چہرۂ منور کی طرف دیکھا معاً غفلت طاری ہو گئی اور لگام گھوڑے کی ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ اور زمین پر گر پڑے فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب گزارش کرتا ہے کہ اکیس حضرات صاحبانِ مکاتیب نقاب مفصل الصدر اور مفصلہ ذیل میں احوال شریک ہونے نماز جنازہ اور فاتحہ توشہ اور انگلی لگا کر چھ لینے توشہ کا اور

کھڑا کرنا سنگ سرخ کا۔ اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات کے ہمراہ سوار امام نماز جنازہ کے جانے کا اپنے اپنے مکان نقاب بمضمون بالا میں متفق اللفظ والمعنی تحریر فرمانا کہ ایک امر کیفیت عجیبہ کا تحریر فرمایا ہے کہ جس وقت تک حضرت موصوف الصدر کی نظر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات کی طرف مائل رہی سب حضرات متحیر رہے۔ جونہی حضرت خواجہ صاحب ممدوح نظر سے غائب ہوئے۔ ہر ایک حضرات موصوف نے اپنے اپنے مسکن اور نشست گاہ میں اپنے آپ کو ایسی حالت پر بیٹھا پایا کہ جیسے نہایت غلبہ کی خواب سے بیدار ہو کر اپنے بستر پر بیٹھے ہوئے رویت خواب کی یاد کرتے ہیں۔ باختلاف تعداد عرصہ ہر ایک حضرات پر یہ حال طاری رہا۔

اشعار نتیجہ افکار مؤلف

شاہ شمس الدین جناب خوش خصال
لوٹ کر کلیر کو پھر آنے کا حال

بعد فتح قلعہ آمیر کے
میں نے سمجھا بعد تھوڑی دیر کے

علم منے ریز مجھ کو آ گیا
راز سر کا میں اشارہ پا گیا

وہ جو فرمایا تھا۔ وہ شب آج تھی
شاہ کی یہ شب، شب معراج تھی

وہ کلام اللہ جو میرے پاس تھا
اس کلام اللہ کو ہدیہ کیا

روبہ اسلم سے لے گیا وہ شتاب
میں ہوا مشغول در کار ثواب

آرد و گندم بشکر۔ روغن لیا
اور ضروری پارچہ اس کے سوا

جب ضروری کار سے فارغ ہوا
میں وہاں سے جانب کلیر چلا

دیکھتا کیا ہوں علیم اللہ شتاب
میری جانب آ گئے ہے دیر و تاب

عرض کی آ کر کہ ہفتہ سے رواں
آپ کی خدمت میں ہوں شمس جہاں

حکم حضرت کا ہوا ابدال جا
شمس کی خدمت میں وہ صبح و مسا

عذر اپنا آپ سے میں کیا کہوں
آج آیا پاس کیا وقفا کہوں

حکم جو فرمائیے، اے بادشاہ
وہ بجا لائے غلام بارگاہ

یہ کہا میں نے کہ اے مردِ خدا
پیچھے پیچھے میرے تو ہمراہ آ

میں نے پوچھا شاہ کا کیا حال تھا
بولا جیسا آپ کی رویت میں تھا

عرصہ پنجاہ پا کے بعد ازاں
گر پڑا میں لغزش پائے ہاں

بند ہوئیں آنکھیں غشی سے اک آن
کھلتے ہی آنکھیں دکھائی اور شان

پاس کلیر کے کھڑا ہوں بے درنگ
دیکھتا ہوں اور ہی کلیر کا رنگ

اک طرف مرد جمال الدین عیاں
ہمراہ جنات ہے حاضر وہاں

بعد ازاں دیکھا کہ صحرائی چرند
سینکڑوں ہمراہ مرغان پرند

حلقہ زن پہلو بہ پہلو رو برو
تھے جو حضرت کے مدثر سو بسو

دیکھ کر مجھ کو ہوئے ادھر ادھر
کوئی ہوئے آسماں۔ کوئی بدر

نور یاقوتی وہاں تھا جلوہ گر
فرش سے تا عرش آتا تھا نظر

میں نے توشہ جلد سے تیار کر
ہمرہ اسباب آوردہ دگر

شاہ کے پہلو برابر دھر دیا
انتظام حکم مولے کر دیا

فکر یہ آئی خدا نے بے نیاز
شاہ کی کیسے پڑھوں تنہا نماز

دیکھتا کیا ہوں کہ اک شخص سوار
نقرئی گھوڑے پہ بیٹھا تا جدار

ہو گئے وہ سامنے میرے امام
پڑھ چکے جب وہ نماز احترام

دیکھتا کیا ہوں جنوبی اور شمال
مردمان غیب سے با حال و قال

قطب و غوث اور ابدال و نجیب
اور رجال الغیب مردان نقیب

معشر جناب از حد بے شمار
اور ملائک صف بصف باندھے قطار

دست بستہ تھے کھڑے از حد ادب
دیدہ بر پا رو بہ کعبہ سر نگوں

میں نے جلدی توشہ موصوف پر
فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑھ

حاضرینوں کے حوالے کر دیا
پیش رو آیندگاں کے کر دیا

اس سوارِ غیب کے جا کر شتاب
جلد سے پکڑی لگام برق تاب

عرض میں نے کی کہ اے میرے امام
کون ہیں اور آپ کیا رکھتے ہیں نام

نام فرماؤ مجھے صورت دکھاؤ
روئے رشکِ ماہ سے برقع اٹھاؤ

آپ اپنا نام بتلا دیں مجھے
صورتِ پُر نور دکھلا دیں مجھے

میں نہیں دنیا کا چھوڑونگا جناب
دوڑتا پہنچوں گا تا منزل شتاب

آپ نے چہرہ مبارک سے نقاب
دور کر مجھ سے کہا اے شمس تاب

عارفِ کامل فقیرِ بے نیاز
آپ پڑھتا ہے جنازہ کی نماز

دیکھتے ہی میں مثالی شان کو
گر پڑا بے ہوش ہو کر آن کو

حضرت صابر بقا باللہ ہیں
اے حسن وہ دو جہاں کے شاہ ہیں

احوال حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کے صحرائے شہر فرخار میں پہنچ کر بیدار ہونے کا اور نشان جسم پر روضہ بنوانے کا اور سیر کرتے ہوتے پانی پت پہنچنے کا۔

مکتوب نظاب فردوس الوجوب تصنیف حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات میں تحریر ہے کہ جب حضرت خواجہ صاحب موصوف کو ہوش ہوا تو معلوم ہوا کہ علیم اللہ ابدال حضرت ممدوح کے کف پاکیزیت آہستہ آہستہ سہلا رہے ہیں حضرت خواجہ صاحب موصوف نے علیم اللہ ابدال سے دریافت فرمایا کہ یہ کون جگہ ہے۔ علیم اللہ ابدال نے عرض کی کہ حضرت یہ جگہ شہر فرخار متعلقہ ترکستان کے ہے پھر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات نے ارشاد فرمایا کہ آج کون روز ہے؟ علیم اللہ ابدال نے عرض کیا کہ "حضور آج بتاریخ پندرھویں ماہ ربیع الاول سنہ ۶۹۰ ہجری روز جمعہ کا ہے اور سوا پہر دن چڑھا ہے" پھر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب موصوف نے ارشاد فرمایا کہ علیم اللہ ابدال جس وقت میرے ہاتھ سے گھوڑے کی باگ چھوٹی تھی اور میں گر پڑا تھا تم کہاں رہے۔ علیم اللہ ابدال نے عرض کیا کہ جس وقت حضور انور کے دست مبارک سے باگ چھوٹی تھی اور حضور والا گر پڑے تھے تو حضور رحمت گنجور میری نظر سے غائب ہو گئے تھے۔ میں بے اختیار خود بخود شہر تخت گاہ ترکستان میں پہنچ گیا اور مرتبہ ابدالی سے معطل ہو گیا۔ لاچار ہو کر ایک عورت میمونہ نامی بنت مسعود بن ہرمز بن مجید شاہ عراقی داخل سلسلہ سہروردیہ گھر مقیم ہو کر عالم خاموشی میں رہا۔ جب حضور انور نے مرتبہ بطون سے ظہور فرمایا اور اس جگہ موجود بوجود ہوئے۔ میرے قلب پر القا ہوا اور بموجب حکم

باطن کے اسی وقت سے کیفیت ابدالی پر مامور ہو کر یہاں خدمت میں حاضر ہوں حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات نے ارشاد فرمایا کہ "علیم اللہ! اس جگہ کے قطب یعنی حاکم باطن کو بلا لا علیم اللہ ابدال سید معصوم علی قطب شہر فرخار کو حاضر لائے۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب موصوف نے حکم دیا کہ یہاں پر ہمارے جسم کا نشان ہو گیا ہے ایک روضہ یہاں پر تیار کروا دو۔ اور سید معصوم علی قطب شہر فرخار نے بزور ولایت سردار محمد عظیم بن مغل بن محمد اسلم خراسانی کو، کہ طرف شاہ ترکستان سے فرخار اور چگل وغیرہ پر مقرر تھا طلب کر کے تیاری روضہ کے لیے آمادہ کر دیا کہ تیاری روضہ کی سنگ سبز سے ہونے لگی۔ فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب گزارش کرتا ہے کہ وہ جگہ جہاں پر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات زمین پر گرے تھے، فقیر نے بھی بچشم خود معائنہ کی ہے کہ شہر فرخار سے ایک سو ساٹھ قدم جانب شرق کے واقع ہے اور روضہ سنگ سبز سے طول پندرہ قدم اور عرض سات قدم میں تعمیر ہے۔ اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات الٹی کروٹ سے ریگ پر گرے تھے نشان دست و پائے مبارک کا آج تک اسی طرح قائم ہے اور تا قیام عالم رہے گا یک سر مو نشان دست و پا میں فرق واقع نہیں ہوا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا آج ہی یہ نشان ہوا ہے تیسرے روز بتاریخ ستر ہویں ماہ ربیع الاول سنہ ۶۹۰ھ مرقوم بصدر روز یک شنبہ وقت صبح کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات مع علیم اللہ ابدال کے اس جگہ سے روانہ ہوئے۔ ایک سال کامل کوہ ترکستان پر قیام فرمایا ہے کہ حضرات رقباء۔ نقباء۔ نجباء۔ و اقطاب، و اغیاث، ابدال، و رجال الغیب اور اولیائے ہمعصر ملک عرب کے حاضر ہوا کرتے تھے۔ بعد ایک سال کے طرف ملک ختطا کے تشریف فرما ہوئے تین ماہ شہر و دیار ملک ختطا میں مقیم رہے اور مسمی طاہر نام شاہ ملک ختطا کو مسلمان کر کے ملک کاشان کو تشریف لے گئے۔ تیرہ روز قیام کر کے طہران کو تشریف فرما ہوئے سید عبد الغفور صاحب برادر عموزاد اپنے کے مکان

پر نماز قیام پذیر رہے وہاں سے وحش پہنچ کر قریب کوہ کے چھ ماہ قیام فرما رہے تمام ابدال حاضر ہو کر فیضیاب ہوا کرتے تھے۔ وہاں سے بدخشاں پہنچ کر سات روز قیام فرمایا اور وہاں سے قندھار پہنچ کر گیارہ روز تشریف فرما رہے اور وہاں سے کابل پہنچ کر مظہر شاہ درویش طریق چشتیہ کے مکان پر اکتالیس روز قیام فرمایا اور وہاں سے پشاور پہنچ کر دو روز قیام کیا اور وہاں سے لاہور پہنچ کر نظام احمد عرف محمود اکبر غوث اس جگہ کے مکان پر تشریف فرما رہے اور وہاں سے ایک شبانہ روز میں اسم اعظم چشتیہ تلاوت فرماتے ہوئے بزور ولایت بتاریخ چوتھی ماہ ذیقعدہ ۶۹۳ھ کو روز یک شنبہ وقت عصر کے شہر پانی پت میں داخل ہوئے دو برس آٹھ مہینہ بیس روز سفر میں گزرے اور بروز داخل ہونے پانی پت شریف کے فی الفور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمال صفات رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں سنگ سرخ مذکورہ کی خبر جو جسم مبارک حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء پر مثل خس پوش لگا کر ماٹی سے چھپا دیئے گئے تھے معرفت علیم اللہ ابدال کے دریافت کرائے اور یہ معمول رکھا کہ ہر مہینہ کی پہلی تاریخ معرفت علیم اللہ ابدال کے۔

خبر منگا لیا کرتے تھے اور علیم اللہ ابدال جمال الدین ابدال سے تاکید کر دیتے تھے کہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے جسم اطہر کے پائے انداز کو گرد و غبار نہ جانے پائے اس کے جواب میں جمال الدین ابدال عرض کرتے کہ پائے انداز حضرت بادشاہ دوجہاں ممدوح کے جنات مقرر کر دیئے گئے بارہ جن شب کو اور بارہ جن دن کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پائے انداز کی خدمت اور خبر گیری کرتے رہتے ہیں۔ گرد و غبار تو دوسری چیز ہے۔ وہاں ہوا کا سرایت کرنا بھی غیر ممکن ہے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمال صفات رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب لنطاب "فردوس الوجوب" میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس وقت سے میں نے حضرت امام نماز جنازہ کے گھوڑے کی

باگ پکڑی اور زمین کلیر شریف سے میں علیحدہ ہوا اس وقت سے تلوار قہاری حد بارہ[۱۱]
کوس زمین سوختہ میں ہر چہار طرف گھومنے لگے اور بموجب ممانعت حضرت بادشاہ
دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے
نہ ہیں گیا نہ علیم اللہ ابدال کا گزر ہوا۔ بلکہ اس کے بعد سے کسی کو جانے کا حکم نہ تھا۔ اور اس
میں اسرار الٰہی تھا جو قابل افشائے عام نہیں ہے اور تعریف تلوار قہاری کی یہ تھی کہ مثل
رعد کے نعرہ مارتی تھی۔ اور مثل تجلی کالبرق ہر چہار طرف حد بارہ کوس کے گھومتی تھی اور
ہر شبانہ روز میں چوبیس[۲۴] ہزار مرتبہ طواف کر لیتا اس کو فرض عین تھا۔ حضرت خواجہ
شمس الدین صاحب موصوف ارقام فرماتے ہیں کہ اس شمشیر قہاری کے گھومنے کا
حضرت شاہ شیخ فرید گنجشکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہندالروئے
باطن اس طرح انتظام فرما گئے تھے کہ مجھ کو دعائے سیف اللہ و صمصام اللہ و ید اللہ[۲]
کی اجازت بمرتبہ غوثی معنوی اور اقطابی روحی اور ابدالی تجلی آثار صفاتی جس کو "نور باری"
کہتے ہیں عطا فرما کر ارشاد کیا تھا کہ شمس الدین بابا تو بعد میرے حجاب کرنے کے جب
کہ میرے مخدوم صابر کی خدمت میں ہو تو ان تینوں وردوں کو ہر روز غسل کر کے اس
طرح تلاوت کیا کرنا۔ اوّل دعائے سیف اللہ[۱] کو معترالبعد نماز فجر کے تین بار تلاوت کر
کے تین جانب شمال[۱] و شرق و غرب کو نفث کر دینا دوم ورد صمصام اللہ کو بوقت دوپہر
قبل زوال کے ایک بار پڑھ کر جنوب کی جانب اور دوسری بار تلاوت کر کے زمین
کی طرف نفث کر دینا۔ سوم حرز ید اللہ کو بوقت نصف شب پانچ مرتبہ میرے مخدوم صابر
کی جانب منہ کر کے تلاوت کرنا۔ اور جب پانچوں مرتبہ تلاوت کر چکو تو منہ اپنا جانب
آسمان کر کے بتصور برزخ میرے کے نفث کر دینا۔ اور اکیس بار دونوں ہاتھوں
کو زور زور سے زمین پر مار دیا کرنا۔ بعدہٗ حضرت بابا صاحب موصوف نے بتاکید
ارشاد فرمایا کہ "دیکھ شمس الدین بابا۔ قاعدہ تلاوت اور اوراد مذکورہ کو ہرگز ہرگز فراموش
مت کرنا جس روز تجھ سے یہ ترکیب ادا نہ ہوگی اسی روز تو جل کر خاک سیاہ
ہو جائے گا۔ اس ارشاد کے بعد حضرت بابا صاحب نے فرمایا کہ "شمس الدین بابا۔

[۱] حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم صاحب کے شوارق کی تعداد

تو منہ کھول کر میرے پاس آ۔" حضرت خواجہ شمس الدین صاحب موصوف منہ کھولے ہوئے حضرت باباصاحب کے قریب گئے۔ حضرت باباصاحب نے اپنی زبان مبارک حضرت خواجہ شمس الدین صاحب موصوف کے منہ میں دی اور امر فرمایا کہ "شمس الدین بابا میری زبان کو مثل پستان مادر کے چوس"۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب نے زبان مبارک حضرت باباصاحب کو خوب چوسا۔ جب یہ خوب چوس چکے تو جناب باباصاحب نے زبان مبارک کو نکال کر فرمایا کہ "شمس الدین بابا۔ اب تو تلاوت اوراد مذکور کو ہرگز ہرگز فراموش نہ کرے گا۔" حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات تحریر فرماتے ہیں کہ "میں شہر پانی پت میں تین سال اور تین ماہ ارشاد تعلیم طریقت مرتبہ سلوک خوش اسلوب میں مصروف رہا۔ اور کل خرقے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے ستر ہزار پانچسو نہ مکتوب ۷۰۵۰۹ نطاب فردوس الوجوب میں تحریر فرمائے۔ ہر روز حضرات رقبار۔ ونجبار۔ ونقبار۔ وابدال واقطاب اور اغیاث ورجال الغیب حاضر ہو کر تعمیل احکامات عالیہ کی بجالایا کرتے تھے اور حضرات اولیائے مفصلہ ذیل مجلس میں ہم مجلس رہا کرتے تھے۔ حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی صاحب مکتوب نطاب جمال الغنون۔ اور حضرت سید علی صاحب موعظمی صاحب مکتوبات نطاب نور البرہان اور حضرت سید امیر حسینی سادات صاحب مکتوب نطاب "مجموع الحرز" اور حضرت شیخ سلطان ولد قدس صاحب مکتوب نطاب موالید نعم اور حضرت سلطان رحمت اللہ صاحب مکتوب نطاب "کرامت الحق" اور حضرت شاہ فضل اللہ مرید حضرت صدر الدین صاحب بن حضرت شیخ بہاء الدین احمد ملتانی اور حضرت امام الدین ابدال صاحب سلسلہ قلندریہ اور حضرت سید اجمل امجد صاحب ابدال مجاز مرفوع الاجازت سلسلہ مداریہ صاحب مکتوب نطاب "ماثورہ سبحان" اور حضرت جلال عبدالقادر قطب المضار اور حضرت ابن مطرف اندلوسی صاحب مکتوب نطاب "صفات الحریق" اور حضرت جلال الدین غوث۔ صاحب مکتوب نطاب "ہوایت مذاق بن حضرت رکن الدین صاحب سہروردی اور حضرت راجی قتال بخاری صاحب مکتوب نطاب "نور القدم" مجاز مرفوع الاجازت

حضرت بادشاہ دو جہاں کے خوارق کی تعداد

سلسلہ سہروردیہ اور بعداد مفصلہ ذیل فضلاء کاملین بھی شریک محفل ارشاد تعلیم طریقت کیے ہوا کرتے تھے۔ فخر الدین بن نعمت اللہ پانی پتی۔ عماد الدین بن قیام الدین پانی پتی نظام الدین بن قدرت اللہ پانی پتی۔ خواجہ ابراہیم احمد بن غیاث الدین پانی پتی۔ عبد القادر بن عبد الصمد لاہوری۔ شاہ جنید بن محمود شاہ کشمیری۔ شاہ عظیم اللہ بن نظام الدین دہلوی قاشر بن مجیب اللہ اورنگ آبادی۔ شہاب الدین بن عزیز الدین بلیانوی اور حضرت خواجہ محمد پارسا صاحب مکتوب نقاب گوہر عروج نگرانی احوال غفلت و ہوشیاری حضرات اولیائے ہمعصر پر مامور تھے۔ اکثر حضرات خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت جہان صفات ترک پانی پتی کی مجلس میں شریک ہوتے تھے اور پھر اپنے دورہ کو چلے جاتے تھے تین روز دورے میں اور ایک دن مجلس میں رہا کرتے تھے۔

نظم مؤلف

حضرت شمس جہاں لکھتے ہیں یہ
سرگزشت خوش بیاں لکھتے ہیں یہ

ہوش آیا جب کہ مجھ بے ہوش کو
ختم وحدت گاہ کے مے نوش کو

دیکھتا کیا ہوں علیم اللہ ہے
پاؤں سہلاتا وہ حق آگاہ ہے

میں نے پوچھا اے علیم اللہ بتا
کچھ پتہ اس شہر اس اقلیم کا

وہ لگا کہنے کہ ہے ترکستان ہے
شہر فرخار اس زمین کی آن ہے

روز جمعہ ساتویں ساعت لگی
بج چکے اس دم جرس کے دس گھڑی

ماہ ہے ماہ ربیع الاولین
ہفت صد سے دس ہیں کم ہجری تعین

آپ سے جس دم چھٹی باگ جناب
پڑ گیا آنکھوں پہ بس میرے رکاب

اڑ گیا میں ملک ترکستان کو
واں نہیں ٹھہرا رہا اک آن کو

رتبہ ابدالیہ کو کھو دیا
حال پر اپنے نہایت رو دیا

آپ کی جس دم خبر پائی یہاں
میری پھر قسمت مجھے لائی یہاں

حاضرِ خدمت اسی ساعت سے ہوں
آپ کی خدمت میں بس رخصت سے ہوں

شاہ نے باحکم الہام خدا
قطب فرخاری کو بلوا کر کہا

ہے ہمارے جسم کا اس جا نشان
یہ نشاں ہے خاص روضہ کا مکان

قطب نے سردار اس جا کو بلا
کہہ دیا روضہ یہاں جلدی بنا

اس امیرِ شہر دیں نے بے درنگ
کر دیا تیار روضہ سبز رنگ

اس حسن صابر نے دیکھی ہے وہ جا
ہے نشانِ جسم جس میں جا شاہ کا

حضرتِ شمس زمین و آسمان
یوں سفر کا اپنے کرتے ہیں بیان

اس حوالی میں رہا میں سال بھر
سیر کرنا کوہِ ترکستان پر

تین مہ جا کر خطا کی سیر کی
دیر لیوں سے رہ بھلائی دیر کی

جب ہوا ارشاد کا حاکم اسیر
نام اس کا رکھ دیا طاہر امیر

رفتہ رفتہ آمد خشاں سات روز
رہ گیا میں دیکھ کر جا دلفروز

واں سے آیا قندھاری وادیں
واں سے اٹھ پیشور کے بازار میں

منزلِ پیشور سے لاہور میں
واں سے پانی پت سرائے نور میں

آن کر ارشاد کو جاری کیا
دولت امداد کو جاری کیا

خلق فیضِ رشد سے کامل ہوئی
دولتِ مقصود سے واصل ہوئی

دیکھ کر باطن جلال الدین کا
طالب حق شیخ خوش آئین کا

لکھ کبیر الاولیائی کا خطاب
دی مثال اس مردِ حق داں کو شتاب

بیعت ارشاد سے شاداں کیا
بیعتِ تحویل سے رخشاں کیا

تھے وہاں بسیار کس مردانِ حال
نام ان کے نظم میں لانا محال

جس گھڑی میں نے اُسے بخشی مثال
ہو گیا عارف اسی ساعت جلال

رتبۂ شاہی سے فائض ہو گیا
مایۂ عرفاں سے اس کو بھر دیا

وہ حقیقت کا پلایا اس کو جام
ہو گیا جس سے طریقت کا امام

کون گردد اور کون چیلا ہے حسن
ہے اسی کی شان کا میلا حسن

احوال حضرت شاہ جلال الدین صاحب کا حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی کی خدمت میں حاضر ہونے کا اور بیعت امامت اور ارشاد سے مشرف ہونے کا

مکاتیب حضرات مفصل الذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ گیارہویں ماہ محرم ۶۹۷ھ کو روز دوشنبہ وقت ظہر کے حضرت خواجہ محمد ابوالخیر فضنوی صاحب مکتوب نطاب عباد السلوک مع اپنے خلیفہ علی رحیم تنی صاحب مکتوب نطاب "صراط نزہت" کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی کی محفل میں حاضر ہوئے۔ اُس وقت حضرت خواجہ محمد پارسا۔ صاحب مکتوب "گوہر عروج بھی شریک محفل تھے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی صاحب مکتوب نطاب فردوس الوجوب نے ارشاد فرمایا کہ تم دونوں حضرات کدھر تشریف لائے۔ ان دونوں صاحبوں نے باتفاق مدعا بیان کیا کہ "حضور انور کی قدم بوسی کو حاضر ہوئے ہیں"۔ یہ بیان سُن کر حضرت خواجہ محمد پارسا نے بیان کیا کہ حضرت! یہ دونوں صاحب میری شکایت کرنے کو حضور میں حاضر ہوئے ہیں۔ میں نے ان کے حضرت پیر خواجہ عارف ریوگر ملھی صاحب کی کیفیت باطن سلب کرلی ہے کہ وہ نہایت غافل رہتے تھے۔ خلق اللہ پہ نہایت ظلم ہوتا تھا۔ یہ معاملہ سن کر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان

صفات ترک پانی پتی نے حضرت ممدوح ابوالخیر فتوی سے واسطے مہمان رہنے کے حکم دیا اور علیم اللہ امدال کو واسطے حاضر لانے حضرت خواجہ عارف ریوگڑھی صاحب مکتوب نطاب جواہر معانی کے ارسال فرمایا۔ اسی روز علیم اللہ امدال حضرت خواجہ عارف ریوگڑھی صاحب کو روانہ کر کے واپس حاضر آئے۔ بتاریخ نویں ربیع الاول ۶۹۷ھ ہجری کو روز دوشنبہ وقت صبح کے حضرت خواجہ عارف ریوگڑھی بھی تشریف لا کر قیام پذیر ہوئے۔ بتاریخ بارہویں ماہ مذکور نہ صدر کو روز پنجشنبہ قریب نماز صبح کے حضرت شاہ جلال الدین صاحب قلندر ثالث حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آداب بجالائے۔ حضرت ممدوح نے بے ساختہ ارشاد فرمایا کہ جلال الدین آتش عشق کی قلندر سے لے آئے۔ حضرت شاہ جلال الدین صاحب قلندر ثالث نے قدم بوس ہو کر پھر دوبارہ آداب فدویت ادا کیا۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی نے حکم دیا کہ حاضر رہو بعد نماز ظہر کے حضرت خواجہ محمد پارسا دورہ کرتے ہوئے تشریف لے آئے اور قریب نماز عصر حضرت غوث شیخ نصیر الدین صاحب چراغ دہلوی صاحب مکتوب نطاب حقیقت البحر اور حضرت شیخ عثمان صاحب مکتوب نطاب "عزیز المشہود" اور حضرت شیخ شہاب الدین صاحب اور حضرت حکیم صدر الدین صاحب خلفائے راشدین حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی اقطاب دہلوی کے کہ حضرت ممدوح نے حضرات خلفائے موصوف کو بموجب حکم الہام بطن کے چار روز قبل سے روزانہ کر دیا تھا۔ تشریف لے آئے جس وقت سب حضرات نے نماز عصر کا سلام پھیرا۔ حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی اقطاب دہلوی صاحب مکتوب نطاب مقناطیس الوحدت کو بھی شریک جماعت نماز کا یا بالعد فراغ نماز عصر جمیع حضرات اولیائے ہمعصر علمائے موصوف الصدر اور دیگر عوام الناس سے محفل ترتیب دے کر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی صاحب مکتوب نطاب فردوس الوجوب نے حضرت شاہ جلال الدین صاحب قلندر ثالث کو اپنے سامنے بٹھلا کر بیعت حوالت اور امامت اور ارشاد سے

اپنے ہاتھ پر مشرف کر کے کلاہ مبارک اپنی اڑھا کر عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنایا۔ اور مثال خلافت بخطاب کبیر الاولیاء قلندر ثالث کے شرکائے محفل کو سنا کر مرحمت فرمائی۔ اور القاب باطنی سے سب حضرات کو مطلع فرمایا اسی وقت کیفیت باطن مرتبہ علو العزمی شہنشاہی ولایت کی حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث کے باطن میں مستولی فرما دی۔ اور تمامی برکات استاد خلافت نامہ جات اوراد منضبطہ شبانہ روز۔ اور مکتوبات اور ملبوسات جو حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی کے پاس مفاوضات معنویہ میں سے تھے۔ حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث کو عنایت کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ مثل اپنے کر دیا۔ اور فرما دیا کہ ہم سے تو مجدد نہ ہوا شاید تم سے ہو۔ نظر رکھنا۔ اور علیم اللہ ابدال کا ہاتھ میں ہاتھ دے کر فرمایا کہ "علیم اللہ۔ تمہارے سپرد کیا جاتا ہے۔ تم اس کے خبر گیراں رہنا۔ اور تا بحیات تمہارے یہ تمہاری خدمت گزاری میں مصروف رہے گا۔ اور تمام عالم کی خبر رسانی کرتا رہے گا۔ اور یہ قدیم اوپر سے تفویض ہوتا چلا آتا ہے۔

احوال اوقات شبانہ روز حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کا اور اس عالم سے وفات فرمانے کا اور حضرت جلال الدین صاحب کبیر الاولیاؒ قلندر ثالث کا جلس کبیر کرنا

حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث مکتوب لطائف اسرار القرشی میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعد فراغ جلسہ خلافت حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی نے مجھ کو واسطے ادائے مجلس کبیر چھ مہینہ کے ایما فرمایا اور نیز ارشاد کیا کہ جلال الدین بابا تو برزخ صغرا تیار کر کے تختہ سنگ سرخ لگا کر اوپر مٹی ڈالوا لے اور واسطے چھ مہینہ کے اس میں بیٹھ جا۔ یہ غلام صابر تو برزخ صغرا میں چھ سال بیٹھا رہا تھا اور تیرے واسطے مختص چھ مہینہ منجانب حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاء الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ مقرر ہو گئے ہیں۔ حضرت جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث نے عرض کیا کہ حضور انور آلہ کندیدگی یہاں کیوں کر میسر ہو سکتے ہیں؟ جس سے برزخ تیار کروں۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات نے علیم اللہ ابدال کو امر فرمایا کہ تو جلد جا اس زمین پر جس جگہ کہ فقیر کے وجود کے قائم رہنے کا حکم ہے سات مرتبہ اسم مبارک باطنی حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے دست راست کی انگشت شہادت پر وقف کر کے اشارہ کرنا۔ اسی وقت

زمین شق ہو کر برزخ صغرا تیار ہو جائے گی بعدہٗ علیم اللہ ابدال سے فرمایا کہ تم گیارہ تختہ ہائے سنگین میں سے جو حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی اوّلین الارواح رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے پائنتے انداز کو رکھے ہیں ایک تختہ سنگ سُرخ کا جو طول میں اڑھائی گز۔ اور عرض میں پندرہ گرہ کا ہے لے آؤ۔" علیم اللہ ابدال نے اُسی وقت ہر دو امر کی تعمیل کر کے حضرت شاہ جلال الدین کبیر الاولیاء قلندر ثالث کو مع ایک نان جویں اور ایک آفتابہ میں پانی رکھ کر برزخ صغرا میں داخل کر دیا۔ اور تختہ لگا کر مٹی اُوپر سے ڈال دی۔ اور خود حضرت خواجہ شمس الدین صاحب موصوف نے اور دوم خلافت قلندر ثالث سے سنت حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کلیری کی ادا کرنا شروع کی کہ برق خشک آسمان سے گرایا کرتے تھے۔ اوّل مرتبہ برق خشک آسمان سے مابین شرکاء محفل کے گری۔ بار دوم برق خشک قریب شرکائے محفل کے گری کہ شخص غیر داخل سلسلہ طریقت کے کپڑے جل گئے۔ یہ حال دیکھ کر لوگوں نے عرض کی کہ حضرت ہم کو حکم ہو جائے کہ ہم حاضر نہ ہوا کریں حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی نے ارشاد فرمایا کہ فقیر اپنے پیر کی سنت ادا کرتا ہے۔ یہ حال دیکھ کر کوئی شخص اہل ناسوت میں سے پاس حضرت ممدوح کے حاضر نہیں ہوا کرتا تھا بتاریخ انیسویں ماہِ شعبان ۶۹۷ھ ہجری کو روز پنجشنبہ بعد نماز فجر کے علیم اللہ ابدال نے بموجب حکم حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی کی جائے ادا کے حبس کبیر پر پہنچ کر حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث کو بموجب معمول کے حبس کبیر سے باہر نکالا۔ حضرت ممدوح نے اپنے حضرت پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر شرطِ عبودیت ادا فرمائی۔ تھوڑے عرصہ میں محفل راگ کی مرتب ہوئی حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی کو حال وجد پیدا ہوا اور اس محویت میں استغراق ہو گیا۔ ایک حضرت نے اس محفل میں

تشریف لاکر شرکائے محفل سے ارشاد فرمایا کہ جب اس فقیر کو ہوش آوے تو ہمارا سلام کہہ دینا اور کہنا کہ تو غافل تھا۔ ہماری ملاقات تجھ سے نہیں ہوئی۔ یہ ارشاد فرما کر وہ حضرت تشریف لے گئے جب حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی کو حال استغراق سے افاقہ ہوا۔ حاضرین محفل نے عرض کیا کہ حضرت ایک درویش نحیف جسم چہرہ منور مثل یاقوت سرخ رنگ نقاب پوش تشریف لائے تھے اور یہ پیغام ارشاد فرما کر تشریف لے گئے ہیں یہ پیغام سن کر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی نہایت بیقراری سے گریہ وزاری میں مصروف ہوئے اور فرمایا کہ افسوس شیخ میرا تشریف لائے اور میں غافل رہا۔ اس روز سے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات پانی پتی نے بجز حضرت شاہ جلال الدین کبیر الاولیاء قلندر ثالث کے اور کسی شخص غیر سے کلام نہیں فرمایا اور کوئی شخص حضرت خواجہ شمس الدین صاحب ممدوح تک پہنچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اسی حال میں بتاریخ دسویں ماہ جمادی الثانی سنہ ۶۱۹ ہجری کو روز چہار شنبہ بعد نماز عصر کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب موصوف نے ذات احدیت صرف میں وصل فرمایا اور اس عالم سے رحلت کی اسی شب بجائے ادائے جسد کبیر حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث کے دفینہ بھی ہو گیا ایک ہزار عوام الناس اور تمامی فضلائے قرب وجوار اور حضرات اولیائے ہمعصر اور مجاذیب اور حضرات رقباء و نقباء و نجباء و ابدال و اغیاث و اقطاب و رجال الغیب اور مرد قوم جنات شریک نماز جنازہ کے تھے جو کوئی شخص ہمراہ حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء۔ قلندر ثالث کے مزار منور پر حاضر ہوتے تھے ان کو مزار مبارک مثل چاند چودھویں کے لامع الانوار معلوم ہوتا تھا۔ اور جو علیحدہ حضرت موصوف سے جاتے تھے ان کو صورت مزار مقدس کی مثل شیر کے نظر آتی تھی کوئی شخص وہاں روبرو مزار کے ایک دم ٹھہر نہیں سکتا تھا حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث نے روز تشریف آوری اپنے سے حضرت شمس الدین صاحب شمس الارض

شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی کو کوئی چیز طعام میں سے بجز انگلی لگا کر چکھ لینے کے تناول فرماتے نہیں دیکھا۔ اور نہ علیم اللہ ابدال کی زبانی سنا اور تا بحیات حضرت کبیر الاولیاء صاحب موصوف کے احوال مزار مقدس کا ہر کس و ناکس کو بطور موصوفہ بالا معائنہ ہوا اور اب بھی اہل باطن کو اسی طرح معلوم ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا۔ حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء۔ قلندر ثالث تحریر فرماتے ہیں کہ روز وصال اپنے ہادی برحق سے میں نے بموجب وصیت حضرت پیر و مرشد کے مدت العمر یہ عادت دیکھی کہ ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کو جسم مبارک حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ لہ بالروح سلطان الاولیاء کے جو سنگ ہائے سرخ مذکورۂ بالا سے تیار کر دیا گیا تھا۔ معرفت علیم اللہ ابدال کے خبر منگا لیا کرتا تھا۔ اور جسم منور کی کیفیت بدستور تھی اور موافق معمول کے اجنۂ خدمت اور نگہبانی میں مصروف تھے۔

احوال تشریف آوری اور بیعت توبہ و خلافت وامامت حضرت شاہ احمد عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا

مکاتیب مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ اکیسویں ماہ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ ہجری کو روز پنجشنبہ وقت دوپہر کے حضرت شیخ احمد عبدالحق صاحب باعث انحراف نفس کے تین روز پریشانی اٹھا کر حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیرالاولیاء قلندر ثالث کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس زمانہ میں عمر حضرت شاہ احمد عبدالحق صاحب کی نو سال کی تھی حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیرالاولیاء قلندر ثالث نے اسی وقت اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ و امامت اور ارشاد سے خاندان اویسیہ اور قادریہ اور حنفیہ علویہ متعلقہ ولایت روح جذبیہ میں کہ یہ تینوں سلسلے حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیرالاولیاء قلندر ثالث کو حضرت عمر احمد شہاب ملتانی صاحب مکتوب نطاب "جذبہ حیدری" جد امجد حضرت شاہ احمد عبدالحق صاحب سے قبل بیعت حضرت شاہ شرف الدین بوعلی قلندر صاحب مکتوبات نطاب "علی الانوار" کے ابتدائی عمر میں حاصل ہوئے تھے مشرف فرما کر حصول ترقی کیفیت باطن میں مصروف کر دیا۔ اسی شب حضرت شاہ احمد عبدالحق صاحب مکتوب نطاب "منہاج الواجدین" نے عالم مثال میں معائنہ فرمایا کہ حضرت سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ نورالحق ہم سے گیارہ اسم حبشری جو کہ جو انس بن مالک کو عطا فرمائے تھے تجھ کو مرحمت کیے محمد ابوالقاسم گرگامی سے چوتھی تبت پر جا کر حاصل کر لے۔ بموجب تعلیم اس کے زکات اکبر الکبائر ان اسماء کی وہیں پر ادا کیجیو، کہ اب وہ نام باطنی ساتھ حق نام تیرے

احوال بیعت توبہ حضرت شاہ احمد عبدالحق صاحب

کے تا بقیام عالم تلاوت کیے جائیں گے اور بوقت رویت عالم مثال شاہ احمد عبدالحق کے حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث کو بھی الہام باطن سے علم اس حکم سروری کا ہو گیا تھا۔ حضرت شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب نے بیدار ہو کر اسی وقت حضرت پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر احوال معائنہ رویت کا عرض کیا۔ بموجب حکم کے اسی وقت روانہ تبت چہارم کے ہو گئے اور حضرت شاہ محمد ابوالقاسم گرگامی صاحب تواریخ ظہرۃ نامہ کو بھی اسی شب اطلاع صدور حکم نبوی قدسی کی ہو گئی تھی۔ بتاریخ یکم ربیع الثانی ۱۰۴۷ھ کو روز دوشنبہ وقت زوال کے حضرت شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب تبت چہارم پر پہنچے حضرت شاہ محمد ابوالقاسم گرگامی صاحب نے کمال تعظیم اور تکریم سے کیفیت ظاہر و باطن ان اسمائے متبرک کی سلیم فرمائی اسی روز سے ادائے زکوٰۃ اکبر الکبائر میں مشغول کر دیا اور خود بدل و جان کفیل حاجات کے رہے۔ عرصہ سات سال تین مہینہ میں بہ ترقیات روز افزوں کیفیت باطن کے حضرت شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب حد ذکات سے فراغ حاصل کر چکے اسی روز تاریخ یکم رجب ۱۰۵۴ھ ہجری روز دوشنبہ وقت صبح سے حضرت محمد ابوالقاسم گرگامی صاحب نے ان اسمائے متبرک کے ساتھ کلمہ حق ضم کر کے تلاوت کرنا شروع کیا اور اسی روز سب قاریان صاحب باطن ان اسماء مبارک کے قلب پر اس امر کا القاء تاکید ہو گیا اور اسی عرصہ حد ذکات میں حضرت شاہ نورالحق صاحب کے باطن میں کیفیات ہر دو سلسلہ حنفیہ متعلقہ ولایت روح جذبہ کے ایسی قوت عجیبہ اور قدرت غریبہ سے حاصل ہوئی کہ حضرات متاخرین اس زمانہ میں کسی کو ایسی طاقت اور حکومت نصیب نہ تھی بروقت برآمد ہونے حد ذکات سے تمامی حضرات رقبا و نجبا و نقبا۔ و ابدال و اوتاد و اخیار و رجال الغیب حاضر ہو کر فیض یاب ہوتے تھے دو روز کے بعد بتاریخ تیسری ماہ مذکور سنہ صدر روز چہار شنبہ کو حضرت شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب تبت چہارم سے رخصت ہو کر پانی پت شریف کو روانہ ہو کر آستانہ بوسی حضرات پیران عظام سے مشرف اندوز ہوتے رہے۔ تمام و کمال امورات ولایت روح جذبہ کے جو جو حضرات عارفان سلسلہ جلیلیہ حنفیہ علویہ سے متعلق ہوتے ہیں حضرت ممدوح سے متعلق ہو گئے۔ اور کیفیت

سلوک پالجذب کی طبیعت پر بہ تمامہ غالب ہو گئی تھی۔ بتاریخ نویں ماہ صفر ۷۵۵ھ عیسوی
کو روز دوشنبہ وقت نماز چاشت کے حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر
ثالث کی خدمت میں حاضر ہو کر شرائط عبودیت کے بجالائے حضرت ممدوح نے
ارشاد فرمایا کہ نور الحق تیرے عروج کیفیت باطن سے جلو ایسی تقویت بے غایت
حاصل ہوئی ہے کہ شکر از جناب الٰہی کا ادا نہیں کر سکتا ہوں۔ بتاریخ ستائیسویں
ماہ رجب ۷۵۵ھ ہجری روز پنجشنبہ کو قریب دوپہر حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء
قلندر ثالث نے حضرت شیخ نجم الدین محمد بن محمد اوگانی صاحب مکتوب نطاب دلیل الامر
اور حضرت مولانا محمود مرغانی صاحب مکتوب نطاب ضہاک اوج اور حضرت مولانا زاہد مرغانی
صاحب مکتوب نطاب حدیقۃ الحقائق اور حضرت مولانا محمد شیریں صاحب مکتوب نطاب
صلوٰۃ العرض اور حضرت خواجہ حافظ شیراز نام محمد لقب شمس الدین صاحب مکتوب نطاب
مرآۃ البدر اور حضرت مولانا ظہیر الدین خلوتی صاحب مکتوب نطاب برکات المنعم اور حضرت
شیخ کمال الدین خجندی صاحب مکتوب نطاب فریق النقوش اور حضرت شاہ قاسم انوار
صاحب مکتوب نطاب شمس المسرور اور حضرت شیخ زین الدین خوافی صاحب مکتوب نطاب
شرر الانوار اور حضرت مولانا جلال الدین نورانی صاحب مکتوب نطاب حمید الوسیع اور حضرت
شیخ محمود مزدقانی صاحب مکتوب نطاب مزید شوق اور حضرت میر سید علی مقدسی صاحب مکتوب
ظہور المدثر اور حضرت شیخ علی بلغاری صاحب مکتوب نطاب شہور العجم اور حضرت محمد حسن
قادری بن عبد اللہ صاحب مکتوب نطاب صمدی سکر اور حضرت سید مراد علی چشتی بن نیاز
علی صاحب مکتوب نطاب حلب اسود اور حضرت ولایت شاہ بن ظہور اللہ صاحب
مکتوب نطاب شان نوم اور حضرت مظہر شاہ بن کریم شاہ سہروردی صاحب مکتوب شیونات
الامر اور حضرت شیخ نجم الدین بغدادی صاحب مکتوب نطاب ثبوت الصور اور حضرت
برہان الدین غریب صاحب مکتوب نطاب لوح نیاز اور حضرت خواجہ امیر کلال صاحب
مکتوب بحر الطریقت اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند صاحب مکتوب نقوۃ القدرت اور
اور حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت صاحب مکتوب نطاب افراد الوجوب

احوال خلافت حضرت شاہ عبد الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سے مجلس ترتیب دے کر حضرت شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب کو اپنے سامنے بٹھلا کر
بیعت امامت اور ارشاد سے خاندان صابریہ چشتیہ علیہ میں اپنے ہاتھ پر مشرف کر کے
کلاہ اپنی اتار کر عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنا دیا۔ اور مثال خلافت بخطاب
مخدوم شاہ نورالحق احمد عبدالحق کی حاضرین محفل کو سنا کر مرحمت فرمائی اور القاب باطنی سے
تمامی حضرات شرکائے محفل کو اطلاع دی اسی وقت سے کیفیت باطن حضرت مخدوم
شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب کی طرف علو العزمی مرتبہ شہنشاہی ولایت کی متوجہ ہوئی
اور چند مدت حضرت موصوف حضرت پیر و مرشد کی خدمت میں شبانہ روز حاضر رہے اور
تعلیم لسانی حضرت پیر و مرشد اپنے کے مرتبہ اسفل طبیعت سے حضرت ذات احدیت
صرف تک ہر ایک مرتبہ کے آداب، احکام۔ آثار، اصطلاح جنات، سلیات، اذکار
اشغال۔ افکار۔ اسرار۔ سے کامیاب ہو گئے۔ اور بتاریخ سلخ ماہ رجب ۵۶ھ ہجری شب
پنجشنبہ بعد نماز عشا بامر باطن حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیرالاولیا قلندر ثالث نے
حضرت مخدوم شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب ردولوی زندانی پیر سے فرمایا کہ نورالحق میرے
حضرت ہادی برحق نے تو چھ برس کا حبس کبیر کیا تھا۔ اور میں بحکم باطن چھ مہینے کا کیا جو مختص میرے
واسطے تھا آج تیرے واسطے صرف اکتالیس روز کا حکم ہے اور یہ اکتالیس دن کا حبس کبیر بعد تیرے
تا قیامت خاندان صابریہ میں جاری رہے گا حضرت شاہ نورالحق احمد عبدالحق ردولوی زندانی پیر
نے کہ وہاں ہر قسم کا سامان موجود تھا۔ شب مذکورہ میں حبس کبیر کے واسطے برزخ صغرا کندہ
کرائی اور ایک نان جویں اور ایک آفتابہ گلی میں پانی لے کر برزخ صغرا میں ہو گئے۔ اور
شغل حبس کبیر شروع کیا۔ بعد اکتالیس روز کے بتاریخ یازدہم ماہ شعبان ۵۶ھ ہجری روز سہ
شنبہ کو حضرت شاہ جلال صاحب کبیرالاولیا قلندر ثالث نے معرفت علیم اللہ ابدال کے حضرت
شاہ نورالحق احمد عبدالحق ردولوی زندانی پیر کو برزخ صغرا میں سے طلب فرمایا۔ اور احکامات
تعلیمات باقیماندہ سے مطلع کیا اور ارشاد فرمایا کہ شاہ نورالحق جس جگہ تو نے حبس کبیر کیا ہے
اسی جگہ فقیر کا مزار بھی ہو گا اس واسطے تجھ سے یہ حبس کبیر کرایا ہے اور یہ امر اوپر سے ہوتا چلا
آیا ہے۔

احوال حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب ردولوی زندان پیر کا واسطے لینے توشہ کے حسب الطلب حضرت بادشاہ دو جہان کلیر شریف کو جانے کا

مکاتیب مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ بارھویں ماہ شعبان ۸۵۶ھ ہجری مرقوم الصدر شب چہار شنبہ کو بعد نماز تہجد کے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب مکتوب نطاب منہاج الواجدین نے عالم ارواح میں معائنہ فرمایا کہ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا کہ نور الحق! تجھ کو حضرت رسول خدا نے مخدومیت ہفتم درجہ کا کیا تجھ کو لازم ہے کہ سترھویں تاریخ شب دوشنبہ کو میرے پاس حاضر ہو میں تیری مخدومیت پہ مہر کروں اسی وقت حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب نے حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیا قلندر ثالث صاحب مکتوب نطاب اسرار القرشی کی خدمت میں حاضر ہو کر احوال معائنہ کا گزارش کیا۔ حضرت موصوف نے ارشاد فرمایا "الحمد للہ! خدا مبارک کرے پانچ روز یک تعلیمات حصول شرف دیدار جسم منور حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صابر کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء اور محفوظ رہتے حملہ شمشیر تمہاری سے فیض یاب فرما کر بتاریخ سترھویں شب دوشنبہ بعد نماز مغرب حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب کو حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیا قلندر ثالث

نے بہمراہی علیم اللہ ابدال کے اسم اعظم چشتیہ کی اجازت دے کر طرف کلیر شریف کے روانہ فرمایا اور خود حضرت ممدوح معتکف ہو گئے قریب نمازِ تہجد اثنار راہ میں حضرت مخدوم شاہ نورالحق احمد عبدالحق ردولوی زندہ پیر کے قلب پر القار ہوا کہ نورالحق ایک شاخ شجر تین یعنی انجیر کی اس درخت انجیر میں سے لے لو۔ اور ہمارے جسم پر بالائے ناف رکھ دینا معاً بصدورِ حکم الہام علی حضرت مخدوم شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب نے درخت انجیر میں سے ایک شاخ سبز توڑ کے ہاتھ میں رکھ لی اور نماز تہجد حد بارہ کوس زمین سوختہ پر پہنچ کر ادا فرمائی۔ بعد فراغ نماز اندر حد بارہ کوس زمین سوختہ کے جانے کا ارادہ فرمایا ہر چند شمشیر قہاری نے حملے کیے لیکن بباعث تعلیمات حضرت پیر و مرشد کے حضرت مخدوم شاہ نورالحق صاحب ممدوح پر کوئی وار شمشیر قہاری کا نہ پہنچا۔ آخر کار علیم اللہ ابدال اور حضرت مخدوم شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب نام مبارک باطنی حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا تلاوت فرماتے ہوئے قریب جائے محفوظ معدن الانوار کے پہنچے۔ جمال الدین ابدال کو مع یک صد نفر حضرات متعینہ سابق باہر احاطہ انوار جائے محفوظ کے حلقہ کش مستعد پایا۔ تھوڑے عرصہ پاس جمال الدین ابدال کے قیام فرما کر حضرت مخدوم شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب موصوف مع علیم اللہ ابدال کے شاخ سبز سیدھے ہاتھ میں لیے ہوئے قریب جسم منور حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے پہنچے اور شاخ سبز درخت انجیر ایسی طرح پر جانب پائے انداز کے دونوں تختۂ سنگ سرخ کے کہ قدرے کشادہ تھے اس میں ہاتھ بڑھا کر بالائے ناف مبارک رکھ دیئے کہ علیم اللہ ابدال کو مطلق علم نہ آیا اور بمجرد رکھ دینے بالائے ناف کے وہ شاخ انجیر مثل زمرد کے درخشاں ہو گئی اور جسم منور حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ آقامت قدیم پر جہاں اب مزار مقدس ہے کفن سبز پارچہ اونی کا تشریف فرمائی اور اس پر ایک شاخ سبز مثل زمرد بالائے ناف مبارک رکھی ہوئی دیکھ کر علیم اللہ ابدال

سے ارشاد فرمایا کہ "یہ شاخ سبز کہاں سے آئی تھی اور کس نے رکھی تھی۔ علیم اللہ ابدال نے عرض کیا کہ "حضرت! یہ شاخ حضرت جبرئیل علیہ السلام عرش بریں سے بحکم الٰہی لائے ہیں حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے اس شاخ کے باب میں یوں سنا ہے کہ یہ "شاخ مجدد کے زمانہ تک یوں ہی رکھی رہے گی۔ کہ مجدد زمانہ اس شاخ کو ہمراہ جسم مبارک کے دفن کرے گا کس واسطے کہ زمین چہار طرف کی بارہ بارہ کوس تک سوخت ہو گئی ہے۔ اگر یہ شاخ ہمراہ جسم مبارک کے دفن نہ ہو گی تو روز قیامت تک بجز اس درخت گولر کے دوسرا درخت اس زمین سوختہ میں ہرگز پیدا نہ ہو گا۔ مجھ کو خوب معلوم ہے کہ یہاں پر صرف دو قطعہ زمین کے آتش قہر سے امن پائے ہوئے ہیں۔

حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب موصوف نے علیم اللہ ابدال سے دریافت فرمایا کہ "تم کو تعداد قطعات زمین محفوظہ کی معلوم ہے؟ علیم اللہ ابدال نے گزارش کیا کہ "حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نطاب فردوس الوجوب میں پیمائش کر کے تعداد قطعات زمین محفوظہ کی لکھی تھی اس وقت مجھ کو زبانی یاد نہیں" جمال الدین ابدال نے اندرون احاطہ جائے محفوظہ حاضر آ کر عرض کیا کہ "ہر روز میں نے دیکھا ہے کہ وقت صبح سے شام تک نور سرخ مثل یاقوت کے زمین سے آسمان کو جاتا ہے اور گاہے آسمان سے زمین کو آتا ہے اس قطعہ زمین کی حد مجھ کو بھی یاد ہے اس عرصہ میں وقت نماز صبح کا ہوا جائے محفوظہ سے آسمان کو نور سرخ جانے لگا۔ بعد فراغ نماز حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب موصوف نے قطعہ خاص متعلق جسم نور حضرت بادشاہ دو جہان ممدوح بمکتوب نطاب منہاج الواجدین میں پیمائش کر کے تحریر فرمایا اور علیم اللہ ابدال سے نقشہ جامع مسجد کلیر کا بھی دریافت فرما کر تحریر کیا۔ روز دوشنبہ تاریخ ستر طویں مذکور الصدر کو حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی جناب سے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب موصوف کو شمشیر جلالی عطا ہوئی اور روز سہ شنبہ

اٹھارہویں[۱۸] تاریخ کو شمشیر جمالی اور روز چہارشنبہ تاریخ انیسویں[۱۹] کو دعائے حرز یمانی شریف حرز مرتضوی ملقب بہ سیف اللہ و سلطان الاوراد بترکیب قیومی روحی و غوثی معنوی کے جو حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے معاملہ تباہی کلیر میں تلاوت فرمائی تھی اور توشہ مبارک جو حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمال صفات ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے نذر کیا تھا مرحمت فرمایا اور شب پنجشنبہ تاریخ بستم کو بعد نماز عشاء عالم ارواح میں حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے حضرت مخدوم سید نور الحق احمد عبدالحق صاحب کی مخدومیت پر اپنی مہر ولایت فرما کر ارشاد فرمایا کہ مخدوم شاہ نور الحق تم جاؤ اودھ کو اور حبس کبیر چھ ماہ کامل گل در گل ہو کر ادا کرنا صبح پنجشنبہ تاریخ بیسویں شعبان ۷۵۶ھ ہجری مرقوم الصدر سید حضرت شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب موصوف بحصول نعمتہائے بے مثال اور دولت بے زوال کے کامیاب مقاصد ہو کر مع علیم اللہ ابدال کے اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے ہوئے پانی پت شریف کو روانہ ہوئے اور اس تین روز کے عرصہ میں احوال درخشاں ہونے انوار کا جائے محفوظہ سے اس طرح کا ملاحظہ فرمایا کہ جب نور سرخ مثل یاقوت کے زمین جائے محفوظہ سے نکل کر آسمان کو جاتا تھا۔ اس وقت یہ آواز غیب سے سات بار مسموع ہوتا تھا۔

اللّٰھم صلِّ وسلم وبارک علی محمّدن السّلام والنبی
الامی معلم الملکوت والناسوت والمقرب الجبروت
والاھوت متمکن الحضرت الھاھوت والنّور الفالق
الظلمات والفارق بین الموجودات والمعدومات

اور جب نور آسمان سے زمین پر صادر ہوتا تھا پانچ بار یہی آواز غیب سے سنا جاتا تھا فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب گزارش کرتا ہے کہ جس مرتبہ تعلیم کیفیت باطن کے ساتھ حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب حد بارہ کوس زمین سوختہ کے اندر حملہ شمشیر

قہاری سے محفوظ رہ کر تشریف لے گئے تھے۔ عروج اس کیفیت کا حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے جسم منور کے قریب ہونے سے ترقی پذیر ہو گیا تھا اور وقت رکھنے شاخ درخت انجیر کے ناف مبارک پر کچھ اور ہی کیفیت حضرت مخدوم شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب موصوف کے باطن میں محیط ہو گئی تھی کہ علم علیم اللہ ابدال کا دریافت اس مرتبہ سے قاصر رہا علیم اللہ متحیر ہو کر بجز اس امر کے اور کچھ نہ کہہ سکے۔ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام عرش بریں سے لائے ہیں اس تحیر میں علیم اللہ ابدال کو زمانہ ماضی و حال کا امتیاز نہ رہا جو شرف اور فضیلت کیفیت اس وطن سلسلہ عالیہ قدوسیہ صابریہ چشتیہ کو بسبب حصول مراتب علو العزمی شہنشاہی ولایت کے حاصل ہے اور تا بہ قیام عالم بترقیات روز افزوں حاصل ہوتی رہے گی کہ خاندان مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ ہرگز منقطوع نہیں ہوتا کسی طریقہ پر یہ حسن تعلیم کہ ابتدا سے انتہا تک ہر ایک مرتبہ اور درجہ پر سلوک اور جذب بقدر مناسب پیدا ہوتا چلا آتا ہے میسر نہیں ہو تصور کرنا چاہیئے کہ علیم اللہ ابدال کہ جس کے روبرو حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی اور حضرت بادشاہ دوجہاں علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی اور حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث کی تعلیم طریقت شروع ہوئی اور اس جیسا واقف حضرت مخدوم شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب کی کیفیت باطن کو امتیاز نہ کر سکے۔ علی ہذا القیاس ہر ایک صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ اس خاندان عالی کا بحصول کیفیت ولایت روح جذبیہ کے اپنے اپنے زمانے میں حضرات رقبا، و نجبا، و نقبا، و ابدال و اغیاث و اقطاب و اوتاد و رجال الغیب اور سوا ان کے جو اور عہدے مخفی رکھے گئے ہیں فرمان روا ہوتا ہے۔ چہ جائے کہ اس سلسلہ عالیہ کا حمال صفات مجدد صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ ہو۔

احوال حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب کے حبسِ کبیر گل در گل کا

مکاتیب مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب مکتوب نطاب منہاج الواحدین قریب نماز ظہر کے پانی پت شریف میں حاضر ہو کر حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث صاحب مکتوب نطاب "اسرار القرشی" سے قدم بوس ہوئے حضرت موصوف نے چہرہ منور مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب موصوف کا دیکھ کر پیشانی کو بوسہ دیا، معاً حال و جد طاری ہو گیا۔ ایک پہر کامل حال و جد طبیعت پر غالب رہا۔ بعد افاقہ حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث نے بعد نماز مغرب حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب موصوف کو تبرکات مفاوضات معنونہ یعنی اسناد خلافت نامجات اور مکتوبات نطاب انوار الجلال اکبر تصنیف حضرت شاہ شیخ کمال الدین عرف شیخ عبد القادر صاحب فرزند کلاں حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء موصوف اور اوراد منضبط شبانہ روز اور تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم عنایت فرما کر واسطے جانے ملک اودھ اور قیام بلدۃ ردولی نے حکم دیا۔ اور فرمایا کہ ہم سے تو مجدد نہیں ہوا۔ شاید تم سے ہو خیال رکھنا اور علیم اللہ ابدال کو خدمت میں مامور فرما کر اسی وقت حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب موصوف کو رخصت فرمایا۔ اور اطلاع دی کہ عقد نکاح اپنا ساتھ دختر سید بغدادی داخل سلسلہ نقشبندیہ بعد فراغ حبس کبیر اودھ میں کرنا تجھ سے قطب پیدا ہوں گے۔ حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب موصوف مع علیم اللہ ابدال اسم اعظم چشتیہ تلاوت فرماتے ہوئے اودھ کو روانہ ہوئے اور اسی شب قریب نماز تہجد حوالی شہر اودھ میں پہنچ گئے اور بتاریخ یکم ماہ رمضان المبارک ۷۵۶ھ ہجری روز جمعہ کو بعد نماز عصر قبر تیار کرائی ہوئی میں بامر حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح

سلطان الاولیاء بارادہ چھ ماہ بیٹھ گئے۔ اور مٹی قبر کی بلا تخمہ لگائے اپنے اوپر ڈلوائی (جس کو گل دگل ہونا کہتے ہیں۔ اور علیم اللہ ابدال کو حکم دیا کہ تم یہاں پر حاضر رہنا نماز صبح سے نماز اشراق ہمارا طواف کرنا اس حالت میں تم کو ہماری کیفیت کا علم ہو جایا کرے گا۔ تم حضرت پیر و مرشد کی خدمت میں گزارش کر آیا کرنا۔ احکامات حضرت پیر و مرشد کا علم مجھ کو ہوتا رہے گا۔ بتاریخ بیسویں ماہ محرم ۵۱ھ ہجری کو روز سہ شنبہ وقت طلوع آفتاب کے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب کو معائنہ تجلی ذاتی آثاری کا ہوا اور تمامی حضرات اولیاء کے قلب پر علی التواتر القاء الہام صادر ہوئے اور مرتبہ روحانیت سے یہ پڑھا اللّٰھم صل علی محمد و آلہ و نورہ و حقہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین اور ہر ایک شہر و دیار افواج کے نقیب صاحب ولایت روح جذبیہ نے بآواز روح منادی کر دی کہ "آج حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب موصوف کو حضرت رسول خدا کی جناب سے خطاب "زندان پیر" کا عطا ہوا ہے معائنہ تجلی ذاتی آثاری سے چالیس روز کے بعد بتاریخ تیسویں ماہ صفر ۵۲ھ ہجری روز شنبہ بعد نماز اشراق حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر نے زمین قبر کو چاک فرمایا علیم اللہ ابدال نے سامان ضروری حفاظت جسم کا پیش کیا حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر رحمۃ اللہ علیہ نے علیم اللہ ابدال سے فرمایا کہ پوشش بعد کو استعمال کی جائے گی۔ پہلے تم جاؤ اور ان دونوں سنگ سرخ کی خبر لاؤ جو مثل خس پوش جسم مبارک حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء پر قائم ہیں علیم اللہ ابدال اسی وقت گئے اور ہر دو سنگ مذکورہ کی خیریت لائے اور اس کے بعد سے حضرت موصوف نے تا مدت عمر شریف یہ قاعدہ رکھا کہ ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کو خیر و عافیت ہر دو سنگ مذکورہ کی منگا لیا کرتے تھے۔ من بعد حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر نے لباس ضروری پیش کردہ علیم اللہ ابدال بقدر ضرورت ملبوس فرمایا اور ابھی قبر سے باہر تشریف نہیں لائے تھے کہ سید غیاث الدین بن سید معز اللہ بغدادی مرید حضرت خواجہ

بہاءالدین نقشبند نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ آج شب کو مجھ سے میرے حضرت شیخ نے حکم فرمایا کہ تو حضرت مخدوم شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب زندان پیر کو جلسن کبیر گل درگل سے اپنے مکان پر لے آ اور اپنی دختر سے عقد نکاح کر دے بموجب حکم کے حاضر ہوا ہوں۔

حضرت مخدوم شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب زندان پیر بموجب حکم حضرت پیر و مرشد کے سید صاحب موصوف کے مکان کو روانہ ہوئے۔ چند قدم محافہ چلا تھا کہ ایک عورت ضعیفہ مسمات شام بی بی بنت سید نعمت اللہ شاہ اپنے پسر مسمی قدرت اللہ بن عظیم شاہ قریشی کو چارپائی پر ڈالے ہوئے حضرت مخدوم شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب زندان پیر کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ "حضرت! میرا لڑکا چند عرصہ سے بیمار تھا۔ کل شب کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ "ہم زندان پیر ہیں تو ہمارا توشہ پکا کر ہمارے حضور لا۔ تیرا لڑکا صحیح سالم ہو جائے گا۔ بموجب اس حکم کے اسی وقت میں نے توشہ تیار کیا صبح کو لڑکا مر گیا۔ ہر چند کہ مجھ سے سب لگانے والے دفن کرنے کے کہتے ہیں۔ مگر میں بدون حکم جناب کے ہرگز دفن نہیں کروں گی۔

حضرت مخدوم شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب زندان پیر نے ارشاد فرمایا کہ "تو توشہ ہمارا علیم اللہ ابدال کو دیدے۔ یہ تیرے لڑکے کو دکھلا دے گا۔ اور تیرا لڑکا اچھا ہو جائے گا۔ تیرا لڑکا مرا نہیں ہے زندہ ہے صرف سکتہ سا ہو گیا ہے۔ علیم اللہ ابدال نے جو لقمہ توشہ کا اس ساکت کے منہ کے قریب کیا اس نے نوش کر لیا۔ اور آواز دیا کہ مجھ کو نہایت شدت بھوک کی ہے علیم اللہ ابدال نے اس کو توشہ کھلا کر اور پانی پلا کر سیر کر دیا اسی وقت وہ لڑکا قدرت اللہ نام اپنے مکان کو چلا گیا۔ اسی روز سے توشہ متبرکہ نے شہرت پائی۔ اور حضرت مخدوم شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب زندان پیر نے مکان سید غیاث الدین اولاد امام تقی رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر قیام فرمایا۔ اسی وقت سے حضرات رفقاء و نقباء و نجباء و ابدال و اغیاث و اقطاب و رجال الغیب حاضر ہو کر قوت باطنی سے فیض یاب ہوتے تھے۔ اور حضرات اولیائے ہمعصر بھی بعضے

اور بعضے بقوت روحانی واسطے مبارک باد کے تشریف لائے۔

فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب گزارش کرتا ہے کہ سنائیس مکاتیب مفصل الصدر اور مفصلہ ذیل میں احوال حضرات اولیائے ہمعصر کے قلب پہ القاء والہام موصوف الصدر ہونے کا اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس کے گاہے مثل شیر اور گاہے مثل چاند چوڑھویں کے نظر آنے کا تحریر ہے۔ باعث طول مضمون اس جا نام حضرات صاحب مکاتیب ممدوح کے تحریر نہیں کرتا۔

احوال وفات حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث کا

مکاتیب مفصلۂ ذیل میں تحریر ہے کہ روز تشریف لے آنے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندانی پیر صاحب مکتوب لقاب منہاج الواجدین کے حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث صاحب مکتوب لقاب اسرار القرشی نے تخلیہ پسند فرمایا تھا کسی سے کلام نہیں کیا۔ بتاریخ تیرھویں ماہ ربیع الاوّل ۸۷۵ھ ہجری روز پنجشنبہ کو بعد فراغ نماز عصر کے حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث نے حضرت ذات احدیت صرفہ میں وصل فرمایا اور اس عالم سے رحلت کی۔

حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ لہ ارواح سلطان الاولیاء کی جانب سے مرتبہ عالم ارواح میں جمال الدین ابدال کو حکم ہوا کہ جلد جاؤ اور تمامی رقباء و نقباء و نجباء و ابدال و اغیاث و اقطاب و رجال الغیب اور حضرات اولیاء ہمعصر اور رجعہ سردار کو طلب کر کے نماز جنازہ شاہ جلال الدین کبیر الاولیاء قلندر ثالث میں شریک کرو۔ نور الحق کو حواس امکانی بجہت حبس کبیر کے ابھی پیدا نہیں ہوتے ہیں جس کے باعث وہ بجسم امکانی حاضر نہیں ہو سکتا ہے۔ مگر مرتبہ روحانیت سے شریک ہو جائے گا۔ بموجب حکم حضرت ممدوح کے کوئی صاحب باطن حضرات ممدوح الصدر میں سے اپنے مکان پر ایک لحہ نہیں ہوا کہ معاً بصدور حکم حاضر آستانہ ہوئے حضرت محمد قادری بن عبد اللہ صاحب مکتوب لقاب "عجیب الخیال" ایک عرصہ سے مہمان آستانہ کرامت نشانہ حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث کے تھے۔ حضرات خلفائے حضرت جلال الدین صاحب ممدوح اعنی

اسماء خلفاء حضرت جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث

(۱) حضرت شیخ کمال الدین معروف بہ شیخ عبدالقادر صاحب فرزند کلاں حضرت جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث صاحب مکتوب نطاب انوار الجلال اکبر (۲) حضرت شیخ اداوز نیا صاحب مکتوب نطاب "فرحت کشاء جلال" (۳) حضرت شیخ احمد مقبول قلندر ثانی صاحب مکتوب نطاب "قرب جلال" (۴) حضرت شیخ مہرام انور غریب صاحب مکتوب نطاب "معرفت جلال" (۵) حضرت شیخ شہاب الدین صاحب اصغر بھنجھانوی صاحب مکتوب نطاب "اسرار جلالی" (۶) حضرت شیخ شمس الدین احمد جلالی صاحب مکتوب نطاب "احاطہ قدرت" (۷) حضرت سید موسیٰ عنایت اللہ شاہ صاحب مکتوب نطاب "اوشاں نعمت" (۸) حضرت حاجی محمد اکبر شاہ سلطان پوری صاحب مکتوب نطاب "محبت الجلال" (۹) حضرت شیخ شہاب احمد شاہ صاحب حسن پتی صاحب مکتوب نطاب "میم القادر" (۱۰) حضرت شیخ نعیم حسن شاہ صاحب مکتوب نطاب "سہیل بدری" (۱۱) حضرت شیخ محمد الوہاب صاحب مکتوب نطاب "قدرت الامر" (۱۲) حضرت عبدالواحد کشف کوٹی صاحب مکتوب نطاب "سرعت ذاتی" (۱۳) حضرت شیخ نظام الدین کشف صدری صاحب مکتوب نطاب "سلطان وحدت" (۱۴) حضرت پیر محمد نبوی شہرت پذیر صاحب صاحب مکتوب نطاب "شہر واحدیت" (۱۵) حضرت میر سید محمود شاہ وجدانی صاحب مکتوب نطاب "شعور الغریب" (۱۶) حضرت سید سریع الدین احمد جلالی شان صاحب مکتوب نطاب "محبت الجلال" (۱۷) حضرت ممتاز احمد عرف پیر کبیا صاحب مکتوب نطاب "عجیب المعرفت" (۱۸) حضرت میاں باقی شاہ کابلی صاحب مکتوب نطاب "مثال الانوار" (۱۹) حضرت احمد شاہ وجدانی صاحب مکتوب نطاب "مطلب الوصال" (۲۰) حضرت نیاز محمد بدخشانی صاحب

مکتوب نطاب "صدر الولایت" (۲۱) حضرت ظہیر الدین جلال آبادی صاحب مکتوب نطاب "عنایت الصفات" (۲۲) حضرت قیام الدین خراسانی صاحب مکتوب نطاب "اغیاث الکبیر" (۲۳) حضرت عنایت احمد کڑانی صاحب مکتوب نطاب "حال الصمدیت" (۲۴) حضرت مرزا شہاب خاں مغل بچہ ایرانی صاحب مکتوب نطاب "قول الکمیل" (۲۵) حضرت ضحاک شاہ شامی صاحب مکتوب نطاب برزخ الانوار (۲۶) حضرت کریم شاہ دہلوی صاحب مکتوب نطاب "ودود الحیات" (۲۷) حضرت میاں نجف علی شاہ صاحب مکتوب نطاب مبارک الحشمت (۲۸) حضرت رحیم اللہ شاہ ملتانی صاحب مکتوب نطاب "رفیق المعرا" (۲۹) حضرت احمد بخش صاحب سیستانی صاحب مکتوب نطاب شفقت البحر (۳۰) حضرت ظہور احمد قندھاری صاحب مکتوب نطاب "شہاب الوحدت" (۳۱) حضرت نیاز اللہ خاں باجوڑی صاحب مکتوب نطاب "معمور واحدیت" (۳۲) حضرت محمد شقاوت شاہ یوسف زئی صاحب مکتوب نطاب "طرز مخمور" (۳۳) حضرت منیر احمد شاہ کالنگڑی صاحب مکتوب نطاب "حدیث الوحید" (۳۴) حضرت میر سید شہباز لاہوری صاحب صاحب مکتوب نطاب "طغامض وحدت" (۳۵) حضرت سید محمد شاہ نیشاپوری صاحب مکتوب نطاب "فرخ منیر" (۳۶) حضرت سید محبوب علی بخاری صاحب مکتوب نطاب "واسطہ الحق" (۳۷) حضرت میاں قدر اللہ شاہ سبحانی صاحب مکتوب "سراج الوحدت" (۳۸) حضرت مرزا اکرم شاہ خاں طہرانی صاحب مکتوب نطاب "ممات القاف" (۳۹) حبیب الرحمٰن قنوجی صاحب مکتوب نطاب نعمت الخروج متفق اللفظ والمعنی اپنے اپنے مکاتیب نطاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد صاحب زنداں پیر نے بجسد روح انجام تمامی خدمات خاص غسل اور کفن اور دفینہ حضرت پیر و مرشد موصوف کا فرمایا۔ مگر وہ صورت روح مجسم کسی سے حضرات حاضرین میں ہمکلام نہیں ہوئی اور تمامی خدمات غسل و کفن عمل میں لاتی تھی اور سوائے حضرات اہل باطن ممدوح الصدر اور تین سو بیس فضلاء رئیس اور مسافر اور دیگر عوام الناس شریک نماز جنازہ تھے بعد نماز عشاء باہر شہر سے نماز جنازہ پڑھی گئی تھی۔ تمامی حیوانات پرند و چرند سے جنگل بھرا ہوا تھا۔ بجائے ادائے حبس کبیر حضرت شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زنداں پیر نے حضرت موصوف کو دفن فرمایا۔ بعد حصول شرف اندوزی طواف مزار مقدس کے حضرات اہل

احوال عقدِ نکاح اور تولد فرزندان اور پیش خبری مجدد حضرت مخدوم نور الحق صاحب کا

مکاتیب مفصلۂ ذیل میں تحریر ہے کہ بعد وصال حضرت پیر و مرشد کے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندانی پیر تبلیغ احکام ارشاد تعلیم طریقت میں مصروف ہوئے تین مہینہ کے بعد بتاریخ گیارہویں ماہ رجب ۷۵۵ھ ہجری روز دوشنبہ کو بعد نماز عشاء کے عقد نکاح حضرت مخدوم کا ساتھ بی بی حبیب النساء بنت سید غیاث الدین کے منعقد ہوا۔ حضرت موصوف نے بعد عقد نکاح پانچ مہینہ سید غیاث الدین کے مکان پر قیام فرمایا۔ بتاریخ یکم ذی حجہ سنہ صدر روز شنبہ کو واسطے تبلیغ احکام ارشاد تعلیم طریقت کے گردونواح ملک اودھ میں تشریف فرما ہوئے اور بتاریخ ساتویں ماہ ربیع الاول ۷۵۶ھ ہجری کو روز سہ شنبہ مقام ردولی میں پہنچے اور بتاریخ اکیسویں ماہ رجب سنہ صدر کو بروز جمعہ اپنے اہل خانہ کو اودھ سے طلب فرما کر قصبہ ردولی میں قیام پذیر ہوئے بتاریخ دوسری رمضان سنہ صدر روز دو

شنبہ کو وقت دوپہر کے فرزند حمید الحق تولد ہوئے چند کرامت مرات "حق حق" زبان سے کہہ کر واصل بحق ہوئے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندانی پیر نے پائیں مزار حضرت شیخ داؤد صاحب والد ماجد اپنے کے دفن فرمایا۔ اسی طرح باختلاف عرصہ لغایۃ ماہ ذی حجہ ۷۵۸ھ ہجری فرزندان نظام الحق[2] اور قیام الحق[3] توام اور امداد الحق[4] و جلال الحق[5] قیام اور کریم الحق[6] اور علیم الحق[7] اور امام الحق[8] اور نبی الحق[9] اور علی الحق[10] اور سلطان الحق[11] اور نعیم الحق[12] اور شاذل حق[13] اور درویش حق[14] اور نور الدین حق[15] تولد ہوئے صاحبزادگان موصوف میں کوئی زیادہ تین روز سے زندہ نہ رہا۔ عزیز الحق[16] تولد ہوئے چار ماہ "حق حق" کہتے ہوئے زندہ رہے پانچویں مہینے "واصل بحق" ہو گئے۔ بعد کو دو صاحبزادیاں خاموش پیدا ہوئیں۔ وہ زندہ رہیں اور اسی عرصہ تولد اور وفات صاحبزادگان معصومان میں بتاریخ اکیسویں ماہ جمادی الاول

سنہ ۸۰۱ ہجری کو بروز یکشنبہ وقت عصر کے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زنداں پیر جامع مسجد ردولی میں تشریف فرما تھے کہ ایک طفل ہفت سالہ شیخ اسمٰعیل نام پر نگاہ حضرت ممدوح کی پڑی اسی وقت القاء و الہام درجہ اول کا حضرت موصوف کے قلب پر ہوا کہ معنی تولد ہونے مجدد کا اس لڑکے کی پشت میں محفوظ ہے۔ بعد فراغ کیفیت الہام حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زنداں پیر نے شیخ اسمٰعیل نام طفل کو اپنے پاس بلایا اور نہایت شفقت معنوی سے لڑکے کی پشت پر بوسہ دیا اور کیفیت وجد میں ارشاد فرمایا کہ اس لڑکے کی پشت سے ایک لڑکا پیدا ہوگا وہ ہماری کیفیت باطنی سے بہرہ مند ہو کر قطب عالم مجدد عصر ہوگا۔ یہ معاملہ شفقت معنوی کا معائنہ کر کے شیخ اسمٰعیل طفل ہفت سالہ نے جامع مسجد سے جا کر اپنے والد حضرت مخدوم صفی اللہ اولاد حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کوفی سراج الامت سے بیان کیا۔ مخدوم صفی اللہ موصوف صاحب مکتوب نطاب "رمز الاسرار" نے اسی وقت حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زنداں پیر کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ "حضور انور نے میرے بیٹے اسمٰعیل نامی کے حال پر ایسی عنایت فرمائی اور میرے پوتے کو اپنی غلامی میں پسند فرمایا میں بھی امیدوار ہوں کہ حضور انور مجھ کو اپنی کفش برداری سے سرفراز فرمائیں حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زنداں پیر نے بموجب حکم الہام باطنی کے ارشاد فرمایا کہ کفش برداری ہماری ساتھ مرتبہ علو العزمی شہنشاہی ولایت کے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حکم سے بنام مصطفےٰ حق عارف فرزند میرے کے مخصوص ہو چکی ہے اور تم کو اشرف جہاں گیر سے کچھ نہیں حاصل ہوا جو مجھ سے طلب کرتے ہو" حضرت مخدوم صفی اللہ صاحب نے عرض کیا کہ مجھ کو اشرف جہانگیر صاحب سے چند اوراد کی اجازت حاصل تھی۔ اب چند روز سے اس کی تلاوت میں بھی تاثیر معائنہ نہیں کرتا اور تعلیم کیفیت باطنی پست میں لعل در پیش" حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زنداں پیر نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے اس کے سلسلہ کو مقطوع کر دیا ہے کسی طالب کو

احوال حضرت اسمٰعیل صاحب والد قطب عالم صاحب اور مخدوم صفی اللہ صاحب جد قطب عالم کا حضرت مخدوم شاہ عبد الحق صاحب سے فیضیاب ہونا

اس سے کیفیت نہیں پہنچے گی کسی کے عمل میں تاثیر ہوگی حضرت مخدوم صفی اللہ صاحب
نے حضرت ممدوح کے قدموں پر سر رکھ کر عرض کی کہ شہنشاہ کے دروازہ میں
سے محروم جاؤں حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زنداں پیر کے باطن
میں محبت معنائی مجدد کی باعث رحمت الٰہی نے جوش مارا اور مخدوم صفی اللہ صاحب کی
طلب صادق دیکھ کر حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر نے ارشاد فرمایا
کہ ہمارے پاس تین سلسلے جدی ہیں ان کو ہم اس شرط سے مرحمت کرتے ہیں کہ تم اس تعلیم
سے سوائے اس فرزند اسمٰعیل کے اور کو مستفیض نہ کرو اور یہ بھی سوائے ہمارے مجدد
سلسلہ یعنی اپنے لڑکے قدوس نام کے اور کو تعلیم نہ کرے کہ سبب حصول اس کیفیت
نسبت باطن کے اس کو ہماری روح سے مناسبت قویہ حاصل ہوگی حضرت مخدوم صفی اللہ
صاحب نے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زنداں پیر کے قدموں پر
ہاتھ رکھ کر قسم کھائی اور دریافت کیا کہ حضور شناخت مجدد قدوس نام کی شیخ اسماعیل کو
کیوں کر ہوگی حضرت ممدوح نے تعلیمات کیفیات ولایت مادر زاد سے مطلع فرما کر حضرت
مخدوم صفی اللہ صاحب کو بیعت، توبہ۔ اور امامت اور ارشاد سے خاندان اویسیہ
اور قادریہ اور جلیلیہ حنفی علوی میں مشرف کر کے کلاہ اپنی اوڑھا کر عمامہ سبز اپنے ہاتھ
سے باندھا اور خرقہ پہنایا اور پٹکہ سرخ کمر سے باندھ کر مثال خلافت مع جملہ اسناد
خلافت نامہ جات اور تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم اور مکتوبات نطاب تینوں سلسلہ
کے مرحمت فرمائے اور کیفیت باطن ولایت روح جذبیہ کشف کونی کی اسی وقت
باطن میں محیط کر دی اور اوراد سلسلہ اویسیہ کے تعلیم فرمائے اور اشغال سلسلہ قادریہ
کی اجازت عطا کی۔ اور ارشاد کیا کہ تم تخلیہ میں ہمارے پاس حاضر ہوا کرو۔ اور ہمارے
سیدھے شانہ کو پس پشت ہمارے بیٹھ کر معائنہ کیا کرو۔ ترقی کیفیت باطن کی حاصل
ہوا کرے گی۔ بموجب حکم کے حضرت مخدوم صفی اللہ صاحب ہر روز حاضر ہو کر فیضیاب
ترقی باطن ہوا کرتے تھے۔

احوال خلافت حضرت مخدوم صفی اللہ صاحب

احوال ولادت اور بیعت اور خلافت حضرت عارف حق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا

مکاتیب مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ جب سنہ ۸۰۰ ہجری سے لغائۃ سنہ ۸۱۰ ہجری حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر صاحب مکتوب نطاب منہاج الواجدین کے کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی تو اہل خانہ نے حضرت موصوف سے عرض کیا کہ حضور مجھ پر حالت یاس کی طاری ہے اس قدر فرزند پیدا ہوئے اور مرے اب بھی کوئی وارث ہمارا آپ کا پیدا ہو کر زندہ رہے گا یا نہیں حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ تم تسلی رکھو یہ سب فرزند انوار حق فاش کرنے والے تھے۔ ایک فرزند ہمارے صلب میں اور ہے کہ وہ عارف تولد ہونے والا ہے۔ اور وہ راز حق کو منفی کرے گا۔ چنانچہ بتاریخ تیسویں ماہ صفر سنہ ۸۱۲ ہجری روز پنجشنبہ وقت مغرب کے حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق لبطن الولی تولد ہوئے اور خاموش رہے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر نے حاضرین سے فرمایا کہ یہ لڑکا بھید کا چھپانے والا ہے یہ زندہ رہے گا اور احوال حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق لبطن الولی کا یہ تھا کہ جب شب کو چراغ گل ہو جاتا جسم منور حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق کا زیادہ تر از مہر و ماہ شب افروز ہوتا تھا۔ سات سو پندرہ خوارق عجیبہ مدت شیر خواری سے تا عمر بلوغ صادر ہوئے جب حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق گیارہ سال کی عمر کو پہنچے بتاریخ انیسویں ماہ رجب سنہ ۸۲۲ ہجری کو روز شنبہ وقت عصر کے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر نے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ سے خاندان صابریہ چشتیہ علیہ میں مشرف کر کے کیفیت بطن علو العزمی شہنشاہی ولایت کی تعلیم فرمائی اور ترقی کیفیت باطن میں مصروف کر دیا تو سال کے مجاہدہ اور مشاغلہ کامل شغل برزخ کی ورزش سے کیفیات علو العزمی شہنشاہی مرتبہ

ذکر احوال ولادت حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق صاحب

ذکر بیعت حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق صاحب

ولایت کے آثار سے بہرہ مند ہو گئے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زنداں نے بتاریخ اکیسویں ماہ رمضان المبارک ۸۳۱ھ ہجری کو روز دوشنبہ بعد نماز عصر کے حضرت[1] محمد افضل مرید حضرت شمس الدین صاحب صحرائی صاحب مکتوب نطاب کوکب العلوم اور حضرت[2] شاہ عقیل مرید حضرت بہاء الدین نقشبند صاحب مکتوب نطاب "شباہت النوم" اور حضرت[3] شرف الدین مرید حضرت تاج الدین صاحب مکتوب نطاب "بدر الکرامت" اور حضرت[4] یٰسین مرید حضرت شاہ شرف الدین صاحب مکتوب نطاب "الوان اللیل" اور حضرت[5] محمد افضل مرید سید محمد صاحب مکتوب نطاب "مبین الصوت" اور حضرت[6] شاہ حسین برہان پوری خدانما" صاحب مکتوب نطاب "ضم کیوان" اور حضرت شاہ بدیع الدین صاحب عرف شاہ مدار صاحب مکتوب نطاب "الوہیت اسمی" اور حضرت سید عبد القادر[8] مرید مکارم شاہ، صاحب مکتوب نطاب "محاربہ ارادت" اور حضرت[9] سید بدھن بہرائچی، صاحب مکتوب "زہد الولایت" اور حضرت[10] سید اجمل امجد بہرائچی صاحب مکتوب نطاب ماثورہ سبحان اور حضرت[11] شیخ محمد مرید حضرت قطب الدین صاحب مکتوب نطاب "زہرہ نہاد" اور حضرت[12] سید محمد نور بخش صاحب دہلوی صاحب مکتوب نطاب "ثلث قاف" اور حضرت شیخ[13] محمد علی نور بخش صاحب مکتوب نطاب "ظہور القدس" اور حضرت[14] شاہ بہاء الدین مرید مخدوم سالار صاحب مکتوب نطاب واجب الحکم اور حضرت[15] شیخ شمس الدین صاحب مرید شہاب الدین صاحب مکتوب نطاب طور الاعظم اور حضرت[16] یوسف بن محمود صاحب مکتوب نطاب مبادلہ حقیقت اور حضرت[17] احمد شاہ بن نظام الدین صاحب مکتوب نطاب برہان ذات اور حضرت[18] شہاب الدین بن غیاث الدین صاحب مکتوب نطاب "شوق الانوار" اور حضرت[19] محمد افضل ابدال لاہوری اور حضرت[20] شیخ احمد ابدال کابلی اور حضرت[21] شاہ بلاد ابدال اور حضرت[22] عبد الحق ابدال برہان پوری اور حضرت[23] شیخ نظام امیٹھی ابدال سے محفل ترتیب دے کر حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق بطن الولی کو اپنے سامنے بٹھلا کر بیعت امامت اور ارشاد سے خاندان صابریہ چشتیہ میں بمراتب علو العزمی شہنشاہی ولایت کے مشرف فرما کر کلاہ اپنی اوڑھا کر عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنا دیا اور مثال خلافت بخطاب شاہ مصطفےٰ عارف حق

بیان جلسہ خلافت کلی حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق صاحب

بطن الولی کی اہل مجلس کو سنا کر مرحمت فرمائی اور القاب باطنی سے سب حاضرین کو مطلع فرمایا اور تمامی اسناد خلافت نامجات اور اوراد منضبطہ شبانہ روز اور مکتوبات نطاب اور تبرکات ملبوسات وغیرہ مفاوضات معنونہ خاندان صابریہ چشتیہ عالیہ کے عطا فرما کر صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ مثل اپنے کر دیا اور خود تنہائی پسند فرمائی۔

احوال نکاح اور حبس کبیر حضرت شاہ عارف جیو صاحب کا اور وفات علیم اللہ ابدال کی اور حاضر ہونا بنا پر خدمت امین اللہ ابدال کا

بیان وفات علیم اللہ ابدال اور رہا ہونے امین اللہ ابدال بنگالی کا حاضر ہونا

مکاتیب مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ بائیسویں رمضان ۸۲۳ھ ہجری کو روز سہ شنبہ وقت صبح کے علیم اللہ ابدال نے اس عالم سے رحلت کی تمام ابدال اور اکثر رقیب، نقیب اقطاب، اغیاث۔ رجال الغیب شریک نماز جنازہ تھے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زنداں پیر صاحب مکتوب نطاب منہاج الواجدین اور حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق بطن الولی صاحب مکتوب نطاب عروج الوحدت نے بموجب استدعائے علیم اللہ ابدال کے دفینہ انکا پائیں جائے مزار حضرت آمدوح کے سات درعہ چار گز کے فاصلہ پر قبر تیار کی پانچ درعات گہرہ کے کندہ کر کے تجویز فرمایا بعد دفن قبر بطرز مسنون مزبور کے بنوائی کہ قبر ابدالوں کا طریقہ یہی ہے۔ قبر ابدال کی عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت حلو العزم والمرتبہ ابدالی قبر ابدال کے قواعد معلوم سے دریافت کر لیتا ہے اسی شب کو حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زنداں پیر نے حضرت جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات، احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی جناب میں عرض کر کے امین اللہ ابدال بنگالی کو حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق صاحب بطن الولایت کی خدمت میں مقرر کرا لیا صبح چہار شنبہ کو امین اللہ ابدال حاضر ہو کر سرگرم خدمت مشغول کے ہوئے اور سب سے پہلے حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق صاحب بطن الولی نے امین اللہ ابدال کو واسطے خبر گیری ان ہر دو سنگ مذکورہ کے جو جسم مقدس حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ پر مثل خس پوش قائم تھے

جمال الدین ابدال کے پاس بھیجا۔ امین اللہ ابدال فی الفور گئے اور اسی وقت واپس آکر بدستور قائم رہنے کی خبر آئی حضرت موصوف اس مژدہ خیریت کو سن کر مسرور ہوئے اور تا القیام عمر شریف یہ عادت رکھی کہ ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کو ہر دو سنگ مذکورہ کی خبر منگا لیا کرتے تھے۔ بتاریخ ستائیسویں ماہ رمضان ۸۳۳ھ ہجری مرقوم الصدر کو شب دوشنبہ بعد تہجد کے نکاح حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق صاحب بطن الولایت کا ساتھ بی بی ام کلثوم بنت قاضی شریف کے منعقد ہوا۔ اور بتاریخ سترھویں محرم ۸۳۴ھ ہجری بیان نکاح شب سہ شنبہ بعد نماز تہجد کے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زنداں پیر نے حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق صاحب بطن الولایت کو جائے مزار خود دو اسطے تین ماہ کے حبس کبیر میں مقید کر دیا اور بتاریخ اکیسویں ماہ ربیع الثانی سنہ صدر کو شب پنجشنبہ حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زنداں پیر نے حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق صاحب بطن الولایت کو معرفت امین اللہ ابدال بنگالی کے حبس کبیر سے باہر نکالا۔ اور ارشاد فرمایا کہ ہم نے مکتوب نطاب منہاج الواجدین میں سب طرح کی تعلیمات کیفیات باطن تحریر کر دی ہیں۔ تم کو کسی طرح کا تردد لاحق نہیں ہوگا۔ اس مکتوب نطاب کو ہر وقت پیش نظر رکھیو تم سے محمد حبیو عجیب فیضیاب کیفیت باطن مرتبہ علو العزمی شہنشاہ ولایت کا ہوگا اور محمد عجیب سے قدوس نام مجدد کامیاب ہوگا کہ فیض حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا کا انجام کو پہنچے گا اور تعلیمات کیفیات باطن کی تجدید بحکم الہام باطن کرے گا۔

احوال خوارق حضرت مخدوم شاہ نورالحق صاحب کا اور وفات جناب ممدوح کا

حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق صاحب لطن الولایت مکتوب نطاب عروج الوحدت میں تحریر فرماتے ہیں کہ دو ہزار سات سو خوارق جلیلہ بخصوصیہ حضرت پیر و مرشد جناب شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب زندان پیر کے مکتوب نطاب منہاج الواجدین اور مکتوب نطاب اسرار القرشی تصنیف حضرت قبلہ و کعبہ شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء۔ قلندر ثالث سے معائنہ کر کے اور علیم اللہ ابدال و دیگر خدام کی زبانی سن کر اپنے مکتوب نطاب عروج الوحدت میں تحریر کئے۔ چنانچہ تین مرتبہ حضرت مخدوم شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب زندان پیر نے حضرت والدہ صاحبہ سے ارشاد فرمایا کہ اب ہم کو خدا کا پیام آیا ہے۔ اس عالم سے نقل کریں گے۔ اوّل بار والدہ صاحبہ نے جواب میں ارشاد فرمایا ۱

کہ اب تک تو میرے فرزند معصوم انتقال کرتے رہے اب جو عارف حق زندہ رہا ہے تو تم نقل کرنے کو کیا فرماتے ہو۔ عارف کے جان ہونے تک ہرگز جانے نہ دوں گی۔ بار دوم بعد حصول شرف خلافت میری کے حضرت والدہ صاحبہ نے جواب میں ۲
عرض کیا کہ عارف حق کی شادی دیکھ لو۔ بار سوم حضرت والدہ صاحبہ نے جواب میں ۳
گزارش کیا کہ عارف حق کا فرزند دیکھ لیجے۔ بار چہارم حضرت مخدوم شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب زندان پیر نے میری والدہ صاحبہ سے ارشاد فرمایا کہ آج شب کو بعد نماز تہجد ہم اس عالم سے رحلت کریں گے اور کل کے روز بعد نماز ظہر عارف حق کے فرزند پیدا ہوگا۔ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم عالم ارواح سے ہوا ہے کہ اس کے فرزند کا نام محمد عجیب انور محمد جیو رکھنا۔ یہ ارشاد سن کر میں نے عرض کیا کہ حضور انور نے آداب طریقت عالم حیات حضرت شیخ کے تعلیم فرمائے اب بعد

وصال کے بھی تعلیم فرماتے جاویں خادم آداب مزار مقدس کا کس طرح پر بجالائے حضرت پیر و مرشد نے ارشاد فرمایا کہ اقل طالب صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ کو لازم ہے کہ مزار حضرت شیخ کو برہنہ نہ رکھے چادر کا لباس کر دیا کرے۔ دوم دو رکعت صلوٰۃ ادا بین جانب دست راست مزار حضرت کے کھڑا ہو کر بہ قبلہ حقیقی متوجہ ہو کر ادا کرے۔ سوم سات مرتبہ سے کم طواف مزار حضرت شیخ نہ کیا کرے۔ چہارم بعد وصال حضرت شیخ کے زمین پر سونا اختیار کرے۔ پنجم ہر چہار طرف مزار حضرت شیخ سے ایسی جگہ پر نہ جائے کہ درمیان فاصلہ اٹھائیس ۲۸ ذرعہ کے حضرت شیخ کے مزار سے بلند ہوئے اگر صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ ان پانچوں آداب میں سے عمداً ایک بھی فروگزاشت کرے گا اسی وقت مرتبہ علو العزمی شہنشاہی ولایت کیفیت باطن کے سے محروم ہو جائیگا چنانچہ بتاریخ پندرھویں ماہ جمادی الثانی ۸۳۱ھ ہجری کو شب دوشنبہ بعد نماز عشاء کے حضرت پیر و مرشد برحق جناب مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندانی پیر نے حضرت ذات احدیت میں واصل فرمایا۔ اور اس عالم سے رحلت کی تا بنماز صبح حضرات رقباء نقباء نجباء ابدال و اقطاب۔ اغیاث۔ رجال الغیب حاضر آکر طواف حضرت ممدوح کا کر کے ترقی کیفیت باطن کی حاصل کرتے رہے بعد نماز اشراق اکثر حضرات اولیائے عصر شریک نماز جنازہ کے ہوئے قریب نماز چاشت دفینہ حضرت موصوف کا بجائے جس کبیر میرے انجام اور اختتام کیا گیا اور جو جو حضرات اولیائے عصر میں سے بعد دفینہ مبارک تشریف لائے۔ ہر ایک صاحب سات مرتبہ طواف مزار مقدس کا کر کے اس قدر عروج کیفیت باطن سے کامیاب ہو جاتے تھے کہ طاقت صبر و تحمل اس کیفیت کی نہیں رہتی تھی فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب گزارش کرتا ہے کہ ہر ایک عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ کو اب بھی بجر دادائے مراتب آداب مفصلہ بالا کے اسی طرح عروج کیفیت باطن حاصل ہوتا ہے اور مرتبہ علو العزمی شہنشاہی ولایت کا باستقلال عالم حیات اور ممات کے حاصل ہو جاتا ہے اور یہ فیض عام اس مزار لامع الانوار کا شف الاسرار کا تا قیام عالم اسی طرح جاری رہے گا۔

اشعار مؤلف

رضی اللہ عنہ اب حسن مخدوم حق تعریف کر
شاہ ہفت اقلیم کی توصیف کر

نور حق ان کا مثالی نام ہے
عبد حق ان کا جلالی نام ہے

یہ جو دونوں نام ہیں اسم عظیم
پڑھنے والا پائے ہے خلد و نعیم

محو ذات حضرت برحق ہیں وہ
حق نما، حق دوست حق ہیں حق ہیں وہ

وہ دیار شرقیوں کے شاہ ہیں
صوبہ ملک اودھ کے ماہ ہیں

شرق ان سے ہو رہا ہے نوریاب
نور ان کا ہے مسمیٰ مہرتاب

قدس سرہ خانقاہ شاہ عبد الحق تمام
نور الا اللہ کا رکھتی ہے جام

روضۂ دل خواہ ان کا خلد ہے
خطۂ درگاہ ان کا خلد ہے

چتر درگاہی ہے ان کا نور حق
سنگ ان کے چتر کا ہے طور حق

لن ترانی کی تجلی کا چمن
چتر سے ان کے نمایاں ہے حسن

وادیٔ ایمن کا شعلہ دل نواز
چتر پر حضرت کے ہے صورت طراز

روز و شب مرقد پہ نور کردگار
یوں برستا ہے کہ جوں ابر بہار

جبہ سائی کو وہاں جو جائے ہے
دل سے اس کے فکر غیر اٹھ جائے ہے

بے خودی بخشے ہے یاد خانقاہ
لے اڑے ہے بر فراز لا الٰہ

ڈالیوں پر ان درختوں کے طیور
شاد دل بیٹھے ہیں سب مانند حور

کوئی حق حق کوئی ہو ہو کی صدا
بر زباں رکھتا ہے ہر صبح و مسا

خانقاہ ہے کیا عجب میدان ہے
جلوہ گر ہر سو خدا کی شان ہے

جاتے ہیں اس جا پہ سب اہل نظر
مست ہو جاتے ہیں اس کو دیکھ کر

حاجت اپنی جو وہاں لے جائے ہے
شاہ کے روضہ سے حاجت پائے ہے

کوئی تعلیم شریعت کیش حق
کوئی ارشاد حقیقت کیش حق

جھومتا ہے کوئی مجذوبی شعار
کوئی سجدہ میں ہے سالک ہوشدار

کوئی دریائے انا الحق کا غریق
ایمنی آتش کا ہے کوئی حریق

شوق ہو جس کو تجلی کا حسنؔ
دیکھ لے وہ جا کے درگاہ حسینؓ

دیدۂ بینا جسے بخشے خدا
دیکھ لے اس جا پہ نور کبریا

ہے رہ دلی منزل دین نبی
ہر بشر اس جا پر آئین نبی صلی اللہ علیہ وسلم

فیض حضرت کا عجب گل ریز ہے
اس طرف کی سب زمیں گل خیز ہے

شاہ کی اولاد سے ہر مرد نیک
قطب اپنے وقت کا ہے ایک ایک

کیا کروں ان کی محبت کا بیاں
اے حسنؔ کر نا عیاں کا کیا عیاں

صاحب تخلیص ہے ہر ایک واں
ہے ہر ایک مستثنہ اہل جہاں

شاہ کا توشہ عجائب تیر ہے
ہر غرض کے واسطے شمشیر ہے

رضی اللہ عنہ کوئی مطلب حل نہ ہوتا ہو حسنؔ
طالب اس مطلب کا روتا ہو حسن رضی اللہ عنہ

شاہ کا توشہ وہ جی میں مان لے
حل مشکل بالیقین وہ جان لے

طور کے جلوے سے روشن خانقاہ
بر طریق روشنی مہر و ماہ

روضۂ تقدیس پر ان کے مدام
بارش انوار حق ہے صبح و شام

اے حسنؔ نور روضہ نوری کو دیکھ
اے حسنؔ تو جلوۂ طوری کو دیکھ

احوال ولادت وبیعت وخلافت وجلس کبیر حضرت شاہ محمد عجیب انور محمد جیو صاحب کا

مکاتیب مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ پندرھواں ماہ جمادی الثانی ۸۳۶ھ ہجری کو روز دوشنبہ وقت تہجد حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفےٰ حق باطن الولایت صاحب مکتوب نطاب عروج الوحدت کے فرزند دل بند حضرت محمد عجیب انور محمد جیو صاحب تولد ہوئے۔ آثار ولایت مادرزاد کے معائنہ ہوئے تا بروز خلافت حضرت محمد عجیب انور محمد جیو صاحب سات سو اکیاون خرقے صادر ہوئے اور تیسرے روز یوم ولادت سے حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفےٰ حق بطن الولایت کو عالم ارواح میں حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا تو اپنے فرزند کا نام کمال الدین رکھ بموجب حکم کے صبح کو کمال الدین نام مشہور کیا۔ جب حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد جیو صاحب بشغل علوم ظاہری اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچے۔ بتاریخ تیرھویں مع جمادی الآخر ۸۵۴ھ ہجری کو روز جمعہ وقت عصر کے حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفےٰ حق بطن الولایت نے حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد جیو کو اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ سے خاندان حقی صابریہ چشتیہ میں مشرف فرما کر تعلیم کیفیت باطن سے مستفیض کیا۔ اور حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد جیو ترقی کیفیت باطن میں بدل وجان مشغول ہوئے۔ بارہ سال کی ورزش شغل برزخ میں قرب حضرت واحدیت سے بخوبی تمام کامیاب ہو گئے بتاریخ بائیسویں ماہ شعبان ۸۶۶ھ ہجری کو روز دوشنبہ بعد نماز عصر کے حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفےٰ حق بطن الولایت نے حضرت شمس الدین عارف مرید سید گدا رحمان صاحب مکتوب نطاب موجد وصول اور حضرت گدا رحمان بن سید ابو الفضل صاحب

احوال بیعت حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد جیو صاحب

مکتوب نطاب "کہکشاں حق" اور حضرت[3] طہٰ مرید سید صالح صاحب مکتوب نطاب سلک گوہر اور حضرت[4] سید احمد بن محمد افضل مکتوب نطاب "مہر سدید" اور حضرت[5] عبدالصمد خدانما صاحب مکتوب نطاب "صفات صلوٰۃ" اور حضرت[6] سید ابوصالح مرید سید عبدالقادر صاحب مکتوب نطاب "مقرب الحدود" اور حضرت[7] محمد غیاث ذکر جلسہ خلافت نور بخش صاحب مکتوب نطاب "دیدہ دید" اور حضرت شیخ[8] صوفی علی صاحب مکتوب نطاب کی حضرت "حصار" اور حضرت[9] شیخ علاؤالدین مرید شیخ صدرالدین صاحب مکتوب "معود جعفری" محمد عجیب الانوار محمد جیو حضرت[10] سید علی ترمذی، صاحب مکتوب نطاب جلیل کا ظلم اور حضرت[11] شاہ جمال مرید صاحب شیخ قیام صاحب مکتوب نطاب "ذات عارض" اور حضرت[12] سید اسمٰعیل مرید حضرت عبدالعزیز صاحب مکتوب نطاب "امیر الخلود" اور حضرت[13] عبدالقدوس مرید سلسلہ حضرت عبداللہ شطاری صاحب مکتوب نطاب ہجوم علوی اور حضرت[14] محمد مجتبیٰ صاحب مکتوب نطاب "رویت لطائف" اور حضرت[15] سید علاء الدین مرید سید راجو قتال بخاری صاحب مکتوب نطاب "ہلال احمر" اور حضرت[16] شاہ "رزاق پاک مرید حضرت شاہ آلہ داد صاحب مکتوب نطاب "تحیر مصداق" اور حضرت[17] شاہ سراج الدین محمد شاہ عالم صاحب مکتوب نطاب مظاہر قدم اور حضرت[18] مولانا جلال یونانی صاحب مکتوب نطاب مشاہد العجائب اور حضرت[19] خواجہ مولانا شمس الدین رومی صاحب مکتوب نطاب "کلام العیوب" اور حضرت شیخ[20] متقی صاحب مکتوب نطاب عطاء المراغ اور حضرت[21] نظام الدین ابدال اور حضرت[22] شیخ علاء الدین ابدال اودھی اور حضرت[23] شیخ جوزقی ابدال اور حضرت[24] شیخ فخرالدین عراقی صاحب مکتوب نطاب "مزید شوق" اور حضرت[25] مولوی عبدالرحمٰن جامی صاحب مکتوب نطاب "عروس دیدار" اور حضرت خواجہ عبداللہ احرار صاحب مکتوب نطاب خزائن صفات، اور اکثر حضرات اولیاء سالکین شرکاء جلسہ خلافت خود واقع تاریخ اکیسویں[21] رمضان المبارک ۸۳۱ھ ہجری مرقوم الصدر کہ جن کے اسماء مبارک مع مکاتیب تحریر ہو چکے ہیں محفل ترتیب دے کر حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب الانوار محمد جیو کو اپنے سامنے بٹھلا کر بیعت امامت اور ارشاد سے خاندان حقی صابریہ

چشتیہ میں مشرف فرماکر کلاہ اپنی اڑھائی اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھا اور خرقہ پہنایا۔ اور مثال خلافت بخطاب یعنی روحی کے مرحمت فرمائی اور القاب باطنی سے سب حضرات حاضرین کو اطلاع دی اور جملہ مفاوضات معنونہ یعنی اسناد خلافت نامہ جات اور مکتوبات نطاب اور اوراد منضبطہ اوقات شبانہ روز اور تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم جملہ حضرات پیران عظام سلسلہ عالیہ موصوفہ کے مرحمت فرماکر صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ مثل اپنے کرکے کیفیت علو العزمی مرتبہ شہنشاہی ولایت کی اسی وقت حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد حبیب کے باطن میں مستولی فرمادی اور امین اللہ ابدال بنگالی کو خدمت میں مامور کردیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ تم سے قدوس نام مجدد قطب عالم بہرہ یاب کیفیت باطن کا ہوگا۔ اور اسی روز سے حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفےٰ حق بطن الولایت نے تحریر مکتوب نطاب عروج الوحدت کی موقوف فرماکر تنہائی اور تخلیہ پسند خاطر عاطر فرمایا اور حصول خلافت کے روز سے حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد حبیب صاحب نے تا بمدت عمر یہ عادت شریف رکھی کہ بموجب قاعدہ مستمرہ ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کو معرفت امین اللہ ابدال بنگالی کے خیر و عافیت ان ہر دو سنگ مذکورہ کی جو مثل خس پوش جسم مطہر حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان اللہ الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ قائم تھے منگوا لیا کرتے تھے۔

احوال بیعت اور خلافت حضرت شاہ عبدالقدوس صاحب مجدد قطب عالم کا

مکاتیب مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر سلطان المتارکین صاحب مکتوب لقطاب "تحفۃ الوحدت" کو ایام طفولیت سے بباعث صدور آثار ولایت مادر زاد کے روح پرفتوح حضرت مخدوم شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب زنداں پیر رحمۃ اللہ علیہ سے مناسبت معنوی ارادتی حاصل تھی ماہ رجب قطب عالم صاحب ممدوح کو بتاریخ گیارہویں ماہ رمضان ۸۵۹ھ ہجری کو روز پنجشنبہ بعد نماز عصر کے اپنے والد ماجد شیخ اسمٰعیل بن مخدوم صفی اللہ صاحب مکتوب لقطاب کیف الکبائر سے بموجب حکم حضرت مخدوم شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب زنداں پیر کے کیفیت باطن ولایت روح جذبیہ ہر دو خاندان حنفی علوی اور سلسلہ اویسیہ اور قادریہ مذکور الصدر کی حاصل ہوئی اس روز سے روح پرفتوح حضرت مخدوم شاہ نورالحق صاحب زنداں پیر سے ساتھ حضرت قطب عالم ممدوح کے فیضان باطنی و روحی انواع انواع ہر طرح سے ہر وقت اور ہر ساعت حاصل ہوتا رہتا تھا کہ انتظام احکامات الٰہیہ کا نسبت خلق اللہ کے فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز بتاریخ ساتویں ماہ ربیع الاول ۸۶۲ھ کو روز شنبہ بعد نماز مغرب کے حضرت مشکل کشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر سلطان المتارکین حاضر بارگاہ مزار مقدس حضرت مخدوم شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب زنداں پیر کے ہو کر سجدۂ تعظیمی ادا کر رہے تھے۔ اور حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفےٰ احق لبطن الولایت بھی جانب دست مزار منور حضرت مخدوم صاحب موصوف کے مراقبہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت مخدوم صاحب ممدوح نے مزار منور سے باہر تشریف لاکر حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفےٰ احق لبطن الولایت کے شانہ

سے ہاتھ لگا کر ارشاد فرمایا کہ شادی قدوس مجدد کے ساتھ اپنی دختر کی کر دے اور اسی شب کو اہل خانہ حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفےٰ احق بطن الولایت سے حضرت مخدوم صاحب موصوف نے خواب میں صورت حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کی سامنے کر کے ارشاد فرمایا کہ "تو اپنی دختر اس شخص سے منسوب کر دے" بموجب احکامات متواترہ کے بتاریخ اکیسویں ماہ ربیع الاول سنہ صد شب جمعہ کو نکاح حضرت مشکل کشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر سلطان التارکین کا ساتھ بی بی صغرا عرف بنیاد دختر حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفےٰ احق بطن الولایت کے منعقد ہوا اور تاریخ انیسویں ماہ جمادی الثانی سنہ ۹۶۹ ہجری کو روز پنجشنبہ وقت عصر کے حضرت قطب عالم صاحب ممدوح طواف مزار منور حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں مصروف تھے کہ حضرت ممدوح نے تابناف مزار مقدس سے باہر نکل کر ارشاد فرمایا کہ قدوس مجدد تو کیفیت باطن مرتبہ علو العزمی شہنشاہی ولایت کی شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد جیو صاحب عیسیٰ روحی سے حاصل کر حاضرین درگاہ عرش پناہ نے یہ معاملہ دیکھ کر حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد جیو صاحب مکتوب لقاب تشریح المعانی سے جا کر گزارش کیا بمجرد استماع حضرت ممدوح بھی حاضر ہوئے حسب استماع معاملہ دیکھ کر سجدہ تعظیم میں مشغول ہوئے حضرت مخدوم صاحب موصوف نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے قدوس مجدد کو حمان قطب عالم کیا" یہ ارشاد فرما کر روح پر فتوح اندر مزار کے تشریف لے گئی۔ اور حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد جیو صاحب عیسیٰ روحی بھی اسی وقت سے اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے۔ اور حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر سلطان التارکین ایک شبانہ روز دروازہ حجرے پر دست بستہ کھڑے رہے صبح روز جمعہ سے باختلاف اوقات۔ حضرت اخون درویزہ بابا نگرہاری صاحب مکتوب لقاب "صغیر الصبر" اور حضرت خواجہ عبداللہ مرید خواجہ یحییٰ صاحب مکتوب لقاب مشرف الموحد۔ اور حضرت عاشق محمد مرید مجتبیٰ صاحب مکتوب لقاب عنت العقود اور حضرت مرتضےٰ صاحب مکتوب لقاب تلقین الذاق اور حضرت

ذکر حضرت قطب عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سید یوسف مرید سید محمد صاحب مکتوب نطاب لطائف الغیب اور حضرت[۹] شاہ فضیل صاحب مکتوب نطاب خلوت المجالس اور حضرت[۸] شیخ حکیم اودھی صاحب مکتوب نطاب خلق الارواح اور حضرت[۹] عبد اللہ صاحب مکتوب نطاب مفہوم ذات اور حضرت[۱۰] ضیاء الدین صاحب مکتوب نطاب اشغل جمالی اور حضرت[۱۱] ولی محمد مرید محمد سعید صاحب مکتوب نطاب[۱۲] فکر المطلق اور حضرت[۱۳] محمد سعید صاحب مکتوب نطاب منفک سعیدی اور حضرت[۱۴] شیخ محمد حسن مرید شیخ محمد غیاث صاحب مکتوب نطاب امام الصبور اور حضرت[۱۵] شیخ محمد مرید حسن محمد صاحب مکتوب نطاب عروج مع اللہ اور حضرت[۱۶] عبد المجید بن وجیہ الدین صاحب سلسلہ جباریہ صاحب مکتوب نطاب صدق وفا اور حضرت[۱۷] ظہور بخش مرید عنایت اللہ صاحب مکتوب نطاب "نفس الوجدان" اور حضرت[۱۸] سید احمد قادری صاحب مکتوب نطاب "معائنہ راز" اور حضرت[۱۹] عبد الکریم بربری صاحب مکتوب نطاب غیب الحق اور حضرت[۲۰] مولوی غیاث الدین بن محمد یعقوب علی صاحب مکتوب نطاب شہود اربعہ اور حضرت[۲۱] ظہور اللہ بن عبد الغفار صاحب مکتوب نطاب سماعت بدیع اور حضرت[۲۲] محمد ابو القاسم گرگامی صاحب تواریخ ظہرت نامہ اور حضرت[۲۳] درویش محمد بن قاسم اودھی صاحب مکتوب نطاب جمال الواحدیت اور حضرت[۲۴] مولوی نظام شاہ مجذوب جون پوری اور حضرت[۲۵] علم شاہ مجذوب اودھی اور حضرت[۲۶] بلاقی مجذوب اور حضرت[۲۷] جوجو مجذوب اور حضرت[۲۸] نیاز احمد مجذوب دہلوی اور حضرت[۲۹] کرم علی مجذوب اودھی اور حضرت[۳۰] کرم اللہ مجذوب اور حضرت[۳۱] وجیہ الدین ابدال اور حضرت داؤد جہنی دال ابدال اور اکثر حضرات اولیائے سالکین شرکائے جلسہ خلافت حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد حبیو صاحب عیسیٰ روحی کے اور جمیع حضرات رقباء و نقباء و نجباء و ابدال و اقطاب و اغیاث و رجال الغیب تا بوقت عصر تشریف لے آئے۔ بعد فراغ نماز عصر حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد حبیو صاحب عیسیٰ روحی حجرہ سے باہر تشریف لائے اور بتاریخ بیسویں ماہ جمادی الآخر سنہ ۸۶۹ ہجری روز جمعہ وقت مابین عصر و مغرب حضرت موصوف نے حضرات موصوف الصدر سے محفل ترتیب دے کر حضرت مشکلکشا بندہ

شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر سلطان التارکین کو اپنے سامنے بٹھلا کر بیعت امامت وارشاد سے خاندان حقی صابریہ چشتیہ میں مشرف فرمایا اور کلاہ اپنی اڑھا کر عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھا اور خرقہ پہنایا۔ اور مثال خلافت بخطاب مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس قطب عالم دستگیر سلطان التارکین گنگوہی کے سب اہل مجلس کو سنا کر مرحمت فرمائی اور لقب باطنی سے بھی شرکاء محفل کو اطلاع دی اور کیفیت باطن مرتبہ علوالعزمی شہنشاہی ولایت کی اسی وقت حضرت قطب عالم ممدوح کے باطن میں محیط فرمادی۔ اس عرصہ میں حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفےٰ حق لطن الولایت بموجب حکم الہام باطن کے تخلیہ میں سے مجلس میں تشریف لائے۔ بے اختیار زبان مبارک سے کلمہ مبارک باد بار بار فرماتے تھے۔ حضرت قطب عالم صاحب موصوف بموجب حکم حضرت پیر و مرشد کے جاکر قدم بوس ہوئے حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفےٰ حق لطن الولایت نے اپنے سینہ فیض گنجینہ سے مس کیا۔ معاً حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کو حال وجد طاری ہو کر استغراق ہو گیا۔ بے اختیار زمین پر گر پڑے اکتالیس روز تک ایک حال پر غافل رہے۔ عالم وجوب میں حضرت جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے آنکھوں اور زبان کو بوسہ دے کر ارشاد فرمایا کہ اے قطب عالم مجدد حنفی تجھ کو مثل علی کے مقام فنا فی اللہ کا حاصل ہوا۔ اور عالم ارواح میں حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاء الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا کہ بندگی قدوس گنگوہی قطب عالم مجدد حق مبارک ہو تجھ کو تیرا مرتبہ اور مہر ولایت اپنی پس پشت مبارک کی پیشانی پر مس کر دی۔ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر سلطان التارکین نے اسی وقت آنکھیں کھول کر دیکھا اور زبان مبارک سے فرمایا الحمد للہ حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد جیو صاحب عنایت خلق عینی روحی نے اکتالیس روز کامل حضرت قطب عالم صاحب موصوف کے پاس قیام فرمایا تھا۔ وقت نصف کا تھا کہ حضرت قطب عالم صاحب موصوف کو افاقہ ہوا تھا

حضرت قطب عالم کے ساتھ سید عالم صلعم اور حضرت بادشاہ دوجہاں کے عنایت خلق فرمانا

اس وقت دونوں صاحبوں کو یہ معلوم ہوا کہ گویا ابھی وجوب سے امکان ہوا ہے۔ بعد نماز صبح حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب النور محمد حبیب صاحب علیہ روحی نے تمامی اسناد مفاوضات معنونہ یعنی خلافت نامجات معتبرہ اور مکتوبات نطاب محققہ اور اوراد منضبطہ اوقات شبانہ روز اور تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم حضرات پیران عظام اپنے سلسلہ عالیہ کے حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین کو مرحمت فرما کر صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ مثل اپنے فرما کر امین اللہ ابدال اللہ تعالیٰ کو خدمت میں مامور کر دیا اور واسطے تبلیغ احکام ارشاد تعلیم طریقت کے تاکید فرمائی اسی وقت سے طالبان خدا حضرت قطب عالم صاحب ممدوح سے شرفیاب بیعت ہونے لگے۔ گیارہ برس کامل حضرت قطب عالم صاحب موصوف بعد حصول شرف خلافت حضرت پیر و مرشد کی کفش برداری میں گرم رہے اور شبانہ روز تعلیم لسانی حضرت پیر و مرشد برحق سے مستفیض ہو کر حضرت ذات احدیت صرفہ سے اسفل طبیعت تک ہر ہر مرتبہ کے آداب۔ احکام۔ آثار۔ اصطلاح جنات بسیطات۔ اذکار۔ اشغال افکار۔ اسرار سے بہرہ مند ہوئے اور جمیع مراتب کیفیات باطن مستلزمات علو العزمی حمان شہنشاہی ولایت کے یعنی سات طرح کی ترکیب تلاوت دعائے حرز یمانی شریف حرز مرتضوی لقب بسیف اللہ سلطان الاوراد کی حاصل فرمائی۔

احوال حبس کبیر حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد جیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اور وفات حضرت شاہ عارف مصطفےٰ احق بطن الولایت رحمۃ اللہ علیہ کا

مکاتیب مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ انیسویں ماہ رجب ۸۸۷ھ ہجری کو شب پنجشنبہ بعد نماز عشاء کے حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفےٰ احق بطن الولایت صاحب مکتوب نطاب عروج الوحدت نے حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد جیو عیسیٰ اروچی صاحب مکتوب نطاب تشریح المعانی کو بجائے مزار خود قبر پختہ بنوا کر واسطے بیٹھنے کے حبس کبیر میں مقید فرما دیا اور بتاریخ پچیسویں ماہ رمضان سنہ صدور روز دوشنبہ کو بعد نماز ظہر کے معرفت امین اللہ ابدال بنگالی کے حسب معمول حبس کبیر میں سے طلب فرمایا اور بتاریخ تیرھویں صفر ۸۸۲ھ ہجری کو روز دہ شنبہ بعد فراغ نماز صبح کے حضرت شاہ عارف جیو صاحب مصطفےٰ احق بطن الولایت نے حضرت ذات احدیت صرفہ میں وصل فرمایا اور اس عالم سے رحلت کی سب امورات بموجب دستور قدیم کے عمل میں آئے اور کفن حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر کا پہنا ہوا پہنایا گیا۔

اولادت حضرت شاہ عارف جیو صاحب

مختصر قصہ اس کا یہ ہے کہ بتاریخ ششم ماہ ربیع الاول ۸۳۲ھ ہجری کو روز سہ شنبہ بعد نماز ظہر کے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب زندان پیر نے اس عالم سے رحلت فرمائی تھی۔ بعد نماز جنازہ ایک عورت ضعیفہ نے بر سر جنازہ آکر دریافت حال کر کے افسوس کیا کہ۔ زندان پیر منگل کے روز انتقال کرے بڑے تعجب

کی بات ہے ؛ حضرت مخدوم صاحب ممدوح نے جنازہ پر سے اٹھ کر ارشاد فرمایا کہ اے بی بی پھر یہ زندان پیر، اور کون سے روز اس عالم سے رحلت کرے ؟ اس عورت نے جواب دیا کہ، حضرت کوئی روز اور مہینہ اور سال متبرک ہو حضرت مخدوم صاحب موصوف نے ارشاد فرمایا کہ بہتر ہے اب ہم کسی متبرک روز اور مہینہ اور سال میں اس عالم سے حجاب کریں گے۔ اب نہیں جاتے اسی وقت جنازہ پر سے اٹھ بیٹھے اور اس واقعہ سے چھ برس تک حضرت مخدوم صاحب ممدوح اس عالم میں جلوہ بخش رہے بعد انقضائے مدت شش سال کے تاریخ پندرھویں ماہ جمادی الآخر ۸۳۰ھ ہجری روز دوشنبہ کو آپ کا وصال ہوا جو اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد حیو صاحب عیسیٰ روحی نے مکتوب نطاب تشریح المعانی میں پانسو ستاون ۵۵۷ خوارق عجیبہ عمر بلوغ سے تا مدت عمر جو حضرت شاہ عارف حیو صاحب مصطفےٰ احق بطن الولایت سے صادر ہوئے تھے سنے اور دیکھے تحریر فرمائے ہیں۔ اور روز وفات حضرت پیر و مرشد سے خلوت نشینی پسند کی اور تحریر مکتوب نطاب کی ختم ہوئی۔

احوال حبس کبیر اور روانگی گنگوہ حضرت قطب عالم صاحب کا اور بیعت اور خلافت حضرت شاہ جلال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھانیسری کا

مکاتیب مفصلۂ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ تیرھویں ماہ ربیع الاول ۸۸۲ھ ہجری کو شب شنبہ بعد نماز عشاء کے حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد حبیو صاحب علیٰ روحی صاحب مکتوب نقاب تشریح المعانی نے حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر سلطان التارکین صاحب مکتوب تحفۃ الوحدت کو بجائے مزار خود قبر پنجہ میں واسطے اکتالیس روز کے حبس کبیر میں مقید فرمادیا۔ اور بتاریخ پنجم بیسویں ماہ ربیع الثانی سنہ صدر کو روز چہار شنبہ وقت مغرب کے معرفت امین اللہ ابدال بنگالی کے حسب معمول قدیم حبس کبیر میں سے طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ تم مع اہل وعیال روانہ قصبہ گنگوہ کے ہوجاؤ امین اللہ ابدال تمہاری خدمت میں رہے گا۔ اور بتاریخ اکیسویں شعبان ۸۹۸ھ ہجری روز دوشنبہ کو فقیر اس عالم سے رحلت کرے گا۔ اور فقیر تیرے پاس موجود ہوگا۔

چنانچہ بتاریخ دوم رجب ۸۸۲ھ ہجری مرقوم الصدر کو روز پنجشنبہ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر سلطان التارکین مع امین اللہ ابدال بنگالی اور اہل و عیال کے کہ حضرت شاہ عبدالمجید صاحب فرزند ارجمند تولد ہوچکے تھے اسم اعظم چشتیہ تلاوت فرماتے ہوئے روانہ گنگوہ مشرف کے ہوئے۔ اثنائے راہ میں تبلیغ احکام ارشاد تعلیم طریقت سے خلق اللہ کو فیض یاب بیعت کرتے ہوئے۔ بتاریخ اکیسویں ماہ مذکورہ سنہ صدر کو روز سہ شنبہ وقت نماز ظہر کے داخل قصبہ گنگوہ کے ہوکر قیام پذیر ہوئے اکثر واسطے تبلیغ احکام ارشاد تعلیم طریقت کے نواح قرب وجوار میں تشریف لے جاتے

سنہ قصبہ شاہ آباد میں زیادہ تر اتفاق قیام کا ہوتا بتاریخ تیرھویں ماہ صفر ۸۸۲ھ ہجری کو روز سہ شنبہ وقت بعد مغرب کے حضرت شیخ جلال الدین صاحب بن قاضی محمود تھانیسری سترہ سال کی عمر میں حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کے پاس قصبہ شاہ آباد میں حاضر ہوئے اسی روز حضرت قطب عالم صاحب موصوف کے ہاتھ پر بیعت توبہ سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ میں مشرف ہوکر تعلیم کیفیت باطن سے کامیاب ہوئے چودہ سال کامل ورزش شبانہ روز شغل برزخ سے مستفیض قرب حضرت واحدیت کے ہوگئے بتاریخ سترھویں ماہ رجب ۸۹۷ھ ہجری کو روز دوشنبہ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین نے حضرت شیخ داؤد قریشی صاحب مکتوب نطاب ظہیر الوسعت اور حضرت شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مکتوب نطاب ،،سکر الغروب،، اور حضرت شیخ اختیار الدین صاحب مکتوب نطاب صوت القربت اور حضرت سید محمد کالوی صاحب مکتوب نطاب اعظم الصور اور حضرت مولانا علیم الدین چشتی صاحب مکتوب طویل اللوح اور حضرت مولانا سراج الحق صاحب مکتوب نطاب مطلب الانوار،، اور حضرت شاہ علاء الحق صاحب مکتوب نطاب کفایت نامہ اور حضرت خواجہ آدم امکنگی صاحب مکتوب نطاب معاونت شمس اور حضرت فیض اللہ شاہ صاحب مکتوب نطاب حمید الواحد اور حضرت خواجہ عبدالحق المشتہر محی الدین صاحب مکتوب نطاب قطب المنت اور حضرت شیخ الاسلام صاحب مکتوب نطاب صرف العون اور حضرت محمد ابوالقاسم گرگامی صاحب تواریخ ظہرت نامہ اور دو ہزار ایک سو اخلان سلسلہ سلوک و روح جذبہ اپنے سے مخفل ترتیب دے کر حضرت شاہ جلال الدین صاحب کو اپنے سامنے بٹھلا کر بیعت امامت اور ارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ میں مشرف فرما کر کلاہ نمدی اور ٹھاٹی اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنا دیا اور مثال خلافت بخطاب کریم الطرفین کے شرکائے مجلس کو سنا کر لقب باطنی سے سب اہل محفل کو مطلع فرما دیا۔ اسی وقت کیفیت باطن مرتبہ علو العرشی شہنشاہی ولایت کی حضرت شاہ جلال الدین صاحب کریم الطرفین کے باطن میں متولی ہوگئی کہ تبلیغ احکام ارشاد تعلیم طریقت میں سرگرم ہوگئے کہ خلق اللہ شرف یاب بیعت ہونے لگی۔

احوال وفات حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد جیو صاحب کا اور حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم کے بجسم روح حاضر ہونے کا

مکاتیب مفصلۂ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ اکیسویں ماہ شعبان ۸۹۸ھ ہجری کو بروز دوشنبہ بعد نماز ظہر کے حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد جیو عیسےٰ روحی صاحب مکتوب نطاب تشریح المعانی" نے حضرت ذات احدیت صرفہ میں وصال فرمایا اور اس عالم سے رحلت کی اس روز وقت صبح سے حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم گنگوہی سلطان التارکین صاحب مکتوب نطاب تحفۃ الوحدت کو غلبہ مقام فنافی اللہ اس قدر طاری تھا کہ سترہ قسم کے القاء قلب پر پے در پے علی التواتر صادر ہوتے تھے اور گیارہ قسم کے الہام بطون سے مرتبہ ظہور میں آتے تھے جب حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کو اس غلبہ سکر میں یاد آیا کہ آج روز وصال حضرت پیر و مرشد برحق کا ہے۔ دو ساعت قبل وصال حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد جیو عیسیٰ روحی سے بجسم روح حاضر ہو کر تمامی خدمات خاص کا انصرام اپنے ہاتھ سے مثل حضرت شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب ردولوی زنداں پیر کے فرمایا فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب گزارش کرتا ہے کہ مکاتیب مفصلۂ ذیل سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب دستگیر گنگوہی سلطان التارکین صاحب مکتوب نطاب تحفۃ الوحدت نے ایک جسم سے انصرام خدمت اپنے حضرت شیخ

(حضرت قطب عالم صاحب کا ایک وقت میں ستر جگہ جسم موجود ہونے کا حال)

کا قصبہ ردولی ملک پورب میں فرمایا اور دوسرے جسم سے مدینہ منورہ کا طواف ہمراہ حضرت شیخ اختیار الدین صاحب مکتوب نطاب صوت القربت کے کیا اور تیسرے جسم سے کوہستان تبت پر چلہ کش تھے کہ اسی روز حضرت شاہ محمد ابو القاسم گرگامی صاحب تواریخ ظہرت نامہ سے تبت دوم پر ملاقی ہوکر حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے دفینہ کی گفتگو درمیان میں آئی اور چوتھے جسم سے اسی وقت حضرت شیخ حسام الدین مانک پوری صاحب مکتوب نطاب دقائق غوثی کو تبت سوم پر ملاقی ہوکر پانی واسطے افطار روزہ کے لاکر دیا تھا۔ اور چند تعلیمات سے حسب الاستدعا ان حضرت کے مشرف فرمایا اور پانچویں جسم سے اسی وقت شاہ عبد الصمد صاحب بغدادی صاحب مکتوب نطاب "عروج حسن" سے تبت ہفتم پر ملاقی ہوئے سیب واسطے افطار روزہ کے دیا تھا اور چھٹے جسم سے اسی وقت حضرت عبد القدوس بصری صاحب مکتوب نطاب "معرفت ابیض" سے اجمیر شریف میں حضرت خواجہ معین الدین سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر کے مزار مقدس پر مراقب بیٹھے ہوئے ملاقی ہوئے اور ساتویں جسم سے اسی وقت حضرت غیاث کبیر صاحب مکتوب نطاب "جاذبۂ قدرت" خلیفہ بستم حضرت شاہ بدیع الدین عرف شاہ مدار سے کانپور میں ملاقی ہوئے اسی طرح ستر جگہ حضرت قطب عالم صاحب ممدوح حضرات اولیائے ہمعصر سے ملاقی ہوئے تھے بسبب طول مضمون کتاب تحریر نہیں کیا جاتا اور حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے تعلیم ترکیب اس کیفیت باطن کی اپنے مکتوب میں بعبارت عربی اس طرح تحریر فرمائی ہے ترجمہ اس کا تحریر کیا جاتا ہے۔

تعلیم طریقہ حنفیہ

علوی روح جذبیہ کی اگر کسی خدا دوست کو یقین نہ ہو اور اس تحریر کو غلط پائے تو فرد لئے قیامت عاصی کا دامن اور طالب کا ہاتھ ہوئے لیکن اس تعلیم

ہیں سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے یعنی طریقہ خفیہ علوی میں داخل ہو اور تعلیم باطنی سے مشرف ہو جہاں کے ہاتھ سے صورت اخذ کرکے اور معنی کو سلب جانے ہوئے معائنہ وحدت کا کرکے واحدیت میں صورت کو بقا لاکے اور نفس مطمئنہ کو نفس لوامہ سے وصل کرکے ملہمہ سے ضرورت پیش لاکر نفس امارہ کو فنا سے بقا کی صورت بنا کر قائم کرے جب کہ نفس انتقالی پیدا ہو جائے گا پھر روزہ طالب خدا کا نماز کعبہ میں جسم کے ساتھ ادا کرے گا فقط۔ طالبان خدا کو غور فرمانا چاہیئے کہ حضرات علوالعزمان شہنشاہان ولایت نے اس طرح کی صدہا تعلیمات باطن جو آج عنقا صفت زبنت الکلام کے طور پر عالم فریبی کو مشہور ہیں اپنے اپنے حضرات خلفا جانشین مجاز مرفوع الاجازت علوالعزم والمرتبہ کو واسطے انجام امورات خدمات متعلقہ کیفیت باطن کے سینہ بسینہ اور سفینہ بسفینہ تعلیم فرماتے ہیں نہ برائے حصول دنیا اور نہ خواہش نفس امارہ۔

چنانچہ بموجب حکم حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء مندرجہ مکتوب لقاب صحیفہ بیان صابری کی ہر ایک صاحب شرف یافتہ کیفیت باطن کو تجدید تعمیل تعلیمات موصوف الصدر کی حضرت علوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت مجدد اپنے زمانے سے ضرور ہوتی ہے حضرت مرشد برحق ہادی مطلق پیر دستگیر حضرت شاہ محمد امیر صاحب قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کفش بردار کو ہر گونہ تعلیم کیفیات باطن سے مستفیض فرمایا ہے اور اس کیفیت خفیہ مذکورہ کا مفصل حال مع نقشہ حضرات علوالعزمان صاحب کیفیت روح جذبیہ مع اولوالامران ظاہری کے اس کتاب کے آخیر میں بیان کیا جائے گا۔

احوال حضرت قطب عالم صاحب کی محفل میں بموجب حکم حضرت بادشاہ دوجہان کے جمال الدین ابدال کے حاضر ہونے کا

مکاتیب مفصلۂ ذیل میں تحریر ہے کہ بعد وفات حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب النور محمد حسینی عیسے روحی کے حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس صلعب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین صاحب مکتوب نطاب تحفۃ الوحدت نو سال کامل ارشاد تعلیم طریقت میں ایک ہزار سات سو انسان اور پچاس جن شرفیاب بیعت ہو کر تعلیم کیفیت باطن حسب استعداد خود خلیفہ صاحب مجاز ہوئے لیکن حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کریم الطرفین صاحب مکتوب نطاب امانت الوحدت مرتبۂ کمال و تمام تعلیمات کیفیت باطن شہنشاہی ولایت صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم و المرتبہ کامیاب ہوئے اس نو برس کے عرصہ میں ایک عجیب معاملہ دونوں حضرات کے معائنہ میں گزرا لیکن ہنگام وقوع معاملہ کسی صاحب کو علم نہ ہوا بعد دفینہ حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے جمال الدین ابدال نے حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کے اجلاس میں عرض کیا کہ بعد تشریف لے جانے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق ردولوی زندال پیر کے حسب الحکم حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء یہ معمول مقرر کیا گیا تھا کہ روز پنجشنبہ وقت صبح کے روح گلاب کی قطعہ جائے محفوظ مطلع الانوار میں جسم مبارک سے سات سات قدم کے فاصلہ تک چھڑک

دی جاتی تھی اور جب روح گلاب کے طلب کرنے کی ضرورت درپیش ہوتی تھی ایک جن یک صد نفر جن متعینہ میں سے روم کو ارسال کر دیا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ بتاریخ نویں صفر سنہ ۹۰۰ ہجری کو روز جمعہ جمال الدین ابدال نے ایک جن مسمی طقتون کو واسطے لانے روح گلاب کے روم کو ارسال کیا تھا۔ اثنائے راہ میں ایک جن قیطون نام داخل سلسلہ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین کا ملاقی ہوا۔ بعد دریافت احوال باہم دگر یہ گفتگو ہوئی قیطون نامی جن نے بیان کیا کہ مجھ کو حضرت قطب عالم صاحب ممدوح مجدد عصر کے ہاتھ پر شرف بیعت حاصل ہے۔ طقتون نامی جن نے جواب دیا کہ تیرا شیخ اگر مجدد عصر ہے تو ہمارے حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا جسم مبارک درمیان دو پتھروں کے زمین کے اوپر زمانہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت سے اب تک رکھا ہے۔ اگر شیخ تیرا مجدد زمانہ رہے گا تو دفینہ حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ کا کیوں نہیں کرتا ہے۔ مجدد کی تعریف تو یہی ہے اب تو اپنے شیخ کو مجدد عصر مت کہنا ورنہ میں تیری گردن توڑ ڈالوں گا۔ قیطون نامی جن نے بار دگر بضد ہو کر کہا کہ بے شک ہمارا شیخ مجدد عصر ہے۔ طقتون نامی جن نے ایک ضرب گرز کی مار کر سر قیطون کا زخمی کیا۔ قیطون نامی جن نے آواز دی کہ "یا شیخ مدد کر! اسی وقت صورت بامعنی حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین نے وہاں پہنچ کر ایک ضرب انگشت شہادت کی طقتون نامی جن کے قلب پر ماری کہ طقتون نامی جن کا جسم پانی ہو کر بہہ گیا جب عرصہ ہفتہ بھر کا گزر گیا۔ روز پنجشنبہ کو بھی طقتون جن روح گلاب کی روم سے لا کر حاضر نہ ہوا تب جمال الدین ابدال کو نہایت فکر ہوئی لاچار ہو کر جمال الدین ابدال نے حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی جناب میں عرض کیا۔ حضرت ممدوح نے عالم مثال میں ارشاد

فرمایا کہ جمال الدین ابدال تم نے تیرے جن کو بباعث انکار مجدد زمانہ کے سر توڑ کر
مثل پانی کے اس کا جسم بہا دیا ہے۔ بخارا کے جنگل میں ہے اس پانی میں سے
بدبو آتی ہے اور تا بقیامت آتی رہے گی۔ انکار کرنے والا مجدد عصر کا زمرہ
کفار سے ہوتا ہے جمال الدین ابدال تو بھی تائب ہوا اور کل کے روز سے مجدد
عصر کی خدمت میں دو ساعت کو حاضر ہوا آیا کر مگر اپنا اظہار احوال مت کرنا جمال الدین
ابدال نے عرض کیا کہ اگر مجدد عصر کو کیفیت باطن سے میرا علم ہے تب میں کیا
کروں۔ مجھ کو اب مجدد سے خوف آتا ہے۔ حضرت موصوف نے ارشاد فرمایا کہ
جمال الدین تو مجدد عصر کی محفل میں ہمارا نام تلاوت کرتے رہنا۔ ہمارے نام کی تلاوت
سے محفوظ رہے گا۔ اور مجدد پر حال وجد طاری رہا کرے گا لیکن دو ساعت سے زیادہ
ایک لحہ قیام مت کرنا۔ جمال الدین ابدال نے عالم مثال سے بیدار ہو کر سب اجنۂ
کو خوشنجری سنائی اور دو رکعت شکریہ کی مع ثنا لوے جن کے ادا کیں اور تمامی
جنات اور جمال الدین ابدال نے انکار مجدد سے توبہ کی اور چھڑکنا روح گلاب کا اسی
روز سے موقوف ہو گیا اور یہ تنازعہ فی مابین دونوں جنوں کا زبانی قیطون جن کے
بھی سب جنات متعینہ کو معلوم ہوا چنانچہ اسی روز سے جمال الدین ہر شب کو بعد نماز
عشاء کے حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی
سلطان التارکین کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور دو ساعت تک اسم مبارک
حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان
الاولیاء کا تلاوت کرتے رہتے تھے۔ اور حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کو دو
ساعت کامل کا حال وجد طاری رہتا تھا چند سال یہی معمول رہا۔ اسی عرصہ میں بتاریخ پانچویں ماہ
ربیع الثانی ۹۰۵ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ بموجب حکم حضرت بادشاہ دو جہان
مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء
کے جمال الدین ابدال نے مسمی سارون جن متعینہ کو واسطے لانے تحفہ ہائے
سنگ زعفرانی رنگ کے کوہ پانچویں تبت پر ارسال کر دیا دوسرے دن وہ جن سارا
دن نام سات تختہ سنگ زعفرانی رنگ کے لے کر حاضر آیا۔ اتفاقاً ایک روز بتاریخ انتیسویں

ماہ رجب ۹۰۵ھ ہجری کو شب سہ شنبہ جمال الدین ابدال کو ہنگام حضوری مجلس اقدس حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین کے یہ خیال دل میں پیدا ہوا۔ کہ اسم مبارک حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا کی تلاوت سے نجات حاصل ہے۔ ایک مرتبہ کچھ عرصہ تک تلاوت اسم مبارک نہ کرنا چاہیئے اور اگر کسی آفت میں مبتلا ہو گئے تو پھر اسم معظم تلاوت کر کے نجات حاصل کر لیں گے۔ یہ سوچ کر تلاوت اسم مبارک سے خاموش رہے۔ بمجرد خاموش ہو جانے کے حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین نے جمال الدین ابدال کا ہاتھ پکڑ کر حال وجد معمولی میں زبان مبارک سے لا باواز بلند ارشاد فرمایا اسی وقت جمال الدین ابدال کے جسم کی اس محفل سے نفی ہو گئی اور ایسے عالم میں پہنچے کہ وہاں کوئی جمال الدین ابدال کو پہچانتا بھی نہ تھا بعرصہ دراز تک ذلیل و خوار وہاں پھرا کئے روز ایک شخص نے جمال الدین ابدال سے کہا کہ تو حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا کا نام مبارک تلاوت کیا کرتا تھا اب کیوں نہیں کرتا۔ یہ ہدایت سنکر معاملہ گزشتہ یاد آیا اور جلد اسم معظم تلاوت کرنا شروع کیا تب اس عالم ناسوت میں اپنے آپ کو ایک میدان لق و دق میں پاکر بے اختیار ایک سمت کو ساتھ پرواز ابدالی کے نہایت سریع السیر چلنا شروع کیا ایک پہر کے عرصہ میں نواح کلیر شریف میں پہنچے جب جنات متعینہ سے ملاقی ہوئے انہوں نے سوال کیا کہ تم کو حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا نے کس خدمت پر ارسال کیا تھا جو آج تاریخ پانچویں ربیع الاول ۹۰۶ھ ہجری کو نصف شب چارشنبہ حاضر آئے ہو۔ دو برس کا عرصہ ہوا۔ جمال الدین ابدال بعرصہ غیر حاضری کا سن کر حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا کے جسم اطہر کی طرف

متوجہ ہو کر تائب ہوئے اور صلوٰۃ الاستغفار ادا کر کے بدستور خدمت میں حاضر ہوئے۔

نظم مؤلف

حضرت قدوس پیر خاص عام
رتبہ تجدید کے پورے امام

تحفۃ الوحدت میں لکھتے ہیں سیت
ہوگئی بعد شہ محمد کی وفات

عرصہ نہ سال کے ارشاد سے
دولت رشد خدا امداد سے

سترہ سو انسی اور پنجاہ جن
کچھ جواں سن اور کوئی پیر سن

بہرہ مند اتنے خلافت سے ہوئے
بیعت تحویل سے اجلے ہوئے

پر جلال الدین تھانیسر امام
ارتقائی رشد کا سرمست جام

مجھ سے مرجوع الاجازت ہوگیا
محو انوار ہویت ہوگیا

میرے کل احوال سے آگاہ ہوا
ایک ہفتہ میں سہا سے ماہ ہوا

اس جگہ لکھتے ہیں تھانیسر جلال
یوں سنایں نے جلال الدین سے حال

صدر جانے نور حق مخدوم کے
رازہائے شاہ عالم یہ کھلے

ایک جن جن جمال الدین سے
معتقد جنات خوش آئین سے

پنجشنبہ روح گل کے واسطے
روم کو جاتا تھا سیدھے راستے

تھا وہ جن نامزد طقتون نام
خدمتی تھا شاہ عالم کا مدام

جن صدا خدمتی سے تھا وہ ایک
جنیوں میں تھا نہایت مرد نیک

راہ میں قیطون جن اس کو ملا
دیکھ کر طقتون نے اس سے کہا

تو مجدد کا اگر ہے دستگیر
صاحب تجدید جو تیرا ہے پیر

دفن کرتا کیوں نہیں ہے شاہ کو
حضرت مخدوم حق آگاہ کو

شیخ کو اپنے مجدد مت کہو
اس کلام زاید سے چپ رہو

ورنہ گردن توڑ ڈالوں گا ابھی
ہاتھ تیرے موڑ ڈالوں گا ابھی

پھر کہا قیطون نے غصہ میں آ
پیر میرا ہے مجدد اے فتا

سن کے یہ طقتون نے قیطون کو
خون سے رنگین کیا غصہ میں ہو

جب کہ وہ طقتون سے زخمی ہوا
یاد اپنے قطب عالم کو کیا

قطب عالم کے تصرف سے وہیں
ہو گیا طقتون بھی زیر زمین

آج تک طقتون جن آیا نہیں
میں نے اس جن کا پتہ پایا نہیں

شاہ نے یہ سن کر فرمایا جواب
تیرے جن کا توڑا ہم نے سر شتاب

آب کر پھینکا بخار ایں اسے
دور تر پھینکا ہے صحرا میں اسے

تا قیامت اس کے، اس پانی کی بو
گھل کے جاوے گی وہ بدبو سو کر

منکر قطب مجدد کیوں ہوا
مجدد سے انکار اس نے کیوں کیا

منکر تجدید کا آخر یہی
خستگی باطن کی ہے ظاہر کی بھی

تو جمال الدین! ہر شب جا وہاں
نور تجدیدی کا جلوہ پا وہاں

قطب کو ہم نے پلایا ہے ایاغ
ہے ہمارے نور سے روشن چراغ

ہے ہماری شان کا وہ بھی ظہور
وہ ہمارے نور کا ہے مست نور

جب میسر ہو تجھے اس کا حضور
ورد میرے نام کا رکھیو ضرور

تا نہ ہو اس سے تجھے ایذا جمال
قطب ہے وہ صاحبِ شانِ جلال

وجد رہتا ہے اسے صبح و مسا
حال اس کا سیف ہے سیفِ خدا

دیکھ میرے نام کو مست بھولیو
یہ نہ ہو کچھ اور تیرا حال ہو

سببِ تقدیر اک دن ابدال کو
اس جمال الدین مستِ حال کو

نام حضرت سے کیا اس نے گزر
ورد نام شاہ چھوڑا سر بسر

وجد میں تھے قطب عالم اس گھڑی
طبع تھی کچھ اور ہی جانب پڑی

جب پکڑ دست جمال الدین کو
لا کہا ابدال خوش آئین کو

جا پڑا صحرائے بے پایاں میں
جا پڑا وہ وادی حیوان میں

سال دو بھٹکا پھرا حیرت نصیب
مردِ حیرت زا جمال الدین غریب

(راقم تک نہ لایا مصرعہ رقم ۔ شاہ کی خدمت میں طقتون کی شکایت کرنا ۔ شاہ کی خدمت میں جمال الدین نے ابدال ہونے کی التماس)

بعد مدت کے ملا اک مرد راہ
ہمچو خضر رہ نما عرفان پناہ

دیکھ کر اس کو کہا اس نے شتاب
نام شاہ دو جہاں پڑھ اے خراب

سنتے ہی میں نے شتابی شاہ کا
شاہ عالم عارف باللہ کا

اسم اعظم جلد سے پڑھنے لگا
بھول سے اپنی بہت ڈرنے لگا

ہوش آیا جب مجھے تو کہاں
کیا ہوا مجھ کو کہ آیا تو یہاں

سوچ کر اس سحر بہ تعجیل تمام
رد کیا میں نے بہ فیض ورد نام

آن کر کلیر میں جنوں سے کہا
مجھ کو اس دم کس قدر عرصہ ہوا

دیر کتنی آنے جانے میں ہوئی
کس قدر تعطیل آنے میں ہوئی

جن لگے کہنے کہ تم بعد از دو سال
آج آئے ہو یہاں پر اے جمال

یہ کہو دو سال تک تم تھے کہاں
اب جو آئے ہو پس از مدت یہاں

سن کے یہ جنوں سے میں تو حیراں ہوا
صورت تصویر بس حیران ہوا

جانب جسم مبارک شاہ کے
اس شہنشاہ خدا آگاہ کے

سجدہ تعظیم کرنے کو ادا
بے تحاشا خوف کھا کر گر پڑا

اٹھ کے سجدے سے بصد خوف و رجا
جلد استغفار کو پڑھنے لگا!

اے حسن قدوس شاہ نامدار
ہیں مجدد فیض بخش روزگار

احوال بیعت نہ کرنے مجیب النساء کا خلفائے حضرت قطب عالم صاحب سے بباعث دفینہ نہ ہونے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صاحب کے اور حال وجد میں اکیس روز غائب ہو جانے حضرت قطب عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا

مکاتیب مفصلۂ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ اکیسویں محرم سنہ ۹۰۴ ہجری روز یک شنبہ وقت صبح کے مسجد لاہور میں ایک عورت فاضلہ مسماۃ مجیب النساء بنت سید غلام احمد بن سید عزیز اللہ بن سید نور احمد بن سید جلال بخاری مع شیرینی فاتحہ واسطے بیعت ہونے کے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ میں پاس حضرت شیخ عبد الصمد صاحب مکتوبات لقاب آیت القدس و خواص الواحدیت خلیفہ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس صاحب قطب عالم و دستگیر گنگوہی سلطان العارفین کے حاضر ہو کر طالب شرف بیعت کی ہوئی جب حضرت شیخ عبد الصمد صاحب قاعدہ بیعت کرنے پر تشریف فرما ہوئے۔ اس عورت نے سوال کیا کہ حضور اوّل شجرہ صابریہ تا بہ اسم مبارک جناب سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تلاوت کیجیے۔ حضرت شیخ عبد الصمد صاحب موصوف نے شجرۂ معظم تلاوت

فرمایا اس عورت نے اسمائے متبرک کو شمار کیا بعد اختتام اس عورت نے سوال کیا کہ حضور! اب مزارات حضرات سلسلہ عالیہ کے مجھ کو بتلائیے۔ بعد حصول شرفِ بیعت مجھ کو مزارات کا طواف کر کے استفادہ حاصل کرنا فرض ہے" حضرت شیخ عبدالصمد صاحب نے مزارات تمامی حضرات شجرہ کے بیان فرمائے۔ جب نام حضرت بادشاہِ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا آیا۔ وہ عورت فاضلہ کہنے لگی کہ "حضرت! بارہ بارہ کوس تک وہاں تو شیر قہاری دورہ کرتی ہے۔ وہاں پر رسائی ہونے کی کیا صورت ہے۔ یہ سوال سن کر حضرت شیخ عبدالصمد صاحب خاموش ہوئے۔ اور وہ سلام کر کے شیرینی لے کر چلی گئی اور کہنے لگی کہ "افسوس! خاندانِ صابریہ سے ہم کم بخت محروم رہے۔ اب کس تدبیر سے خاندان صابریہ کی کیفیت باطن حاصل کریں بعد اٹھ جانے کے اس عورت مجیب النساء فاضلہ نے اکثر لوگوں کو اغوا کیا کہ خاندان صابریہ میں داخل سلسلہ بیعت ہونا مناسب نہیں کہ حضرتِ بادشاہِ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی بارگاہ تک رسائی حاصل نہیں ہوتی آگے کو شجرہ کیوں کر پڑھا جائے باغوائے اس عورت فاضلہ کے اس نواح کی خلق اللہ نے خلفائے حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین سے بیعت کرنا موقوف کیا بلکہ تین ہزار سات سو بیس آدمی داخلال سلسلہ خلفائے حضرت قطب عالم صاحب موصوف سے منحرف ہو کر راندۂ درگاہ ہو گئے۔ عرائض مندرجہ احوال مفصلہ بالا مرسلہ خلفائے اس نواح کے حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کی خدمت میں پہنچیں۔ حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کریم الطرفین صاحب مکتوب فطاب امانت الوحدت حضرت پیر و مرشد کی خدمت میں محل اور موقع سے گزارش کر دیتے تھے اور اکثر اوقات دیگر حضرات شرکائے مجلس بھی بچشم دید خود احوال مذکورہ گزارش کیا کرتے تھے لیکن حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کسی صاحب

کو جواب اس امر کا نہیں دیا کرتے تھے۔ بتاریخ ساتویں ماہ ربیع الاول ۹۱۰ھ
کو روز جمعہ بعد نماز اشراق کے حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب
قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین تخلیہ حجرہ سے بعد فراغ معمولات محفل
عام میں تشریف لائے اس روز اتفاق سے تمام خلفاء حضرت قطب عالم صاحب
موصوف کے بتعداد ساڑھے سترہ سو حاضر بارگاہ عرش پناہ تھے اور حضرت
قطب عالم صاحب ممدوح پر حال وجد طاری تھا اسی غلبۂ حال وجداں میں حضرت
قطب عالم صاحب موصوف نے اپنے خلفاء کی جانب خطاب کر کے ارشاد
فرمایا کہ اے لوگو تم نے اس فقیر کے وسیلہ سے خدا کو پہچانا اکثر خلفاء نے باتفاق
عرض کیا کہ حضرت ابھی ہم نے خدا کو نہیں پہچانا مگر ہاں اتنا پہچانا ہے کہ حضور انور کو
مقام فنافی الرسول کا حاصل ہے اور بعضے خلفاء کو ہیبت حق سے طاقت جواب
عرض کرنے کی حاصل نہ ہوئی۔ بار دوم حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے
حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کی طرف خطاب فرما کر ارشاد کیا کہ
جلال الدین تو نے بھی فقیر کی خدمت کر کے خدا کو پہچانا۔

حضرت شاہ جلال الدین صاحب موصوف نے دست بستہ ہو کر عرض
کیا کہ حضور انور اس غلام نے تو حضور کو پایا یہ التماس کر کے حضرت پیر و مرشد کے
قدموں پر سر رکھ دیا اور حضرت قطب عالم صاحب نے حضرت شاہ جلال الدین
صاحب کو اپنے سینہ فیض گنجینہ سے لگا کر ارشاد فرمایا کہ الحمدللہ اتنے لوگوں میں
سے ایک شخص نے تو خدا کو پایا اور پہچانا بعد اس ارشاد فیض بنیاد کے حضرت
قطب عالم صاحب ممدوح پر غلبۂ کیفیت وجدان کا ترقی پذیر ہوا یہاں تک
کہ رقص کرنے لگے اس وقت زبان مبارک سے ابیات تصنیف حضرت شاہ
شیخ فرید گنج شکر یا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند
کے صادر ہوتے تھے اور تمامی خلفاء تھے حاضرین پر بھی حسب استعداد
حال طاری تھا۔

ابیات

من نہ ام واللہ یاراں من نہ ام | جانِ جانم عقل عقلم تن نہ ام
نور پاکم آمدہ در مشت خاک | کور چشماں را اگر روشن نہ ام
اوست اکنوں سرِ من ظاہر شدہ | من نہ ام مسعود باللہ من نہ ام

بعد تھوڑے عرصہ کے حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین کی طبیعت اسلوب سلوک پر آئی اور فرحت چہرۂ مبارک پر نمایاں ہوئی حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری نے دست بستہ عرض کیا کہ حضرت تمام مخلوق طعن و تشنیع کرتی ہے اس سلسلہ کے فقیروں پر اور سلسلۂ قدوسیہ صابریہ چشتیہ میں بیعت ہونے سے انکار کرتی ہے اگر جسم مبارک حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا جو درمیان دو پتھروں کے موجود ہے اور وہاں شمشیر قہاری گھومتی ہے اگر مزار مقدس تیار ہو جائے تو نہایت بہتر ہے۔ یہ ارشاد سن کر حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کی زبان سے یَا ھُوَ یَا مَنْ ھُوَ یَا مَنْ لَیْسَ لَہٗ اِلَّا ھُوَ اور تین بار لَآ لَآ لَآ صادر ہوا اور زمین پر بے ہوش ہو کر گر پڑے اور جسم مبارک خرقہ اور چادر میں سے غائب ہو گیا خرقہ اور چادر زمین پر خالی پڑا ہوا تھا۔

اشعار مؤلف

قطب عالم بادشاہ شش جہات | تحفۃ الوحدت میں لکھتے ہیں یہ بات
عرضی عبد الصمد میں تھا لکھا | پیر و مرشد مجھ پر گزرا ماجرا
ایک عورت فاضلہ بیعت تلاش | سب نساؤں میں مجیبہ نام فاش

واسطے بیعت کے آئی نیک روز
مسجد لاہور میں وہ ایک روز

صابریہ سلسلہ کا ذوق تھا
اس طریقہ کا اسے بس شوق تھا

یہ لگی کہنے پڑھو شجرہ تمام
رو بتا ان کے مزاروں کا مقام

بعد بیعت کے مجھے جانا ضرور
مرقدوں سے فائدہ پانا ضرور

میں نے سب کا نام بتلایا اسے
شاہ کا بھی حال سمجھایا اسے

گھومتی پھرتی ہے وہاں تیغ جلال
اس طرف جانا تو ہے از بس محال

وہ لگی کہنے کہ پھر کیا فائدہ
یہ مریدی ہے بس امر زائدہ

اٹھ گئی وہ پاس سے میرے شتاب
اور مریدوں کو لگی کرنے خراب

ہر کسی ناداں سے وہ کہنے لگی
چھوڑ دو لوگو طریق صابری

اس طریقے میں کوئی داخل نہ ہو
داخلو تم بھی طریقہ چھوڑ دو

اس قدر اس امر کی شہرت پڑی
بات یہ لاہور سے آگے بڑھی

سہ ہزار و ہفت صد اور بست کس
سلسلے سے پھر گئے وہ بوالہوس

صابریہ خاندان سے پھر گئے
راندۂ درگاہ سبحانی ہوئے

ایک عجائب حال شایان رقم
یوں لکھے ہے شہ جلالی کی قلم رحمۃ اللہ علیہ

گاہ گاہ اکثر خلیفے خوش لساں
قطب عالم سے یہ کرتے تھے بیان رحمۃ اللہ علیہ

قطب عالم سن جواب اس بات کا
کچھ نہیں دیتے تھے سکتہ کے سوا

ساتویں ماہ ربیع اولے کے دن
اور نو سو سات سن ہجری کے گن

چاردہ رکعت نماز اشراق کے
پڑھ کے خلوت سے تھے باہر آگئے

خادموں کے پاس فرمائی نشست
لیک جام وجد سے تھے بسکہ مست

وجد تھا اسی وقت حضرت پر تمام
سب خلیفوں کا وہاں تھا اژدہام

ساڑھے سترہ سو وہاں مرد مجاز
قطب عالم کے خلیفے سرفراز رحمۃ اللہ علیہ

اس گھڑی اس وقت اس دم تھے وہاں
اپنے اپنے حال میں تھے جانفشاں

قطب نے سب کی طرف کر التفات
وجد سا ذرج ذات میں پہنچی یہ بات

تب سبھی حضار خدمت سے بھلا
یہ کہو کس کس نے پایا ہے خدا

سب لگے کہنے کہ اے قطب زمیں
ہم نے تو باللہ خدا پایا نہیں

ہاں جناب قطب کے فیضان سے
اس تجلی رسولی شان سے

بالیقیں پایا رسول اللہ کو
شافع محشر خدا آگاہ کو

ہے فنا حاصل رسولی آپ کو
ہے یہی رتبہ حصولی آپ کو

آپ کی صحبت کے فیض عام سے
ہم بھی ہیں ہاں بہرہ ور اس جام سے

آپ سے ہر ایک کا سن کر کلام
منہ کیا میری طرف با شوق تام

اے جلال الدین تھا نیر بتا
تو بیاں کر تو نے پہچانا خدا

اس قدر جہد و ریاضت جو کیا
تو نے میرے رشد سے پایا خدا

میں لگا کہنے کہ اے مولائے من
اے تمام آرائش فرد ائے من

مظہر شانِ اجل شیخ کبیر
اے جناب مرشد روشن ضمیر

آپ کے اس بندۂ درگاہ نے
آپ کے اس مرد دولت خواہ نے

مظہر ذات و صفات ذوالمنین
آپ کو پایا ہے با عین الیقین

غیب سے دار شہادت کا نظام
آپ کے جلوہ کا ہے اے خوش خرام

مظہرِ ذات و صفات حق ہیں آپ
خود تقید آرا و خود مطلق ہیں آپ

آپ کا جلوہ ہے ہر سو جلوہ گر
آپ کے جلوہ سے شام و سحر

منزل معنے سے تا امکان میں
آپ ہیں صوت نما ہر شاں میں

مرکز خاکی سے تا عظمت سرا
آپ ہیں بس صورت معنی نما

آپ قادر آپ ہی مقدور ہو
آپ جابر آپ ہی مجبور ہو

آپ قمری آپ ہی شمشاد ہو
آپ ہی تم سرو سن آزاد ہو

پھول کو بخشا ہے تم نے بوقلمونی رنگ
مستر تم نے کیا آتش بسنگ

گلفشانی دی ہے تم نے باد کو
سرفرازی سرو کو شمشاد کو

بے رضا پتا کوئی ملتا نہیں
بے کھلائے کوئی گل کھلتا نہیں

آپ کا جیسے نہ ہو حکم قدیم
کب قلم سے ہو نمایاں خط جیم

باد کا جھونکا تمہارے زور سے
تاک بستہ آپ کے ہی حلقہ سے

ناطقہ کے نطق کو گویا کیا
سامعہ کو نطق کا جویا کیا

عقل کو آپ ہی نے بخشی بوجھ ہے
آنکھ کو آپ ہی نے بخشی سوجھ ہے

عرش کو کرسی سے بالا کر دیا
ہر فلک بالا سے بالا کر دیا

بوجھ سے اپنی کسی کو خوش کیا
اس سمجھ کا مایۂ بے حد دیا

آپ کو پایا ہے جو پایا ہے بس
آپ پہ ایمان یہ لایا ہے بس

آپ مولا آپ کا ہوں میں غلام
آپ کا بس روز و شب پڑھتا ہوں نام

سن کے میرا یہ کلام دل نواز
قطب عالم پر کھلا کچھ اور راز رحمۃ اللہ علیہ

جھٹ لپٹ کر اس غلام خویش سے
اس غلام ایستادہ در پیش سے

یہ لگے کہنے کہ اے میرے بلال
تو نے پایا بس خدائے ذوالجلال

شکر صد شکر خداوند علا
ایک نے اتنوں میں بس پایا خدا

وجد تھا یار رقص فرمانے لگے
اور ہی کچھ بر زباں لانے لگے

حضرت بابا کا یہ موزوں کلام
شوق میں پڑھنے لگے باہتی تمام

کلام حقیقت نظام حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند

من نہ ام واللہ یاران من نہ ام
جان جانم عقل عقلم تن نہ ام

نور پاکم آمدہ در مشت خاک
کور چشماں را اگر روشن نہ ام

من ولیم من علی و من نبی
جم نہ ام رستم نہ ام بہمن نہ ام

نور من در تنگ نامی تن مجو
آفتابم ذرۂ روزن نہ ام

او ست اندر ستر من ظاہر شدہ
من ندام مسعود باللہ من نہ ام

بعد عرصہ جب طبیعت صحو پہ
جذبۂ توحید سے لائے نظر

دست بستہ ہو کے میں نے یہ کہا
اے شہ اعلا مرے حضرت مولائے ما

اکثر لوگوں کی یہ گفتار ہے
سلسلہ قدوسیہ بیکار ہے

شاہ کا جب تک نہ ہوئے گا مزار
خلق کا ہوئے گا حضرت سے فرار

کوئی صورت شاہ کے روضہ کی ہو
جس طرح ہو دفن حضرت کو کرو

رحمۃ اللہ علیہ قطب عالم نے یہ میرا سن کلام
مست ہو فرمائے یہ الفاظ تام

ھو و یا من ھو و یا من لیس لھم
آ و آ آ آ آ و یا من غیر او

یہ کلام معنی رازِ نہاں
طبع حق آگاہ سے لا بر زباں

ہو گئے اکبار گی از خود بدر
بیخودی سے بس ہوئے بے ہوش تر

رہ گیا جامہ ہوئے از خود نہاں
خرقہ و چادر رہے تنہا وہاں

اے حسن قطب دو عالم آں نہاں
سیر ایجابی میں تھے جلوہ کناں

احوال حضرت قطب عالم صاحب کے خرقہ اور چادر میں آجانے کا اور مسماۃ مجیب النساء کے گنگوہ میں آنیکا اور حضرت شاہ جلال الدین صاحب کا بعطائے تبرکات و مکتوبات نطاب وغیرہ کے مرفوع الاجازت ہونے کا اور خلق اللہ کا واسطے دفینہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم صاحب کے حد بارہ ۱۲ کوس پر حاضر ہونیکا

قطب عالم
وجود
خرقہ و
اکیس
بسوہنا

مکاتیب مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ جب حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس صاحب عالم دستگیر سلطان التارکین گنگوہی صاحب مکتوب نطاب تحفۃ الوحدت اکیس ۲۱ روز کامل خرقہ اور چادر میں سے غائب رہے اور یہ معاملہ شہرت پذیر ہوا اسی عرصہ میں مسماۃ مجیب النساء فاضلہ بھی لاہور سے گنگوہ شریف پہنچ گئی۔ اکیس روز کامل یہ حال رہا کہ ہزارہا عوام الناس در دولت دائرہ حضرت قطب عالم صاحب ممدوح پر جمع رہا کرتے تھے اور تمامی حضرات رقباء و نقباء و نجباء و ابدال و اقطاب و اغیاث و رجال الغیب اور حضرات اولیائے ہمعصر مفصلہ ذیل اور تمامی خلفاء بتعداد مرقوم الصدر اندر دائرہ شریف کے حاضر ہو کر دور سے طواف خرقہ اور چادر مبارک کا کر کے جب قریب خرقہ اور چادر متبرک کے جاتے تھے باآواز بلند جمع ہو کر سُبُّوحٌ، قُدُّوسٌ مَخْدُومٌ، رَحِیْمٌ۔ پڑھتے تھے۔ تھوڑے تھوڑے عرصہ میں ایسا اتفاق ہوتا

تھا اور قریب خرقہ اور چادر کے پہنچ کر ہیبت حق سے ہر ایک شخص متحیر ہو جاتا تھا
بائیسویں روز بتاریخ انیسویں ماہ ربیع الاول ۹۰۷ھ ہجری کو روز پنجشنبہ وقت
نماز اشراق کے حضرت قطب عالم صاحب موصوف یکایک اس سرعت کے
ساتھ کہ کسی کو اٹھتے ہوئے نظر نہ آئے خرقہ پہنے اور چادر اوڑھے اس جگہ
سے اٹھ کر حاضرین سے فرمانے لگے کہ اے لوگو تم سب کیا عرض کرتے ہو کہو بباعث
ظہور ہیبت حق کے کوئی شخص جواب گزارش نہ کر سکا مگر حضرت شاہ جلال الدین صاحب
تھانیسری کریم الطرفین صاحب مکتوب نطاب امانت بالواجدیت نے دروازہ دائرہ
شریف کا کھول دیا کہ ایک مجمع کثیر مع عورت فاضلہ مجیب النساء لاہوری کے
اندر دائرہ شریف کے آنے لگا حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب
عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین نے ارشاد فرمایا کہ جلال الدین بابا یہ خلق اللہ فقیر
کے پاس کیوں آئی ہے حضرت شاہ جلال الدین صاحب نے دست بستہ عرض کیا
کہ حضرت یہ سب مخلوق عرض کرتی ہے کہ دفینہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم
علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا ہو جائے کہ
خلق اللہ زیارت سے مستفیض ہو کر کامیاب مدعائے کونین کے ہو۔ اگر حضور کے
زمانہ میں دفینہ حضرت ممدوح کا نہیں ہوا تو اور ایسے مرتبہ کا شیخ اجل عالم ناسوت
میں کاہے کو ظہور کرے گا۔ کہ جو دفینہ حضرت موصوف کو انجام فرمائے گا ورنہ خلق اللہ
فیضیابی مزار مقدس سے محروم رہے گی اور حضور کے بعد کوئی شخص خاندان قدوسیہ
صابریہ کو قبول نہیں کرے گا۔ اب بھی اکثر لوگ اس سلسلہ کو مقطوع کہتے ہیں یہ
التماس سن کر حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ جلال الدین
تیری بھی مرضی خلق اللہ کے موافق ہے۔ حضرت شاہ جلال الدین صاحب نے
گزارش کیا کہ جو مرضی حضور انور کی ہے وہی مرضی غلام کی ہے۔ حضرت قطب عالم
صاحب موصوف نے ارشاد فرمایا کہ جلال الدین داخل ہونے خاندان حقی صابریہ چشتیہ
سے کون شخص منکر ہے حضرت شاہ جلال الدین صاحب نے التماس کیا کہ حضرت ایک

حضرت قطب عالم صاحب کا حضرت جلال الدین صاحب تھانیسری کو اپنے تبرکات مبشرات وغیرہ مرفوع الاجازت کرنا۔

عورت فاضلہ مجیب النساء نام لاہور سے یہاں تک لوگوں کو بہکاتی چلی آئی ہے حضرت قطب
عالم صاحب ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ وہ عورت کہاں ہے حضرت شاہ جلال الدین
صاحب نے عورت فاضلہ مجیب النساء کو حاضر کیا حضرت قطب عالم صاحب موصوف
اس عورت کو دیکھ کر واسطے تعظیم کے کھڑے ہو گئے اور ارشاد فرمایا کہ الحمد للہ تیرے
سبب سے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری
ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا آج سے سولھویں روز دفینہ ہو جائے گا وہ تاریخ
پانچویں ماہ ربیع الثانی ۹۰۷ھ ہجری روز جمعہ کا ہوگا عورت فاضلہ مجیب النساء نے
حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان
التارکین سے عرض کیا کہ حضرت مجھے بیعت سے شرف کیجیے حضرت قطب عالم
صاحب ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ تو اپنی بات پر قائم رہ بعد دفینہ حضرت بادشاہ دو جہاں
مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے تجہ
کو داخل سلسلہ کیا جائے گا اور اسی وقت حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب
قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین صاحب مکتوب نطاب تخفۃ الوحدت نے
حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کریم الدین صاحب مکتوب نطاب امانت
الواحدیت کو تمامی مفاوضات معنونۃ اسناد خلافت نامجات اور مکتوبات نطاب
اوراد منضبطہ اوقات شبانہ روز اور تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم حضرات پیران
سلسلہ حقی صابریہ چشتیہ عالیہ کے عنایت فرما کر صاحب مجاز مرفوع الاجازت
اولوالعزم والمرتبہ مثل اپنے کر کے امین اللہ ابدال کو خدمت میں مامور کر دیا اور ارشاد
فرمایا کہ جلال الدین جو عوام الناس میں سے واسطے شریک ہونے دفینہ ثانی
درونی برزخ صغرا کے حاضر ہوا اس کو واسطے قیام کرنے حد بارہ کوس کے ہدایت
کر کے روانہ کر دیجیو اور اسی وقت یعنی بتاریخ انیسویں ماہ ربیع الاول ۹۰۷ھ
سے حضرت قطب عالم صاحب موصوف حجرہ خلوت گاہ میں تشریف لے گئے
اور مراقب ہو گئے اور دس روز یعنی اٹھائیسویں ماہ مذکور روز شنبہ کی صبح تک

(حضرت قطب عالم کا دس روز مراقب رہنا)

کسی سے ہم کلام نہیں ہوئے اور نہ اس حجرہ سے ایک گوشہ میں دست بستہ حاضر رہتے تھے۔ خلفائے حضور اقدس واسطے سلام کے جب اندرون حجرہ تشریف لے جاتے تھے گاہے حضرت قطب عالم صاحب ممدوح حجرہ میں تشریف فرما ہوتے تھے اور گاہے بغیر برآمدہ ہونے دروازہ کے حجرہ میں سے غائب ہو جاتے تھے چھٹے روز بتاریخ چوتھی ماہ ربیع الثانی ۹۰۷ھ ہجری مرقوم القلم کو روز پنجشنبہ بعد نماز اشراق کے آمد حضرات اولیائے ہمعصر کی ہر ایک شہر و دیار کہستان تبت وغیرہ ہفت اقلیم سے باختلاف عرصہ متواتر شروع ہوئی یہ کیفیت تھی کہ جو صاحب تشریف لاتے تھے بغیر دریافت کیے حاضرین بارگاہ سے بے تکلف حضرت قطب عالم صاحب موصوف کے سامنے حجرہ میں جاکر بیٹھ جاتے تھے اور آداب تسلیمات بھی ادا نہیں کرتے تھے حضرات خلفائے حاضرین بارگاہ نے حضرات تشریف لانے والوں سے دریافت کیا کہ آپ سب صاحب اس طرح بے تکلف کس وجہ سے تشریف لاکر بغیر ادائے مراسم سلام علیک اور آداب کے حاضر ہوتے ہیں۔ حضرات تشریف لانے والوں نے جواب دیا کہ ہم کو حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین ہر ایک جگہ سے اپنے ہمراہ واسطے شریک ہونے دفینہ ثانی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے لے کر آئے ہیں۔ اور اکثر عوام الناس سے بھی یہی امر سنا گیا حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کریم الطرفین حضرات اولیائے ہمعصر کو مہمان رکھ کر خدمت میزبانی کی بجالاتے تھے اور عوام الناس کو واسطے قیام حد بارہ کوس کے ہدایت کرکے روانہ فرما دیتے تھے ساتویں روز بتاریخ پانچویں ماہ ربیع الثانی ۹۰۷ھ ہجری مرقوم القلم کو شب جمعہ بعد نماز تہجد کے ذوالجلال شہزادہ جن مع گیارہ ہزار جنات علمائے فاضل کے کہ یہ سب گروہ جنات حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی

حضرات اولیائے ہمعصر وغیرہ کا بنارس میں شرکت دفینہ حضرت قطب عالم صاحب کے پاس حاضر ہونا

کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ سے داخل سلسلۂ طریقت کے تھے حاضر
ہوئے اور حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان
التارکین سے قدم بوس ہو کر عرض کرنے لگے کہ حضور انور کے طفیل حضرت بادشاہ
دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا
کے وجود انور کی زیارت نصیب ہو جاوے گی حضرت قطب عالم صاحب ممدوح
نے ارشاد فرمایا کہ ذوالجناں تجھ کو دمشق میں کیوں کر خبر ہوئی کہ آج کے روز حضرت
بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان
الاولیا مکا مزار مقدس تیار ہو گا۔ ذوالجناں شہزادہ جن نے عرض کیا کہ حضرت آج شب
کو مجھے حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر
جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے عالم مثال میں بشارت
دی تھی کہ تو بہت جلد تختہ آبنوسی جو میرے حجرہ غربی میں پاس سید منیر الدین بن
شہاب الدین کے رکھے ہوئے ہیں، لے کر جا اور مجدد قطب عالم کو حوالے کر دے
کہ آج میرے مخدوم کے دفینہ درونی برزخ صغرا کا یہی روز ہے اور مجدد قطب عالم
سے کہدے کہ تختہ سنگ زعفرانی جو جمال الدین ابدال نے تبت سے منگوائے
ہیں ان کو تعمیر دوم میں اور جو مجدد نے تختہائے سنگ سرخ کے منگوائے ہیں ان کو
تعمیر سوم میں اور ان تختہ ہائے آبنوسی کو تعمیر اول میں شامل کرنا بموجب حکم کے حاضر
ہوا ہوں اگر حکم ہو حضور انور کے ہمراہ چلوں حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس
صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین نے ارشاد فرمایا کہ ذوالجناں
ہمارے پاس بھی پانچ تختے سنگ سرخ کے امین اللہ ابدال سے منگوائے
ہوئے موجود ہیں ان تختوں کو بھی تم اپنے ہمراہ لے جاؤ اور ایک سو پچھتر خلفائے
حضرات اولیائے ہمعصر مہمانان ہمارے اور سولہ سو ستاسی خلفاء ہمارے اور
تینتالیس جن خلفاء ہمارے کو بھی اپنے ہمراہ لے جا کر حد بارہ کوس زمین سوختہ
سے تین کوس کے فاصلہ پر قیام کرنا اور تا صدور حکم ثانی ہرگز اندر حد بارہ کوس کے

قدم مت رکھنا یہ حکم سنکر ذوالجنان شہزادہ جن حضرت قطب عالم صاحب سے قدمبوس ہو کر رخصت ہوا اور حضرت شاہ جلال الدین صاحب کریم الطرفین نے پانچوں تنکے سنگ سرخ کے اور حضرات ممدوح الصدر کو ہمراہ ذوالجنان شاہزادہ جن کے کر دیا اور تلاوت اسم اعظم چشتیہ کی اجازت دی۔

اشعار نتیجہ افکار مؤلف

قطب عالم حضرت شاہِ جہاں
قبلۂ اصحاب ایقانِ زمان

رحمۃ اللہ علیہ غائبیت تا حد اکیس روز
قطب عالم کے رہے معنی فروز رحمۃ اللہ علیہ

خرقہ و چادر جو تنہا تھی وہاں
دیکھ کر دونوں کو مردان جہاں

خوف سے نزدیک تک جاتے نہ تھے
دولت بہبود مس پاتے نہ تھے

پر طواف اس کا بہ تعظیم تمام
دور سے لاتے بجاتے خاص و عام

غوث و قطب ابدال مردانِ خدا
بندگانِ غیب دانِ حق آشنا

کلمہ قدوس سبوح رحیم
یا لطیف یا ودود یا کریم

پڑھنے لگتے تھے وہ خرقہ دیکھ کر
صاحب ہو جاتے تھے سب حیران نظر

بعد روز اکیس ۲۱ کے قطب کمال
آ گئے خرقہ میں پھر بر حسب حال

خلوت اقدس سے باہر آن کر
دیکھ کر لوگوں کو لیں ادھر ادھر

یہ لگے کہنے کہو کہتے ہو کیا
کیا تمہارا ہے سوال دل کشا

جو تمہارے دل میں ہے بولو شتاب
تا تمہارے حسب دلخواہ ملے جواب

پھر لگے کہنے کہ اے شیخ کبیر
خلق کو اس سلسلے سے ہے نفیر

سیکڑوں داخل طریق بارگاہ
ہو گئے حضرت کی رہ سے اور راہ

اک عجیبہ فاصلہ زن شوخ کار
کہتی پھرتی ہے یہ کلمہ آشکار

سلسلہ قدوسیہ اسناد سے
دور تر ہے دور ہے ارشاد سے

بیعت اس میں رہنمائی حق نہیں
وزنِ رہزن اب آئی ہے یہاں
آپ نے سُن کر کہا لاؤ اُسے
پاس حضرت کے اسے حاضر کیا
کر کے تعظیم اور تکریم تمام
تیرے باعث سے دفینہ شاہ کا
بالیقین باحکم حق ہو جائے گا
پانچویں ثانی ربیع اول کا
ہجرت حضرت سے ہوئیگا یہ فصل
سُن کے یہ بولی مجیبہ اے فرید
رحمۃ اللہ علیہ قطب عالم نے کہا جلدی نہ کر
دفن سے جب شہ کے فرصت پائیگا
کہہ کے یہ اس فاضلہ سے شاہ دیں
رحمۃ اللہ علیہ اور ارسید حضرت شاہ جلال
رحمۃ اللہ علیہ اور کہا شاہ جلال الدین سے
حد قہر تیغ پہ رکھیں قیام
حد بارہ کوس سے آگے نہ جائیں
جو کوئی آدم عوام الناس سے
یوم دس حجرہ میں شاہ بحر و بر
دسویں دن تک میں جلال باخدا
گاہ ظاہر گاہ غائب شاہ کو
وہ عجائب حال آتا تھا پدید
رحمۃ اللہ علیہ ہاصابر و مخدوم کے تدفین کی

ارتفاع بیعنی مطلق نہیں
اس نے یہ شہرت اڑھائی ہے یہاں
جلد میرے پاس پہنچاؤ اُسے
قطب عالم نے اُسے بٹھلا لیا رحمۃ اللہ علیہ
یہ کہا اس سے مجیبہ خوش کلام
سولھویں دن اس جلال اللہ کا رحمۃ اللہ علیہ
یہ فقیر اس کار کو بر لائے گا
جمعہ سنہ ۷۰۰ طرز کے شمار
اس گھڑی یہ نظم پہنچے کا باصل
آپ اب مجھ کو کریں اپنا مرید
تو ذرا ٹھہر اللہ اپنی بات پہ
بعد ازاں بیعت میں تجھ کو لاؤں گا
ہو گئے حجرہ میں بس فوراً مکیں
سب مفاوض پا چکے ابدال حال
اس طریقت خوش آئین سے
اس زمیں پر وہ کریں اپنا مقام
زخم شمشیر جلال آرا نہ کھائیں
اس کو کر دیجو روانہ پاس سے
قطب عالم آئے سرمست نظر
دست بستہ پاس حجرہ کے رہا
حجرۂ اقدس میں دیکھا ماہ کو
جو نہیں ہے قابل گفت و شنید
دھوم عالم میں ہوئی تمکین کی

خلق و عالم جوق جوق آنے لگے
دولتِ پابوس کو پانے لگے

عام عالم کو جلال با وقار
کہتے تھے جا کر کرو حد پر قرار

خاص لوگ آتے تھے جو اہلِ کمال
ان کو ٹھہراتے تھے پاس اپنے جلال (رحمۃ اللہ علیہ)

خاص تھے جو مردمانِ باخدا
غوث و قطب ابدال ان کا نام تھا

حاضرانِ بزم قطب دو جہاں
پوچھتے تھے ان سے جب اے مردماں

کس سبب تم بے تکلف آئے ہو
ترک کیوں آداب کو فرمائے ہو

وہ لگے کہنے ہمیں قطب زماں
ساتھ اپنے لائے ہیں ہم کو یہاں

شاہ کی تدفین کا ہے بس خیال
جانتا اس راز کو ہے بس جلال

گاہ گاہ ہے قطب عالم باخدا
پھر غائب ہو گئے حجرہ میں جا

پھر ہوئے ظاہر بدستورِ قدیم
گلشن حضار میں مثلِ نسیم

آپ کے ہوتے ہی ظاہر زود تر
ذوالجنان جن شاہ جنوں کا پسر

ہمرہے جنات تھے گیارہ ہزار
خدمتِ عالی میں آیا بے قرار

تھے یہ جن سب غوث اعظم کے مرید (رضی اللہ عنہ)
حکم سے آتے تھے بامرِ فرید

قطب عالم محو ذات حق سے مل
دولت پابوس کر حاصل بدل

پڑھ کے مدح اور صلوٰۃ با صفا
شاہزادہ قطب سے کہنے لگا

آپ کے باعث مجھے بھی اے حبیب
شاہ کا دیدار ہوتے گا نصیب

ورنہ یہ دولت مجھے ملتی کہاں
میں کہاں مخدوم حضرت جیو کہاں (رحمۃ اللہ علیہ)

ہم اگر بے آپ کے جاتے ادھر
آتشِ قہری سے جلتے سب کے پر

قطب عالم نے کہا اے ذوالجناں
تو دمشقی ملک کا شاہ جناں

شاہ کے تدفین کی اے مہربان
کس طرح تجھ کو خبر پہنچی وہاں

وہ لگا کہنے کہ امشب شاہ نے
غوث اعظم مرشدِ آگاہ نے (رحمۃ اللہ علیہ)

یہ کہا مجھ سے کہ اے خدمت گزار
آ بنوسی تختۂ از زریں نگار

حجرۂ اقدس میں میرے غرب رو
ہیں رکھے تختے بر آئین نکو

قطب عالم پاس تو لے جا شتاب
دیر مت کر شب بشب پہنچا شتاب

اور یہ کہنا مجدد سے ضرور
اس سخن کہنے سے مت کیجو قصور

زعفرانی سنگ کے تختے جمال
کوہ تبت سے جو وہ لایا ہے حال

درجۂ دو میں لگانا چاہیئے
جلد سے روضہ بنانا چاہیئے

جو مجدد نے کہ منگوائے ہیں اب
صرف ہوں تعمیر سوم میں وہ سب

ذوالجناں نے کہہ کے یہ سارا کلام
یہ کہا جاوے ہے کہ رہوئے یہ غلام

قطب نے اس سے کہا اے ذوالجناں
یہ جو سب تختے مہیا ہیں یہاں

اور یہ خلفا کے مہماں اولیا
اور پینتالیس جن باصفا

اور یہ میرے خلیفے خوش نما
سولہ سو ۱۶۰۰ تراسی ۸۳ آدمی با خدا

ان سبھوں کو ساتھ لیجا بے خطر
شاہ کے لاشہ سے پندرہ ۱۵ کوس پر

حکم سے میرے وہاں کرنا مقام
ٹیک پر پڑھیو شاہ کا ہر وقت نام

چل دیا وہ ذوالجناں کر کے سلام
خوش ہوئے اس سے بہت قطب انام

کر دیئے ہمراہ اس کے سب مہیم
تھے وہاں جو جو سزاوار نعیم

قطب عالم نے حسن کس طور سے
شاہ کا روضہ بنایا غور سے

احوال حضرت قطب عالم صاحب کے بہمراہی اولیائے ہمعصر واسطے دفنیدن حضرت بادشاہ دوجہاں صاحب کلیر شریف کو جانے کا

مکاتیب مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ پانچویں ماہ ربیع الثانی ۹۰۷ھ مرقوم الصدر کو شب جمعہ قبل نماز فجر کے حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین صاحب مکتوب نطاب تحفۃ الوحدت نے امین اللہ ابدال بنگالی کو پاس حضرت شاہ عبدالرزاق صاحب جھنجھانوی کے ارسال فرمایا اور کہلا بھیجا کہ ہم تمہارے منتظر ہیں خیر ہے تم کیوں نہیں آئے امین اللہ ابدال نے ایک ساعت میں واپس آکر عرض کیا کہ حضرت شاہ عبدالرزاق صاحب نے بعد آداب تسلیمات کے عرض کیا ہے کہ میں علیل ہوں حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ عبدالرزاق قیامت تک علیل رہے گا مخدوم کا منکر خدا کا منکر ہے معاً یہ کلمہ زبان مبارک سے صادر ہوتے ہی تمام حضرات اولیائے ہمعصر حاضرین مجلس مفصلہ ذیل کے قلب پر اکبارگی القاء الہام درجہ اوّل کا صادر ہوا کہ باطن عبدالرزاق کا مسخ ہوگیا اور کیفیت باطن صلب ہوگئی بعد نماز صبح حضرت قطب عالم موصوف مع جملہ تبرکات اور ملبوسات اور مکتوبات وغیرہ مفوضات معنونہ کے بہمراہی حضرات اولیائے ہمعصر مہمانان یعنی حضرت سیّد بدھن بہڑائچی صاحب مکتوب نطاب زہدالولایت اور حضرت سیّد راجی حامد شاہ صاحب مکتوبات عین العریفین اور حضرت شیخ اسحاق مغربی صاحب مکتوب نطاب خواص اکبر اور حضرت داؤد قریشی صاحب مکتوب نطاب ظہیر وسعت اور

حضرت حسن سرمست صاحب مکتوب نطاب مضمن الوجوب اور حضرت شاہ سالار
سرمست صاحب مکتوب نطاب جذبہ ہو حق اور حضرت سید محمد کالوی صاحب
مکتوب نطاب اعظم الصدر اور حضرت مولانا علیم الدین چشتی صاحب مکتوب نطاب
طویل اللوح اور حضرت مولانا سراج الحق صاحب مکتوب نطاب طناب الانوار
اور حضرت شاہ علاء الحق صاحب مکتوب نطاب کفایت نامہ اور حضرت خواجہ
آدم امکنگی صاحب مکتوب نطاب معاونت شمس اور حضرت خواجہ اسحاق ختلانی صاحب
مکتوب نطاب سبع الوجود اور حضرت فیض اللہ شاہ صاحب مکتوب نطاب حمید الواحد
اور حضرت خواجہ محمد زاہد صاحب مکتوب نطاب جمال القدم اور حضرت امیر سید
علی قرامی صاحب مکتوب نطاب نہایت الوجود اور حضرت شیخ حسام الدین صاحب
مکتوب نطاب دقائق غوثی اور حضرت خواجہ عبد الحق المشتہر محی الدین صاحب مکتوب
نطاب قطب المنت اور حضرت مخدوم سالار صاحب مکتوب نطاب زجاج اور
حضرت عبد القدوس بصری صاحب مکتوب نطاب معرفت ابیض اور حضرت شیخ
قطب الدین صاحب مکتوب نطاب بیاض اللوں اور حضرت شیخ بہاء الدین صاحب
مکتوب نطاب غوث القدم اور حضرت محمد ابو القاسم گرگانی صاحب تواریخ ظہرت نامہ
اور حضرت شاہ عبد القدوس جونپوری صاحب مکتوب نطاب عتبۃ الوجود
اور حضرت شیخ الاسلام صاحب مکتوب نطاب صرف العون حضرت قیام الدین صاحب
مکتوب نطاب صفات اللزوم اور حضرت شاہ ابو المعالی لاہوری صاحب مکتوب نطاب
حدائق غوثیہ اور حضرت شاہ جمال کوروی صاحب مکتوب نطاب عروض حقیقت
اور حضرت شاہ منور علی صاحب مکتوب نطاب فقر العفیف اور تین ہزار چار سو
پچھتر اور لیلے ہم عصر سفت اقلیم کے جو صاحب مکاتیب نہیں ہیں حضرات صاحبان
مکاتیب مفصل الصدر نے صرف نام ان حضرات کے اپنے اپنے مکتوبات میں
تحریر فرمائے ہیں اور تیرہ حضرات خلفائے صاحب مکتوبات اپنی یعنی حضرت
قطب عالم صاحب ممدوح کے حضرت شیخ عبد الصمد صاحب مکتوب نطاب

آیت القدس اور حضرت[۴] سید کریم الدین صاحب مکتوب نطاب حجر الیمین اور حضرت[۳] شاہ شفقت حسین صاحب مکتوب نطاب تاج المعرفت اور حضرت[۴] غیاث اکبر صاحب مکتوب نطاب واقف الودود اور حضرت سید[۵] قمر علی صاحب مکتوب نطاب عجیب نامہ اور حضرت[۶] سید النور شاہ صاحب مکتوب نطاب محب الوسیع اور حضرت[۷] سید النور اللہ صاحب مکتوب نطاب نوید صغرا اور حضرت[۸] سید قطب الدین صاحب مکتوب نطاب نعمت الکبیر اور حضرت[۹] شیخ قیام الدین صاحب مکتوب نطاب حنیف الکیف اور حضرت[۱۰] سید سبحان صاحب مکتوب نطاب قسط الواحد اور حضرت شیخ[۱۱] جلال احمد صاحب مکتوب نطاب تمیز الواجب اور حضرت[۱۲] شیخ ستار صاحب مکتوب نطاب خلیل الکرامت اور حضرت[۱۳] صاحبزادہ حمید الدین صاحب مکتوب نطاب حدیث الکرامت اور سات حضرات خلفائے رشید قوم جن حضرت قطب عالم صاحب موصوف صاحب مکاتیب حضرت ناصر جون بن امرون صاحب مکتوب نطاب بیاض حنفی اور حضرت یرزقون بن طمقون صاحب مکتوب نطاب صحیفہ حنفی اور حضرت[۳] میمون بن عنوان صاحب مکتوب نطاب لطائف حنفی اور حضرت[۴] مقردن بن محترن صاحب مکتوب نطاب اور رسائل حنفی اور حضرت[۵] حفحون بن سلحون صاحب مکتوب نطاب قصائد حنفی اور حضرت[۶] سلطون بن گاگون صاحب مکتوب نطاب قواعد حنفی اور حضرت[۷] فقطون شاہزادہ بن امانت شاہ بادشاہ صاحب مکتوب نطاب احکام حنفی اور امین اللہ ابدال اور حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کریم الطرفین صاحب، مکتوب نطاب امانت الواحدیت کے اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے ہوئے کلیر شریف کو روانہ ہوئے حد بارہ کوس پر پہنچ کر نماز چاشت ادا فرمائی اور حضرت شاہ عبد الحمید صاحب عرف شیخ زین گجراتی صاحب مکتوبات نطاب سنجرۃ القدوس مسخر القیاس اولین ولایت روح جذبہ صاحبزادگان اپنے کو مع دیگر تمامی حضرات ولایت روح جذبہ یعنی رقبا و نقبا و نجبا و ابدال و اقطاب و اغیاث و رجال الغیب متعینہ ہر ایک شہر و دیار افواج کو حد بارہ[۱۲] کوس زمین سوختہ پر حاضر پایا کہ چہار طرف حد بارہ کوس کے حلقہ کش تھے

اور بعد فراغ نماز چاشت عصا ہ زیتونی کو زیر زنخداں رکھ کر حضرت قطب عالم صاحب ممدوح متصل زمین سونختہ آتش قہر کے حد بارہ کوس پر کھڑے ہوئے اور حضرات ہمراہیان موصوف الصدر پس پشت حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین کے دست بستہ باادب کھڑے ہو گئے جب حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے چاہا کہ قدم راست اپنا زمین سونختہ حد بارہ کوس کے اندر رکھوں ایک آواز مثل گرجنے رعد کے بلند ہوا اور شمشیر قہاری مثل برق کے اپنے دورہ کی جگہ بر زمین سے دو نیزہ اوپر معلق موجود ہو گئے حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے شمشیر قہاری کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ باللہ اگر تو نے فقیر پر وار کیا تو سر یہاں ہوگا۔ اور تن حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا کے قدموں پر تڑپ کر جا پہنچے گا۔ بعد اس ارشاد کے حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کے کھڑے کھڑے مراقب ہو کر عالم وجوب میں حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی جناب میں رجوع ہو کر التماس کیا کہ حضرت مجھ کو تو حضور انور نے اجازت کر دی ہے پھر شمشیر قہاری کے حائل ہونے کا کیا باعث ہے۔ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی جناب سے ارشاد ہوا کہ عبدالقدوس مردانوں کا ہاتھ خالی نہیں جاتا تو نفی اپنی کر کے ایک ہاتھ سیدھا اور الٹا پیر پر بڑھا دے یہ شمشیر وار کر کے زمین پر گر پڑے گی۔ آستین اور تہ بند کا کنارہ ترشتی جائے گا۔ تجھ پر کسی طرح کا صدمہ نہیں آئے گا تو شوق سے شمشیر قہاری کو لے کر میرے قریب چلے آنا۔

حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے تعمیل حکم کی فرمائی شمشیر قہاری وار کر کے زمین پر گر گئی کنارہ آستین خرقہ جانب راست اور کنارہ تہ بند جانب پائے چپ کا ترشتی گیا۔ حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے شمشیر قہاری کو جزدان مجموعہ اوراد اپنے میں رکھ لیا اس روز سے یہ شناخت اولاد قدسیہ کی جاری ہوئی۔

اور بقیام عالم جاری رہے گی۔ بعد اس معاملہ کے حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب دستگیر گنگوہی سلطان التارکین مع جملہ ہمراہیان موصوف الصدر کے اندر حدبارہ کوس کے حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا نام مبارک تلاوت فرماتے ہوئے چند عرصہ میں قریب احاطۂ انوار جائے محفوظہ کے پہنچ گئے جمال الدین ابدال اور ننانوے ۹۹ جن متعینہ کو سرگرم خدمت پایا۔ اور تمامی حضرات نے معائنہ کیا کہ نور سرخ مثل لعل عالم تاب کے جائے محفوظہ میں سے آسمان کو جاتا ہے اور خوشبوئے لطیف مشک اور گلاب اور الائچی کے نہایت خوش اسلوبی سے مہک رہی ہے کہ مشام جان کو بترقی قوت کیفیت باطنی معطر کرتی ہے۔ مگر باندون احاطہ نور سرخ کے نظر کام نہیں کرتی تھی حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے سب مخلوق حاضر حدبارہ کوس کو اندر احاطہ زمین سوختہ حدبارہ کوس کے طلب فرمالیا اور حکم دیا کہ اے بندگانِ خدا! تم سب لوگ معائنہ کرو کہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا وجود مقدس درمیان ہر دو سنگ سرخ مذکورہ کے اوپر زمین کے مع لباس مبارک کے اس دم تک بدستور موجود ہے۔ سب لوگوں نے بچشم خود معائنہ کیا۔ جب سب لوگ معائنہ کر چکے تو حضرت قطبِ عالم صاحب موصوف نے جمال الدین ابدال اور امین اللہ ابدال کے ہاتھوں سے ہر دو سنگ سرخ مذکورہ کو جسم مبارک حضرت بادشاہِ دوجہان ممدوح سے علیحدہ کرائے اور کل حاضرین کو امر فرمایا کہ آگے پیچھے حلقہ باندھ کر گرد بگرد کھڑے ہو جاؤ۔

چنانچہ اوّل حلقہ حضرات خلفائے حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کا اور دوم حلقہ تمامی حضرات اولیائے ہمعصر صاحب کیفیت سلوک اور جذب کا تیسرا حلقہ عوام الناس کا چوتھا حلقہ قوم جنات کا۔ اس ترتیب سے تمام مخلوق حاضرین کو سوا کوس کے گرد میں فراہم کر دیا کہ انوار جائے محفوظہ کے سب

کو معائنہ ہوتے تھے۔ جمال الدین ابدال مع جنات متعینہ کے خدمت کماحقہ نے
اور پانی پلانے کے باحتیاط تمام کر رہے تھے۔ کہ ایک متنفس کو اس ازدحام کثیر
میں کسی بات کی تکلیف نہیں ہوئی۔ حضرت قطب عالم صاحب موصوف حضرات
اولیائے ہم عصر کو حد انوار احاطہ جائے محفوظہ پر قائم کر کے خود مع حضرات خلفائے
رشید صاحب مکاتیب اپنی اور ابن اللہ ابدال بنگالی کے اندر احاطہ انوار جائے
محفوظہ کے تشریف لے گئے اور حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کو
ارشاد فرمایا کہ تم مکتوبات صحیفہ بیان صابری اور فردوس الوجوب اور معسول الورد
کو معائنہ کرتے رہو۔ اگر کوئی امر خلاف تحریرات مکتوبات نطاب مذکورہ صادر
ہوتے دیکھو تو اسی وقت تم مکتوب ہمارے سامنے کر دیجو۔ بعدہٗ تھوڑے عرصہ
تک حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے زیب درخت گولر قیام فرما کر اس
حدیث شریف کا جو حضرت سرور کائنات مفخر موجودات شہنشاہ دوسرا سردار
انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بطور پیشین گوئی فرمائی تھی وعظ فرمایا اور ارشاد
کیا اور وہ یہ ہے کہ بتاریخ چودھویں ماہ رجب ۱۱۰۰ ہجری کو بروز جمعہ بعد نماز
فجر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ
بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت مولا علی کرم
اللہ وجہہٗ اور بعد کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ
عنہ اور حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہما اسی وقت آ گئے تھے۔ ان نو جلیل القدر
صحابہ کے روبرو حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سات نبی اللہ سے جو بالتخصیص ایک ایک معجزہ ظہور میں آیا تھا وہ سب
اعجاز تھے شاید کہ حضور کے زمانہ میں ایسے معجزات ظہور میں نہ آئیں۔
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کہا تو نے عبداللہ بن جابر پھر کہو
انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام سے اولاد کی

کثرت ہونا اور حضرت ادریس علیہ السلام کا چودہ برس خورد و نوش ترک کرنا اور دنیا میں زندہ رہنا۔ اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کا خدا سے ہم کلام ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ قاہرہ نمرود جبار میں جانا اور آگ کا برد ہو جانا اور حضرت عزیز علیہ السلام کا سو برس تک جسم اور گدھے اور کھانے کا بحالت اصلی قائم رہنا اور حضرت خضر علیہ السلام کا زندہ جاوید رہنا۔

یہ سن کر حضرت صاحب علم اولین و آخرین احمد بے میم علیہ التحیۃ والتسلیم کو ایک جوش ذاتی پیدا ہوا۔ اور فرمایا کہ اے جامہ جو سات امر مذکورہ مخصوص نبیوں سے ظہور میں آئے وہ خدائے تعالیٰ نے میرے ہی نور کے پرتو سے مراتب نبوت میں ظہور پذیر کئے اور چونکہ نبوت کو رونق ولایت سے اور ولایت کو رونق نبوت سے جس طرح سات معجزے انبیاء سے بمرتبہ نبوت ظہور میں آئے اسی طرح سا توں معجزات کے عوض میں بعد میرے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نو سو برس تک میری امت کے اولیاء سے بمرتبہ ولایت یہی ساتوں کرامتیں ظہور میں آویں گی بلکہ ان کے علاوہ ایک کروڑ پانچ لاکھ ستاسی ہزار سات سو ترسٹھ (۱۰۵۸۷۷۶۳) خوارق میرے اولیاء سے صادر ہوں گے۔

حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے اس حدیث مقدس کو بیان کر کے اس کے ظہور کی تشریح اس طرح فرمائی۔

اول معجزہ آدمی کا عوض حضرت محی الدین عربی صاحب کی صورت مقدس سے ہوا کہ ایک روز آپ بادشاہ کے محل میں تشریف لے گئے۔ اس روز آپ پر ولایت آدمی کا ظہور تھا۔ محل میں جو عورت بوڑھی و جوان بالغ و نابالغ آپ کے سامنے آئی نظر کے اثر سے سب حاملہ ہو گئیں۔ حتیٰ کہ جو شکم مادر میں لڑکی تھی وہ بھی حاملہ ہو گئی بعد انقضائے مدت نو مہینے کے تمام عورتوں کے فرزند زندہ تولد ہوئے، ہر بچہ بقدر وجود رحم وجود رکھتا تھا۔ جب آپ نے دوسری

نظر ڈالی تب وہ مثل وبائے طاعون ہلاک ہو گئے۔

دوسرے معجزہ موسوی کا بدل حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کے وجود سے ظاہر ہوا کہ جب آپ پر ولایت موسوی کا دور ہوتا اور کوئی طالب صادق آپ کے پاس آتا اور کہتا کہ حضرت میں چاہتا ہوں کہ میں اللہ جل شانہٗ کو دیکھوں اور اس کا آواز سنوں تو آپ فرماتے کہ تو دیکھنے کا متحمل نہ ہوگا۔ آواز سن لے چنانچہ آپ اس کو اپنے حجرہ میں لے جا کر آواز حق سبحانہٗ و تعالیٰ سنا دیتے اور ذکر سلطان جاری ہو جاتا اور جو طالب صادق یہی چاہتا کہ خواہ میں متحمل ہوؤں یا نہ ہوؤں مگر لقائے الٰہی سے بہرہ مند ہوؤں تو آپ اس کو پہاڑ علیق کے قریب لے جاتے نیچے طالب کو کھڑا کرتے۔ اور آپ اوپر پہاڑ کے چڑھ جاتے اور وہاں سے آپ شغل نوری بانار کر کے اس کی طرف معائنہ فرماتے۔ وہ رؤیت تجلی آثار صفاتی سے ممتاز ہوتا لیکن لقائے اقدس کی تاب نہ لاتی اسی وقت جل کر خاک سیاہ ہو جاتا تھا۔

تیسرے معجزہ عیسوی کا بدل حضرت مولانا شمس تبریز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وجود مطہر سے ظاہر ہوا کہ جب آپ پر ولایت عیسوی کا ظہور ہوتا تو آپ مردوں کو زندہ کرتے تھے اور مشہور شان احیائی قُمْ بِاِذْنِیْ فرماتے جس کا بیان اظہر من الشمس ہے۔

چوتھے معجزہ ابراہیمی کا بدل حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر رحمۃ اللہ علیہ کے وجود پاک سے ہوا۔ اور بظہور ولایت ابراہیمی آپ نے سات بار آتش قہر میں اپنی نعلین مبارک ڈال دیں اور ہر بار اپنے صاحبزادہ والا تبار میاں فخر الدین صاحب اور دیگر خدام کو بھیج کر نعلین نکلوا لیں اور ہر بار نعلین اور نکالنے والے آتش قہر سے صحیح سلامت نکل آئے۔

پانچویں معجزہ اوریسی کا عوض یہ ہوا کہ حضرت شاہ شیخ فرید الدین گنج شکر

بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ نے چھتیس برس مجاہدہ کیا۔ اور کچھ نہ کھایا حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے حضرت بابا صاحب کے لنگر خانہ میں بارہ سال لنگر تقسیم کیا اور کچھ نہ کھایا۔ اور بائیس برس بارہ یوم کلیر شریف میں قیام گزیں رہے کل چونتیس برس بارہ یوم ہوئے کچھ نوش نہ فرمایا۔ بلحاظ آداب حضرت شیخ دو برس کم رکھے۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات رحمۃ اللہ علیہ نے انیس برس اپنے ہادی برحق حضرت بادشاہ دو جہاں ممدوح کی صورت مقدس دیکھ کر اور تین برس حالت فراق ظاہری میں کل بائیس برس کچھ نوش نہ فرمایا۔ اور جمال حضرت واحدیت سے سیر رہے ولایت اویسی کا عروج بمرتبہ اتم ظاہر ہوا۔

چھٹے معجزہ عزیزی کا ظہور حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے وجود اقدس سے ہوا اور حضرت ممدوح کو بعد پروازگی روح مقدس ولایت عزیزی بعروج تمام حاصل تھی۔ کہ قریب تین سو برس کے وجود منور مع لباس مطہر کے اسی طرح قائم رہا چنانچہ اب موجود ہے جو تم سب لوگ معائنہ کرتے ہو۔

ساتویں معجزہ خضری کے عوض اولیائے امت محمدی میں یہ ہوا کہ جس طرح حضرت خضر علیہ السلام زندہ اور قائم ہیں اسی طرح حضرت محمد اکبر عرف محمد حنیف صاحب فرزند حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کے چار فرزند زندہ حیات ابدی کے ساتھ موجود ہیں۔ اور تا قیامت زندہ اور موجود رہیں گے (جس کا مفصل بیان اس کتاب کے آخر میں ناظرین کے ملاحظہ سے گزرے گا۔

اس وعظ و ارشاد کے بعد حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین نے بموجب حکم مندرجہ مکتوب نطاب مصور الودود تصنیف حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحبزادہ حضرت قطب ربانی

غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم المعطرفین
حسنی حسینی جدا مجد حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری
ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے ایک چادر رنگ گل ارمنی تبرکات حضرت محبوب
سبحانی صاحب ممدوح میں سے نکال کے احوال اس چادر کا مکتوب مفصلہ میں اس طرح پر
تحریر ہے کہ اس چادر حلہ بہشتی کو ملائکہ بحکم الٰہی حضرت محبوب سبحانی صاحب موصوف کی
خدمت میں بتاریخ چوبیسویں ماہ رجب سنہ ۵۱۲ ہجری روز شنبہ لائے تھے اور بموجب
حکم الہام باطن حضرت ممدوح نے اس چادر شریف کو واسطے کفن مبارک حضرت
بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء
کے مکتوب میں حکم تحریر فرما کر امانت رکھا تھا۔ اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب
شمس الارض شاہ ولایت جہان صفات ترک پانی پتی صاحب مکتوب فردوس الوجوب
نے بحکم الہام باطن اس کفن ثانی کو واسطے پہنانے مجدد عصر صاحب وقینہ کے ملتوی رکھا
تھا۔ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان الناریکین
مجدد عصر رحمۃ اللہ علیہ نے اُس چادر متبرکہ کو دوتہ کر کے نو قدم کے فاصلہ پر جسم مبارک
سے بمقابلہ جسم مبارک اور درخت گولر کے قبر زمین جائے ادائے حبس کبیر چھ سال
حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت جہان صفات ترک
پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ پہ بچھادی اور بموجب حکم محررہ مکاتیب خود بھی آنکھیں بند فرمایئں
اور سب کو واسطے بند کر لینے آنکھوں کے حکم دیا۔ تھوڑے میں جو آنکھیں کھولیں
جسم منور حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح
سلطان الاولیاء کو چادر پر رونق افروز پایا۔ حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے
اوّل پارچہ خرقہ جو نیچے مہر منور کے تہ کیا ہوا رکھا تھا مع خاک پاک زمین جائے مہر مقدس
کے اٹھا کر ایک ڈبیا چوبی سبز رنگ میں بند کر کے حضرت شاہ جلال الدین صاحب
تھانیسری کے سپرد فرمایا۔ اور قبل نماز زوال چادر رنگ صابری اپنی بطور جانماز
کے بنجال آفتاب جسم مبارک سے تھوڑے فاصلہ پہ بچھائی۔
اوّل صف میں ساڑھے سترہ سو خلیفہ اپنے کھڑے کئے کہ وہ صف اوّل
[illegible] کے تھے۔ اور پس پشت حضرت قطب عالم صاحب موصوف کے حضرت

شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کھڑے تھے اور چپ راست اُن کے تیرہ حضرات خلفاء صاحب مکاتیب کھڑے تھے اور۔

دوسری صف میں جملہ حضرات اولیائے ہمعصر اور حضرات رقبار و نقبار و نجبار و ابدال واقطاب و اغیاث و رجال الغیب کہ مابین صف اوّل و دوم کے درخت گولر کا تھا کھڑے تھے اور حضرت شاہ عبدالحمید صاحب عرف شیخ زین گجراتی اولین و آخرین روح جذبیہ صاحبزادہ کلاں حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کے صف دوم میں پس پشت حضرت شاہ جلال صاحب تھانیسری کے کھڑے تھے۔ اور

تیسری صف میں جنات اور انسان داخلان سلسلہ بیعت ہر ایک حضرات اولیائے ہم عصر کھڑے تھے یعنی اس تیسری صف میں وہ شخص نہ تھا کہ جو کسی جگہ داخل سلسلہ بیعت حضرات پیران عظام نہ تھا۔ اور یہ صف باہر احاطہ انوار کے تھی۔

اور چوتھی صف میں جن و انس عوام الناس بے تعداد اور بے شمار صف بصف کھڑے تھے۔ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین مجدد عصر بموجب اس عبارت حکمیہ مندرجہ مکتوب مصور الودود کہ نماز جنازہ مخدوم علی احمد صابر صاحب کے بروز دفینہ روح پُرفتوح حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی کی پڑھائی گئی کہ وہ روز اس عالم سے حجاب کا ہوگا۔ شریعت تمام و کمال سے ادا ہوگی جائے نماز پر منتظر کھڑے ہوئے تھے، دفعتہً جسم مبارک حضرت قطب عالم ممدوح کا جانماز سے صف اوّل میں پاس حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کے آپہنچا۔ تمام حاضرین معائنہ کرتے تھے کہ چادر جانماز پر نور سفید مثل الماس کے زمین سے آسمان تک ممتد تھا اور حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے جسم منور سے نور سرخ مثل لعل عالمتاب کے زمین سے آسمان تک لمعان تھا۔ اور نور سفید مثل الماس میں سے کہ جانماز پر تھا آواز تکبیروں کا بلند مسموع ہوتا تھا۔ اور بعد تکبیروں کی آواز سلام کا بھی سب شرکاء نماز کو مسموع ہوا جس وقت آواز تکبیر کا حضرات اہل باطن کے کان میں پہنچتا تھا۔ معاً فنی ماسوی اللہ کی ہو جاتی تھی اور ہر ایک صاحب باطن کو عرفان تمام و کمال کے ساتھ ہو جاتا تھا۔ بعد فراغ نماز اور فاتحہ کے حضرت

مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان و قتارکین
مجدد عصر نے پھاوڑہ اپنے ہاتھ میں لے کر نصف درعہ مٹی جسم مبارک حضرت
بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان
الاولیاء کے نیچے کی کھود لی اور اپنی چادر رنگ صابری میں باندھ کر حضرت شاہ جلال الدین
صاحب تھانیسری کے سپرد کر دی۔ اسی وقت رجال الغیب واسطے کھودنے قبر
کے حاضر آئے۔ تھوڑے عرصہ میں قبر عمیق سوا پانچ درعہ کھد کر تیار ہو گئی اس کیفیت
سے کہ قعر زمین سے گیارہ گرہ عرض قبر کا رکھ کر یک درعہ اوپر کو اور بعد یک درعہ کے
بعرض نیم درعہ کے تالب فرش زمین تین درعہ کے اوپر کو کھودی۔ اور حضرت قطب عالم
صاحب ممدوح نے جو نصف درعہ مٹی اپنے ہاتھ سے کھودی تھی حضرات رجال الغیب
نے ایک درعہ مٹی اول کھود کر بطرف بائیں قبر علیحدہ رکھی کہ وہ مٹی صرف تعمیر درجہ اول
میں کام آئے اور باقی سب مٹی قبر کی جانب پائیں قبر کھود کر رکھی گئی اور حضرت قطب عالم
صاحب ممدوح موصوف نے جمال الدین ابدال کو حکم دیا کہ تم اپنے جنات متعینہ کو
کو واسطے لانے چونہ سنگ مرمر اور سنگ سرخ کے روانہ کر دو کہ ایک پہر کے عرصہ
میں سب سامان زیر و بالا کی تعمیر کا مہیا کر دیں۔
جمال الدین ابدال نے جنات متعینہ کو جا بجا ارسال کر دیا۔ اور حضرت قطب
عالم صاحب ممدوح نے خلفائے حاضرین اندر احاطہ انوار جائے محفوظہ کو واسطے
بند کرنے آنکھوں کے حکم دیا اور خود بھی آنکھیں بند فرما کر تصور درست ہو جانے
کفن مبارک کا جسم منور پر کیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد آنکھیں کھول کر کفن کو بموجب
قاعدہ جسم اقدس پر درست پایا اور روح پر فتوح حضرت خواجہ شمس الدین صاحب
شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات ترک پانی پتی کو بھی اپنے پاس موجود دیکھا
اور معانی انوار سرخ کو جو زمین محفوظہ میں سے آسمان کو جاتے تھے اس قدر کم پایا
کہ حضرات حاضرین بیرون احاطہ انوار کو باہم دگر دیکھنا میسر نہ ہوا۔ اس وقت حضرت
قطب عالم صاحب ممدوح نے مع حاضرین اندر احاطہ انوار کے نماز ظہر کی باجماعت
ادا فرمائی۔ اور حضرات اولیائے ہمعصر نے اپنی اپنی صف میں قائم رہ کر نماز ظہر سے

فراغ حاصل کیا اور بعد نماز کے حسب دستور دست بستہ صف بصف کھڑے ہو گئے
اسی طرح تمام عوام الناس اور جنات بھی نماز ظہر کی پڑھ چکے۔ بعد فراغ نماز ظہر حضرت
قطب عالم صاحب موصوف نے حضرت شاہ محمد ابو القاسم گرگامی صاحب تواریخ
ظہرت نامہ کو اپنے پاس اندر احاطہ انوار کے طلب فرمایا۔ اول حضرت قطب
عالم صاحب ممدوح نے مٹی جسم مبارک کے نیچے کی نصف جو در عہ اپنے ہاتھ
سے کھود کر چادر میں باندھی تھی خود قبر میں اتر کر بچھا آئے۔ حضرت شاہ جلال الدین
صاحب تھانیسری کو طرف پائے مبارک حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین
علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا کے اور حضرت شاہ
محمد ابو القاسم گرگامی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کو جانب کمر مبارک کے مامور فرمایا اور
خود حضرت قطب عالم صاحب موصوف طرف سر مبارک کے رہے تینوں حضرات
والاصفات نے جسم منور کو بآداب تمام قبر میں اتارا غیب سے آواز یَا هُوَ یَا مَنْ
هُوَ یَا مَنْ لَیْسَ لَهٗ اِلَّا هُوَ۔ کی بلند ہوئی۔ تمام حضرات اولیائے حاضرین صف
بصف نے روح مطہر حضرت سرور کائنات اشرف المخلوقات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو مع ارواح حضرات صحابۂ عظام اور تمامی حضرات اولیائے
متقدمین اور متاخرین کے بر سر قبر منور تشریف فرما دیکھا اور اکثر حضرات اولیائے
حاضرین اپنے اپنے حضرات شیخ و اصلین سے یعنی جو اس عالم سے رحلت فرما گئے
تھے اس وقت قدم بوس ہو کر فیضیاب تعلیمات لسانی کے ہوئے جب جسم منور حضرت
بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان
الاولیا کا زمین قبر پر رونق افروز ہوا۔ تمام قبر نور سرخ اور سبز اور زرد سے منور ہو گئی
اور خوشبوئے مشک اور عنبر سے تمام صحرا معطر ہو گیا۔ اور جب سب ارواح مقدسہ
مع حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے تشریف لے گئیں
آسمان پر آواز مَرْحَبًا صَلِّ عَلٰی مَرْحَبًا کا نہایت شور و غل کے ساتھ سب حاضرین
خاص و عام کو مسموع ہوا۔ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس صاحب قطب عالم
دستگیر گنگوہی سلطان التارکین مجدد عصر نے قبر منور میں اتر کر شاخ سبز مثل زمرد کو

بالائے ناف جسم منور سے کہ کفن دوم چادر رنگ گل ارمنی حلہ بہشت میں آگئی تھی نکالا۔ اس وقت انوار سبز مثل زمرد کے تمام قبر میں لمعان ہوگئی سرخ پر سبزی غالب آگئی حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے سب حاضرین اولیائے ہمعصر کو زیارت اس شاخ سبز کی باہر قبر منور سے تشریف لاکر دلائی۔ پھر اس شاخ کو دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑا بدستور بالائے ناف مبارک قبر میں تشریف لے جاکر رکھا اور ایک ٹکڑا اپنے سیدھے ہاتھ میں لے کر باہر قبر منور سے درجہ تعمیر اول پر تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے تختہ ہائے آبنوسی جائے تعمیر درجہ اول پر جو بغرض گیارہ گرہ کھدی ہوئی تھی لگائے اور پھر واسطے فراغ نماز عصر کے باہر قبر منور سے تشریف لے آئے۔

بعد فراغ نماز عصر حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے تختہائے آبنوسی پر کھڑے ہوکر حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری اور حضرت شاہ محمد ابوالقاسم گرگامی صاحب اور امین اللہ ابدال اور جمال الدین ابدال سے گارہ مٹی جانب بالین قبر کا بنوا کر اور اٹھوا کر کڑہ سنگ سرخ سے لگایا۔ اور چار گرہ اونچا چبوترہ اور پر تختہائے آبنوسی کے لگا دیا۔ اور پھر نماز مغرب کی ادا فرمائی۔ اور بعد نماز مغرب قبر تعمیر درجہ دوم چوبند سنگ مرمر اور سنگ سرخ سے تیار کی۔ اس تعمیر کی خدمت میں حضرات اولیائے ہمعصر ممدوح الصدر براہ سعادت اندوزی شریک ہوئے پھر نماز عشا کی ادا فرمائی اور بعد نماز عشاء قبر تعمیر دوم کی استرکاری کر کے بعد نصف شب تمام حاضرین خاص و عام باادب کھڑے ہوئے کو واسطے بیٹھ کر آرام لینے کا حکم دیا۔ اور خود بھی حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم و دستگیر گنگوہی سلطان التارکین مجدد عصر نے تا نماز صبح بیٹھ کر آرام فرمایا اور تلاوت اور دیگر معمولات میں مشغول رہے۔

بتاریخ چھٹی ماہ ربیع الثانی سنہ ۹۰۷ ہجری مرقوم الصدر روز شنبہ کو بعد نماز اشراق کے حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے تختہائے سنگ زعفرانی تعمیر پختہ درجہ دوم پر رکھ کر کڑہ اور چار گرہ چبوترہ تا بوقت عصر تمامی حاضرین خاص و عام کو حکم دیا کہ اب جس طرح چاہو بیٹھ کر اور لیٹ کر آرام کرو۔ اس تعمیر کڑہ اور چبوترہ کی خدمت میں حضرت رقبا۔ و نقبا۔ و نجبا۔ و ابدال۔ و اقطاب و اغیاث و رجال الغیب یا

حضرت شاہ عبدالحمید صاحب سرخ شیخ زین اولیین ولایت روح جذبیہ صاحبزادگان حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کے شریک ہوکر فیضیاب ہوگئے۔

بتاریخ ساتویں ماہ ربیع الثانی ۹۰۷ھ ہجری مرقوم الصدر روز یک شنبہ کو بعد نماز فجر کے حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے تعمیر قبر درجہ سوم کی شروع فرمائی۔ تا بہ نماز مغرب دیواریں پختہ دونوں جانب قبر کے تیار فرمالیں۔ اس تعمیر کی خدمت میں خلفائے صاحب مجاز حضرات اولیائے ہمعصر کے شریک ہوگئے اور مستفید کیفیات باطن کے ہوئے۔ بعد نماز مغرب استرکاری شروع فرمائی تا بہ نماز صبح تاریخ آٹھویں ماہ ربیع الثانی ۹۰۷ھ ہجری مرقوم الصدر روز دوشنبہ تک فارغ ہوئے اور بعد نماز اشراق بتختہائے سنگ سرخ کی تعمیر قبر درجہ سوم پر رکھی۔ اور کڑھلگا کر تا بوقت نماز عصر تربت تیار کرلی۔ اور چادر رنگ صابری اپنی جس پر نماز جنازہ ادا ہوئی تھی اور یہ تربت منور کے ڈال دی۔ جمال الدین ابدال نے گلاب کے ہار تربت پر چڑھائے۔ حضرت قطب عالم صاحب ارقام فرماتے ہیں کہ فقیر نے قبر مبارک کے تین درجے بحکم حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا کے تعمیر کیے ہیں مجھ کو حضرت ممدوح نے عالم ارواح میں قبل تعمیر قبر مبارک فرمادیا تھا۔ اور ارشاد کیا تھا کہ قدوس مجدد ہم نے یہ تین درجے تجھ سے اس واسطے تعمیر کرائے ہیں کہ ہم علی قدر مراتب ہر ہر درجے میں اپنی طریقت کے محبوبوں اور دوستوں سے ملاقات کیا کریں گے۔

بعد فاتحہ حضرت قطب عالم صاحب موصوف مع تمامی حضرات حاضرین خاص و عام باہر حد بارہ کوس زمین سوختہ کے تشریف لے آئے اور مقیم ہوگئے حضرات خلفا اور حضرات اولیائے ہمعصر صاحب مرتبہ سلوک اور ولایت روح جذبیہ کے اور ذوالجلال شاہزادہ جن مع گیارہ ہزار جنات کے حاضر رہے اور قریب لاکھ آدمی مخلوق عوام الناس کے جو شریک ہوگئے تھے وہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ کو چلے گئے۔ روز جمع ہونے مخلوق خاص و عام کے حد بارہ کوس پر جمال الدین ابدال نے ہر ایک متنفس کو آب و طعام حسب بخواہ ہر ایک کے تقسیم کیا کہ کسی کو تجز

تین روز باادب کھڑے رہنے کے اور کچھ تکلیف کسی طرح کی نہیں ہوئی۔ بعد نماز مغرب حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے حد بارہ کوس زمین سوختہ پر پہنچ کر چادر رنگ صابری حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کی اوڑھ کر مراقب ہو گئے اور منہ اپنا چادر سے چھپا لیا۔ نصف شاخ زمردین جو وقت دفینہ سے ہاتھ میں تھی تا وقت مراقب ہونے کے سب حاضرین کو معائنہ ہوئی کہ روشنی شاخ سبز سے تمام ہاتھ بنور سبز منور تھا۔

ابیات نتیجہ افکار مؤلف

قطب عالم شہ سزاوار صواب
ہمرہ اقطاب و غوث بے حساب

جانب کہلیر روانہ ہو گئے
رہ روی راہ یگانہ ہو گئے

جب حد قہری پہ پہنچے قطب دیں
سوختہ دیکھی تجلی سے زمیں

تیغ مخدومی چمکتی تھی وہاں
صورت بجلی چمکتی تھی وہاں

قطب نے چاہا کہ پار کھول بڑھا
حد پہ آئی تیغ قہری رو نما

برق دش خوں کی پیاسی تھی بقہر
شعلہ وش صورت دکھائی تھی بقہر

دیکھ کر اس تیغ قہری کا طراز
قطب عالم نے کہا با صد طراز

تیغ تجھ سے سر اگر اڑ جائے گا
تن جناب شاہ تک تو جائے گا

چند ساعت کو مراقب ہو گئے
عارف حق صاحب ارشاد نے

بادشاہ دو جہاں کے پاس جا
فکر ہو میں اس طرح سے کھو گئے

آپ نے مجھ کو بلایا ہے یہاں
سر جھکا پا بوس کے اور یہ کہا

تیغ صورت بخش بہ حد ہو گئی
ورنہ اس جانب کو آنا تھا کہاں

شاہ نے سن التماس قطب راز
میرے آنے کے لئے سد ہو گئی

یہ کہا اے قطب میرے غم مدار

تیغ آتش گراں نہ خالی جائے گی
جب تلک برّش نہ وہ دکھلائے گی

آستیں تھوڑی سی ہاں اڑ جائے گی
پھر زمیں پر سامنے گر جائے گی

تو حمائل کر مجدد بے خطر
تیغ آتش ریز سے ہرگز نہ ڈر

العرض یوں ہی مجدد نے کیا
ہاتھ آگے تیغ شہ کے کر دیا

گوشۂ تہ بند و آستیں کٹ گئی
تیغ قہری سامنے سے ہٹ گئی

گر پڑی وہ تیغ پیش قطب دیں (رحمۃ اللہ علیہ)
قطب نے اُس کو حمائل کی وہیں

آگئے آگے قطب تھے مثل امام
پیچھے پیچھے تھے تمامی خاص و عام

تھوڑے عرصہ میں جناب قطب پاک
رویت شہ سے ہوئے بس بہرہ یاب

اسم اعظم شاہ کا پڑھتے ہوئے
ایستادہ پاس گولر کے ہوئے

وہاں کھڑا دیکھا جمال الدین کو
حاکم جنات خوش آئین کو

جائے محفوظ تھی نور سرخ بار
بُو سے اس کے رو بگل مشک تتار

ایک لاکھا آدم شمار آئے تمام
جن و انس از مرد و زن خاص و عام

قطب نے سب سے کہا اے مرد مال
ہے یہ جائے بادشاہِ دو جہاں (رحمۃ اللہ علیہ)

صف بصف ترتیب سے ہو جائیے
بالادب ایستادہ کی فرمائیے

اولیں صف خلافت مایہ گاں
ایستادہ قطب عالم کے وہاں

دوسری صف میں ستادہ خاص خاص
یک دگر باہم بطرزِ اختصاص

تیسری صف میں عوام الناس تھے
قطب عالم بھی سبھوں کے پاس تھے

سر سے اپنے صابری چادر اتار
قطب نے چاہا اسے لاؤں پکار

خوب یہ ہے یہ بجا ہے جا نماز
اس زمین نور سے پاوے طراز

جب بچھائی قطب نے وہاں جا نماز
منتظر پھر ہو گئے با صد نیاز

روح غوث پاک نے آکر وہیں
بالبند آواز تکبیریں کہیں

بار دیگر پڑھ جنازہ قطب نے
قبل ادا کرنے نماز ظہر کے

چادر ملبوس غوث پاک کی
غوث الاعظم جلوۂ افلاک کی

دی جلال الدین جلدی سے نکال
غوث اعظم نے اسے بھجوائی تھی
حکم یہ تھا یہ مجدد تک رہے
یہ کفن داری میں شہ کے صرف ہو
خلد سے آئی تھی مجھ کو یہ ردا
یہ ہوا تھا حکم اے غوث زمن
الغرض قطب دو عالم نے تمام
شمس دیں کی روح اقدس ساتھ تھی
ہمدگر تجہیز میں ہمراز تھے
بھاؤ ڑا ہاتھوں میں لے کھود امزار
غار کیا تھا معدن الانوار تھا
اس تہیہ میں شریک افلاکیاں
قبر میں جس دم اتارا شاہ کو
غیب سے یاھو و یاھو کی صدا
روح پاک صاحب لولاک کی
جلوہ فرما تھے بانبوہ کثیر
غوث و قطب و ابدال و اوتاد زمان
گرچہ ظاہر میں اوتارا تین نے
لیک باطن میں تھے مردان خدا
غوث الاعظم خواجۂ ہند الولی
اس گھڑی تھا مرحبا کا شور و غل
نور سرخ و سبز و زرد اس دم عیاں
الغرض سہ روز گزرے تھے کہ سب

قطب عالم سے کہا اے شاہ حال
دیر سے بہر کفن یہ آئی تھی
آنکھ اس پر ہر کسی کی گڑ پڑے
اس تہیہ میں نہ فرق حرف ہو
قدسیاں لائے تھے باحکم خدا
یہ ردا ہو صرف مخدومی کفن
بر طریق شمس پہنچا یا نظام
جلوہ فرمائے صفات و ذات تھی
خدمت تکفین میں دمساز تھے

حضرت مخدوم کے مدفن کا غار رحمۃ اللہ علیہ

غار کیا تھا جلوۂ اسرار تھا

تھے بطور خادمان خاکیاں
اس تجلی بخش مہر و ماہ کو
فرش سے تا عرش پائی برملا
شافع مابندگان خاک کی
خدمت عالی میں تھے شیخ کبیر
جمع تھے سب اس گھڑی اسلم وہاں
قطب دولو قاسم جلال الدین نے
جبرئیل و مصطفےٰ و مرتضےٰ
تھے یہ دونوں نیز ہم کار علی
سننے والے تھے برنگ خود دل
تھا تجلی بخش برنگ چمن
شاہ کا مرقد ہو اعالی نصب

قطبِ عالم حدِّ بارہ کوس پر
ہمرہِ یارانِ چندیں لکھ دگر

جا پڑے از بہرِ رخصت ہائے خاں
تھے جمال الدین سب کے میزبان

آب و نان سب کو دیا ہر شب و روز
حسب قدر جملہ کُل دل فروز

شاہ کے مہمان جتنے تھے وہاں
کھاتے پیتے روز و شب تھے آب و نان

اے حسن اب بھی مقرر ہیں وہاں
زائرانِ شاہ دیں کے میزبان

احوال حضرت قطب عالم صاحب کے اکیس ۲۱ روز مراقب رہنے کا اور مزارِ مقدس حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم صاحب پر بنگلہ چوبی بن جانے کا اور حضرت قطب عالم صاحب کے گنگوہ شریف کو روانہ ہوجانے کا

مکاتیب مفصلہ بالا میں تحریر ہے کہ بتاریخ آٹھویں ماہ ربیع الثانی ۹۰۷ھ ہجری مرقوم الصدر روز دوشنبہ وقت مغرب سے تا تاریخ انتیسویں ماہ مذکور سنہ صدر روز دوشنبہ تک حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین مجدد عصر ایک حالت پر مراقب بیٹھے رہے اکیسویں روز قبل نماز اشراق جمال الدین ابدال نے حاضر آکر گزارش کیا کہ حضرت مخانہ کعبہ اہل حقیقت کا تیار ہوگیا ہے۔

یہ التماس سن کر حضرت قطب عالم صاحب ممدوح چادر سے منہ کھول کر کھڑے ہوگئے۔ اس وقت ہاتھ میں وہ شاخ سبز زمردیں موجود نہ تھی اور اس عرصہ اکیس ۲۱ روز میں بھی جمال الدین ابدال خدمت مہمانداری حضرات حاضرین حدبارہ کوس کے دونوں وقت انجام پہنچاتے رہے۔ حضرت قطب عالم ممدوح مع جمیع ہمراہیان موصوفہ بالا یعنی ساڑھے سترہ سو خلفا اور حضرات اولیاء ہمعصر صاحب مرتبہ سلوک اور ولایت روح اور ذوالجناح شاہزادہ جن مع

گیارہ ہزار جنات فاضل کے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا نام تلاوت کرتے ہوئے کلیر شریف کو تشریف لے چلے۔ زمین محفوظہ معدن الانوار میں پہنچ کر نماز چاشت ادا فرمائی۔ اور چوب زیتون کا بنگلہ چوبی خورد اور بہ مزار شریف کے تیار پایا کہ جمال الدین ابدال نے جنات متعینہ سے سامان منگوا کر تیار کرایا تھا۔ اور انوار سبز زمردین مزار مقدس سے تا بہ آسمان محیط دیکھا۔ حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے مع ہمراہیان سات بار طواف مزار منور کا کیا۔ ہر ایک صاحب باطن کو کیفیت مرتبہ فنا فی اللہ کی بدرجہ تمام و کمال حاصل ہوئی۔ بعد فراغ طواف حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے مع ہمراہیان مزار مقدس پر فاتحہ پڑھیں۔ بعد فراغ فاتحہ حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے طرف جامع مسجد کلیر کے فاتحہ کو ہاتھ اٹھائے بمجرد حرکت ہاتھ اٹھانے کے دونوں ہاتھ خشک ہو گئے۔ حضرت مشکلکشا قطب عالم صاحب ممدوح نے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی جانب تائب ہو کر عرض کی کہ حضرت غلام سے خطا ہوئی معاف فرمائی جائے۔ اسی وقت حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کے قلب پر القاء و الہام درجہ اول کے ہوئے کہ عبد القدوس تو کس کی مغفرت چاہتا ہے۔ ان لوگوں کے ایمان پانسو برس قبل علم ازل سے سلب کر لیے گئے تھے بعد اس القاء و الہام کے دونوں ہاتھ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین مجدد عصر کے صحیح و سالم ہو گئے۔

حضرت قطب عالم صاحب ممدوح دوبارہ طواف مزار مقدس کا ادائے شکریہ میں ادا فرمایا۔ اور جمال الدین ابدال کو مع ننانوے جن متعینہ کے خدمت معمول قدیم پر مامور فرما کر مع حضرات خلفائے خود اور حضرات اولیائے ہمعصر سالکین کے روانہ طرف گنگوہ کے ہوئے اور حضرت شاہ عبد الحمید صاحب عرف شیخ زین اولین ولایت روح جذبیہ صاحب مکتوب بلقاب سخرۃ القدس مع حضرت رقباء و نقباء۔ و نجباء۔ و ابدال۔ و اقطاب

واغیاث در رجال الغیب کے حضرت قطب عالم صاحب موصوف سے رخصت ہو کر اپنی اپنی جگہ کو تشریف لے گئے۔ زمین سوختہ حد بارہ کوس میں حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے مع ہمراہیان اسم مبارک حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری قدس اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا تلاوت فرمایا۔ اور بعد کو اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے ہوئے گنگوہ شریف کو چلنے لگے۔

منظوم از نتیجۂ فکر مؤلف

قطب عالم تا حدِ اکیس[۲۱] روز
حد قہری پر ہے جلوہ فروز

یوں مراقب ایک حالت ہو تے
بر دو زانو سر جھکے بیٹھے ہے

اس لعین روز میں جن جمال
شاہ کے روضہ کو لائے بر کمال

جب ہوا تیار روضہ شاہ کا
حضرت مخدوم عالمیاں کا رحمۃ اللہ علیہ

قطب سے جا کر جمال الدین نے
یہ کہا ابدال خوش آئیں نے

خانہ کعبہ ہوا تیار آج
نور حق کا ہو گیا انبار آج

آپ اب چلئے زیارت گاہ کو
روضۂ تقدیس حضرت شاہ کو

نور نیدانی برستا ہے وہاں
ابر سبحانی برستا ہے وہاں

قطب عالم سن کے یہ مژدہ شتاب
آئے نزدیک روضۂ عالی جناب

دیکھ کر روضہ کہا اے ذوالجلال
تیرے نور پاک کا ہے یہ جمال

خلد اس کا ہے نمونہ بے گماں
قصر جنت کا ہے اس کا ایک نشان

بو اس کی صحرا کی مشک آباد ہے
خاک اس وادی کی عنبر زاد ہے

کر طواف اس روضۂ دل بند کا
اس شگفتہ گلشن خرسند کا

فاتحہ کیں روضۂ انور کی طرف
منہ کیا پھر مسجد کلیر کے طرف

جانب مسجد پئے کار نجات
قطبِ عالم نے اٹھائے دونوں ہاتھ

فاتحہ پڑھنے نہ پائے تھے تمام
ہاتھ دونوں ہو گئے مانند لام

مثل شاخ خشک بیکاری بکار
دونوں ہاتھوں کو ہوئی یکسں یکبار

دیکھ کر ہاتھوں کو توبہ کی کہ شاہ
میں نہ سمجھا تھا ہوا مجھ سے گناہ

یہ صدا آئی کہ اے قطبِ فرید
پانصد سنہ ہیں مردود و پلید

کوئی ان میں صاحب ایمان نہیں
ایک ان میں مغفرت شایاں نہیں

بعد توبہ دستِ قطبِ حق ندیم
ہو گئے برحال و برر سم قدیم

قہر صابر ہے حسن قہر الٰہ
نام صابر حرز اعظم جان پناہ

احوال حضرت قطب عالم صاحب کے گنگوہ پہنچکر محفلِ راگ میں حال وجد طاری ہونے کا

مکاتیب بفصلہٗ بالا میں تحریر ہے کہ اسی روز بتاریخ انتیسویں ماہ ربیع الثانی سنہ ۹۰۷ ہجری مرقوم الصدر روز دوشنبہ کو بعد نماز ظہر حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین مجدد عصر گنگوہ شریف میں پہنچے حضرات سالکین اولیائے ہمعصر دائرہ شریف میں مہمان رہے حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے دو رکعت صلوٰۃ الصلوٰۃ شکریہ فراغ دفینہ مبارک حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا رحمۃ اللہ علیہ میں مع تمام حضرات محفل ادا فرمائیں۔ اور ایک سوایک بار حق حق باآواز بلند فرمایا اور سب حضرات نے بھی باآواز بلند تلاوت فرمایا اور بتاریخ تیسویں ماہ مذکور سنہ صدر روز سہ شنبہ کو بعد نماز اشراق کے دائرہ قدسی میں محفل سماع کی ترتیب دی گئی۔ اور اس محفل میں سوائے حضرات اولیائے اور داخلان سلسلہ حضرات اولیاء کے کوئی شخص غیر باریاب محفل نہ ہوا کہ حضرات متقدمین نے دستور تخلیہ کا مجلس راگ میں مقرر فرمایا تھا۔ قوالانِ شہر دہلی نے یہ غزل شروع کی کہ مطلع جس کا یہ تھا۔ ؎

در خانہ چہ بینی کہ بباز ار بینید
اے مدعیان دولت دیدار بہ بینید

پہلے ہی آواز میں حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کو حال وجد پیدا ہوا غلبہ حالت

وجد میں حضرت قطب عالم صاحب نے اس قوال کا ہاتھ پکڑا۔ قوال نے خائف ہو کر دوسرے قوال کا ہاتھ پکڑا۔ اسی طرح پانچوں قوال ضم ہو گئے۔

حضرت قطب عالم صاحب ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ تو نے کیا کہا؟ قوال نے مکرر مصرعہ اولیٰ پڑھا حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کا جسم مبارک تڑپ کر مع پانچوں قوالوں کے دیوار ہائے دائرہ سے باہر جا پہنچا۔ اور تمام حضرات اہل محفل ہمراہ ہو گئے سر بازار راگ ہوتا چلا جاتا تھا۔ ہر ایک حضرات اولیاء شامل محفل راگ پر حسب مضمون مطلع کیفیت وجد کی طاری ہو رہی تھی۔ عوام الناس میں سے بھی جس کے کان پر وہ آواز جاتا تھا وہ متحیر اور مبہوت ہو کر گھر سے باہر آجاتا تھا۔ تمامی گنگوہ میں تہلکہ عظیم برپا تھا۔ مرد و زن گھروں سے باہر آگئے تھے۔ دوپہر یہ حال سب سامعین پر طاری رہا۔ اس روز سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ میں راگ بے پردہ استماع فرمانا معمول حضرات پیران سلسلہ عالیہ ہوا ہے۔

نظم ہوئی

قطب عالم بادشاہ کن فکاں
محرم اسرار مخفی و عیاں

پس ازاں گنگوہ کو تشریف لائے
ہمرہ یاراں سوئے گنگوہ آئے

سجدۂ شکرانہ کر سب نے ادا
یک صد و یک بار حق حق حق کہا

تیسویں تاریخ سہ شنبہ کے روز
راگ کروایا بہ بزم فرد و نز

حکم فرمایا نہ آوے غیر یہاں
غیر یاران طریقت سیر یہاں

الغرض وہاں تھے طریقت آشنا
غیر سے خالی تھی وہ بزم صفا

تار بولا اور لگا بجنے رباب
بے خبر ہونے لگے سب شیخ و شاب

قطب عالم بھی ہوئے سرمست شوق
ہو گئے فی الفور مست جام ذوق

بیت یہ گانے لگے قوال وہاں
تھے جو وہ قوال صاحب حال وہاں

در خانہ چہ بینی کہ بازار بہ بینید
اے مدعیان دولت دیدار بہ بینید

قطب عالم اس گھڑی بے ہوش تھے
حد امکانی سے کتنے بیش تھے

ہاتھ قوالوں کا پکڑے بے خبر
خانقاہ خاص سے آئے بدر

گشت کرتے کوچہ و بازار میں
پھر رہے تھے بیت کی تکرار میں

تھی زباں پر سب کے وہ بیت لطیف — مایہ عرفاں تھا سب کے نصیب
معنے بیت مے عرفان فزدش — شوق سے کہتے تھے سب کو نوش نوش

قطب اُس دم تھے حسن قطب ظہور
از قدم تا سر ہُویت زیب نور

احوال حضرت قطب عالم صاحب کے ہر ماہ کلیر شریف کو تشریف لیجانے کا اور روضہ پختہ بنوانے کا

مکاتیب مفصلہ بالا اور مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین مجدد عصر صاحب مکتوبات نطاب تخفۃ الوحدت کا یہ معمول تھا کہ ہر مہینے کی پانچویں تاریخ سے صائم ہو کر حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الا رواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس پر حاضر ہوا کرتے تھے حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کریم الطرفین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات نطاب امانت الواحدیت بلا ناغہ ہمراہ آتے تھے۔ اور سوا اُن کے جب جس کسی صاحب کو شوق ہوتا تھا چلے آتے تھے اور بغیر ہمراہی حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کے کوئی صاحب حضرات اولیائے معصرین سے بھی حاضر نہ ہو سکے عوام الناس کا تو ذکر کیا ہے اور جب تک حضرت قطب عالم صاحب موصوف مزار مقدس پر تشریف رکھتے تھے جمال الدین ابدال دربار بنگلہ زیتونی کے پردہ ہائے رنگا رنگ سے بند لگا کرتے تھے کہ حضرت قطب عالم صاحب موصوف

دروازہ پائیں مزار منور سے اندر جا کر قدم بوس ہوتے تھے اور چادر بھی مزار منور پر باختلاف الوان معائنہ فرماتے تھے اور نور سبز مزار مقدس سے تا بہ آسمان محیط دیکھتے تھے: تاریخ تیرہویں ۱۳ اور چودھویں کو فاتحہ قل بہ ترتیب مستمرہ مرعیہ کے انجام فرما کر صبح تاریخ پندرھویں کو

زمانہ لنگوہ شریف کے ہو جاتے تھے۔

تاریخ سولھویں ماہ ربیع الثانی ۹۲۸ھ ہجری کو روز سہ شنبہ حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کے حضور میں سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر لودھی والئی دہلی نے آگرہ سے ایک عرضی ارسال کی کہ حضرت اگر اجازت حضور کی ہو تو فدوی بارادہ بیعت قدم بوسی کو حاضر ہووے۔ اور کچھ روپیہ میرے پاس حلال کے موجود ہیں اگر حکم حضور ان کا ہو تو وہ روپیہ بھی واسطے تعمیر روضہ منورہ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے روانہ کروں؟ چونکہ بادشاہ مذکور خاندان صابریہ کا مطیع اور حضرت قطب عالم صاحب ممدوح سے کمال عقیدت رکھتا تھا حضرت ممدوح نے اس کی استدعا قبول فرمائی اور معرفت امین اللہ ابدال کے جواب روانہ فرمایا کہ تجھ کو فقیر کی اجازت ہے۔ باب ہدایت کھلا ہے تو شوق سے آکر روپیہ بھیجدے۔ بادشاہ نے فی الفور تین ہزار روپیہ سکہ التمشی بدست امین اللہ ابدال بھیج دیئے اور خود حاضر ہو کر حضرت قطب عالم صاحب سے بیعت ہوا۔ اور غلامی اعتقاد کی۔ حضرت قطب عالم صاحب نے بموجب ہدایت حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد فرمایا کہ اے سلطان ابراہیم فسق و فجور سے بچنا۔ انصاف و عدالت سے کام لینا تاکہ خلق اللہ پر جبر و ظلم نہ ہونے پائے خاندان صابریہ چشتیہ کی اطاعت اور خلیفہ اکبر اس سلسلہ عالیہ کا فرمانبردار رہنا بادشاہ نے اس ہدایت کو بادل و جان قبول کیا۔ اور حضرت قطب عالم صاحب نے اعانت ظاہری و باطنی کا وعدہ فرما کر دعائے خیر فرمائی۔ بادشاہ رخصت ہو کر دار السلطنت کو آیا اور مدت العمر خاندان عالیہ صابریہ چشتیہ کا مطیع و فرمانبردار رہا اور فلاح کونین حاصل کی۔ اس بادشاہ کا زمانہ جلوس بمقام دہلی و آگرہ ۹۲۳ھ ہجری مطابق ۱۵۱۷ء عیسوی میں ہے۔ اور وفات ۹۳۲ھ ہجری مطابق ۱۵۲۶ء میں ہے۔

حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے مبلغ نذر کردہ بادشاہ بجنسہٖ بخلفائے

سلطان ابراہیم لودھی والئی دہلی کی حضرت قطب عالم صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہونا۔

قوم جنات و جمال الدین ابدال کے سپرد فرمائے اور ارشاد کیا کہ اس روپیہ سے سامان
تعمیر روضہ منورہ خرید کیا جائے اور جس روز ہم کلیر شریف کو چلیں تو سامان مذکور مہیا پائیں
چنانچہ بعد اکیس ۲۱ برس تعمیر قبر مبارک حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم صاحب کے بتاریخ
پانچویں ماہ جمادی الاول ۹۲۸ ہجری روز پنجشنبہ کو جب حضرت قطب عالم صاحب
ممدوح کلیر شریف کو روانہ ہوئے۔ تو اسباب تیاری روضہ پختہ کا بجراست
خلفائے قوم جنات ساتھ تھا۔ اور تمامی خلفائے راشدین صاحب مکاتیب اپنی
اور گیارہ حضرات اولیائے ہمعصر حضرت شاہ ابراہیم صاحب بھکری صاحب مکتوب
نقاب غنچہ اسرار۔ اور حضرت شاہ احمد عرف محی التخلیفہ صاحب مکتوب نقاب
وسیلہ عافیت اور حضرت شیخ محمود چشتی صاحب مکتوب نقاب گلشن اسرار اور حضرت سید
علی ترمذی بن قمر علی صاحب مکتوب نقاب نوید منفرت اور حضرت قاسم شاہ صاحب
مکتوب نقاب مسائل عبودیت اور حضرت شاہ نظام الدین صاحب نادر نولی صاحب مکتوب
نقاب عیار الاغیار اور حضرت شیخ سلیم فتحپوری صاحب مکتوب نقاب اثر التاثیر اور
حضرت شیخ ادہن جونپوری صاحب مکتوب نقاب صراط المستقیم اور حضرت شیخ معین
خوارزمی صاحب مکتوب نقاب تفضیل الکوائف اور حضرت شاہ حسین برہان پوری
خدانما صاحب مکتوب نقاب تعلیم رویت اور حضرت شاہ شیخ فرید بخش بھکری صاحب
مکتوب نقاب سرور عینیت ہمراہ تھے۔ حضرت قطب عالم صاحب موصوف تاریخ
تیرھویں ۱۳ اور چودھویں ۱۴ تک بدستور سابق حاضر رہے۔ تاریخ پندرھویں روز شنبہ
سے تعمیر روضہ پختہ کی شروع فرمائی۔ جمال الدین ابدال اور رامین اللہ ابدال اور جنات
متعینہ الغرام خدمت تعمیر روضہ کا کرتے تھے۔ اور حضرت قطب عالم صاحب ممدوح
مع ولی الدین معمار خلیفہ صاحب مجاز اپنے کے تعمیر فرماتے تھے۔ اور حضرت شاہ
جلال الدین صاحب تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ مع دیگر خلفا اور اولیائے حاضرین کے
چونہ اور خشت دیتے جاتے تھے۔ تین مہینے سات روز کے عرصہ میں استرکاری وغیرہ
سامان تیاری روضہ منورہ سے فراغ حاصل کر کے روانہ گنگوہ شریف کے ہوئے۔

اس قدر عرصہ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم
دستگیر گنگوہی سلطان التارکین مجدد عصر مع ہمراہیان ممدوح الصدر
مزار مقدس پر صائم تشریف فرما رہے جمال الدین ابدال خدمت مہمانداری کی
بجا لائے۔ بعد تیاری روضہ پختہ کے گاہ گاہ حضرات اولیائے ہمعصر میں سے جس
صاحب کو ضرورت درپیش ہوتی تھی۔ بغیر ہمراہی حضرت قطب عالم صاحب
ممدوح کے بھی حاضر بارگاہ عرش پناہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین
علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے ہو کر
مستفید مطالب ہوا کرتے تھے۔ اور حضرت قطب عالم صاحب موصوف تا بقیام
عالم حیات اپنی کے پابند حاضر ہونے حسب دستور مرقومہ بالا کے رہے اور حضرت
شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی بموجب حکم پیر و مرشد
قطب عالم صاحب ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کے معمول حاضر ہونے کلیر شریف
کا دستور مقررہ بالا رہا۔

احوال مختصر خلافت اور معمول حاضر ہونے کا کلیر شریف میں چند حضرات متاخرین کا

مکاتیب مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ حضرت شاہ نظام الدین بلخی وجد سلطان صاحب صاحب مکتوب نطاب صحائف الصبور بتاریخ گیارہویں ماہ شوال ۹۸۲ھ ہجری کو روز جمعہ بعد نماز عصر کے محفل حضرات اولیائے ہمعصر میں حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کریم الطرفین صاحب مکتوب نطاب امانت الواحدیت کے ہاتھ پر بیعت امامت اور ارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ میں بمراتب کیفیات باطن اولوالعزمی شہنشاہی ولایت کے بشرائط مرعیہ اور قواعد مستمرہ فیضیاب ہو کر تمامی مفاوضات معنونہ یعنی اسناد خلافت نامجات معتبرہ اوراد منضبطہ اوقات شبانہ روز اور مکتوبات نطاب مندرجہ کوائف ظاہری اور باطنی اور تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم حضرات پیران عظام سلسلہ موصوفہ سے بہرہ مند ہو کر صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ ہوئے بموجب حکم حضرت پیر و مرشد ممدوح کے بنظر مسافت دور و دراز آمد و رفت شہر بلخ کے سال میں ایک بار بطریق مقررہ حضرت قطب العالم موصوف کے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کی آستانہ بوسی سے ماہ ربیع الاول میں مشرف ہوا کرتے تھے اور احوال بدستور مرقومہ بالا معائنہ فرماتے تھے اور حضرت شاہ ابوسعید صاحب گنگوہی دست رسول صاحب مکتوب نطاب تحائف الکوثر بتاریخ اکیسویں ۲۱ ماہ شوال ۹۹۸ھ ہجری کو روز دوشنبہ وقت عصر کے محفل حضرات اولیائے ہمعصر میں حضرت شاہ نظام الدین بلخی صاحب وجد سلطان کے ہاتھ پر بیعت امامت اور ارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ میں بمراتب کیفیات

واسناد و تبرکات محررہ بالا صاحب مجاز مرفوع الاجازت اعلی العزم والمرتبہ ہوئے
بموجب حکم حضرت پیر و مرشد کے بادائے لوازم و قواعد مقررہ ماموریہ آستانہ بوسی حضرت
بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء
سے ماہ ربیع الاول میں مستفیاب ہوا کرتے تھے اور احوال بدستور محررہ بالا معائنہ فرماتے
تھے اور حضرت شاہ محمد صادق صاحب گنگوہی صادق مثال صاحب مکتوب مخاطب بوجود الوجود
بتاریخ سترھویں ماہ شوال ۱۰۱۲ھ ہجری کو روز پنجشنبہ وقت عصر کے محفل حضرات اولیائے
ہمعصری میں حضرت شاہ ابو سعید جیو صاحب گنگوہی دست رسول کے ہاتھ پر بیعت
امامت اور ارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ میں بمراتب کیفیات اور
اسناد تبرکات مرقومہ بالا صاحب مجاز مرفوع الاجازت اعلی العزم والمرتبہ ہوئے بموجب
حکم حضرت پیر و مرشد کے بادائے لوازم و قواعد مقررہ ماموریہ آستانہ بوسی حضرت بادشاہ
دوجہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء سے
ماہ ربیع الاول میں مستفید ہوا کرتے تھے اور احوال بدستور محررہ بالا معائنہ فرماتے تھے
اور حضرت شاہ داؤد جیو صاحب رحیم دل گنگوہی صاحب مکتوب مخاطب شوق الکثیر
بتاریخ اکیسویں ۲۱ ماہ رجب ۱۰۲۲ھ ہجری کو روز پنجشنبہ وقت عصر کے محفل حضرات
اولیائے ہمعصر میں حضرت شاہ محمد صادق صاحب صادق مثال کے ہاتھ پر بیعت امامت
اور ارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ میں بمراتب کیفیات اور اسناد تبرکات
محررہ بالا صاحب مجاز مرفوع الاجازت اعلی العزم والمرتبہ ہوئے اور بموجب حکم پیر و مرشد
کے سال میں ایک بار بادائے لوازم و قواعد مقررہ ماموریہ آستانہ بوسی حضرت بادشاہ
دوجہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء
سے ماہ ربیع الاول میں مشرف ہوا کرتے تھے۔ سال اول سے یوماً فیوماً کثرت
حاضرین مردمان خاص و عام کی ملاحظہ فرمائی اسی عرصہ میں جمال الدین ابدال کو مع جنات
متعینہ کے مخفی رہنے کا حکم ہوا اور آبادی قصبہ کلیر کی شروع ہوئی اور حضرت شاہ
ابو المعالی صاحب صمدی صاحب مکتوب مخاطب نعمت الحق بتاریخ سترھویں ۱۷ ماہ

ربیع الآخر ۱۱۰۷ھ ہجری کو روز دوشنبہ وقت عصر کے محفل حضرات اولیائے ہمعصر میں
حضرت شاہ داؤد جیو صاحب رحیم دل کے ہاتھ پر بیعت امامت اور ارشاد سے
خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ میں بمراتب کیفیات اور اسناد تبرکات مرقومہ بالا
صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ ہوئے۔ بموجب حکم حضرت پیر و مرشد
بادائے لوازم و قواعد مقررہ مامورہ سال میں ایک بار آستانہ بوسی حضرت بادشاہ دوجہان
مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء سے ماہ
ربیع الاول میں مستفیض ہوا کرتے تھے اور ترقی اثر دہام خلائق خاص و عام کو معائنہ فرماتے
تھے اور حضرت محمد سعید عرف میران سید شاہ بھیک صاحب فی الواحد الوجود صاحب
مکتوب نقاب ظہور الوجود بتاریخ بائیسویں رمضان ۱۱۱۶ھ ہجری کو روز پنجشنبہ
وقت عصر کے محفل حضرات اولیائے ہمعصر میں حضرت شاہ ابوالمعالی صاحب صمدی
ایمبیٹھی کے ہاتھ پر بیعت امامت اور ارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ
میں بمراتب کیفیات اور اسناد تبرکات محررہ بالا صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم
والمرتبہ ہوئے بموجب حکم حضرت پیر و مرشد کے بادائے لوازم و قواعد مقررہ مامورہ
سال میں ایک بار آستانہ بوسی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر
صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء سے ماہ ربیع مستفید ہوا کرتے
تھے اور ترقی اثر دہام خلائق خاص و عام کی یوماً فیوماً ملاحظہ فرماتے تھے اور حضرت شاہ
عنایت جیو صاحب بہلول پوری ذوالقوۃ المتین صاحب مکتوب نقاب کشف معلی
بتاریخ ستائیسواں ماہ ذالحجہ ۱۱۳۱ھ ہجری کو روز دوشنبہ وقت عصر کے محفل حضرات
اولیائے ہمعصر میں حضرت میران سید شاہ بھیک صاحب فی الواحد الوجود کڑمی کے ہاتھ
پر بیعت امامت و ارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ میں بمراتب کیفیات
اور اسناد تبرکات مرقومہ بالا صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ ہوئے
بموجب حکم پیر و مرشد کے بادائے لوازم و قواعد مقررہ مامورہ سال میں ایک بار آستانہ
بوسی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح

سلطان الاولیاء سے ماہ ربیع الاوّل میں کامیاب ہوا کرتے تھے ہر سال ترقی ہجوم
حاضرین خلائق خاص و عام کی معائنہ فرماتے تھے اور حضرت شاہ عبدالکریم صاحب
عرف ملا فقیر اخون صاحب قطب الدین مصطفےٰ آبادی صاحب مکتوب نطاب حسب الوجود
بتاریخ پانچویں رمضان ۱۱۶۷ھ ہجری کو روز پنجشنبہ وقت عصر کے محفل حضرات اولیائے
ہمعصر میں حضرت شاہ عنایت جیو صاحب ذوالقوۃ المتین بہلول پوری کے ہاتھ پر بیعت اور
اور ارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ میں بمراتب کیفیات باطن اور اولوالعزمی
شہنشاہی ولایت کے بشرائط مرعیہ و قواعد مستمرہ فیضیاب ہو کر تمامی مفاد صفات معہودہ
یعنی اسناد خلافت نامجات معتبرہ اور اوراد منضبطہ اوقات شبانہ روزی اور مکتوبات
نطاب مندرجہ کو الف ظاہری و باطنی اور تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم حضرات پیران
عظام سلسلہ موصوفہ سے بہرہ مند ہو کر صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ
ہوئے بموجب حکم حضرت پیر و مرشد کے پانچویں سال باوائے لوازم و قواعد مقررہ مامورہ
آستانہ بوسی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم جلال الدین علی احمد صابر صاحب کلیری
ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء سے ماہ ربیع الاوّل میں مشرف ہوا کرتے تھے
اور ہر دفعہ ترقی ہجوم حاضرین خلائق خاص و عام کے معائنہ فرماتے تھے اور چونکہ
حضرت شاہ عبدالکریم صاحب ممدوح کو بتاریخ گیارہویں ماہ ذیقعدہ ۱۱۹۵ھ ہجری کو
روز دوشنبہ وقت عصر کے محفل حضرات رقبا و نقبا و نجبا و ابدال و اقطاب
و اغیاث و رجال الغیب مجاذیب صاحب ولایت روح جذبیہ میں حضرت
شاہ رحمت اللہ صاحب والد ماجد اپنے کے ہاتھ پر بیعت توبہ اور اعادت
اور ارشاد سے سوائے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ کے اور چند سلاسل میں مشرف
ہو کر بشروط مرعیہ و قیود مستمرہ بحصول کیفیت باطن ہر ایک سلسلہ اور اسناد خلافت نامجات
معتبرہ اور اوراد منضبطہ اوقات شبانہ روزی اور مکتوبات مندرجہ کو الف ظاہری و باطنی
اور تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم حضرات پیران عظام چند سلاسل کے صاحب مجاز
مرفوع الاجازت ہو چکے تھے کہ حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب

عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین مجدد عصر نے حضرت شیخ اسمٰعیل صاحب والد ماجد اپنے
سے بموجب حکم حضرت مخدوم شاہ نورالحق صاحب ردولوی زندان پیر کے ہر دو سلسلہ
حنفی اور علوی متعلق ولایت روح جذبیہ کو اور سلسلہ اویسیہ اور قادریہ کو بقواعد و ضوابط
معینہ موصوفہ بالا بمرتبہ صاحب مجاز مرفوع الاجازت حاصل فرمائی تھی اور قبولِ
حصول مرتبہ اولوالعزمی شہنشاہی ولایت خاندان حقی صابریہ چشتیہ عالیہ کے
سلاسل مداریہ و قلندریہ و کبرویہ و سہروردیہ و شطاریہ وغیرہ میں حضرت شاہ
درویش محمد بن قاسم اودھی صاحب مکتوب نطاب جمال و عدت کے ہاتھ پر بیعت
امامت و ارشاد سے مشرف ہوکر بحصول اسناد و تبرکات مفصلہ بالا صاحب
مجاز مرفوع الاجازت ہو چکے تھے حضرت قطب العالم صاحب ممدوح نے سوائے
کیفیات اولوالعزمی شہنشاہی ولایت خاندان حقی صابریہ چشتیہ عالیہ کے اور جمیع
کیفیات باطنی سلاسل کے حضرت شاہ عبدالمجید صاحب گجراتی حضرت شیخ زین اولین
ولایت روح جذبیہ صاحب مکتوب نطاب سخرۃ القدس فرزند کلاں اپنے کو
تعلیم فرماکر بعطائے اسناد و تبرکات ممدوح الصدر صاحب مجاز مرفوع الاجازت
سلسلہ حنفیہ وغیرہ میں مثل اپنے کر دیا تھا فرزند بفرزند ہوکر حضرت شاہ عبدالکریم
صاحب قطب الدارین ممدوح الصدر کو حاصل تھیں اور سوائے ان دونوں محاصلات
موصوف یعنی حنفیہ کے حضرت شاہ عبدالکریم صاحب قطب الدارین ممدوح الصدر
نے بموجب حکم الہام کو باطن کے بہفت اقلیم میں سیاحی فرماکر حضرات صاحب مجاز
مرفوع الاجازت چند سلاسل عجیبہ سے کیفیت باطن کو مع تمامی اسناد و تبرکات
مفصل الصدر حاصل فرمایا تھا با انجام مجاہدات و ریاضات و بحصول کیفیات گوناگوں
بموجب حکم پیش خبری ہائے مندرجہ مکاتیب مثل حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس
صاحب قطب عالم دستگیر گنگوہی سلطان التارکین کے مجتہد تعلیم اور مجدد عصر مستفیض
ہوگئے اور حضرت لی مع اللہ گاہ میاں غلام شاہ صاحب معصوم قطب زمانی
صاحب مکتوب نطاب ہویدۃ الوجود بتاریخ بیسویں ماہ جمادی الاول ۱۱۹۵ ہجری

کو روز جمعہ وقت عصر کے محفل حضرات اولیائے ہمعصر میں حضرت شاہ عبدالکریم عرف
ملا فقیر اخون صاحب قطب الدارین والد ماجد اپنے کے ہاتھ پر بیعت اما
وارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ اور دیگر جمیع سلاسل مشتقہ چار
پیر چودہ خانوادہ مفصل الصدر میں بمراتب کیفیات باطن اولوالعزمی شہنشاہ
ولایت کے بشرائط مرعیہ وقواعد منضبطہ سے فیض یاب ہو کر بحصول تمامی
مفاوضات معنونہ یعنی اسناد خلافت نامجات معتبرہ اور اوراد منضبطہ اوقات
شبانہ روز اور مکتوبات نطاب مندرجہ کو الف ظاہری و باطنی اور تبرکات
ملبوسات وغیرہ ہر قسم حضرات پیران عظام ہر شش خلفائے عظام صحابہ کرام حضرات
سرور کائنات خلاصہ موجودات احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
سے حضرات مرشدین اپنے تک بہرہ مند ہو کر صاحب مجاز مرفوع الاجازت
اولوالعزم عالم تبہ ہوئے بموجب حکم حضرات پیر و مرشد اپنے کے تمام عمر میں
ایک بار باد اے لوازم وقواعد مقررہ مامورہ آستانہ بوسی حضرات بادشاہ دوجہاں
مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا سے
مشرف ہوئے اور حضرت پیر دستگیر روشن ضمیر جناب شاہ محمد امیر صاحب قطب
الارشاد صاحب مکتوب نطاب احدیت الاسرار بتاریخ دوم ماہ شعبان ۱۲۲۹ھ
کو روز پنجشنبہ وقت اشراق کے محفل حضرات اولیائے ہمعصر میں حضرت لی
مع اللہ گاہ میاں غلام شاہ صاحب معصوم قطب زمانی کے ہاتھ پر بیعت امامت
اور ارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ میں اور بھی دیگر جمیع
سلاسل مشتقہ چار پیر چودہ خانوادہ مفصل الصدر میں بمراتب کیفیات باطن
اولوالعزمی شہنشاہی ولایت بشروط مرعیہ وقیود مستمرہ بحصول تمامی مفاوضات
یعنی اسناد خلافت نامجات معتبرہ اور اوراد منضبطہ اوقات شبانہ روز اور
مکتوبات نطاب مندرجہ کو الف ظاہری و باطنی اور تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر
قسم حضرات پیران عظام جمیع سلاسل کے بہرہ مند ہو کر صاحب مجاز مرفوع الاجاز

اولوالعزم والمرتبہ ہوئے بموجب حکم حضرت پیر و مرشد کے تمام عمر میں ایک بار آستانہ
بوسی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کلیری
ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء سے بادائے لوازم و قواعد مقررہ مامورہ
فیض یاب ہوئے اور فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب بتاریخ سترھویں ماہ
ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ ہجری روز جمعہ بعد نماز عصر کے محفل حضرت اولیائے ہمعصرین
حضرت پیر دستگیر روشن ضمیر جناب شاہ محمد امیر صاحب قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ
کے ہاتھ پر بیعت امامت اور ارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ عالیہ
اور دیگر جمیع سلاسل مشتقہ چار پیر چودہ خانوادہ مفصل الصدر میں بمراتب
کیفیات باطن اولوالعزمی شہنشاہی ولایت بشروط مرعیہ وقیود مستمرہ بحصول
تمامی مفاوضات معنویہ یعنی اسناد خلافت ناجات معتبرہ اوراد اوراد منضبطہ
اوقات شبانہ روزادر مکتوبات مندرجہ کوالف ظاہری اور باطنی اور تبرکات
ملبوسات وغیرہ ہر قسم حضرات پیران عظام جمیع سلاسل کے مستفیض ہوکر صاحب
مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ ہوا اور حضرت ہادی برحق امیر
دوجہاں نے زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ فقیر شاہ محمد حسن صابری
چشتی قدوسی حنفی تجھ سے ارشاد بہت کثرت سے جاری ہوگا اور جس طرح
پیران عظام سے مریدوں کی کثرت ہوئی ہے اسی طرح تجھ سے کثیر التعداد
خلفاء صاحب مجاز مرفوع الاجازت ہوں گے۔ اور کیفیات اولوالعزمی شہنشاہی
ولایت کے اوپر خلفاء تیرے کے حسب استعداد اُن کے منقسم ہوگی اور
جس طرح چار پیروں سے چودہ خانوادہ اور چودہ خانوادوں سے سلسلے کثیر
جاری ہوئے اسی طرح تیرے خلفاء سے سلاسل جاری ہوں گے چنانچہ بموجب
ارشاد حضرت ہادی مطلق کے اسی طرح ظہور میں آیا جس کی تشریح احوال تفصیل
خاندان حنفیہ روح جذبیہ میں ناظرین کے معائنہ سے گزرے گی اور بموجب
حکم حضرت پیر و مرشد ممدوح کے تمام عمر میں اکیس بار آستانہ بوسی حضرت

بادشاہ دو جہاں سلطان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ لہ بالرواح سلطان الاولیاء کا ہوگا۔ پانچ مرتبہ بجسم ظاہری اور سولہ مرتبہ بجسم روحانی اس حاضر ہونے کا علم خلفائے صاحب مجاز مرفوع الاجازت اہل باطن کو ہوگا کہ محرم راز اسرار کے ہیں۔

نظم نتیجہ فکرِ مؤلف

قطب عالم بادشاہ دستگیر — حضرت قدوس جیو روشن ضمیر قدس سرہ
صاحب تجدید دین احمدی — موجد تجدید فقہ سرمدی
خاندان چاردہ کے گلفروش — خم فقر مرتضےٰ کے مل فروش کرم اللہ وجہہ
گر نہ ہوتے وہ طلسم آباد فقر — بند ہو جاتے رہِ ارشاد فقر
رشد سے ان کے جہاں آباد ہے — ہر طریقت دوست کا دلشاد ہے
خاندان چشت کے روشن چراغ — فقر کا بھر بھر کے دیتے ہیں ایاغ
بادۂ ارشاد سے اُن کے تمام — مست جام فقر ہے ہر خاص و عام
سیکڑوں ابدال ہیں اُن کے مرید — سیکڑوں ان سے ہوئے قطب فرید
شیخ زین عبدالحمید ان کے پسر — زینت سجادۂ فقر پدر
آفتاب عالم ہو ہیں حسن — مست جام بادہ اُو ہیں حسن رضی اللہ عنہ
فقر کے اقلیم کے سلطان ہیں — کیا کہوں میں بس خدا کی شان ہیں
شان سے ان کی نمایاں نور حق — آن سے اُن کے مجلی طور حق
وہ فنا کے اور بقا کے ماہ ہیں — دونوں اقلیموں کے حضرت شاہ ہیں
حضرت قدوس کی اولاد سے — اور اسی سلطان کے ارشاد سے
ایک شہ پیدا ہوا عبدالکریم — رہنمائے منزل باغ نعیم
مشتہر عالم میں وہ ملا فقیر — قطب زمانی لقب شیخ کبیر

فقران کا آفتاب ہند ہے
ہند سے تا سرزمین سندھ ہے

تھے انہوں کے پانچ فرزند سعید
ایک سال میں طریقت کا رشید

بی مع اللہ گاہ درویش خدا
سر بسر معنیٔ فروش کیمیا

محو ذات با صفات ذوالجلال
پیشوائے زمرۂ اہل کمال

رشد اور روشن چراغ خاندان
علم او خضر راہ گم گشتگان

خلق از ارشاد او عرفان پکار
عالم از خم رشادش بادہ خوار

دانش معنیٔ حق دیدار او
مست ساز عالمیاں گفتار او

معنیٔ فہمید حق فہمید او
دیدن حق بالیقین دان دیدہ او

صورت او معنی پروردگار
معنی او صورت بے چون نگار

صورت و بے صورتی از شان او
چونی و بے چونگی از آن او

ہر کہ او را او در طریقت دست داد
گشت از سرچشمہ دانست شاد

مرشد عالم غلام شاہ نام
شاہی او سایہ بخش ما علام

ہر مرید او طریقت آشنا
ہر غلام او حقیقت رہنما

از مریدانش حسن یک پیر ما
روز و شب مصروف تدبیر ما

نام نامی نام حضرت شہ امیر
شہ امیر آگاہ دل روشن ضمیر

من زجام او سراپا مست ہو
جام مستی خوردہ ام از دست او

او ز راز ہو مرا آگاہ کرد
از گدا بے شک مرا او شاہ کرد

او ز بے رہ رو بسوئے راہ کرد
من سہا بودم مرا او ماہ کرد

از طریق چار وہ دولت مباد
کرد مارا از نشاد تا شاد شاد

شاد آبادم من از شادی او
لبکہ آبادم ز آبادی او

او ز صورت معنی حق وا نمود
بر رخ من او در دولت کشود

رہبر کامل ہمارا ہے وہی
مرشد و ہادی و مولا ہے وہی

روشنی سے اس کے روشن ماہتاب
ضو سے اس کے ہے ضیادار آفتاب

بس سن بس بس ہے بس آتا بیاں
حال پر اپنے نظر کر اے شتاب
جلوہ ہو پردۂ امکان میں
یہ شہادت کا چمن پھولا حسن
مرشد و مسترشدی اس کا ہے کام
شیخ کو جب تک نہ سمجھو گے فتا
غیب گہ میں ڈھونڈتے پھرتے ہو تم
تم خدا حاضر کو غائب مت کہو
ساکنان چرخ میرا دیکھ حال
ہمدگر کہتے ہیں یہ ہر دم کلام
یہ علاؤالدین کا سرمست ہے
یہ صحیح اسناد مرد نیک ہے
یہ ردائے صابری بر دوش ہے
رنگ صابر بس خوش آیا ہے اسے
غیب سے اس طرف جو لایا اسے
یہ علاؤالدین کا پڑھتا ہے نام
نام اس کا ہے حسن میثاق سے
رات دن حضرت علاؤالدین کا
بندۂ دل بند ہے با جان و دل
راہ ان کی ہے صراط مستقیم
طالبان حق حقیقت جان لو
صابریہ سلسلہ ہے شمع نور
اس طریقے کے مریدوں کو حسن

راز پنہاں بس نہ کر زائد عیاں
خوش نما ہے روئے زیبا پر نقاب
دیکھتا ہے آپ کو ہر شان میں
گل بگل ہے ہو و من ہو کا چمن
پیرو مرشد ہے اسی مرشد کا نام
اے فتا ہرگز نہ پاؤ گے خدا
راہ دانش سے بہت بہکے ہو تم
یہ حسن کہتا ہے تم رہ پر چلو
عاشقان حق طلب فرخندہ فال
حضرت مخدوم کا ہے یہ غلام
دست حضرت شاہ اس کا دست ہے
یہ فن ارشاد یہ میں ایک ہے
یہ مے مخدوم سے بے ہوش ہے
فقر صابر دل سے بھایا ہے اسے
اس نے بخت صابری پایا اسے
یہ علاؤالدین کا پیتا ہے جام
بوجھ لو باور نہ ہو آفاق سے
ان کے بہتر دل پسند آئین کا
ان کے خوشتر راہ میں ہے پا بگل
ان کے پابندوں کا گھر دار النعیم
تم حسن کی بات کو حق مان لو
بے حضوروں کو دکھاتا ہے حضور
صاف کہنا چاہیے شاہ زمن

احوال اعتراض کرنے مولوی محمد دربانی اور مولوی احمد یمانی فاضلان کا مجلس عام روز ملاقات حضرت محبوب سبحانی اور حضرت خواجہ ہند الولی میں اور سوالات معترضین پر دونوں حضرات کے جواب دینے کا

فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب گزارش کرتا ہے کہ احوال ملاقات حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب کربت الوحدت اور حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری چشتی شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب احدیت المعارف میں جو احوال اعتراض کرنے تعلیم طریقت پر مولوی محمد دربانی اور مولوی احمد یمانی فاضلان منکران طریقت کا اس محل پر تحریر نہیں کیا تھا اب مندرج کتاب کیا جاتا ہے کہ دونوں معترضوں نے دونوں حضرات والاصفات کے دربار میں حاضر ہو کر گزارش کیا کہ عرصہ سات برس سے ہم تمام صوفیان زمانہ حال کے خدمت میں دس سوال کے جواب حاصل کرنے کو حاضر ہوئے لیکن کسی بزرگ نے جواب سوالات سے تسکین ہماری نہیں فرمائی فی الحال آپ دونوں صاحبوں کو غوث پاک قطب عالم اور شہنشاہ ہند الولی سن کر حاضر ہوئے ہیں اور حجت ہماری یہ ہے کہ یا ان دس سوالات ہمارے کا جواب کافی و شافی دیجئے ورنہ

اس دعوی فقیری سے انکار کیجئے اور لوازمات فقر موقوف فرمائیے۔ سوال اوّل یہ ہے کہ جن لوگوں کو دعوے پیر طریقت ہونے کا ہے وہ لوگ اپنے مریدوں کو تاکید ممانعت کرتے ہیں کہ جب ایک پیر سے بیعت کر لو تو پھر دوسرے فقیر صورت کی طرف بنگاہ عظمت دیکھنا نہ چاہیئے۔ چہ جائیکہ کسی امیر کی التجا کرنا یا اس کو اپنے پیر سے زیادہ سمجھنا۔ سوال دوم یہ ہے کہ بحالت وقوع ایسے امور کے فسخ ہو جانا بیعت کا اور لاحق ہو جانا مردود تیت طریقت کا ثابت کرتے ہیں۔ سوال سوم یہ ہے کہ خود سب پیروں نے دو دو چار چار پیروں سے بیعت کی ہے اور ہر ایک پیر کے نام سے اپنے مریدوں کو شجرے دیتے ہیں یہ وہ نقل ہے کہ خود میاں نصیحت اور دیگر نصیحت۔ سوال چہارم یہ ہے کہ پیر یہ بھی کہتے ہیں کہ ہر مرید کو سنت پیر کی ادا کرنا ضرور ہے مگر اس سنت ادا کرنے میں کفر ثابت کرتے ہیں۔ سوال پنجم یہ ہے کہ پیر اپنے آپ کو ہر امر میں سنت ادا کرنے والا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہتے ہیں اس صورت میں معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بھی اسی طرح ارادہ تحقیق حقیقت کا فسخ کیا ہوگا کہ جس طرح میں آیت نازل ہوئی وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى اور حدیث فرمائی گئی ما عرفناک حق معرفتک اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْاِرَادَةِ جس طرح پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چاند سورج کو دیکھ کر چند بار هٰذَا رَبِّیْ هٰذَا اَكْبَرُ کہا تھا۔ سوال ششم یہ ہے کہ اگر بموجب روایت مشہور عام ارادت یکجا و نعمت صدجا کے اعتراض دور کیا جاوے تو ایک قباحت یہ لازم آتی ہے کہ جس صورت میں ایک پیر کے ہاتھ پر بیعت کی اور دیگر پیروں سے نعمت حاصل کی تو مناسب ہوا کہ پیر اپنے مریدوں کا بھی ایک پیر کے سلسلے میں ہاتھ پکڑا کریں اور دیگر پیروں کے سلسلہ میں صرف نعمت دے دیا کریں۔ مگر برعکس اس امر مناسب کے پیر اپنے مریدوں کو ہر ایک سلسلہ نعمت حاصل کیے ہوئے میں بھی ہاتھ پکڑ کر اپنے نام سے اور اس نعمت دینے والے کے نام سے تا بہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام تک شجرہ صحیح دیتے ہیں پس غور کرنا چاہیئے کہ ایسے سلسلوں میں مضمون آیت

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ اور حدیث اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی کا کیوں کر درست رہا۔ سوال ہفتم یہ ہے کہ اگر فرضاً یہ متصور کیا جائے کہ پیر نے اپنے مرید کو ایک سلسلہ میں ہاتھ پکڑ کر بیعت کیا اور دیگر سلسلوں میں نعمت عطا کی تو یہ نقصان قوی لاحق حال ہوتا ہے کہ جن جن سلسلوں میں ایک دو مرتبہ تک یہی دستور بغیر ہاتھ پکڑے مرید کرکے نعمت دے دینے کا مرعی اور جاری رہا تو ہر کیف وہ سلسلے استحقاق تسلسل ہاتھ پکڑ کر مرید کرنے سے منقطع ہو گئے اور بباعث فوت ہونے شرط اوّل فیض بھی اس سلسلہ کا موقوف ہو گیا سوال ہشتم یہ ہے کہ کوئی سلسلہ ایسا معلوم نہیں ہوتا جس میں فتور واقع نہ ہوا ہو چنانچہ حضرت امام خواجگان خواجہ حسن بصری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اوّل حضرت انس بن مالک اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ سے بیعت کی اور حضرت سلمان فارسی نے حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بیعت کی اور حضرت عبد اللہ زبیر بن واحد نے حضرت عثمان جامع القرآن رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ زبیر مکی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی اور حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید نے حضرت کمیل بن زیاد رضی اللہ عنہ اور حضرت امام خواجگان خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور حضرت عبد اللہ علم بردار نے حضرت انس بن مالک اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد حنیف صاحب فرزند حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے بیعت کی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک اور حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے بیعت کی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے بیعت کی اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ عنہ نے حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ سے بیعت کی اور حضرت خواجہ داؤد طائی نے حضرت شاہ جبار احمد سہیل صاحب سے اور پھر حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ سے اور پھر حضرت زبیر بن واحد رحمۃ اللہ علیہ اور پھر حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور حضرت امام جعفر صادق نے حضرت امام قاسم بن محمد بن ابا بکر صدیق نانا اپنے سے اور

حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ نے والد ماجد اپنے سے بیعت کی اور حضرت
امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کوفی سراج الامت نے حضرت انس بن مالک اور حضرت امام
جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔ اور حضرت فضیل بن عیاض نے حضرت
موسیٰ راعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور
حضرت امام موسیٰ کاظم نے حضرت خواجہ داؤد طائی اور حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ
والد ماجد اپنے سے بیعت کی اور حضرت خواجہ معروف کرخی نے حضرت محمد مغربی اور
حضرت امام علی موسیٰ رضا رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے
بیعت کی اور حضرت بایزید بسطامی نے سوائے شترجگہ کے حضرت علی الدین شافی رحمۃ
اللہ علیہ اور حضرت خواجہ عجمی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ
سے بیعت کی۔ اسی طرح پیران متاخرین کا بھی یہی حال کتابوں میں تحریر ہے اب
خیال کیا چاہئے کہ چار پیر چودہ خانوادوں میں کون سا سلسلہ ثابت اور بے نقصان رہا
سوال اہم یہ ہے کہ جب سلاسل طریقت کے شرط اولیٰ میں فتور عظیم واقع ہو پھر
بیعت طریقت کیوں کر مفید مطلب حق رسی و حقیقت شناسی ملا لبان خدا کی ہوگی،
اور پیر کیوں کر رہنمائی کامل خدا کی حاصل ہونے کا ہوگا کس واسطے کہ پیر کو باختلاف
پیروں کے مقام فنا فی الشیخ کا مشکوک اور مشتبہ ہو گیا جب مقام اول میں فتور
اور نقصان کامل صادر ہوا مقام اعلیٰ کیوں کر نصیب ہوگا بقول شخصے پر خود درماندہ
شفاعت کس کی کریں گے۔ سوال دوم یہ ہے کہ وجہ توجہ مشکوک ہو جانے مقام فنا
فی الشیخ کی یہ ہے کہ مجنوں لیلےٰ اپنی معشوقہ پر کس قدر مدت دراز عاشق زار رہا
اور کیا کیا مصائب شاقہ اٹھائے، اخیر عمر میں گاہ گاہ اپنی زبان سے انا لیلےٰ کہتا
تھا اور اس انانیت کے حال استغراق میں بے خبر اور بے ہوش رہتا تھا۔ اور
حالیکہ مجنوں شیریں پر بھی عاشق ہو گیا ہوتا تو یہ مقام انا لیلےٰ کا اس کو کیوں کر میسر
ہوتا یہ سوالات شوخ اور گستاخ سن کر حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی
شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی
رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری چشتی شہنشاہ ہندالولی

شفاعت امر رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے سائلو افعال تمامی حضرات صوفیہ
بلا رضی اللہ تعالےٰ عنہ و رضوا عنہم کے سہو اور خطا سے پاک تھے اور تا بہ
قیام عالم حضرات ممدوح کے مقلدوں کا بھی وہی معاملہ جاری رہے گا اور تم مفسد
اور حاسد طریقت ہو تمہاری گفتگو سے احتمال ایمان سلب ہو جانے تمہارے کا
قوی ہوتا ہے ہم جواب ثانی اور کافی تمہارے سوالات کے دیتے ہیں اول تم اقرار
کرو کہ بعد تسکین اعتراضات ہم سالکان طریقت با شریعت کے ہاتھ پہ توبہ کر دگے
اور اس بد نیتی سے باز آ کر سلوک طریقت با شریعت اختیار کر دگے یا ارشاد سن
کر دونوں معترضین نے عرض کیا کہ بشرط تسکین خاطر ہم کو قبول اور منظور ہے بعد
قرار داد اس امر کے اول حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید
عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے جمیع مکاتیب
نقاب مندرجہ کیفیات باشنی اپنی پاس کے اور حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری
چشتی شہنشاہ ہند الولی کے پاس کے دونوں معترضوں کے سامنے رکھ کر جواب اعتراضات
میں ارشاد فرمایا کہ جمیع مکاتیب نقاب حضرات صاحبان مجاز مرفوع الاجازت علو العزم
والمرتبہ کا رفرمایا مسند ولایت سلاسل مشتقہ چار پیر چودہ خانوادہ یعنی ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ صاحب مکتوب نقاب شہاب المعرفت اور حضرت عمر ابن الخطاب
رضی اللہ تعالےٰ عنہ صاحب مکتوب نقاب نقاب مجاہدۃ الوحدت اور حضرت عثمان
جامع القرآن صاحب مکتوب نقاب کلیات الحیات اور حضرت علی مرتضیٰ کرم
اللہ وجہہ صاحب مکتوب نقاب قوی القدرت اور حضرت انس بن مالک رضی
اللہ عنہ صاحب مکتوب نقاب طول المعظم اور حضرت عبد العزیز مکی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ صاحب مکتوب نقاب قوی القربت اور حضرت سلمان فارسی صاحب
مکتوب نقاب حجر الفیود اور حضرت اویس قرنی صاحب مکتوب نقاب شوق الکبیر
اور حضرت ابو عبد الرحمٰن صاحب حق صاحب مکتوب نقاب خروش اور حضرت
امام محمد حنیف صاحب فرزند حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ صاحب مکتوب

نقاب لام المقدار اور حضرت امام خواجگان خواجہ حسن بصری صاحب مکتوب نقاب
ذوق الواحدیت اور حضرت زبیر بن واحد صاحب مکتوب نقاب انتخاب الوجود
اور حضرت امام قاسم بن محمد بن ابابکر صدیق صاحب مکتوب نقاب لطائف الاسرار
اور حضرت ابو موسیٰ راعی صاحب مکتوب نقاب بوارق صغیر اور حضرت شیخ عاصم
صاحب مکتوب نقاب سعود نصرت اور حضرت عبدالرشید صاحب شمالی صاحب مکتوب
نقاب جوز البطی اور حضرت عبدالواحد بن زید صاحب مکتوب نقاب مثل الکبیر اور
حضرت محمد بن ابابکر صدیق صاحب مکتوب نقاب کفایت نامہ اور حضرت ابو عمران
راعی صاحب مکتوب نقاب بطون العشق اور حضرت شیخ حفص صاحب مکتوب نقاب
ظہور القرات اور حضرت عبداللہ علمبردار صاحب مکتوب نقاب ولی العجیب اور حضرت
خواجہ حبیب عجمی صاحب نقاب صفات وحدت اور حضرت خواجہ فضیل بن عیاض
صاحب مکتوب نقاب حقیقت المعانی اور حضرت خواجہ داؤد طائی صاحب مکتوب
نقاب فقر المامور اور حضرت علی الدین شامی صاحب مکتوب نقاب بدیع الوجوب
اور حضرت خواجہ بایزید بسطامی صاحب مکتوب نقاب مدینۃ الآخرت اور حضرت امام
جعفر صادق صاحب مکتوب کشف الغیوب اور حضرت امام موسیٰ کاظم صاحب مکتوب
نقاب شق البدر اور حضرت امام علی موسیٰ رضا صاحب مکتوب نقاب سجادہ منیر اور
حضرت خواجہ معروف کرخی صاحب مکتوب نقاب نوادرات بطون و نظم الاسلام اور
حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کوفی سراج الامت صاحب مکتوب نقاب بدیع المشارخ
اور حضرت امام محمد باقر صاحب مکتوب نقاب افلوس اور حضرت امام حسین شہید کربلا
صاحب مکتوب نقاب کلام عشق اور حضرت امام حسن صاحب مکتوب نقاب لطیف
معشوق اور حضرت محمد مغربی صاحب مکتوب نقاب تذکرۃ الانوار اور حضرت کمیل
بن زیاد صاحب مکتوب نقاب سوال الوجود۔ کہ یہ سب حضرات متقدمین اور دیگر جمیع
حضرات متاخرین حضرات صاحبان مجاز مرفوع الاجازت ہر ایک سلسلہ مروجہ اپنے اپنے
عہد کے سے باہمہ گونہ انتساب کیفیت باطن کا بموجب حکم مندرجہ مکتوبات نقاب حضرات
اساتذہ پیشوایان اپنے اپنے سلسلہ کے حاصل رکھتے تھے اور بعد حصول چند در چند

انتساب کیفیت باطن کے بادائے مشروط قواعد مستمرہ اور قیود ضوابط مرعیات اکیس
طرح کی بیعت اور دقائق چار گونہ امامت اپنے اپنے حضرات خلفاء اور امام الائمہ
کو باشتقاق انواع انواع تعلیمات کیفیات باطن سے مشرف فرمایا کرتے تھے تحریر فرماتے
ہیں کہ حضرت سرور کائنات خلاصہ موجودات احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کیفیت
کاملہ باطن سے کہ مادہ انشائے ہیژدہ ہزار عالم نام اس کا قرار دیا گیا ہے بسات حضرات
ذوالاصفات کو بحکم اَلْعُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَآءِیْل کے تعلیم
نکات اکیس طرح کی بیعت اور دقائق چار گونہ امامت سے نعطائے چودہ قسم انوار ولایت
صفاتی مطلق متعلقہ کیفیت وجوبی ولایت ظاہری حضرات انبیاء علیہ السلام اور چودہ قسم انوار
ولایت ذاتی اصلی متعلق کیفیت شہودی ولایت باطنی اپنی کے بتفصیل ذیل کامیاب و
مشرف فرمایا اور ہر ایک انوار انوار اقسام ولایت کو سات درجہ پر منقسم کیا خارجی اور داخلی
اور علمی اور کشفی اور صوری اور ذاجی اور سراجی چنانچہ حضرات بلال ابدال کو کیفیت باطن کے
بقرار دادنام سرور بالمظہور کے بوہب عطا فرمائی اور حضرت عبدالعزیز کی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کو کیفیت باطن ولایت سلیمانی کی باحکام شریعت باکیفیت کے چاروں قلب بانوار
بیخبنی لمعان کر کے بکسب مرحمت فرمائے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کو کیفیت باطن ولایت موسوی کی باحکام شریعت بامعرفت کے چاروں قلب
بانوار زرد تابان کر کے بہ کسب عنایت فرمائے اور حضرت عثمان جامع القرآن رضی
اللہ عنہ کو کیفیت باطن ولایت یوسفی اور خضری کے باحکام حقیقت باشریعت کے
چاروں قلب بانوار گلابی درخشاں کر کے بکسب ارزانی فرمائے اور حضرت
عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیفیت باطن ولایت عیسوی اور ابراہیمی اور نوحی
اور داؤدی باحکام معرفت باشریعت کے چاروں قلب بانوار سبز اور سفید اور طوسی
اور کبودی کے کر کے بکسب مرحمت فرمائے اور حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کو کیفیت باطن ولایت یعقوبی اور یونسی اور اسماعیلی آدمی اور شیثی اور الیاسی کی
باحکام طریقت باشریعت کے چاروں قلب بانوار گہرائے اور اگرنی اور سرخ اور سوسنی

اور جوزتی اور گوگرئی کے مجلی کر کے بکسب عنایت فرمائے اور خود ساتھ صورت روحانی
اور حقیقت معنوی مع جملہ مراتب تجلیات ہفت گونہ لمسی اور حسی اور ذوقی اور صعودی
اور ہبوطی اور صفاتی اور ذاتی تشبیہ ساطعہ اور تنزیہ لامعہ چودہ قسم انوار ولایت ذاتی اصلی
اپنی اور جمیع مراتب موصوفہ بالا چودہ قسم انوار ولایت صفاتی ظلی مفصل الصدر کے باطن
فیض متضمن حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ میں بتصرف جلوہ فرمایا اور اس کیفیت باطن
کا نام مراتب صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ شہنشاہی ولایت حمان
قرار دیا اسی طرح سوائے حضرت بلال کے چھیوں حضرات نے بھی ساتھ انہیں شروط
اور قیود نکات اکیس طرح کی بیعت اور دقائق چار گونہ امامت کے بعطائے کیفیت
باطن ماحصلہ اپنے اپنے کے اپنے خلفاء اور امام اور امام الائمہ اور امام امام
الائمہ کو اس کیفیت باطن عرفان حقیقت سے بکسب اور بوہب مشرف فرمایا اور
ایک کو ان چاروں میں سے صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ اپنے سلسلہ
کا مقرر فرمایا اور جن حضرات کو طالب صادق میسر نہ ہوا تو ان حضرات نے ایک طالب
کو خلفاء اور امام اور امام الائمہ اور امام امام الائمہ کسی حضرت کے میں سے پسند فرما کر بادائے
لوازم شروط مستمرہ اور قیود مرعیہ نکات اکیس طرح کی بیعت اور دقائق چار گونہ امامت
کی کیفیت باطن ماحصلہ اپنے کو عطا فرمایا اور
صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ اپنے سلسلہ کا قرار دیا
جب ہر ایک زمانہ میں یہی معاملہ رواج پذیر ہوا بباعث مرعی رہنے اس دستور
فیض معمور کے چند مدت میں کئی مرتبہ یہ بھی اتفاق ہوا کہ بعضے حضرات صاحب مجاز
مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ کو چار پانچ سلسلوں میں بھی انتساب کیفیت باطن
حصول ولایت منقسمہ موصوفہ بالا کا بادائے لوازم شروط مستمرہ اور قیود مرعیہ نکات
اکیس طرح کے بیعت اور دقائق چار گونہ امامت کے حاصل ہوا۔ اس جیسے صاحب
مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ سے ہر ایک کیفیت باطن سلسلہ جداگانہ یا مجموعہ
جملہ کیفیات باطن میں حضرات خلفاء اور امام اور امام الائمہ اور امام امام الائمہ بموجب

اپنی اپنی استعداد کے صاحب مجاز اور انہیں سے ایک صاحب مجاز مرفوع الاجازت
علوالعزم والمرتبہ کامیاب ہوئے اور بعض مرتبہ یہ بھی اتفاق ہوا کہ حضرات ائمہ اربعہ
اور صاحبان مجاز مرفوع الاجازت بعلو ہمتی اور افضال ایزدی اپنے اپنے زمانہ میں
بحصول کیفیت باطن علوالعزم والمرتبہ شہنشاہی ولایت کے حمان مہبط رہے
حضرات اس جیسی کیفیت باطن کے میں سے جو جو حضرات بعلد کامیاب مرتبت موصوفہ
کے ہو کر طرف تجدید تعلیم کیفیت باطن کے متوجہ ہوئے۔ ان حضرات مجددین اور مجتہدین
کے نام وہ سلسلہ منسوب ہو کر چار پیر چودہ خانوادہ شمار میں آئے اور چند مدت کے
بعد ایک ایسے صاحب مجاز مرفوع الاجازت علوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت حمان مجدد
تعلیم کیفیت باطن ولی مادر زاد کا ظہور ہر ایک زمانہ میں ہوتا چلا آتا ہے کہ جس کی کیفیت
باطن کی قوت جمالی اور قدرت جلالی کا احوال ہر ایک حضرات اساتذہ پیشوایان صاحب

مجاز مرفوع الاجازت علوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت حمان مجدد تعلیم کیفیت باطن
ولی مادر زاد نے اپنے اپنے مکاتیب میں مفصل تحریر فرمایا ہے اور بموجب اس
پیش خبری کے زمانہ ظہور اس ولی مادر زاد میں بحالت عمر طفولیت کیفیت صدور احکامات
مثالی اور عمر بلوغ میں القاء باطنی بغیر تعلیم اور مجاہدہ ریاضات کے بوہب حاصل ہوتی
ہے جب وہ ولی مادر زاد بموجب احکام مثالی اور القا باطنی کے واسطے حصول جس
کسی طرح کی کیفیت باطن جس کسی سلسلہ کی جس کسی صاحب مجاز مرفوع الاجازت
کی خدمت میں حاضر ہوا بمجرد ملاحظہ آثار چہرہ متبرک اس ولی مادر زاد کے اس صاحب
مجاز مرفوع الاجازت نے کیفیت باطن ما حصلہ اپنے سلسلہ کو اسی وقت بعد مشرف
فرمانے بیعت امامت و ارشاد سے اپنے ہاتھ پر مع عطائے تمامی اسناد خلافت
نامجات معتبرہ اور اوراد منضبطہ اوقات شبانہ روز اور مکتوبات القاب منذرجہ احوال
کیفیات ظاہری اور باطنی اور تبرکات ملبوسات وغیرہ اپنے پاس کے مرحمت فرما کر صاحب
مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے کر دیا اس طرح تمامی کیفیات باطن ولایت منقسمہ
ممدوحہ بالا سلاسل چار پیر چودہ خانوادہ رواج پذیر وغیرہ رائج سے بطور مخفی اور اعلان بادائے

لوازم شروط مستمرہ اور قیود مرعیہ نکات اکیس طرح کے بیعت اور دقائق چار گونہ
امانت سے کامیاب ہو کر بخطاب صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ
شہنشاہ ولایت حمان مجدد تعلیم کیفیت باطن ولی مادر زاد کے فیض بخش عالم
و عالمیان کا ہوا۔ اور سلاسل چار پر چودہ خانوادہ کے ولی مادر زاد موصوف کے خلفا
اور امام اور امام الائمہ اور امام امام الائمہ سے سانحہ الوان و تلوین کے کیفیات باطن کے
جاری ہوئے۔ اب تفصیل نکات اکیس طرح کی یہ بیعت اور دقائق چار گونہ امامت
کے سمجھنا چاہیئے اول بیعت توبہ شرعی تعریف اس کی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جو
شرف دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے بہرہ مند نہ ہو وہ شخص بہدایت
ایزدی شرک اور کفر سے نارائض ہو کر مشرف باسلام ہونا چاہے یا کوئی شخص مسلمان
جو مرتکب دمائم معصیت منہیات شرعی کا ہوتا ہو وہ بہدایت ہادی مطلق اپنے
افعال سے بیزار ہو کر تائب ہونا چاہیئے علمائے شرع شریف اس شخص کو بعد غسل
وغیرہ طہارت کے ہاتھ اس شخص کا بموجب دستور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے
ہاتھ میں لے کر پانچوں کلمے شرعی اور دونوں اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ اور چند آیات و حدیث
معمولی پڑھا کر مشرف باسلام فرماویں اور تعلیم تعمیل احکام شرعی سے فیضیاب کر
دیں۔ یہ بیعت توبہ صرف واسطے مستعد ہو جانے امر و نواہی شرعی کے ضرور
ہے اور اس بیعت توبہ شرعی میں تعلیم اشغال اور عطا مجوزہ کی ضرور نہیں البتہ اتنا امر ضرور
ہے کہ جس عالم کے ہاتھ پر توبہ کریں اس کو طریقہ مقررہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کا یاد ہو جب وہ شخص شرف یافتہ بیعت توبہ شرعی طالب بیعت توبہ طریقت
باشریعت کا ہو عالم بیعت فرمانے دلانے سے حاجت اور ضرور حصول اجازت کی
نہیں۔ دوم بیعت توبہ طریقت باشریعت کا پاس خلفا یا امام یا امام الائمہ یا امام امام الائمہ
یا صاحب مجاز مرفوع الاجازت یا علو العزم والمرتبہ باشہنشاہ ولایت حمان سالک طریقت
باشریعت کی پاس واسطے حصول شرف بیعت توبہ طریقت باشریعت کے حاضر
ہو سالک طریقت باشریعت کو لازم ہے کہ اسی وقت بلا تامل تبرک امورات

ضروری اپنے اس طالب کو اس طرح مشرف بہ بیعت کرے کہ بعد طہارت غسل اور وضو
کی دو رکعت تحیت وضو اور چار رکعت صلوٰۃ استغفار پڑھا کر ہاتھ اس طالب کا بموجب
دستور حضرت سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے
اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت معمولی بیعت توبہ طریقت باشریعت کے مع دو کلمہ
طریقت کے پڑھاوے اور سوائے امر نواہی شرعی کے آداب طریقت اور اوراد
اور اشغال طریقت باشریعت سے مع شجرہ اسمائے مبارک حضرات پیران عظام
سلسلۂ اجازت یافتہ اپنے کے فیض یاب فرماویں اور صاحب مجاز شجرہ سلسلہ
اجازت کلام اللہ شریف اور دلائل الخیرات اور احادیث طریقت کا فرماویں کہ یہ
سلسلہ حضرت عثمان جامع القرآن رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔ شرائط ضروری
بیعت توبہ طریقت باشریعت کی سمجھنا چاہیئے کہ اول طالب بیعت توبہ طریقت با
شریعت کو تحقیق کر لینا استاد صحیحہ مرتبہ کیفیت باطن سالک طریقت باشریعت
کا بہت ضرور ہے کہ صاحبان مجاز مرفوع الاجازت اپنے زمانہ سے اسناد صحیحہ
متصل خلافت مرتبہ کیفیت باطن ولایت منقسمہ بالا ما حصلہ اپنے کے اور شجرہ سلسلہ
ہائے مازون اور مجاز کا مع شجرہ سلسلہ اجازت کلام اللہ شریف مذکور الصدر کے حاصل
رکھتے ہیں اور عنوان سرنامہ متصل خلافت کا ہر ایک سلسلہ مشتقہ سلاسل چہار پیر چودہ
خانوادہ میں جداگانہ مقرر ہے متصل خلافت مصنوعی باعث خوالبطار و قواعد مقررہ
مامورہ کے ہرگز چھوٹ نہیں سکتے یہ بھی امر معجزات نبوی اور کرامات حضرات اولیاء
میں سے محقق ہے اور بغیر تحقیق استاد صحیحہ سالک طریقت باشریعت کے بیعت توبہ
طریقت باشریعت طالب بیعت توبہ طریقت باشریعت کو کافی المدعا ہرگز نہیں ہوگی
یہ مثل اس جگہ پر درست ہے پیر خود درماندہ شفاعت کس کی کریں اور سالک طریقت
باشریعت غیر اسناد صحیحہ اگر کسی کو بیعت کرے گا عند اللہ ماخوذ ہوگا۔ قطاع الطریق ایسے
سالکوں کو کہتے ہیں کہ مضمون حدیث الدنیا ذرۃ لا یحملہا الا بالذر
کو موافق اپنی سمجھ کے سمجھے ہوئے ہیں اور حاصل ہونا شرف نتیجہ اور ثمرۂ بیعت توبہ

طریقت باشریعت کا حضرات خلفاء اور امام اور امام الائمہ اور امام امام الائمہ ماذون و مجاز ہر
ایک سلسلہ سے مثل شرافت اور فضیلت نتیجہ اور ثمرہ بیعت توبہ طریقت باشریعت حضرات
صاحب مجاز مرفوع الاجازت اور علوالعزم والمرتبہ اور شہنشاہ ولایت ممالک ہر ایک سلسلہ
کے ہی اور شرائط بیعت توبہ طریقت باشریعت عورات کے اسی قدر ہیں مگر چند مراتب
شرائط مذکورہ بالا سے زیادہ بھی انجام کیے جاتے ہیں یعنی شوہر معتقد طریقت باشریعت
عورت طالب بیعت توبہ طریقت باشریعت کا حاضر ہوا اور اگر سفر میں ہو اجازت
بذریعہ تحریر حسب معتمد کے نام لکھے اس کے روبرو عورت کو اس طریقہ پر بیعت کیا جاوے
اور اگر شوہر حاسد اور منکر طریقت باشریعت ہو عورت لودرنا کقذا ہو ان صورتوں میں
حاضر ہونا باپ یا بھائی جوان اس عورت کا ضرور ہے اور سالک طریقت باشریعت
بیعت کرنے عورات کا وہ مجاز ہوگا جو ضعیف العمر ہو یا حضرت شیخ یعنی پیر و مرشد
اس سالک طریقت باشریعت نے تزکیہ اور تصفیہ نفس اس سالک کا دیکھ کر
اسناد صحیحہ مثال خلافت میں اجازت بیعت کرنے عورات کے تحریر کر دی ہو بجالت
حاصل ہونے۔ جمیع مراتبات مذکورہ بالا کے سالک طریقت باشریعت بیعت توبہ عورات
کو تین طرح پر انجام فرماتے موافق حال طلب اور عمر عورت طالب اور عمر سالک کے
بیعت بتقاضا مسے مزید احتیاط تین درجہ پر منقسم فرمائی گئی ہے اول پٹکہ یا رومال
سے دوم عکس آئینہ سوم عکس آب صاف یا شربت میں لیکن حجاب و نیز درمیان
میں ہونا بہت پر ضرور ہے ششم بیعت طریقت باشریعت طالب مقیم مسافت بعید
یا مقید کی تصریف اس کی یہ ہے کہ اگر طالب بیعت توبہ طریقت باشریعت کا کسی
سالک طریقت باشریعت سے عقیدہ کامل رکھتا ہو اور اس طالب صادق سے سالک
کو فصل مسافت بعید کا ہو یا طالب کسی کی قید شدید میں ہو ایسی حالت میں جس سالک
طریقت باشریعت کو تعلیم کیفیت باطن اس بیعت کے حاصل ہو وہ سالک مراتبات
معمولی متلزمہ بیعت موصوف کے انجام فرما کر خط قبولیت بیعت کا اس طالب کے
پاس مع تفصیل احکام اور آداب اور اوراد اشغال تعلیم طریقت باشریعت کے ارسال کر دے

اور جب کبھی وہ شخص طالب کیفیتِ باطن کا ہو اس وقت حسب استعداد قوت باطن
اپنی کے کسی ذریعہ ظاہر باطن سے اس طالب کو اپنی صورت روحانی اور حقیقت معنوی
کا آشنا کر کے تعلیم باطن سے فیض یاب کردیں ہفتم بیعت توبہ طریقت باشریعت وقت
نزع کے شامتِ اعمال میں تکلیف جاں کنی کی کئی روز سے اٹھا رہا ہو اور ہوش بجا
معطل بجا نہ رہے ہوں ایسی حالت میں جس سالک طریقت باشریعت کو یہ تعلیم فرمائی گئی
ہو وہ سالک لوازمات معمولی اور مراتبات محکومی انجام دے کر تصفیات کیفیاتِ باطن
صرف ہمت فرما کر لطائف اس شخص کے مجلی فرما کر بلائے شدائد جاں کنی سے نجات
دے اور شناخت مرتبہ ظہور اثر فعل تکمیل تصرف کے اس امر کو قرار دیا گیا ہے کہ
جب سالک طریقت باشریعت اپنی دانست میں سمجھ لے کہ لطائف اس شخص کے
روشن ہو گئے اور یہ سمجھ کر فارغ ہوا اسی وقت وہ شخص بدرستی ہوش وہ حواس اقرار
وحدانیت خدائے عزوجل اور نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا بشہادت
حاضرین ادا کر کے رحلت کرے اور بعد وفات کے تجلیات انوار چہرہ پر معائنہ ہوں
ہشتم بیعت توبہ طریقت باشریعت کو روکر وگنگ کے تعریف اس کی یہ ہے کہ اگر
ایسے شخص معذور و مجبور مطلق پر کسی سالک طریقت باشریعت کو رحم آوے اور ایسے
شخص کو مشرف بیعت توبہ طریقت باشریعت سے فیض یاب کرنا چاہے مصداق
حاصل ہو جانے شرف بیعت توبہ طریقت باشریعت کا یہ ہے کہ بقدر فاصلہ متیقنہ
سالک طریقت باشریعت اس شخص معذور سے علیحدہ بیٹھ کر بغیر ہاتھ لگائے یا کسی
اور طرح کی اطلاع کیے بتصرف کیفیت باطن صرف ہمت فرما کر عالم وجوب میں
اس شخص کی روح کو تعلیم کر کے اپنے پاس بلائے کہ وہ شخص مجبور خود بخود بلا سری
کسی کے پاس سالک طریقت باشریعت کے حاضر ہو کر اپنے ہاتھوں کو اس بزرگ
کے ہاتھ میں دیدے نام اس بیعت کا طل وجوبی قرار دیا گیا ہے اب یہاں سے
تفصیل ایسے اقسام بیعت کی تحریر ہوتی ہے کہ طالب شرفیافتہ ایسے اقسام بیعت کا
بعد حصول شرف قدرت کامل کے صاحب مجاز پہونچا دینے اپنی کیفیت باطن کا اپنے

طالب صادق کے باطن میں اور عطا کرنے ضوابط یومیہ اپنے کا اس طالب کو ہوتا ہے
یہ اقسام بیعت مفصلہ تحت حضرات خلفاء اور امام اور امام الائمہ ممدوح الصدر سے بھی
علی الترتیب مراتب حاصل ہو سکتے ہیں مگر حضرات امام امام الائمہ اور صاحب مجاز
مرفوع الاجازت اور علو العزم والمرتبہ اور شہنشاہ ولایت حمان ہر ایک سلسلہ مشتقہ
چار پیر چودہ خانوادہ سے استحکام تمام حاصل ہوتے ہیں بشرطیکہ اوّل بیعت توبہ طریقت
باشریعت سے سالک صاحب اسناد صحیحہ کے ہاتھ پر مشرف ہو۔ اوّل بیعت بنیاد
اقامت ہے۔ تعریف اس کی یہ ہے کہ حضرات مرشد جس مسترشد طالب کیفیت باطن
کو بعضے بعضے اوراد جمالی اور اذکار جلالی سے مستفیض کر کے نقل ایک قرطاس مثال
خلافت مع ایک شجرہ سلسلہ اجازت فرمودہ اور ایک شجرہ سلسلہ اجازت کلام اللہ
شریف موصوفہ بالا اور ملبوسات میں سے ایک رومال مستعملہ اپنے کے مرحمت فرما کر
صاحب مجاز فرما دیتے ہیں اس وقت وہ طالب صاحب اجازت حضرات خلفاء میں
شمار کیے جاتے ہیں۔ اور اس بیعت مجاز کو بیعت ناسوتی صفات عامہ کہتے ہیں دوم بیعت
تفصیلی ہے تعریف اس کی یہ ہے کہ حضرات مرشد جس مسترشد طالب کیفیت باطن
کو بعضے بعضے اوراد اور اشغال جمالی سے مستفیض فرما کر نقل دو قرطاس باطنی مثال خلافت
ایک اپنے اور ایک بنام طالب موصوف مع شجرات دو یا ایک سلاسل اجازت
فرمودہ کے مع شجرہ اجازت کلام اللہ شریف موصوفہ بالا اور ملبوسات میں سے کلاہ
مستعملہ عطا کر کے صاحب مجاز فرما دیتے ہیں یہ صاحب بھی حضرات خلفاء میں شمار کیے
جاتے ہیں اس بیعت مجاز کو بیعت ملکوتی کہتے ہیں اور یہ بیعت بشروط حصول بیعت
اوّل کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سالک بھی صاحب مجاز بیعت طریقت باشریعت
کے ہوتے ہیں سوم بیعت اجازتی ہے تعریف اس کی یہ ہے کہ حضرات مرشد
جس مسترشد طالب کیفیت باطن کو بعضے بعضے اوراد اور اذکار اور اشغال اور افکار
جلالی جمالی سے فیض یاب کر کے بشرط حصول مقام ملکوت نقل تین قرطاس باطنی مثال
خلافت ایک بنام طالب موصوف اور ایک اپنی اور ایک نقل اپنی حضرت پیر و مرشد

کے مع شجرات تین یا دو یا ایک سلاسل اجازت فرمودہ کے مع شجرہ سلسلہ اجازت کلام اللہ
شریف موصوفہ بالا اور ملبوسات میں سے عمامہ مستعملہ اپنا ارزانی فرما کر صاحب مجاز فرما
دیتے ہیں اس جیسے صاحب کیفیت باطن کو خلیفہ کہتے ہیں اور اس بیعت مجاز کو بیعت ناسوت
اور ملکوت مرکب کہتے ہیں اور یہ بیعت بشرطیکہ حصول بیعت دوم کے حاصل ہوتی ہے اور
یہ دونوں بیعت حضرات خلفاء صاحب بیعت سومی ہذا سے بھی باستحکام حاصل ہوتے ہیں
اور ان تینوں حضرات خلفاء کو بموجب اپنی اپنی استعداد کے عرفان بدلیل و بکتاب
علم یہ بیعت کے مرتبہ میں حاصل ہوتا ہے مراتب سمیع اور بصیر سے محروم رہ جاتے ہیں
چہارم بیعت خلافت ہے تعریف اس کی یہ ہے کہ حضرات مرشد جس مسترشد طالب
مقامات کیفیت باطن کو بعد تعلیم لوازمات خلافت مسطورہ بالا کی بعضے بعضے مقامات
روح سراجی سے بہرہ مند کر کے نقل چار قرطاس باطنی مثال خلافت بہ ترتیب موصوفہ
بالا مع شجرات چار سلاسل یا کم اجازت فرمودہ کے مع شجرہ سلسلہ اجازت کلام اللہ
شریف ممدوحہ بالا اور ملبوسات میں سے کلاہ مستعملہ اپنی اور عمامہ سبز تو تیا مرحمت
فرما کر صاحب مجاز ساتھ کیفیت باطنی آثاری صفاتی کے فرما دیتے ہیں یہ حضرات بھی
امام شمار کیے جاتے ہیں اور اس بیعت خلافت کو بیعت ملکوتی درجہ سیومی افضل تر
کہتے ہیں اور اس جیسی صاحب کیفیت باطن کے قرطاس مثال خلافت پر مواہیر
بزرگان طریقت صاحبان مجاز کی ثبت ہوتی ہے اور یہ بیعت بعد حصول بیعت سوم
کے حاصل ہوتی ہے اور اس جیسی صاحب کیفیت باطن سے بیعت اول و دوم
و سوم باستحکام حاصل ہوتی ہے پنجم بیعت حوالت ہے تعریف اس کی یہ ہے کہ حضرات
مرشد جس مسترشد طالب رویت مقامات باطن کو بعد تعلیم لوازمات خلافت موصوفہ بالا کے
اکثر مقامات روح سراجی اور نفس نفیس سے مستفیض فرما کر نقل باطنی پانچ قرطاس
مثال خلافت بترتیب ممدوحہ بالا مع شجرات پانچ سلسلہ یا کم اجازت فرمودہ کے مع
شجرہ اجازت کلام اللہ شریف موصوف الصدر اور ملبوسات میں سے خرقہ مستعملہ اپنا
اور عمامہ سیاہ نو تیار عطا کر کے صاحب مجاز کیفیت باطنی تجلی صفاتی کے فرما دیتے ہیں

یہ صاحب بھی امام شمار کیے جاتے ہیں اور اس بیعت خلافت کو بیعت جبروتی کہتے ہیں اس جیسے صاحب کیفیت باطن کے بھی قرطاس مثال خلافت مواہیر براہ ران طریق صاحبان مجاز سے مرتب ہوتی ہے اور صاحب مجاز باستحکام حاصل کرادینے بیعت اول و دوم و سوم و چہارم کے اپنے طالبوں کو ہوتے ہیں اور یہ بیعت بشرط حصول بیعت چہارم کے حاصل ہوتی ہے ششم بیعت ارشاد ہے تعریف اس کی یہ ہے کہ حضرات مرشد جس مسترشد طالب رویت مقامات کیفیت باطن کو بعد تعلیم لوازمات خلافت ممدوحہ بالا بشرط حصول مقام جبروت کے مراتبات نفس انتقالی اور رویت روح زجاجی اور سراجی سے کامیاب فرماکر نقل باطنی چہار قرطاس مثال خلافت بترتیب موصوف الصدر مع شجرات چہار سلسلہ یاکم اجازت فرمودہ کے مع شجرہ اجازت کلام اللہ شریف ممدوح الصدر اور ملبوسات میں سے رومال اور خرقہ مستعملہ اپنا اور عمامہ گیروا نو تیار اور زائی فرماکر صاحب مجاز ساتھ کیفیت باطن معائنہ و تجلی کا برق کے فرمادیتے ہیں اس جیسے صاف کیفیت باطن کو امام کہتے ہیں ان حضرات کو قرب حضرت واحدیت بعضوں کو باور دار اور بعضوں کو بآمد حاصل ہوتا ہے۔ مراتب علیم اور بصیر سے کامیاب ہوتے ہیں صرف مرتبہ سمیع کا باقی رہ جاتا ہے اور اس بیعت خلافت کو بیعت ملکوت اور جبروت مرکب کہتے ہیں اور قرطاس مثال اس جیسے صاحب کیفیت کا بھی قرطاس مثال خلافت بدستور مفصلہ بالا مواہیر سے مرتب ہوتا ہے اور یہ بیعت بشرط حصول بیعت پنجم کے حاصل ہوتی ہے ہفتم بیعت بامتثال ہے تعریف اس کی یہ ہے کہ حضرات مرشد جس مسترشد طالب عرفان حقیقت کو بعد تعلیم لوازمات حوالات موصوفہ بالا کے بعضے بعضے مقامات روح مثالی سے بہرہ مند فرماکر نقل باطنی سات قرطاس مثال خلافت بترتیب ممدوح الصدر مع شجرات سات سلسلہ یاکم اجازت فرمودہ کے مع شجرہ اجازت کلام اللہ شریف ممدوح الصدر اور ملبوسات میں سے رومال اور خرقہ مستعملہ اپنا اور عمامہ سبز نو تیار مرحمت فرماکر صاحب مجاز ساتھ کیفیت باطن امدر روح سراجی اور آور ذجاجی کی فرمادیتے ہیں یہ صاحب

امام الائمہ شمار کئے جاتے ہیں اس بیعت کو بیعت جبروت درجہ سوم افضل تر کہتے ہیں۔ ایسے صاحب کیفیت باطن کے قرطاس مثال خلافت پر مواہیر حضرات امام الائمہ اور امام امام الائمہ اور صاحب مجاز مرفوع الاجازت کے ثبت ہوتے ہیں اور یہ صاحب مجاز حاصل کرادینے تمامی بیعت مذکور الصدر کا باستحکام ہوتے ہیں اور یہ بیعت بشرط حصول بیعت ششم حاصل ہوتی ہے ہشتم بیعت بامعالت ہے۔ تعریف اس کی یہ ہے کہ حضرات مرشد جس مسترشد طالب عرفان حقیقت کو بعد تعلیم لوازمات حوالت موصوف الصدر کے اکثر مقامات روح میثاقی سے بہرہ مند فرماکر نقل باطنی آٹھ قرطاس مثال خلافت بترتیب مذکور الصدر مع شجرات آٹھ سلسلہ یاکم اجازت فرمودہ کے مع شجرہ اجازت کلام اللہ شریف ممدوح بالا اور ملبوسات میں سے رومال اور خرقہ اور کلاہ مستعملہ اپنا اور عمامہ سبز نو تیار عنایت فرماکر صاحب مجاز ساتھ کیفیت باطنی موصوف الصدر بحصول ہر سہ مراتب فنافی الشیخ یعنی فنائے افعالی و صفاتی و ذاتی مع صدور احکام سترہ قسم القابا طنی کے فرمادیتے ہیں یہ صاحب بھی امام الائمہ شمار کیے جاتے ہیں۔ اس بیعت کو بیعت لاہوتی کہتے ہیں۔ قرطاس مثال ایسے صاحب کیفیت باطن بھی بطور موصوفہ بالا مواہیر سے مزین ہوتی ہے اور اس جیسے صاحب کیفیت باطن سے ساتویں قسم بیعت باستحکام حاصل ہوتی ہیں اور یہ بیعت بشرط حصول بیعت ہفتم حاصل ہوتی ہے۔ نہم بیعت باد صالت ہے تعریف اس کی یہ ہے کہ حضرات مرشد جس مسترشد طالب کیفیت عرفان حقیقت کو بعد تعلیم لوازمات حوالت و امامت موصوف الصدر کے تمام و کمال مقامات روح میثاقی سے کامیاب کرکے لوح محفوظی کو معائنہ کراکر نقل باطنی نو قرطاس مثال خلافت بترتیب مرقوم الصدر مع شجرات نو سلسلہ یاکم اجازت فرمودہ کے مع شجرہ سلسلہ اجازت کلام اللہ شریف ممدوح الصدر اور ملبوسات میں سے رومال کلاہ اور خرقہ اور جائے نماز مستعملہ اپنا اور عمامہ سبز نو تیار عطا کرکے صاحب مجاز ساتھ کیفیت باطنی موصوفہ بالا بحصول مراتبات فنافی الشیخ اور فنافی الرسول اور چودہ قسم الہام

کے فرمادیتے ہیں۔ اس لیے صاحب کیفیت باطن کو امام الائمہ کہتے ہیں ان حضرات کو کیفیت باطن کما حقہٗ دائرہ ولایت کی حاصل ہوتی ہے یعنی قرب حضرت واحدیت میں عروج اور نزول قبض اور بسط ہوا کرتے ہیں اور کیفیت سلوک کی رہتی ہے اور مراتب سمیع بصیر علیم کے بموجب اپنی استعداد کے حاصل ہوتے ہیں اس لیے صاحب باطن کیفیت باطن سے آٹھ قسم بیعت موصوفہ باستحکام تمام حاصل ہوتے ہیں۔ اس بیعت کو بیعت جبروت اور لاہوت مرکب کہتے ہیں۔ ایسے صاحب کیفیت باطن کے قرب اس مثال خلافت بطور ممدوحہ بالا مواہیر سے مرتب ہوتی ہے اور یہ بیعت بشرط حصول بیعت ہشتم حاصل ہوتی ہے اور بشرط حصول مقام لاہوت اور کثرت تبلیغ احکام ارشاد طریقت یہ صاحب کیفیت باطن امام امام الائمہ کہلاتے ہیں۔ دہم بیعت عروج شہنشاہی ولایت ہے۔ تعریف اس کی یہ ہے کہ حضرات مرشد اس بیعت سے بجز حضرات امام امام الائمہ اور صاحب مجاز مرفوع الاجازت اپنے سلسلہ کے دیگر حضرات اہل مرتبت مفصل الصدر کو مشرف نہیں فرماتے ہیں۔ مسترشد طالب رویت تجلیات انوار عرفان حقیقت ذاتی کو بعد تعلیم جمیع مراتبات اور لوازمات مقامات موصوف الصدر کے تمام و کمال مراتب ولایت صفاتی متعلقہ ولایت روح جذبیہ انتظام خلق اور ولایت سلوک معنائی سراجی ظہور صاف ذات سے کامیاب فرماکر خود ساتھ صورت روحانی اور حقیقت معنوی بجمیع مراتب تجلیات ہفت گونہ تشبیہ ساطعہ اور تنزیہ لامعہ چودہ انوار ولایت ذاتی اصلی مفصلہ ذیل اور جمیع مراتب چودہ قسم انوار ولایت ظلی مشرح الصدر اس جیسے صاحب کیفیت باطن سے باطن میں تصرف جلوہ فرماتے ہیں اسی وقت طالب صاحب مجاز مرفوع الاجازت اپنے حضرت شیخ کو از روئے صورت اور معنی جانتا اور پہچانتا اور بوجھتا اور دیکھتا اور پاتا ہے اور حقیقت ذاتیہ اور ماہیت صفاتیہ حضرت شیخ کو پہنچ کر خیالات غریب شیونات اضافی اور ثبوتی اور انتقائی ہستی حضرت شیخ سے درگزرتا ہے اور تجلیات ہفت گونہ کو باشتراک اقسام آثاری اور وجوبی اور امکانی کے مظہر جامع صورت اور معنے حضرت

شیخ سے دیکھ لیتا ہے اور برزخ جامع ہے اور برزخ جامع حضرت شیخ ہیں از روئے
صورت اور معنے کے ہر سہ مراتب فنائے ثلاثہ یعنی فَنَافِی الشَّیخ اور فَنَافِی الرَّسُول
اور فَنَافِی اللّٰہ کے بوجہ احسن اس جیسی صاحب کیفیت باطن کو حاصل ہو جاتے ہیں
اور ہر چاروں سیر عروجی اور نزولی اِلَی اللّٰہ اور فِی اللّٰہ اور مِنَ اللّٰہ اور مَعَ اللّٰہ کے
کے سیاح ہو جاتے ہیں اور ہر چاروں قلب سیرت ابرت صنوبر مدور اٹھائیس لون
ولایت منقسمہ بالا سے بکنیات الوان و تلوین یعنی سیاہ اور نیلگوں اور نقرئی اور طلائی
اور زعفرانی اور ارغوانی اور زمردی اور یاقوتی اور قمری اور بصری اور فیروزی اور
جعفری اور قسمری اور شمسی کے تاباں اور درخشاں ہو کر ہر چودہ ولایت ممدوح الصدر
کے آثار اور صفات کیفیت باطن میں منتقل ہو جاتے ہیں اور ترقی صدور آواز ذکر
سلطان کی ہر وقت ہر روز نصیب ہوتی رہتی ہے اور حضرات مرشد ایسے صاحب
کیفیت باطن کو صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے ساتھ کیفیت باطن تعلیم کات
اکیس طرح کی سبعیت اور دقائق چارگونہ امامت سے مع اجازت بارہ طرح کی لطیف اللہ
حرز یمانی شریف ملقب بحرز مرتضوی سلطان الاوراد مفصلہ ذیل پانچ قسم تلاوت
ظاہری یعنی علمی اور عملی اور نظری اور محبوبی اور محذومی اور سات قسم تلاوت باطنی
یعنی ناسوتی قلبی اور ملکوتی اور جبروتی لاہوتی اور ہاہوتی اور غوثی معنوی اور
قیومی روحی سے فیضیاب فرما دیتے ہیں اور حضرات مرشد ایسے صاحب کیفیت
باطن کو بفیضان صحبت شبانہ روز اور تعلیم لسانی اپنی کے حضرت ذات احدیت صرفہ
سے مرتبہ اسفل طبیعت تک ہر ہر مرتبہ کے آداب احکام آثار اصطلاح حسنات
سیئات اذکار اشغال افکار اسرار سے بہرہ مند فرما دیتے ہیں اور حضرات مرشد ایسے
صاحب کیفیت باطن کو تمامی تبرکات مفاوضات معنونہ یعنی تمامی اسناد خلافت نامجات
معتبرہ اور مکتوبات مندرجہ احوال اور اوراد منضبطہ اوقات شبانہ روز اور تبرکات
ملبوسات وغیرہ اشیائے ہر قسم اور شجرات متحققہ اشتقاق و انتساب کیفیت باطن
سلاسل مشتقہ چار پیر چودہ خانوادہ اپنے پاس سے مرحمت فرما دیتے ہیں کہ کیفیات

صحو اور سکر اور فنا اور بقاء کی ہر وقت طبیعت پر طاری رہتی ہیں اس بیعت کو بیعت
لاہوتی درجہ سومی افضل تر کہتے ہیں اور یہ بیعت بشرط حصول بیعت نہم کے حاصل
ہوتی ہے اور جس وقت کوئی شخص طالب صادق کسی طرح کی کیفیت باطن کا ایسے
صاحب کیفیت باطن کے حضور میں حاضر ہوتا ہے معاً بتوجہ ایک گوشۂ چشم کرم
طالب اپنے مرتبہ حسب استعداد پر مستفیض ہو جاتا ہے اب تعریف حضرات اولوالعزم
والمرتبہ مجدد اور حضرات شہنشاہ ولایت حمان کے سمجھنا چاہیئے کہ حضرات صاحبان
خطاب علوالعزم والمرتبہ حضرات صاحبان مجاز مرفوع الاجازت میں سے ہیں
ان حضرات کو حضرت وحدت سے قرب تام حاصل ہوتا ہے اور کیفیت جذب
باسلوک اور گاہے سلوک باجذب رہتی ہے اور قرب حضرت احدیت صرفہ
بعضوں کو باورد اور بعضوں کو بآمد حاصل ہوتا ہے اور حضرات علوالعزم و المرتبہ
صاحب حصول کیفیت قرب حضرت احدیت صرفہ باورد میں سے بلقب شہنشاہ
ولایت حمان کے مراتب محذومیت اور محبوبیت اور قطب الاقطابی اور قطب
الارشادی پر مشرف ہو کر فیض بخش اور زیب افزائے سلاسل کے ہوتے ہیں۔ اس
جیسے حضرات کیفیت باطن کے نام پر چودہ خانوادہ قرار پذیر ہوتے ہیں اور تا بقیام
عالم جب ایسے صاحب کیفیت باطن کا ظہور جس سلسلہ میں ہوگا وہ سلسلہ اس کے
نام سے منسوب ہوتا چلا آئے گا اور ہر ایک سلسلہ مشتقہ سلاسل چار پیر چودہ خانوادہ
میں زمانہ فصل ظہور حضرات علوالعزم والمرتبہ مجدد عصر اور حضرات شہنشاہ ولایت
حمان کا بقدر استعداد قوت قویہ نسبت کیفیت باطن اپنے اپنے سلسلہ کے
جداگانہ ہے اور بعضے سلسلوں میں بسبب زوز نسبت قویہ کیفیت باطن کے
حلی التواتر بھی ظہور حضرات علوالعزم والمرتبہ مجدد عصر اور حضرات شہنشاہ ولایت
حمان کا ہوتا چلا آتا ہے اور تا بقیام عالم ہوتا چلا جائے گا اور بعضے سلسلوں میں
کہ قوت نسبت کیفیت باطن کی درجہ مساوی اور اعتدال پر ہے ان سلسلوں میں
یہ امر مامور اور مقرر ہے کہ بعد دو مرتبہ کے تیسری مرتبہ میں ظہور حضرت علوالعزم والمرتبہ

مجدد عصر کا ہوتا چلا آیا ہے اور تا بقیام عالم بحالت ایفائے قوت نسبت کیفیت
باطن ظہور ہوتا چلا جائے گا اور بحالت عدم ایفائے قوت نسبت کیفیت باطن کے
وہ سلسلہ اپنے اپنے زمانہ کے حضرات علو العزم والمرتبہ مجدد عصر کو حاصل ہو کر بشمول
کیفیت باطن سلسلہ ان حضرات علو العزم والمرتبہ مجدد عصر کے تا بقیام عالم
جاری رہے گا اور بعضے سلسلے سلاسل غیر مشتقہ چار پیر چودہ خانوادہ میں صدر اول
ہی سے دو تین واسطہ کے بعد سلاسل حضرات علو العزم والمرتبہ مجدد عصر
نسبت قویہ کیفیت باطن میں ضم ہو کر رواج پذیر ہیں اور بالقیام عالم رواج پذیر رہیں گے اور
سلاسل صاحب درجہ صافی اور اعتدال قوت نسبت کیفیت باطن میں جو بعد دو مرتبوں کے
چلا آتا ہے ان دونوں حضرات امام الائمہ صاحب مجاز مرفوع الاجازت ہیں بعضے
کو کیفیت سلوک بالجذب اور بعض کو جذب باسلوک اور بعضوں کو فقط سلوک اور
بعضوں کو جذب فقط کی رہتی ہے اور حضرت واحدیت سے قرب اتم اور حضرت
وحدت سے قرب اکثر بآورد اور بعضوں کو بآمد حاصل ہوتا ہے اور قرب حضرت
احدیت صرفہ گاہ گاہ میسر ہوتا ہے جو حضرات صاحب قرب حضرت وحدت ہیں
وہ بآورد کے ابوالوقت اور جو حضرات صاحب قرب حضرت وحدت بآمد کے ہیں
وہ ابن الوقت کہلائے جاتے ہیں لیکن حضرات ابن الوقت میں سے جو جو حضرات عمر
طبعی پر فائز ہو جاتے ہیں بعد تکمیل مراتبات اور تتمیم مدارجات صاحب کیفیت حصول
قرب حضرت وحدت بآورد کے ہو جاتے ہیں وہ ابوالوقت کہلائے جاتے ہیں اور
قرب حضرت احدیت صرفہ گاہ گاہ سے جلد میسر ہوتا ہے اور حضرات صاحب
کیفیت باطن حصول قرب حضرت وحدت بآورد صاحب نسبت قویہ کیفیت باطن
میں سے جو جو حضرات صاحب قرب حضرت احدیت صرفہ جلد علی التواتر کے
ہوتے ہیں وہی حضرات بوہب وعنایت افضال الٰہی ابتدائے زمانہ تحصیل تعلیم
کیفیت باطن میں مراتب موصوفہ ہذا سے جلد کامیاب ہو کر بہ ترقی کیفیات باطن روز
افزوں کے حضرات علو العزم والمرتبہ اور حضرات مجدد عصر ملقب ہو جاتے ہیں اب
سمجھنا چاہیئے کہ بیعت ہر دو سلسلہ ہائے حضیہ علویہ متعلقہ ولایت روح جذبیہ

انتظام سے عام ہے۔ طالب کو معاً کیفیت جذب کی طاری ہو جاتی ہے اور وقت
محنت مشاق طے کرنے مراحل اور منازل مرتبہ سلوک سے نہیں پڑتی فوراً عہدہ حسب
استعداد اپنے پر مامور ہو کر احکام انتظام خلق کے اس کی کیفیت باطن سے صادر ہو جاتے
ہیں اور ہر وقت ہوتے رہتے ہیں۔ ہر چند کہ عہدے حضرات صاحب ولایت روح
جذبیہ کے بہت ہیں لیکن یہی چند نام رقباء نقباء نجباء ابدال و اوتاد و اغیاث و اقطاب
و رجال الغیب مشہور عام کئے گئے ہیں اور اس بیعت باکیفیت کے حاصل کرنے کی
ہر ایک حضرات صاحب بیعت مفصل الصدر کو حاجت پڑتی ہے بعد سمجھا دینے مضامین
مکاتیب حضرات مفصلہ بالا کے حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین
ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں
فضلائے معترض سے ارشاد فرمایا کہ زمانہ حضرت سرور انبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم سے آج تک یہی قواعد معتبرہ اور ضوابط مرعیہ ہر ایک
خاندان مرفوع الاجازت میں ادا ہوتے اور جاری رہتے چلے آرہے ہیں اور
تا بقیام عالم چلے جائیں گے اس معمولات سے علیحدہ اگر کسی فقیر کا حال و قال ظاہر و باطن
کا دیکھا جاوے ہرگز قابل اعتبار کے نہیں اور ایسے لوگوں کے مقولے نسبت افعال
و اقوال اور احوال حضرات پیران عظام اور پابستگان سلسلہ حضرات ممدوح کے قیاس
کرنا نہایت امر بے جا ہے اب جوابات اپنے دس سوالات معترضہ کے بموجب
قواعد اور ضوابط محکومہ منقولہ مشروح الصدر کے سمجھ لینا چاہیے جواب سوال اول
و دوم حضرات پیران عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و رضوا عنہ سلاسل چار پر جو وہ خانوادہ
کے اپنے مریدان شرف یافتہ بیعت توبہ طریقت باشریعت کو کہ جو طلب خدا سے
بہرہ نہیں رکھتے ہیں اس باعث سے دوسرے فقیر صورت کی طرف بہ نگاہ عظمت
دیکھنے اور کسی امر کی التجا کرنے کو ممانعت کرتے ہیں کہ بوقت حصول شرف بیعت
حضرت مرشد کے اس مرید کو اور ادو اسطے حافیت ظاہری اور اشغال بنا پر
تقویت باطنی کے بجمیع شرائط و لوازم کر دیئے پابند تعمیل رہنا احکام تعلیم کا موجب
حفظ و امن حوادث ظاہر اور باطن کا ہو جس کسی مرید نے بخیال ہرج خواہش نفسانی

ترک یا قصر یا بعضا بطلی تعمیل محکومہ میں شروع کی حوادثات ظاہر و باطن نے منہ دکھایا
جب گرفتار مصیبت ہو گئے دستگیری حضرت مرشد سے بدعقیدہ ہوئے اور قصور
اپنا فراموش کر گئے اس حالت گرفتاری مصیبت میں اگر کسی فقیر صورت خلاف طریقت
باشریعت کی باتوں میں مزیفہ ہو کر نقصان ظاہر اور باطن اپنے کا کیا باز شکاب دو
حکم عدولی افزونی مصائب کے دو چند ہوئے اور محتاجی حد سے زیادہ گزری مضمون
حدیث کَادَ الفقرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا کا درست آیا۔ اس حالت میں مضمون سوال دوم کا درست ہو گیا۔
مناسب یہ تھا کہ بمجرد وقوع ترک یا قصر یا بعضا بطلی تعمیل تعلیم محکومہ کی حضرت مرشد یا خلفائے
حضرت مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر یا عریضہ بھیج کر قصور اپنا عفو کرا لیتے اور تعمیل
تعلیم میں مستعد اور سرگرم ہو جاتے جواب سوال سوم حضرت پیران عظام سلاسل چار
پیر چودہ خانوادہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ نے بحالت شرف یا فتگی مراتب خلفا اور امام
و امام الائمہ اور امام امام الائمہ بحصول کیفیت باطن علی الترتیب مراتب مفصل الصدر
مع اسناد صحیحہ کے بہنگام وقوع عذر معقول یا ضرورت قوی یا حالت استیلائے ذوق
و شوق طلب خدا کی بشرط انجام مجاہدات اور ریاضت خلاف مرزی خواہش نفس
امارہ توجہ فرمائی ہے کسی طرح کی خواہش نفس رہزن کو کام نہیں فرمایا ہے جواب سوال
چہارم حضرت پیران سلاسل چار پیر چودہ خانوادہ اپنے اپنے حضرت مرشد کی سنت
بعد حصول حکم ادائے سنت مرشد اپنے کے ادا کرتے چلے آئے ہیں اختیار کرنا
فعل حضرت مرشد کا بغیر اجازت حضرت مرشد کے کمال گستاخی ہے جواب سوال پنجم
بباعث صدور کلمات بے ادبانہ شان میں حضرت حبیب خدا احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ
و آلہ و اصحابہ وسلم کے اگر تم دونوں معترض بعد تسلیم کر لینے جوابات کے تائب طریقت
باشریعت نہیں ہوئے ہماری رائے میں قابل سزا ہو بے شک تعزیر کی جاوے گی
سمجھ لو کہ آیت وَمَا یُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ناطق ہے اگر آنحضرت صلی
اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے کہ جن کے اہل بیت کی شان میں آیت تطہیر نازل
ہے اگر ارادہ تحقیق حقیقت کا فسخ کیا ہوتا کا ہے کو مرتبہ آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ
لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ پر فائز ہوتے مدرکہ عقل انسان

نیف البیان کا سمجھ لینے اسرارات رسوخ مرتبہ نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
رازہائے بانازونیاز حضرت جناب الٰہی سے قاصر ہے چہ جائیکہ بیان کیا
جاوے آیت وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى مخبر اس معاملہ کی ہے کہ جب
حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو عمر
اختتام مرتبہ شیرخواری میں جو اپنے مکان سے مکہ معظمہ کو لائی بیچ اثنار راہ شیطان
ملعون مہار پکڑ کر بارادہ ہلاکت کسی جانب کوہسار پر لے چلا تھا کہ حضرت حافظ حقیقی
نے جبرائیل امین کو بھیج کر راہ راست مکہ معظمہ کی رہبری فرمائی اور معانی حدیث وما
عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ اور قول عَرَفْتُ رَبِّيْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ کے بوقت
شرف یابی دولت بیزوال عرفان حقیقت کے بخوبی تمام سمجھ میں آتے ہیں کہ جب
وہ معاملات اپنے اوپر گزرتے ہیں بیان اُس کا کافی المدعا تسلی سائل ناموافق کے
ہرگز نہیں ہوتا جواب سوال ششم بیانی روایت مشہور عام ارادت یکجا و نعمت صدجا
کی نسبت مریدان شرف یافتگان بیعت توبہ طریقت باشریعت جن کو طلب خدا اور
حصول کیفیت باطن اور شناخت حضرات اہل اللہ نعمت دہندگان ظاہر اور
باطن کے سے بہرہ حاصل نہیں درست نہیں آتے اور یہی معانی روایت مذکور
شایان تکمیل مراتب حضرات صاحبان مجاز مرفوع الاجازت اور حضرات علوالعزم
والمرتبہ اور حضرات شہنشاہ ولایت حمان کے نہیں ہوتے لیکن حضرات خلفا اور امام
اور امام الائمہ اور امام امام الائمہ کے حسب حال درست اور راست ہوتے ہیں
ایسے موقع اور محل پر کہ جب اپنے حضرت پیر و مرشد کی عنایت سے باسناد صحیحہ کسی مرتبہ
پر مراتب موصوفہ بالا میں سے بادائے لوازم قواعد مرعیہ اور شروط وضوابط مستمرہ
حصول حسب استعداد طلب نکات اکیس طرح کی بیعت اور دقائق چار گونہ
امامت سے کامیاب ہوگئے بعد رحلت فرمانے حضرت مرشد کے ہنگام وقوع
معاملہ قبض و نزول زائد از معمول کے یا حضرت مرشد کسی مقام اہم میں چھوڑ کر
رحلت فرما گئے ہوں یا بروقت رحلت فرمانے حضرت مرشد کے کوئی کیفیت
باطن میں اس طرح پر طاری ہوئی کہ متحمل اس کے نہ ہوسکے اور احکام مثال
اور معال کے بباعث تزلزل کیفیت باطن میں سمجھ نہ آئے یا کسی جذاب

نے کیفیت باطن کے ناگاہ سلب کر لی ہو یا بوقوع ایسی نفسانی یا بے ضابطگی کے
حالت غلبہ ہو اس میں یہ دستور ہے کہ بحالت وقوع ایسے معاملہ کے بغیر
حاضر ہونے بارگاہ حضرت صاحبان مجاز مرفوع الاجازت اور حضرات علو العزم
والمرتبہ مجدد عصر اور حضرات شہنشاہ ولایت حمان کے باحسن الوجوہ اپنے مدعائے
حصول نعمت بسط اور عروج وغیرہ پر کامیاب ہونا ہرگز ممکن نہیں کس واسطے
کہ کوئی زمانہ حضرات صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت
حمان کیفیت باطن سلاسل مشتقہ چار پیر چودہ خانوادہ سے خالی نہیں ہوتا جملہ اہل باطن
کو علم ہوتا ہے بمجرد حصول قدم بوسی حضرت ممدوح کے عقدہ کشائی حاجت مند کی
بغیر شرط حصول بیعت کے بخوبی تمام حسب دل خواہ ہو جاتی ہے نعمت عطا کرنا
مراد اس امر سے ہے حضرات پیران عظام رضی اللہ عنہم ورضوعنہ میں تعلیم کیفیت
باطن کا قاعدہ مقرر ہے کہ کسی دوسرے سالک طریقت باشریعت صاحب کیفیت
باطن کے مرید کو عالم حیات اس بزرگ میں بغیر ملاحظہ اسناد صحیح حسب مضمون
مرتبہ اس کے مرید نہیں کرتے ہیں اور اگر احیاناً ایسا اتفاق کسی وجہ خاص سے ہو جاتا
ہے تو احکام کیفیت باطن سے استعلام معاملہ کا فرما لیتے ہیں اور بموجب حکم باطن
کے تعمیل کرتے ہیں۔ جواب سوال ہفتم کوئی سلسلہ سلاسل مشتقہ چار پیر چودہ خانوادہ
میں بباعث مرعی رہنے قواعدات اور معمولات مفصل الصدر کے استحقاق
تسلسل ہاتھ پکڑ کر مرید کرنے سے مقطوع نہیں ہوا اور کسی حضرات بزرگوار سے
کوئی شرط اولیٰ بلکہ ادنیٰ بھی فوت نہیں ہوتی اور فیض بھی کسی سلسلہ کا تا بقیام
عالم ہرگز موقوف نہیں ہوگا البتہ اتنا امر قابل گفت ہے کہ جس کسی سالک طریقت
باشریعت سے بحالت وقوع خطائے عظیم حضرت صاحب مجاز مرفوع الاجازت
علو العزم والمرتبہ مجدد عصر شہنشاہ ولایت حمان ولی مادر زاد ناراض ہو گئے ہوں
ایسی صورت میں کیفیت باطن اس سالک طریقت باشریعت اور اس کے خلفا اور
امام اور امام الائمہ اور امام امام الائمہ کے سلب ہو کر دوسرے کسی شخص صاحب مجاز
سلسلہ پیر و مرشد اس سالک خطاوار کو مرحمت فرما دی جاتی ہے فیض سلسلہ مسدود

اور موقوف نہیں فرمایا جاتا۔ جواب سوال ہشتم بعضے حضرات والا صفات غیر موصوف الصدر
کو یہ سب اقسام بیعت مفضل الصدر ایک حضرت پیر و مرشد کے ہاتھ پر اپنے اپنے
محل اور موقعہ سے حاصل ہوئے ہیں اور حضرات ممدوح الصدر اور اکثر حضرات
غیر موصوف الصدر کو چند حضرات مرشد سے بترتیب یکے بعد دیگرے بحالت عذر
معقول حصول ہوئے ہیں لیکن منجملہ حضرات موصوف الصدر وغیرہ موصوف الصدر
کے چند جگہ حصول بیعت اور کیفیات باطن مفضل الصدر کا نسب دو حضرات ایک
ولی مادر زاد صاحب اخبار پیش خبری حضرات پیران عظام رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ
جس کا ذکر تعریف ابتدائے تمہید جواب میں تحریر ہو چکا ہے اور دوم اس طالب
صادق کا کہ جس کو کسی دیگر شیخ اجل نے بباعث نہ میسر ہونے طالب
صادق اپنے کے پسند فرما کر حضرت مرشد اس طالب صادق سے طلب
کر لیا ہو۔ یہ ذکر بھی تمہید جوابات میں مفصل تحریر ہو چکا مطلق خطا عمر میں
نہیں آسکتا کہ کوئی فعل اس بزرگ بغیر صدور احکامات الٰہیہ کیفیت باطن کے نہیں ہوتا
اور وہ طالب صادق بموجب احکام ظاہر و باطن کے دونوں جگہ کی کیفیت باطن
کا بلکہ زیادہ کا بھی متحمل ہوتے ہیں اور اپنے طلبا کو دونوں کیفیات یا اور زیادہ
بھی جداگانہ اور مجموعاً مرحمت فرما سکتے ہیں اور سوائے دونوں حضرات موصوفہ
بالا کے جو دیگر حضرات ممدوح الصدر اور غیر موصوف الصدر نے چند جگہ
سے بیعت فرما کر کیفیت باطن حاصل فرمائی ہیں وہ وجہ وقوع عذر معقول احوال
حضرات صاحبان مکاتیب کیفیات باطن کی تصانیف میں بدست خود تحریر ہے
معائنہ کر لیا جائے۔ جواب سوال نہم و دہم کا حضرات پیر عظام رضی اللہ عنہم ورضوا
عنہ سلاسل چار پیر چودہ خانوادہ میں کسی کو مقامات فنا فی الشیخ اور
فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کے بدون حصول تعلیمات
بیعت قسم ہشتم اور نہم اور دہم کے ہرگز حاصل نہیں ہوئی زیادہ تشریح اور تفصیل
مقامات موصوفہ کی قابل تحریر نہیں لیکن شجرات سلاسل مشتملہ چار پیر
چودہ خانوادہ میں کسی بزرگ کا نام بغیر حصول مقامات ممدوحہ بالا تحریر نہیں

ہوا ہے کہ رہنمائے کاہل خدا کے حاصل کرا دینے کے نہ ہو سکیں کس واسطے کہ
سلسلے حضرات صاحب کیفیت باطن غیر حصول مقامات موصوفہ بالا کے ایک دو
واسطے تک جاری نہیں رہے چہ جائیکہ ایسے سلسلہ میں کسی حضرات صاحب مجاز
مرفوع الاجازت یا حضرات علو العزم و المرتبہ یا شہنشاہ ولایت حمان کا ظہور
ہوا ہو۔ بعد اتمام جواب سوالات کے حضرت ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین
ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد
فرمایا کہ اگر کوئی دلیل راہ جوابات کی رکھتے ہو تو بیان کرو دونوں فضلائے معترض نے
دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ بباعث متفق اللفظ و المعنی تحریر ضوابط مستمرہ اور قواعد
مرعیہ کے مکاتیب حضرات ممدوح الصدر میں گنجائش کسی دلیل کی نہیں رہی اور اب
ہم کو حال و قال حضرات صاحبان اسناد صحیحہ کا بخوبی معلوم ہو گیا فی الواقع بمقابلہ
ایسے حضرات ممدوح الصدر کے افعال و اقوال فقرائے غیر اسناد صحیحہ کے قابل
اعتراض نہیں بعد اختتام اس گفتگو کے حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری
چشتی شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر نے ارشاد فرمایا کہ اے فضلائے معترض
بہائیصاحب نے تم کو راہ ضلالت انکار بیعت طریقت باشریعت سے راہ راست
ہدایت صراط مستقیم پر قائم فرمایا۔ مگر ایک فضیلت خاندان مرفوع الاجازت کے
فقیر بھی برائے فیض عام بیان کرتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے جناب
حسنین جس مراتب باطنی اور شرف امامت ظاہری پر کہ کامیاب ہوئے ہیں
مرتبہ کسی اہل مرتبت کا ہمسر اور کوئی اہل مرتبت ہم قدر ہو نہیں سکتا مگر محمد اکبر عرف
محمد حنیف صاحب مکتوب نطاب لام المقدر اور حضرت امام خواجگان خواجہ حسن
بصری صاحب مکتوب نطاب ذوق الواحدیت ایسے صاحب مجاز مرفوع الاجازت
علو العزم و المرتبہ شہنشاہ ولایت حمان کیفیت باطن کے ہوئے کہ دونوں حضرات
موصوف کے سلسلے تا قیام عالم بمراتب تعلیم اپنی اپنی کیفیت باطن جاری رہیں
گے یعنی انتظام ولایت صفاتی کا متعلق بولایت روح جذبہ کیفیت باطن حضرت
محمد حنیف صاحب کے ہے اور اہتمام ولایت ذاتی کا مختص بولایت معنائی

سراجی کیفیت باطن حضرات امام خواجگان خواجہ امام حسن بصری کے ہے کہ حضرت
علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے قرطاس مثال خلافت حضرات امام خواجگان خواجہ حسن بصری
صاحب میں القاب صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت
حمان کیفیت باطن مع خطاب اسم باطنی بملاحظہ حصول تکمیل لوازمات مراتب موصوف
کے تحریر فرمایا ہے۔ اور حضرت محمد حنیف صاحب کے قرطاس مثال خلافت میں
جو القاب تحریر فرمایا ہے حضرات اہل باطن کو علم ہوتا ہے مشتہر عام نہیں ہے اسی
طرح حضرت محمد حنیف صاحب ممدوح سے جو دو حضرات فرزند دل بند حضرت
عبدالرشید صاحب شمالی اور حضرت عبدالجلیل صاحب جنوبی صاحب سلسلہ کیفیت
باطن حسن القاب اور مراتب پر کہ فیض یاب ہوئے گوش زد عام نہیں اور حضرت
امام خواجگان خواجہ حسن بصری صاحب سے جو دو حضرات یعنی حضرت خواجہ عبدالواحد
بن زید صاحب مکتوب نطاب مثل البکیر اور حضرت خواجہ حبیب عجمی صاحب مکتوب
نطاب صفات وحدت صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت
حمان کیفیت باطن کے صاحب اجرائے خانوادہ مملکت ولایت کے ہوئے اور ہر ایک سے
دونوں حضرات والاصفات موصوف کے سلسلے میں پانچ پانچ حضرات صاحب
مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت حمان کیفیت باطن مجدد
عصر صاحب اجرائے خانوادہ مسند آرائے مملکت ولایت کے ہوئے چنانچہ
حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید صاحب اجرائے خانوادہ زیدیاں اور حضرت خواجہ
فضیل بن عیاض صاحب مکتوب نطاب حقیقت المعانی صاحب اجرائے خانوادہ
عیاضیان اور حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی صاحب مکتوب نطاب
غربت الحسرت صاحب اجرائے خانوادہ ادہمیان اور حضرت خواجہ امین الدین
ہبیرۃ البصری صاحب مکتوب نطاب واجب الکریم صاحب اجرائے خانوادہ
ہبیریان اور حضرت خواجہ ابواسحاق شامی صاحب مکتوب نطاب خیر المقصود شہزادہ
شہریار گازرونی صاحب اجرائے خانوادہ گازرونیان اور حضرت خواجہ ابوالحمد ابدال

اولین چشتی صاحب مکتوب نطاب طمغائے ولایت صاحب اجرائے خانوادہ چشتیاں
کہ ہر شش حضرات اجرائے خانوادہ ہائے موصوفہ بالا کا کفش بردار یہ فقیر موجود ہے
اور حضرت خواجہ حبیب عجمی صاحب اجرائے خانوادہ حبیبیاں اور خواجہ طیفور شامی
بایزید بسطامی صاحب مکتوب نطاب مدینۃ الآخرت صاحب اجرائے خانوادہ کرخیان
اور حضرت اسد الدین معرف کرخی صاحب مکتوب نطاب نظم اسلام صاحب اجرائے
خانوادہ کرخیان اور حضرت خواجہ سری سقطی صاحب مکتوب نطاب سر الاسرار صاحب
اجرائے خانوادہ سقطیاں اور حضرت شیخ الشیوخ سیدۃ الطائفہ ابو القاسم جنید بغدادی
صاحب مکتوب نطاب سر الامانی صاحب اجرائے خانوادہ جنیدیان اور حضرت خواجہ
علاؤ الدین ابو الفرح طرطوسی صاحب مکتوب نطاب فرحت قلب صاحب اجرائے خانوادہ
طوسیان کہ مسند نشین ہر شش حضرات صاحب اجرائے خانوادہ ہائے ممدوحۂ بالا کے جناب
بھائی صاحب حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر
جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی تشریف فرما ہیں۔ اب سمجھنا چاہیئے کہ حضرات
پیران عظام رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اساتذہ متقدمین میں جو چار پیر قرار دیئے گئے ہیں
اور حضرات چار پیر کی تفصیل مختلف الروایت ہے کہ بالتحقیق والتسلیم مقبول خاص
اور مشہور عام یہ امر ثابت ہے کہ چار پیروں سے چودہ خانوادہ جاری ہیں منجملہ
ان کے بارہ خانوادہ کی تفصیل فقیر نے گذارش کی باقی ماندہ دو خانوادہ اور حضرت چار پیر
کی تفصیل بہ تحقیق و تنقیح حضرات صاحب کیفیت باطن صاحب مجاز مرفوع الاجازت
ہر ایک خانوادہ کو معلوم ہے افشائے عام نہیں۔ اس تفصیل چودہ خانوادہ میں سے
جس جس خانوادہ میں جس کسی حضرات کے قرطاس مثال خلافت میں القاب صاحب
مجاز مرفوع الاجازت علو العزم و المرتبہ شہنشاہ ولایت حمان کیفیت باطن اور مجدد
عصر یا ولی مادر زاد کا علی التواتر متفق الواسطہ حضرات مرشدان خانوادہ نے تحریر فرمایا
ہے بجز ملاحظہ کتبہ ہائے قرطاس مثال خلافت کے تحقیق اور تنقیح ہو کر تسکین بخش
خاطر ہر خاص و عام ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اور جس سائل کی نظر سے کہ استادِ صحیحہ کتبہ ہائے قرطاس مثال خلافت
ہر ایک حضرات صاحب مرتبت موصوفہ بالا کی نہ گزری ہوں یا نہ گزرائی جاویں گفتگو تفتیح
اور تحقیق مراتب حضرات موصوفہ بالا میں کرنا کسی طرح جائز نہیں اور عنقریب زمانہ میں ظہور ایک مخدوم
اور ایک محبوب کا جس خانوادہ میں ہوگا اور یہ جملہ سلاسل مشتقہ چار پیر چودہ خانوادہ کہ
جس خانوادہ کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ شہنشاہِ ولایت
حمان کیفیت باطن مجدد عصر قطب عالم صاحبؒ قوت بسنت قویہ کے نامزد سلسلے
منسوب میں اور شامل ہو کر تا بقیام عالم رواج پذیر رہیں گے۔ اس وقت مصداق
قول فقیر کے بغیر معائنہ کتب ہائے قرطاس مثال خلافت حضرات پیرانِ عظام کے
ہر ایک خاص و عام کو حاصل ہو جائے گا۔ بعد اتمام اس ارشاد فیض بنیاد
حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری چشتی شہنشاہِ ہند الولی شفاعت
امر کے حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر
جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینیؓ نے تبسم فرمایا اور مولوی محمد ربانی اور
مولوی احمد یمانی دونوں فضلائے معترض اسی وقت حضرت محبوب سبحانی صاحبؒ
ممدوح کے ہاتھ پر بیعت توبہ طریقت باشریعت سے مشرف ہو کر تا بعالم حیات
مستفیض آستانہ بوس حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے رہے اور حضرات
حاضرینِ مفصلہ احوال ملاقات نے اس گفتگوئے معترضہ اور ارشاد کو بجنسہٖ حرف
بحرف قلمبند فرمایا۔

احوال عجیبہ ہر دو خاندان حنفیہ ولایت روح جذبیہ وصفات کشف کونی وہبی

سامعان احوال عجیبہ اور مشتاق نکات غریبہ کو مژدہ ہو کہ تفصیل خاندان ولایت روح جذبیہ کی جس کے ہر فقرے میں دل چسپی اور ہر مضمون میں اسرار الٰہی بھرے ہوئے ہیں اور اس کتاب میں اوّل کئی جگہ اس بیان کی تشریح کا وعدہ ہو چکا ہے ذیل میں لکھے جاتے ہیں تاکہ ہر ایک متنفس اس خاندان عالیہ کی کیفیت اور اولوالعزمی سے واقف ہو کر فیض ظاہری و باطنی حاصل کرے اور نیز فقیر شاہ محمد حسن صابری حنفی مولف کتاب ہذا گزارش پرداز ہے کہ مؤلف نے اس بیان کو مکاتیب نطاب زبان عربی اور عبرانی اور فارسی وغیرہ سے ترجمہ کر کے لکھا ہے بخوف معترضی کم و بیش اور عبارت آرائی کو دخل نہیں دیا ہے کہ یہ حالات حضرات حاکمان باطنی اور اولیائے جلالی روح جذبیہ کا ہے ناظرین اس کو بنظر عظمت وصولت معائنہ فرمائیں۔ اور بخیال استفادہ سرور باطنی حاصل کریں۔ اور وہ یہ ہے۔

واضح ہو کہ اس خاندان والا دودمان کا احوال عجیبہ اور کیفیت غریبہ حضرت نعمان ابن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ سراج امت رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات نطاب بدیع الصنائع اور بدیع الشائع تصانیف اپنی میں اور ابو عامر تاریخ اجہرت الورود تالیف اپنی میں اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مکتوب نطاب طول المعظم اور کتاب ظاہری اجلال الولایت تصنیفات اپنی میں اور حضرت عبد العزیز مکی رضی اللہ عنہ مکتوب نطاب قوتی القربت اور کتاب ظاہری اجمال الکرامت تصنیف اپنی میں اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کتب ظاہری مسعود النبوت اور شواہد الولایت تصنیف اپنی میں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کتاب ظاہری مدارج الشہود اور اجلال النبوت

تصنیف اپنی ہیں اور حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کا مکتوب لقاب قوی القدرت
تصنیف اپنی ہیں اور حضرت محمد اکبر عرف محمد حنیف صاحب فرزند جناب مولا علی
کرم اللہ وجہہٗ کا مکتوب لقاب لام القدر تصنیف اپنی ہیں متفق اللفظ والمعنی تحریر فرماتے
ہیں کہ قبل حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شہر قرطوس ولد طرغوقون نام قوم الوالجان
کو قدیم سے انتظام آبادی اجنہ کا تفویض تھا۔ اور اس کے عہدہ کو بادشاہت اجنہ میں
عُوْنِغ بَدْ قُغْرِ غُشُوْشْ کہتے تھے۔ اور اس کے ماتحت آٹھ عہدے تھے جن کے
اسماء یہ ہیں۔ غِشْغَرَا۔ شِنْخُوْغَر۔ بَغْشَمَاغ۔ طِشْغُوْرِغ۔ جوغرغ۔ قُوْغِشْغَرَا۔ طَاغِشْغُوْش
ضَمَا شَغْغُوْ۔ غَرْقَلْشْ۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا میں ظہور فرمایا تو شہر قرطوس مذکور کو
جس کی عمر پانچ ہزار برس کی تھی۔ تخت زمین پر بعہدہ باطنی قدیمی موجود پایا اور حضرت آدم
علیہ السلام نے بھی بامر الٰہی اس کو بعہدہ قدیم جن وانس پر مقرر رکھا۔ اور اس کو اس
عہدہ کا مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ کر دیا۔ اور اس عہدہ کے بانی مبانی حضرت
آدم ہوئے۔ اور شہر قرطوس کے بعد اس کا فرزند بطشہر وغش بعمر تین ہزار سال اپنے باپ
کے عہدہ پر مقرر ہوا۔ اس کے بعد غُوْرَا قُوْجَشْ ولد بطشہر وغش اسی عہدہ پر ممتاز
ہوا۔

زاں بعد غرقوقش ولد غُوْرَا قُوْجَش بعمر پندرہ سو برس کے اسی عہدہ پر منسوب
کیا گیا۔ من بعد طغث غورش ولد غرقوقش بعمر بارہ سو پچاس سال کے اسی عہدہ
پر مفخر کیا گیا۔ اس کے بعد قردی جوشش ولد طغث غورش مقرر ہوا۔ اور باحوال
باطنی جو بنا بر تفویض حضرت باعث تخلیق کائنات اور موجب ایجاد موجودات شہنشاہ
دوسرا حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضرت آدم
علیہ السلام نے شہر قرطوش ولد طرغوقون سے اوپر سنگ زبرجد کے کندہ کرا دیا تھا
اور وہی سنگ زبرجد کندیدہ اجنہ مذکور کی حفاظت میں بعہد نبوت حضرت عیسیٰ علیہ
السلام تک غرقوقش مذکورہ کے حوالہ تھا۔ اور اس نے اپنے فرزند طغث غورش
کو دے کر امر کیا تھا کہ اس سنگ زبرجد کو غار حرا کے وہاں دفن کر دو اور ہنگام

ظہور حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے حضور میں پیش کر دینا۔ اور دوسری روایت اخنوخ پیغمبر یعنی حضرت ادریس علیہ السلام کی اس طرح ہے کہ حضرت ادریس بوجہ ترک خورد و نوش اور کثرت ریاضت و یاد الٰہی کے جسم بروح ہو گئے تھے۔ حق جل و علا نے ان کو زندہ آسمان پر بلا لیا۔ اور تمام پردے آسمانوں کے کھول دیئے۔ اور حضرت جبرائیل نے ان کے اکثر صحائف کو جن میں اسرار باطنی مرقوم تھے پانی میں غرق کر دیا صرف پانچ ورق یعنی پنج مسی کندیدہ اس غرض سے عزتو فش کے سپرد کر دیئے کہ اس احوال باطنی کو اوپر سنگ زبرجد کے کندہ کر دے اور بعد حضرت ادریس سے جو نبی ہو یہ احوال اس کی نظر سے گزار دیا جائے۔ اور جب حضرت شہنشاہ دوسرا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم عالم ظہور میں جلوہ گر ہوں تو یہ راز باطنی کندیدہ اُن کے سپرد کر دیا جائے چنانچہ یہ احوال باطنی جو اہل خدمت باطنی احبۂ کی سپردگی میں چلا آتا تھا جب حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم رونق افزائے عالم ناسوت ہوئے تو ہر سہ جنابت عہدیداران باطنی یعنی طفت غورش، اور قردی جوشش، اور غشقوش برادر عموزاد طفت غورش نے حاضر بارگاہ عرش پناہ حضرت احمد بے میم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہو کر وہ احوال آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے تفویض کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ان تینوں جنوں کو دین احمدی کی تعلیم و تلقین سے سرفراز فرما کر طفت غورش کا نام اذن شاہ اور قردی جوشش کا نام امانت شاہ اور غشقوش کا نام صباحت شاہ رکھا۔ اور بعہدہ خدمات باطنی قدیمی تینوں کو بدستور ممتاز فرمایا۔

بتاریخ پندرھویں ماہ رجب پانچ سال قبل از ہجرت جمعہ کے روز بعد نماز عصر حضرت مولا مشکلکشا علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہٗ کو حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ تکمیل نبوت ہو چکی تھی مکہ معظمہ میں زیر کوہ ابوقبیس کے اس خاندان روح جذبیہ کشف کونی ذاتی و صفاتی کی خلافت عطا فرمائی اور تعلیم و قواعد و لوازم خاندان ہذا سے آگاہ فرما کر اس سلسلہ کا سردار اور پندرہ ولایتوں

کا شہنشاہ کیا۔ اور احوال باطنی مذکورہ پیش کردۂ اجنہ آپ کے تفویض فرمایا۔ اور نیز بطور پیشین گوئی ارشاد ہوا کہ یا علی یہ نعمت ہم سے تم میں منتقل ہوگی اور بعد تمہارے درجہ بدرجہ تا بقیامت میرے ان اولیاء میں منتقل ہوتی رہے گی جو از اول تا آخر زمانہ میں مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ صاحب کیفیت روح جذبیہ ذاتی وصفاتی کشف کونی وصوری ہوں گے اور ان سے منکرین دین احمدی کی سرکوبی ہوگی اور ترقی پہنچانے عروج باطنی کے تاقیامت باقی رہیں گے اور انتظام وبندوبست خلق اللہ کا اوپر اُن کے رہے گا اور وہ خدمات باطنی روح جذبیہ پر مامور ہوں گے فقط جناب مولا علی کرم اللہ وجہہٗ اس نعمت لازوال سے فیض یاب ہوئے تو سات برس آپ پر عجیب وغریب کیفیت طاری رہی۔ جس کا اظہار قابل افشائے عام نہیں ہے جو عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم والمرتبہ سردار روح جذبیہ کشف کونی ذاتی وصفاتی کا ہوتا ہے۔ اس پر یہ راز منکشف ہو جاتا ہے۔

المختصر جب حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو اُس حال سے کسی قدر افاقہ ہوا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے امر فرمایا کہ یا علی! تم اس خاندان عالیہ کے سردار اور شہنشاہ ولایت ہو۔ تم اپنے احکام جاری کرو۔ یعنی جو خدمات باطنی محض اجنہ میں چلے آتے ہیں اُن کو بدل دو۔ اور آج سے اس سلسلہ میں انسان اور جنات دونوں داخل کیے جائیں۔ اور ہر دو جن وانس مشترک ہو کر انجام خدمات باطنی اور بندوبست خلق اللہ کا کریں۔ صرف جنوں پر حصر نہ رہے کہ اجنہ جنوں کی رعایت اور میری امت پر ظلم کریں گے۔ اور جو یہ اسماء عہدہ ہائے خدمات باطنی جنوں کے عہد سے موسوم چلے آتے ہیں وہ بھی بدل دیئے جائیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے اسی وقت بامر سروری احکام علوی جاری کیے۔ یعنی اہل خدمات باطنی میں انسان اور جنات مقرر فرمائے اور حضرات اہل خدمات باطنی کے یہ نام قرار دیئے۔ رقباء۔ نقباء۔ نجباء۔ ابدال۔ اوتاد۔ اقطاب۔ اغیاث۔ رجال الغیب۔ حضرات اہل خدمت کا مفصل احوال آگے کھل جائیگا

اور حضرات رجال الغیب کا حال قابل تحریر نہیں ہے بلکہ احادیث طریقت میں حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے بطور پیشین گوئی ارشاد فرمایا ہے کہ رجال الغیب کی کیفیت سوائے دجال ملعون کے اور کسی پر منکشف نہ ہوگی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ارقام فرماتے ہیں کہ اس تعمیل حکم کے بعد حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے روبرو مے جناب سیدہ پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہا امر فرمایا کہ یا علیؑ! ان تینوں جنوں کو بلحاظ مراتب خدمات باطنی پر مقرر کردو۔ میں نے حسب ارشاد عالی غشقوش کو خدمات مدینہ منورہ پر اور طغث غورش کو خدمات مکہ معظمہ پر اور قردی جوشش کو خدمات تمام کوہستان پر مقرر کرکے بنا بر قیام ملک شام کے امر فرمایا۔ اور نیز بامر سروری کہہ دیا کہ جب حضرت امام مہدی ظہور کریں تو ان کی حفاظت کرنا اور ان کے منکروں کے سر توڑنا اور ان کے دوستوں اور مقربوں کے مددگار رہنا۔ اور ان تینوں جنوں میں سے قردی جوشش کے ۳۳ فرزند اور ۵۰ دختر پیدا ہوئیں۔ اور وہ سب صاحب اسلام ہوئے۔ اور خاندان حضرت محمد اکبر عرف محمد حنیف صاحب خدمت گزاری میں مامور رہے اور غشقوش کے اکتالیس[۴۱] فرزند اور بہتر[۷۲] دختر تولد ہوئیں۔ سب صاحب اسلام طریقت کے ہوئے اور باجازت حضرت محمد حنیف صاحب کے خاندان حضرت امام خواجگان خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں مامور ہوئے۔ اور اسی روز سے ہر دو خاندان حضرات موصوف میں مقرر چلے آتے ہیں۔ جن کی تفصیل و تقسیم اس طرح ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصری سے سلسلہ صابریہ میں ۲۸۔ اور حضرت امام حسن سے سلسلہ قادریہ میں ۳۰ اور یہ ۲۳ اجنہ جو سلسلہ قادریہ میں مامور ہوئے ہیں یہ اولاد قردی جوشش سے ہیں اور جو ۲۸ اجنہ خاندان صابریہ میں مقرر ہوئے ہیں یہ اولاد غشقوش سے ہیں۔ اور جو کہ اولاد قردی جوشش سے ۲۳ مقرر ہوکر ۱۰ باقی رہے اور اولاد غشقوش سے ۲۸ منقسم ہوکر تین باقی رہے دس اور تین تیرہ

ہوئے۔ یہ تیرہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ سراج اُمّت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مقرر ہوئے اور تا روزِ قیامت ان کے سلسلہ میں مقرر چلے جائیں گے۔ اور مثل ابدال کے تعمیل احکام باطنی بجالائیں گے اور ان کے نام یہ ہیں (۲۳ فرزندان قردی جوشش میں سے ۲۳ قادریوں میں مقرر کیے گئے اور باقی) چوبیسواں فرزند غجدجون۔ اور پچیسواں فرمون مفتی۔ اور چھبیسواں غوغج جون۔ اور ستائیسواں قشربون اٹھائیسواں مطلوغون قاری۔ اور انتیسواں مخجولون۔ اور تیسواں طباقون حافظ اور اکتیسواں شدّاعفون فاضل اجل۔ اور تبیسواں ذُفقِرُونَ مُلّا۔ تینتیسواں قُغرامون ملا قاری قرآن۔ (اور اکتالیس فرزندان غشقوش سے ۳۸ اجنہ صابریوں میں تقسیم کرکے باقی ۳۹ واں طمغرغش اور چالیسواں کک ہوش۔ اکتالیسواں غرتاطوش اور ۲۳۔ اجنہ مقررہ سلسلہ قادریہ اور ۳۸۔ اجنہ متعینہ سلسلہ صابریہ کے اسماء وغیرہ تاریخ آئینہ تصوف میں بضمن سلاسل قادریہ اور صابریہ مرفوع میں درج کیے جائیں گے۔

حضرت محمد اکبر عرف محمد حنیف صاحب کو بتاریخ ستائیسواں ماہ ربیع الاول ۲۲ سنہ ہجری روز دوشنبہ کو بعد نماز عصر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس سلسلہ خاص کی خلافت کلی عطا فرما کر مثل اپنے کر دیا۔ اور حضرت محمد حنیف صاحب اس سلسلہ روح جذبیہ کے سردار اور مجدد ہوئے اور یہ ہر دو سلسلہ علویہ حنفیہ روح جذبیہ آپ کے نام سے منسوب کیا گیا۔ اور آپ سے کثیر التعداد حضرات اہل خدمت باطنی ہوئے۔ اور آپ سے تین سردار مرفوع ولایت روح جذبیہ کے ہوئے اور تینوں سے سلسلوں کا اجرا ہوا۔ جن میں سے ایک حضرت امام اعظم ابوحنیفہ سراج اُمّت ہیں۔ اور دو حضرت محمد حنیف صاحب کے صاحبزادہ ہیں جن سے سلاسل رشیدیہ اور جلیلیہ جاری ہوئے حضرت محمد حنیف صاحب اور ان کے صاحبزادوں کے سلاسل وغیرہ کا حال بضمن احوال حضرت بندگی عبدالقدوس صاحب قطب عالم آئندہ مفصل بیان کیا جائے گا۔ اور اس محل پر صرف حضرت امام اعظم ابوحنیفہ صاحب کا حال قلم بند کیا جاتا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ سراج امت نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ تاریخ

سترہویں ماہ شعبان ۸۰ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ وقت صبح کوفہ میں پیدا ہوئے اور انیسویں ماہ شوال ۱۵۰ھ ہجری کو جمعہ کے دن تہجد کے وقت مرتبہ لاہوت میں وفات پائی۔ مزار شریف آپ کا بغداد کہنہ میں ہے۔ اور آپ کے دو مکتوب نقاب ہیں۔ ایک ربیع الصنائع اور دوسرا بدیع الشائع۔ اور بتاریخ ۲۳ ماہ ربیع الآخر ۱۰۰ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت عصر حضرت محمد اکبر عرف محمد حنیف صاحب نے کلاہ اپنی اوڑھا کر اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنایا اور پٹکہ سرخ کمر سے بندھوایا۔ اور بعطائے مثال خلافت مع جملہ خلافت نامجات اور اوراد منضبطہ و تبرکات اور مکتوبات نقاب اپنے اور حضرات صحابہ کرام اور مصاحف پتر مسی گزرانیدہ ہر سہ اجنہ مرحمت فرما کر صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے کر دیا۔ اور حصول ترقی کیفیت باطن میں متوجہ فرما دیا اور آنحضرت کو جذب عجیبہ نے منہ دکھلایا۔ سات برس کامل جذب رہا اور آپ سے بکثرت حضرات نقباء۔ اور نجباء اور رقبا اور ابدال و اوتاد و اغیاث و اقطاب ہوئے اور ہمیشہ اس خاندان عالیہ میں اہل خدمت باطنی موصوفہ ہوتے رہیں گے (ایں ہر سہ بیانات ولادت و وفات و خلافت وغیرہ منقول از نقشہ نوشیروانی و تواریخ ظہرت نامہ و مکتوب نقاب لام المقدر و بدیع الصنائع)۔

حضرت امام احمد صاحب بن حضرت امام اعظم ابو حنیفہ تاریخ بیسویں ماہ محرم ۱۲۵ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ وقت اشراق کے مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور بتاریخ بارہویں ماہ ربیع الاول ۱۸۹ھ ہجری روز جمعہ کو وقت چاشت کے آپ نے وفات پائی۔ مزار مبارک جنت المالہ میں ہے اور تاریخ بائیسویں ماہ رجب ۱۴۸ھ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت عصر آپ کے والد ماجد حضرت امام اعظم ابو حنیفہ سراج امت رحمۃ اللہ علیہ نے ہر دو خاندان حنفیہ میں مستفیض فرما کر کلاہ اپنی اوڑھائی۔ اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنایا۔ اور پٹکہ سرخ کمر سے بندھوایا اور خلافت نامجہ جملہ خلافت نامجات اور اوراد منضبطہ

اور تبرکات متحققہ اور مکتوبات نطاب اپنے اور پیران پیران عظام کے مرحمت کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے فرما کر حصول ترقی کیفیت باطن میں متوجہ کر دیا۔ اسی وقت سے جذب طاری ہو گیا اور وہاں سے جانب طائف کے روانہ ہو گئے۔ سات سال کامل جذب رہا۔ بعد گزر جانے سات برس کے کوفہ میں آ کر افاقہ ہوا۔ اور اپنے والد ماجد حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے قدم بوس ہوئے اور حضرت موصوف نے جنوں کو جو آپ کی خدمت میں تھے وہ ان کی خدمت میں مقرر کر دیئے اور فرما دیا کہ یہ اجنہ احکامات باطن سے مثل ابدال کے تم کو مطلع کرتے رہا کریں گے (منقول از نقشہ حنفیہ و تواریخ ظہرت نامہ و مکتوب نطاب بدیع الصنائع)

چھٹے سردار حنفیہ حضرت امام ابراہیم صاحب مثل حضرت امام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام ابراہیم صاحب بن امام احمد تاریخ اکیسویں ماہ رمضان ۱۵۵ھ کو بروز سہ شنبہ وقت ظہر بعد نماز کے کوفہ میں پیدا ہوئے اور بتاریخ ساتویں ماہ ذیقعدہ ۲۰۶ھ ہجری روز دوشنبہ کو وقت چاشت کے وفات پائی۔ مزار آپ کا کوفہ میں ہے اور تاریخ اکیسویں ماہ رجب ۱۷۵ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت اشراق کے اپنے والد ماجد حضرت امام احمد صاحب سے خلافت حاصل کی۔ باقی تمام کیفیت خلافت وغیرہ کی مثل حضرت امام احمد صاحب بشرح بالا ہے۔ صرف فرق اس قدر ہے کہ یہ حضرت حالت جذب میں طرف دمشق کے چلے گئے۔ سات برس کامل جذب رہا۔ بعد گزر جانے سات سال کے شہر کوفہ میں واپس آئے۔ اور جذب سے افاقہ ہوا (منقول از نقشہ حنفیہ و تواریخ ظہرت نامہ)

ساتویں سردار حنفیہ حضرت امام طاہر صاحب مثل امام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام طاہر صاحب بن امام ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ تاریخ تیئسویں ماہ صفر ۱۱۵ھ کو بروز دوشنبہ وقت صبح کاذب کے کوفہ میں پیدا ہوئے۔ اور بتاریخ ۸ ماہ جمادی الآخر ۲۴۰ھ ہجری کو بروز سہ شنبہ وقت بعد زوال کے آپ نے وفات پائی مزار شریف کوفہ میں ہے۔ اور تاریخ دوم جمادی الاول ۲۰۰ھ ہجری کو بروز یک شنبہ وقت عصر کے اپنے والد ماجد حضرت امام ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے خلافت پائی کیفیت خلافت وغیرہ مثل حضرت امام احمد صاحب مذکور الصدر ہے مگر اتنا فرق ہے کہ آپ حالت جذب میں جانب مدائن تشریف لے گئے اور بعد انقضائے مدت ہفت سال جذب شہر کوفہ میں آن کر افاقہ ہوا۔ (منقول از نقشہ حنفیہ و تواریخ طہرت نامہ)

آٹھویں سردار حنفیہ حضرت امام نجم الدین صاحب مثل امام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت نجم الدین صاحب بن حضرت امام طاہر رحمۃ اللہ علیہ تاریخ اٹھائیسویں ماہ شوال ۲۳۵ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ وقت اشراق کے کوفہ میں پیدا ہوئے اور تاریخ بارہویں ماہ رجب ۳۱۰ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ وقت چاشت کے وفات پائی۔ مزار کوفہ میں ہے۔ اور تاریخ بائیسویں ماہ رمضان ۲۳۵ھ ہجری کو بروز دوشنبہ چاشت کے وقت اپنے والد ماجد حضرت امام طاہر صاحب سے خلافت پائی۔ باقی تمام

کیفیت مثل حضرت امام احمد صاحب کے ہے جو اوّل درج ہو چکی ہے۔ اس سے علاوہ اس قدر بیان اور ہے کہ یہ حضرت بحالت جذب بہ قبر کو چلے گئے اور بعد انقضائے مدت جذب سات سال کو فہ میں آن کر افاقہ ہوا۔ (منقول از نقشہ حنفیہ و تواریخ ظہرت نامہ)

نویں سردار حنفیہ حضرت سعدی صاحب مثل حضرت امام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سعدی صاحب بن نجم الدین علیہ الرحمۃ تاریخ بائیسویں ماہ صفر ۲۹۰ھ کو بروز چہار شنبہ وقت نصف شب کے بغداد کہنہ میں پیدا ہوئے اور تاریخ سترہویں ماہ جمادی الآخر ۳۸۱ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ وقت عشاء کے وفات پائی مزار شریف آپ کا بغداد جدید میں ہے۔ اور تاریخ اکیسویں ماہ رجب ۳۲۴ھ ہجری کو بروز جمعہ وقت چاشت کے اپنے والد ماجد حضرت نجم الدین صاحب سے خلافت حاصل کی۔ آپ کی تمام کیفیت مثل حضرت امام احمد صاحب کے ہیں۔ جو مندرجہ بالا تحریر ہے۔ صرف یہ فرق ہے کہ یہ حضرت حالت جذب میں جانب جدہ کے تشریف لے گئے۔ اور بغداد شریف میں آن کر افاقہ ہوا۔ (منقول از نقشہ حنفیہ و تواریخ ظہرت نامہ)

دسویں سردار حنفیہ حضرت نصر اللہ صاحب مثل حضرت امام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت نصر اللہ صاحب بن سعدی صاحب تاریخ اکیسویں ماہ رجب ۳۳۵ھ ہجری

کو بروز سہ شنبہ وقت عصر کے مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور تاریخ انیسویں ماہ ربیع الآخر ۱۲۵۰ھ ہجری کو بروز جمعہ وقت چاشت وفات پائی۔ مزار جنت المالہ میں ہے اور تاریخ ستائیسواں ماہ صفر ۱۲۷۰ھ ہجری کو بروز جمعہ وقت اشراق اپنے والد ماجد حضرت سعدی صاحب سے خلافت پائی کیفیت آپ کی مثل حضرت امام احمد صاحب کے ہے جو اوّل تحریر ہو گئی ہے مگر اتنا فرق ہے کہ یہ حضرت حالت جذب میں جانب بغداد شریف کہنہ کے چلے گئے۔ اور حالت جذب سے شہر مکہ معظمہ میں آن کر افاقہ ہوا (منقول از نقشہ حنفیہ و تواریخ ظہرت نامہ)

گیارہویں سردار حنفیہ حضرت محمد فضل اللہ صاحب مثل امام احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ

حضرت محمد فضل اللہ صاحب بن نصر اللہ صاحب بتاریخ بائیسویں ماہ ربیع الآخر ۱۲۰۳ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت اشراق کے بصرہ میں پیدا ہوئے اور تاریخ بارہویں ماہ شعبان ۱۲۹۵ھ ہجری بروز دوشنبہ وقت نصف شب یا صبح صادق آپ نے وفات پائی۔ مزار مقدس جنت المالہ میں ہے اور تاریخ گیارہویں ماہ محرم ۱۲۶۵ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت تہجد کے اپنے والد ماجد حضرت نصر اللہ صاحب سے خلافت حاصل کی۔ آں حضرت کی تمام کیفیت مثل امام احمد صاحب ہے جو اوپر تحریر ہو چکی ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ یہ حضرت بحالت جذب بیت المقدس چلے گئے اور شہر مکہ معظمہ میں آن کر افاقہ ہوا۔ (منقول از نقشہ حنفیہ و تواریخ ظہرت نامہ)

بارہویں سردار حنفیہ حضرت عمر صاحب مثل امام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عمر صاحب بن محمد فضل اللہ صاحب تاریخ اکیسویں ماہ جمادی الآخر ۴۴۵ھ ہجری کو بروز جمعہ وقت چاشت مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ اور تاریخ گیارہویں ماہ صفر ۴۹۰ھ ہجری بروز جمعہ وقت چاشت آپ نے وفات پائی۔ مزار حدود بدر میں ہے اور تاریخ ستائیسویں ماہ شوال ۵۰۵ھ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت صبح صادق اپنے والد ماجد حضرت محمد فضل اللہ صاحب سے خلافت حاصل کی۔ آنحضرت کی کیفیت مثل حضرت امام احمد صاحب کے ہے۔ مگر اتنا فرق ہے کہ یہ حضرت بحالت جذب شام کو چلے گئے۔ جذب سے کوہ بدر میں آن کر افاقہ ہوا۔ (منقول از نفثۃ حنفیہ و تواریخ ظہرت نامہ)

تیرہویں سردار حنفیہ حضرت اسحٰق صاحب مثل امام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت اسحاق صاحب بن عمر صاحب رحمۃ اللہ علیہ تاریخ گیارہویں ماہ ربیع الاول ۴۸۱ھ ہجری کو بروز دو شنبہ وقت تہجد کے بغداد شریف کہنہ میں پیدا ہوئے اور تاریخ گیارہویں ماہ رمضان المبارک ۵۳۰ھ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت قبل از مغرب آپ نے وفات پائی۔ مزار شریف جنت البقیع میں ہے اور تاریخ بارہویں ماہ ربیع الآخر ۵۱۳ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ وقت اشراق کے آپ نے اپنے والد ماجد حضرت عمر صاحب

سے خلافت حاصل کی۔ اور باقی تمام کیفیت مثل امام احمد صاحب کے ہے۔ صرف اس قدر حال اُس سے غیر ہے کہ یہ حضرت حالت جذب میں جانب روم کے روانہ ہو گئے تھے۔ اور جذب سے شہر مدینہ منورہ میں آکر آفاقہ ہوا (منقول از نقشہ حنفیہ و ظہرت نامہ)

چودھویں سردار حنفیہ حضرت عثمان صاحب مثل حضرت امام احمد صاحب

حضرت عثمان صاحب بن اسحاق صاحب تاریخ گیارہویں ماہ جمادی الآخر ۵۰۰ھ بروز سہ شنبہ وقت عصر کے بغداد شریف کہنہ میں پیدا ہوئے۔ اور تاریخ ساتویں ماہ رمضان ۵۴۵ھ ہجری کو بروز یکشنبہ وقت عصر کے آپ نے وفات پائی۔ مزار مبارک جنت المالہ میں ہے اور تاریخ سترہویں ماہ شعبان ۵۲۵ھ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت قبل عشاء اپنے والد ماجد حضرت اسحاق صاحب سے خلافت حاصل کی۔ تمام کیفیت آپ کی مثل حضرت امام احمد صاحب ہے۔ صرف اس قدر تبدل ہے کہ آپ بحالت جذب جانب فوقانیہ کے تشریف لے گئے اور کیفیت جذب سے شہر مکہ معظمہ میں آکر افاقہ ہوا (منقول از نقشہ حنفیہ اور تواریخ ظہرت نامہ)

پندرہویں سردار حنفیہ حضرت عبدالغنی صاحب مثل حضرت امام احمد صاحب

حضرت عبدالغنی صاحب بن حضرت عثمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ تاریخ اکیسویں ماہ شوال ۵۲۰ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت مغرب بغداد شریف میں پیدا ہوئے اور تاریخ بارہویں ماہ ربیع الاوّل ۵۸۱ھ ہجری کو بروز پنج شنبہ وقت نصف شب آپ نے وفات

پائی۔ مزار شریف بقیع میں ہے اور تاریخ بارہویں ماہ ربیع ۵۲۴ھ ہجری کو بروز پنج شنبہ وقت بعد عصر کے اپنے والد ماجد حضرت عثمان صاحب سے خلافت حاصل کی۔ ان حضرت کی تمام کیفیت مثل حضرت امام احمد صاحب ہے لیکن فرق ہے کہ آپ بحالت جذب جانب جبل اسود چلے گئے۔ اور پھر جذب سے مدینہ منورہ میں آکر افاقہ ہوا۔ (از نقشہ حنفیہ و ظہرت نامہ)

سولہویں سردار حنفیہ حضرت عبدالقادر صاحب مثل امام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عبدالقادر صاحب بن حضرت عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ گیارہویں ماہ ربیع الآخر ۵۳۹ھ ہجری کو بروز جمعہ وقت عشاء مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ اور بتاریخ بائیسویں ماہ شعبان ۵۸۲ھ ہجری کو بروز چہارشنبہ وقت زوال آپ نے وفات پائی۔ مزار شریف بقیع میں ہے اور تاریخ انیسویں ماہ ذی حجہ ۵۵۲ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت تہجد اپنے والد حضرت عبدالغنی صاحب سے خلافت حاصل فرمائی آپ کی تمام کیفیت مثل امام احمد صاحب کے ہے۔ مگر اتنا اختلاف ہے کہ آپ بحالت جذب کوہ بلغار کو تشریف لے گئے اور شہر مدینہ منورہ میں آکر اس حالت سے افاقہ ہوا۔ (منقول از نقشہ حنفیہ و تواریخ ظہرت نامہ)

سترہویں سردار حضرت عبدالواسع صاحب مثل حضرت امام احمد صاحب

حضرت عبدالواسع صاحب بن حضرت عبدالقادر صاحب تاریخ چودہویں ماہ ربیع الآخر

سنہ ۵۶۰ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت عصر طائف میں پیدا ہوئے۔ اور تاریخ ستائیسویں ماہ شعبان سنہ ۶۴۲ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت ظہر آپ نے وفات پائی۔ مزار شریف جنت المعلیٰ میں ہے اور تاریخ بارہویں ماہ رمضان سنہ ۵۸۰ ہجری کو بروز سہ شنبہ وقت اشراق حضرت عبدالقادر صاحب والد ماجد اپنے سے خلافت پائی اُن حضرت کا حال بھی مثل امام احمد صاحب کے ہے فقط اس قدر فرق ہے کہ آپ غلبہ جذب میں جانب بخارا چلے گئے۔ اور شہر مکہ معظمہ میں آکر حالت جذب سے افاقہ ہوا (منقول از نقشہ حنفیہ و تواریخ ظہرت نامہ)

آٹھارہویں سردار حضرت احمد صاحب مثل امام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت احمد صاحب بن عبدالواسع صاحب تاریخ گیارہویں ماہ رجب سنہ ۵۰۵ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت قبل ظہر طائف میں پیدا ہوئے اور تاریخ دوم ماہ محرم سنہ ۶۰۹ ہجری کو بروز جمعہ وقت تہجد آپ نے وفات پائی۔ مزار طائف میں ہے اور تاریخ سترہویں ماہ رمضان سنہ ۵۸۵ ہجری کو بروز چہار شنبہ یا پنج شنبہ وقت مغرب قبل نماز اپنے والد ماجد حضرت عبدالواسع صاحب سے شرف یاب خلافت ہوئے آپ کا حال بھی مثل احوال امام احمد صاحب کے ہے۔ لیکن اس قدر تفاوت ہے کہ آپ بحال جذب جانب انطاکیہ چلے گئے اور جذب سے شہر طائف میں آکر افاقہ ہوا (منقول از نقشہ حنفیہ تواریخ ظہرت نامہ)

انیسویں سردار حضرت ظہیرالدین صاحب مثل حضرت امام احمد صاحب

حضرت ظہیرالدین صاحب بن حضرت احمد صاحب تاریخ گیارہویں ماہ محرم سنہ ۵۹۲ ہجری

کو بروز سہ شنبہ وقت مغرب کے کیکوان میں پیدا ہوئے اور تاریخ تیرہویں ماہ رجب ۶۵۵ھ ہجری بروز دوشنبہ وقت مغرب آپ نے وفات پائی۔ مزار شریف بخارا کہہ میں ہے۔ اور تاریخ بارہویں ماہ رمضان ۶۰۸ھ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت بعد عصر اپنے والد ماجد حضرت احمد صاحب سے خلافت حاصل کی۔ آپ کی کیفیت مطابق حضرت امام احمد صاحب کے ہی ہے۔ مگر یہ حضرت بحالت جذب جانب کرشک کے چلے گئے۔ اور شہر بخارا میں آکر جذب سے افاقہ ہوا (منقول از نقشہ حضیہ و ظہرت نامہ)

بلیسویں سردار حضیہ حضرت خواجہ ابراہیم صاحب مثل امام احمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب

حضرت خواجہ ابراہیم صاحب بن ظہیر الدین صاحب تاریخ گیارہویں ماہ ربیع الآخر ۶۴۵ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت اشراق بلخ میں پیدا ہوئے اور تاریخ گیارہویں ماہ شعبان ۶۸۲ھ ہجری بروز سہ شنبہ وقت عصر آپ نے وفات پائی۔ مزار شریف بلخ مدائن بیرون شہر میں ہے۔ اور تاریخ اکیسویں ماہ شوال ۶۶۶ھ ہجری کو بروز پنج شنبہ وقت عصر اپنے والد ماجد حضرت ظہیر الدین صاحب سے فیضیاب خلافت ہوئے اور کیفیت آں حضرت کی مثل امام احمد صاحب کے ہے۔ سوائے اس کے کہ جب آپ کو جذب ہوا تو بحالت جذب جانب بخارا کہہ کے تشریف لے گئے اور شہر بلخ مدائن میں آکر جذب سے افاقہ ہوا (منقول از نقشہ حضیہ اور تواریخ ظہرت نامہ)

اکیسویں سردار حضرت شیخ نظام الدین صاحب مثل امام احمد صاحب

حضرت شیخ نظام الدین صاحب بن خواجہ ابراہیم صاحب تاریخ گیارہویں ماہ صفر

۶۶۶ھ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت عشاء بعد نماز بخارا کہنہ میں تولد ہوئے۔ اور تاریخ اکیسویں ماہ رجب ۷۳۰ھ ہجری کو بروز جمعہ وقت چاشت آپ نے وفات پائی مزار شریف بلخ میں ہے اور تاریخ بارہویں ماہ محرم ۶۸۴ھ ہجری کو بروز سہ شنبہ وقت اشراق اپنے والد ماجد حضرت خواجہ ابراہیم صاحب سے مشرف خلافت سے مشرف ہوئے آپ کا احوال مثل امام احمد صاحب کے ہے جو اوپر تحریر ہے صرف اتنا فرق ہے کہ آپ بحالت جذب جانب قوقند چلے گئے اور جذب سے شہر بلخ میں آکر آفاقہ ہوا۔ منہ۔

بائیسویں سردار حضرت نصیر الدین صاحب علیہ الرحمۃ مثل

حضرت امام احمد صاحب علیہ الرحمہ

حضرت شیخ نصیر الدین صاحب بن نظام الدین صاحب تاریخ گیارہویں ماہ جمادی الآخر ۶۹۳ھ ہجری کو بروز جمعہ وقت تہجد کے اندرجان میں تولد ہوئے اور تاریخ انیسویں ماہ ربیع الآخر ۷۵۶ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت قریب مغرب آپ نے وفات پائی مزار مبارک بلخ میں ہے اور تاریخ سترھویں ماہ ربیع الآخر ۷۱۶ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت بعد عصر حضرت نظام الدین والد ماجد اپنے سے خلافت حاصل کی۔ آپ کا احوال بھی مثل امام احمد صاحب ہے جو اول مرقوم ہو چکا ہے فرق اس قدر ہے کہ آپ حالت جذب میں جانب قندھار چلے گئے اور بعد کو شہر بلخ میں آکر سلوک پیدا ہوا۔ (منقول از نقشہ خفیہ و تواریخ ظہرت نامہ)

تیئسویں سردار حضرت مخدوم صفی اللہ صاحب مثل امام احمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مخدوم شیخ صفی اللہ صاحب بن نصیر الدین صاحب تاریخ گیارہویں ماہ

شعبان ۷۲۹ھ ہجری کو بروز جمعہ وقت عصر بعد نماز کے سیلان میں پیدا ہوئے اور تاریخ انیسویں ماہ شوال ۸۱۸ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت مغرب بعد نماز آپ نے وفات پائی۔ مزار مبارک آپ کا ردولی شریف میں ہے اور تاریخ انیسویں ماہ ربیع الاول ۷۴۹ھ کو بروز جمعہ وقت قبل از نماز اپنے والد حضرت نصیر الدین صاحب سے خلافت حاصل فرمائی آپ کا حال مثل امام احمد صاحب کے ہے مگر اتنا فرق ہے کہ آپ حالت جذب میں جانب ہندوستان اودھ کو روانہ ہو گئے اور بعدہٗ شہر ردولی شریف میں آکر آفاقہ ہوا (از نقشہ حنفیہ و تواریخ ظہرت نامہ)

چوبیسویں سردار حنفیہ شیخ اسمٰعیل صاحب مثل حضرت امام احمد صاحب

حضرت شیخ اسمٰعیل صاحب بن مخدوم شیخ صفی اللہ صاحب تاریخ بارھویں ماہ ربیع الاول ۷۹۲ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت عصر کے ردولی شریف میں پیدا ہوئے اور تاریخ تیرہویں ماہ ربیع الاول ۸۶۰ھ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت فجر بعد نماز مرتبۂ ملکوت میں آپ نے وفات پائی مزار مبارک آپ کا ردولی شریف میں ہے۔ اور بتاریخ بارہویں ماہ ربیع الآخر ۸۱۲ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت مغرب کے اپنے والد ماجد حضرت مخدوم شیخ صفی اللہ صاحب سے خلافت حاصل کی۔ باقی تمام کیفیت آپ کی مثل احوال امام احمد صاحب کے ہے ہاں اس قدر فرق ہے کہ آپ بحالت جذب جانب بنگالہ چلے گئے اور ردولی شریف میں آکر جذب سے آفاقہ ہوا۔

(از نقشہ حنفیہ و تواریخ ظہرت نامہ)

پچیسویں سردار حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب گنگوہی قطب عالم دستگیر سلطان التارکین علیہ الرحمۃ مثل حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب گنگوہی قطب عالم دستگیر سلطان التارکین بن شیخ اسمٰعیل صاحب تاریخ تیئیسویں ماہ جمادی الآخر ۸۴۲ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت شب ردولی شریف میں پیدا ہوئے اور سترہ برس کی عمر میں علوم ظاہری تحصیل فرما کر فاضل فارغ التحصیل ہو گئے اور تاریخ گیارہویں ماہ رمضان ۸۶۹ھ کو بروز پنجشنبہ وقت بعد نماز عصر آپ کے والد ماجد حضرت شیخ اسمٰعیل صاحب نے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور ارشاد سے ہر دو خاندان حنفیہ منسوب، حضرت محمد اکبر عرف محمد حنیف صاحب فرزند اکبر حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ میں آپ کو مستفید فرما کر کلاہ اپنی اوڑھائی اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنایا اور ریشمی سرخ طولاً گیارہ درعہ کا کمر سے بندھوایا اور خلافت نامہ مع خلافت نامجات حنفیہ اور اوراد منضبط اور تبرکات اور ملبوسات اور مکتوبات نقاب حنفیہ اپنے اپنے اور حضرات اساتذہ نسبی ہر دو خاندان حنفیہ کے مرحمت کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے فرما کر حصول ترقی کیفیت باطن میں متوجہ کر دیا۔ اسی وقت سے آپ پر جذب طاری ہو گیا اور بحالت جذب ردولی شریف سے طرف پنڈ شریف کے روانہ ہو گئے۔ پانچ برس ساڑھے روز کامل جذب رہا، ردولی شریف میں آکر افاقہ ہوا۔ بعد کو مرتبہ سلوک کی جانب متوجہ ہو گئے اب تفصیل اور تشریح ہر دو خاندان حنفیہ کی کیجاتی ہے تاکہ ہر ایک متنفس سلاسل ہذا کی کیفیت سے کماحقہٗ آگہی پائے اور مفاد ظاہر و باطن حاصل کرے۔ اور وہ یہ ہے واضح ہو کہ ہر دو خاندان

ہیں جو سلاسل چار پیر چودہ خانوادوں سے جداگانہ ہیں اوّل میں سے ایک سلسلہ رشیدیہ
ہے جو حضرت محمد عبدالرشید صاحب شمالی فرزند حضرت محمد حنیف صاحب کے
نام منسوب ہے حضرت عبداللہ علمبردار آپ سے مستفیض ہوئے ہیں حضرات اس
سلسلہ کے خدمات عہدہ نقباء۔ نجباء۔ رقباء۔ و ابدال و اوتاد و اغیاث و اقطاب
مامور ہو کر صاحب کیفیت روح جذبیہ کے ہوتے ہیں اور حضرات اقطاب اس
سلسلہ کے جو شہر و دیار اور افواج کے انتظام کی خدمت پر مامور ہوتے ہیں اور
اپنی اپنی حد حکومت کے والیان ریاست صاحب دولت اور حشمت ظاہری کے
قلب پر اپنی قوت جاذبہ روحانی کو غلبہ کے ساتھ محیط کر دیتے ہیں کہ ارادہ حضرات
اقطاب کا نسبت احکام مخلوق اپنی حد حکومت کے ان کی زبان سے صادر ہوتا ہے
اور اہالیان مملکت ظاہر کے جو کچھ امور خیر و شر متعلق اپنے نفس خاص اور عوام کے
حاکم بالادست اپنے سے استدعا کرتے ہیں جو امر کہ قطب کو منظور نہیں ہوتا ہے
اس کی منظوری حاصل نہیں ہوتی ہے اور وقت تبدیل ہو جانے قطب کے مزاج
اور عادات اس جگہ کے حکام اور رعایا کا بھی بدل جاتا ہے۔ اور جس وقت قطب کسی
جگہ کا اپنی حد حکومت کے رئیس الوالامر کو بدلنا چاہتا ہے اپنی قوت جاذبہ روحانی کو
اس کی قلب سے اٹھا کر جس کسی شخص کے قلب پر حکم باطن کا ہوتا ہے اسی غلبہ
کے ساتھ اس کے قلب پر محیط کر دیتا ہے فوراً اسی شخص کی مسند نشینی ہوتی ہے
ہیبت اور جلال قطب کا اس کی صورت سے ظاہر ہو جاتا ہے اور مخلوق اس مخدوم
کی مطیع اور فرمانبردار اس صورت کی ہو جاتی ہے اور جب کسی قطب کو منظور ہوتا
ہے کہ اپنی حد حکومت کے رئیس الوالامر کا فرزند مسند نشین نہ ہووے اوّل قرار
پانے حمل میں عوارض مسان وغیرہ سے مخل ہوتے ہیں اور اگر فرزند موجود ہوتا ہے
اس پر قضایائے معلق کا ظل طاری کر کے انواع انواع بیماریوں میں مبتلا کرتے ہیں
اور بعضے قطب کی قوت جذبیہ روحانی قطب والی ملک پر ساتھ ایسے تصرف
کے محیط ہوتی ہے کہ وہ رئیس اولوالامر دائم المرض رہتا ہے۔ شفاء ان امراض

کی چارہ سازی حکمائے حاذق سے حاصل نہیں ہوتی بجز نظر عنایت حضرت عارف صاحب
مجاز مرفوع الاجازت خاندان حنفیہ کے اور جس وقت کسی فرمانروائے ملک کی نسبت عارف
صاحب مجاز مرفوع الاجازت خاندان حنفیہ کو کسی طرح کا ارادہ خیر و شر کا منظور ہوتا ہے اس وقت قطب اس ملک کا اپنی
قوت جاذبہ روحانی کو عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت خاندان حنفیہ کے قبضہ
قدرت میں دے دیتا ہے جب عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت اپنے
ارادہ کا فعل انجام فرما چکتا ہے اس وقت پھر بدستور قطب اپنے مرتبہ پر کامیاب ہو
جاتا ہے اور اکثر بادشاہ اور فرمانروایان ملک نے جن کو خیر و صلاحیت سے بہرہ ہوا
حضرات عارفان صاحب مجاز مرفوع الاجازت خاندان حنفیہ اپنے اپنے زمانہ کی
کشف برداری سے اپنے ملک کے قطب اور رقیب نقیب نجیب غوث سے
واقف ہو کر امراض اور عوارض سے نجات پائے اور واسطے قائم رہنے ریاست کے
اپنی اولاد پر انتظام کر دیا کہ تا دصادر ہونے گستاخی اور بے ادبی کے خدمت میں عارف
صاحب مجاز مرفوع الاجازت خاندان حنفیہ اپنے زمانہ کے کہ کوئی زمانہ عارف صاحب
مجاز مرفوع الاجازت خاندان حنفیہ اور اقطاب ہر شہر و دیار افواج سے خالی نہیں ہوتا
قیام ظاہر و باطن کا وجود سراپا جودہ عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت خاندان
حنفیہ اور اقطاب کے موجود ہونے پر منحصر ہے اور ہر ایک زمانہ کے عارف
صاحب مجاز مرفوع الاجازت خاندان حنفیہ کو اپنے اپنے عہد میں مثل حضرات
متقدمین کی قوت اور قدرت مراتب کی حاصل ہے اور یہی انتظام و اہتمام تا بہ
بقیام جاری رہے گا اور دفائن و خزائن ہر ایک محدودہ زمین کے قبضہ قدرت
اقطاب میں ہوتے ہیں۔ صاحب دفینہ کو وقت نکالنے دفینہ کے اگر چاہتے ہیں
تو دیتے ہیں نہیں تو نظروں سے غائب کر دیتے ہیں اور جب اپنی رائے مصلحت
اندیش میں مناسب جانتے ہیں جس کو چاہتے ہیں عنایت کرتے ہیں اور ارادہ اور
خواہش ہر ایک بشر مخلوق ہندو و مسلمان اور جملہ مذاہب کو حد حکومت اپنی میں
سے ہر وقت دیکھتے رہتے ہیں نفع اور ضرر پہونچاتے ہیں۔ تاثیرات اعمال نقوش
اور وظائف قاریان صاحب الغرض کے جس کسی کی حد حکومت میں تلاوت کرتے

ہیں اخذ کر کے بارگاہ حضرت قاضی الحاجات میں پیش کرتے ہیں اور بموجب حکم باطن
کے اس شخص کو کفائے مہمات میں ثمرہ اس عمل کا عنایت کرتے ہیں اور تاثیر اعمال
نقوش اور وظائف قاریان صاحب الغرض بوالہوس کو اخذ کر کے اپنی طاقت
روح جذبیہ کو تقویت اور ترقی بخشتے ہیں اور تاثیرات اعمال نقوش اور وظائف
حضرات قاریان حسبتہ للہ کو بغیر اجازت یا ایسے شیخ کی اجازت سے جو بقوت
روحانی خود پیشکش روح مقدسہ حضرت سرور کائنات اشرف المخلوقات احمد مجتبےٰ محمد
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ذکر سکے اخذ کر کے بتوسط ملائکہ پیشکش
روح مطہر آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کر دیتے ہیں اور تاثیر
اعمال اور نقوش اور وظائف حضرات عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت خاندان
حنفیہ اور داخلان سلسلہ تعلیم طریقت عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت خاندان
حنفیہ کے اخذ نہیں کر سکتے ہیں یہ حضرات خود بقوت جاذبہ روحانی تاثیر اعمال اور
نقوش اور وظائف اپنے اور داخلان سلسلہ اپنے کے پیشکش روح اطہر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کرتے ہیں بلکہ اکثر اوقات حضرات اقطاب بعضے امورات
اہم متعلقہ اپنی ذات خاص میں عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت خاندان حنفیہ
سے معاونت چاہتے ہیں اور ان کے داخلان سلسلہ کی ہر گونہ حاجات بغیر ایماء
ان کے بطور خود روا کر دیتے ہیں اور نقیب رقیب نجیب غوث ایک ایک ہر
شہر و دیار و انواح میں ساتھ ایک ایک قطب کے ہوتے ہیں ہر ایک اپنے اپنے
مرتبہ کا کام انجام کرتے ہیں اور حضرات ابدال خدمات حکم رسانی پر اپنے ضلع
منقسمہ کے اقطاب کو مامور ہوتے ہیں جس وقت حکم حاکمان بالادست علی الترتیب
مراتب اپنے سے مطلع ہوتے ہیں اسی وقت تعمیل بجا لاتے ہیں اور معلق ہوا پر
نہایت سریع السیر تشریف لے جاتے ہیں اور حضرات رجال الغیب بھی کہ شمار
میں تین سو گیارہ نفر ہیں۔ اسی سلسلہ عالیہ سے متعلق ہیں زیادہ تشریح کیفیات
آنحضرات کی بموجب حکم امتناع افشاء عام کے ملتوی رکھی گئی۔ دوسرا سلسلہ

جلیلہ مشہور ہے کہ حضرت عبدالجلیل صاحب جنوبی فرزند حضرت محمد حنیف صاحب سے
حضرت مولانا شمس تبریز صاحب مستفیض ہیں یہ طریقہ وہبیہ ہے حضرات اس
سلسلہ کے مجذوب صاحب کیفیت ولایت صفاتی اور کشف کونی کے ہوتے ہیں
یعنی آنحضرت کو کشف ہفدہ ہزار عالم کا ہوتا ہے ہر وقت مستغرق رہتے ہیں اور
بعضے اوقات حالت جذب میں وہ گفتگو جو کشف میں معائنہ کرتے ہیں زبان سے
نکل جاتی ہے اور آں حضرات کو شب و روز کا امتیاز نہیں ہوتا ہے اور جس عارف
صاحب مجاز مرفوع الاجازت سلاسل دیگر پر کیفیات ان سرور خاندان حنفیہ کے گذر
جاتے ہیں اس کو حالت سلوک میں ایک کیفیت عجیب اور محویت لطیف میں ہر دم
اور ہر آن استغراق رہتا ہے اور مختصر احوال کیفیت باطن حضرت محمد اکبر عرف محمد حنیف
صاحب فرزند حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو تیرہ سال کی عمر میں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے تاریخ ستائیسویں ماہ ربیع الآخر
سنہ ۲۲ ہجری کو بروز دوشنبہ بعد نماز عصر کے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور اماست
اور ارشاد سے مشرف فرما کر کیفیت باطن کی تعلیم فرمائی اور کلاہ اپنی اوڑھا کر عمامہ
سبز اپنے ہاتھ سے باندھا اور خرقہ پہنا کر تبکہ سرخ کمر سے باندھ کر اور خلافت نامہ
عطا فرما کر جس مرتبہ پر کہ خطاب بخشا ہے آج تک سوائے عارفان صاحب مجاز
مرفوع الاجازت اس خاندان حنفیہ اور حضرات نقباء اور رقباء اور نجباء اور ابدال
اور اوتاد اور اقطاب اور اغیاث اور حضرات مجاذیب بادیہ وحدت کے حضرات
سالکین دیگر سلاسل عوام الناس کے گوش زد نہیں ہوا ہے۔ اس باعث سے تحریر
نہیں کیا جاتا ہے اور جب عمر شریف حضرت محمد حنیف صاحب کی اکہتالیس ۴۱ سال
کی ہوئی بتاریخ ساتویں ماہ ذیقعدہ سنہ ۵۲ ہجری کو بروز یک شنبہ بعد مغرب کے
شہر دمشق میں نکاح آپ کا مسماۃ سوغہ بنت ناصر جون شاہ جن مرید حضرت امام
حسن علیہ السلام سے منعقد ہوا۔

اور بعد اکتیس برس کے بتاریخ یکم ماہ ربیع الاول ۸۳ھ ہجری کو بروز شنبہ وقت
نماز فجر کے فرزند دل بند حضرت شاہ عبدالکریم صاحب تولد ہوئے اور دوسرے
ہفتہ میں بتاریخ نہم ماہ مذکور سنہ صدر کو بروز یک شنبہ وقت دو پہر دن چڑھے
انہیں بی بی کے شکم سے حضرت شاہ عبدالجلیل صاحب پیدا ہوئے اور حضرت
عبدالکریم صاحب نے ایک ہفتہ میں مرتبہ بلوغ کو پہنچ کر اپنے والد ماجد سے عرض
کیا کہ مجھ کو کیا حکم ہے۔ حضرت محمد حنیف صاحب نے بیعت امامت اور ارشاد
سے مشرف کر کے کلاہ اپنی اوڑھائی اور پٹکہ سرخ کمر سے باندھ کر خرقہ پہنا
دیا اور خلافت نامہ عطا کر کے کیفیت باطن کے بموجب تعلیم حضرت مولا علی کرم
اللہ وجہہ کی مرحمت فرما کر ارشاد کیا کہ تم کو حیات ابدی مثل حضرت خضر علیہ السلام
کے حضرت قادر حقیقی سے نصیب کی گئی ہے۔ عہدۂ سلطانی جانب مغرب
سے کامیاب رہو حضرت شاہ عبدالکریم صاحب اسی وقت بعد ادائے نماز
مغرب اپنے جائے قیام کو روانہ ہو گئے اور تیسرے ہفتہ میں بتاریخ
سترہویں ماہ مذکور سنہ صدر روز دوشنبہ کو وقت عصر کے حضرت شاہ
عبدالرحیم صاحب تولد ہوئے اور حضرت عبدالجلیل صاحب اسی
طرح بالترتیب مرقومہ کیفیت باطنی سے صاحب مجاز مستفیض ہو
ہو کر عہدۂ سلطانی جانب جنوب کے ارسال فرمائے گئے۔

اور چوتھے ہفتہ میں بتاریخ چوبیسویں ماہ مذکور سنہ صدر کو بروز دوشنبہ وقت
شب بعد نماز تہجد کے حضرت شاہ عبدالرشید صاحب تولد ہوئے اور حضرت
عبدالکریم صاحب اسی طرح بہ ترکیب محررۂ بالا کیفیت باطنی سے مشرف ہو کر
عہدۂ سلطانی جانب شرق ارسال فرمائے گئے۔ اور بعد اتمام ماہ تاریخ یکم ماہ
ربیع الآخر ۸۳ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت عصر کے حضرت عبدالرشید

صاحب کو بیعت امامت اور ارشاد سے حضرت محمد حنیف صاحب نے اپنے ہاتھ پر مستفید فرما کر کلاہ اپنی اوڑھا کر خرقہ پہنایا اور پٹکہ سرخ کمر سے باندھا اور خلافت نامہ مع خلافت نامہ اپنے کے عطا فرما کر تعلیم کیفیت باطنی سے مستفیض فرما کر عہدہ سلطانی جانب شمال کو ارسال فرمادیا کہ ہر چہار حضرات موصوف بالا اسی عہدوں پر بلا عزل و نصب تا القیام عالم قائم و دوائم رہیں۔ اکثر عوام الناس نے یہی نقش مسمّی گرد نامہ میں نام ان چاروں حضرات کے معائنہ فرمائے ہوں گے۔ ان چار حضرات میں دو حضرات سے سلسلے جاری ہوئے اور دو حضرات سے سلسلے نہ جاری ہونے کا باعث قابل افشاء عام نہیں طالب کیفیت باطن اس خاندان کو وقت بیعت کے تعلیم کیا جاتا ہے۔

چھبیسویں سردار حضرت شیخ عبدالحمید صاحب علیہ الرحمہ

الغرض جب حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس گنگوہی قطب عالم دستگیر سلطان التارکین اکیس ۲۱ برس کی عمر کو پہنچے۔ بتاریخ سترہویں ماہ ربیع الآخر سنہ ۸۶۳ھ کو بروز دوشنبہ وقت نماز ظہر کے فرزند ارجمند حضرت شیخ عبدالحمید صاحب تولد ہوئے مادر زاد ولایت کی کیفیات جو کچھ حضرت قطب عالم کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئی تھیں۔ معائنہ کی گئیں اکثر خوارق طفولیت ہی میں صادر ہوئے تھے۔ سترہ برس تک تحصیل علوم ظاہری میں مصروف رہے۔ بتاریخ سولہویں ماہ ربیع الآخر سنہ ۸۸۰ ہجری کو بروز یک شنبہ بعد اشراق کے حضرت قطب عالم صاحب نے حضرت شاہ عبدالحمید صاحب عرف شیخ زین اولیں ولایت جذبیہ کو اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور امامت اور ارشاد سے بالتخصیص ان ہر دو خاندان عالیہ حنفیہ اور

چند سلاسل دیگر میں سوائے خاندان صاحب چشتیہ کے مشرف کر کے کلاہ
اپنی اور ٹھائی اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنایا اور پٹکہ سُرخ
کمر سے باندھا اور خلافت نامہ مع جملہ خلافت نامہ جات سلسلہ حضرت محمد حنیف
صاحب کے نام سے اپنے نام تک اور تبرکات اور اذ منضبطہ اور مکتوبات
بنطاب حضرات پیران عظام کے تفویض کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل
اپنے کر دیا اور تیرہ اجنۂ مذکورۂ بالا جو مثل ابدالوں کے اوپر سے مقرر ہوتے
چلے آتے تھے قطب عالم صاحب نے بعد عطائے خلافت اپنی خدمت میں
سے آپ کے پاس مقرر فرمائے۔ اور کیفیت باطنی مرحمت کر کے حصول ترقی
کیفیت باطن میں متوجہ کر دیا۔ گیارہ مہینے کے بعد حضرت شاہ عبد الحمید صاحب
موصوف کو کیفیت باطنی کے ساتھ غلبۂ جذب کے تمام و کمال ماثر ہو گئے
اور محویت نامہ حاصل ہوئی۔ حضرت قطب عالم صاحب نے ارشاد فرمایا کہ فرزند
تم پر سات برس کامل کیفیت غلبۂ جذب مستولی رہے گی مگر جب تمہاری طبیعت
اسلوب سلوک پر آجاوے اور ہوش و حواس عالم امکان کے پیدا ہو جاویں
تو بلدۂ گجرات ولایت افاغنہ میں قیام کرنا ولایت گجرات کی تم کو مرحمت ہوئی
ہے۔ بعدہٗ حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے بتاریخ تیسویں ماہ
جمادی الآخر سنہ ۹۴۵ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت بعد نماز ظہر کے مرتبۂ لاہوت میں وفات
پائی مزار مبارک گنگوہ شریف میں ہے اور تاریخ چھبیسویں ماہ ربیع الاول سنہ ۹۸۱ھ
کو بشب جمعہ عشاء کے وقت حضرت شاہ عبد الحمید صاحب غلبۂ کیفیت درجہ
اعلائے مجذوبیت میں گنگوہ شریف سے کسی طرف کو چلے گئے اور بعد سات
برس کامل کے بتاریخ سوم ماہ رجب سنہ ۸۸۸ ہجری کو بروز جمعہ بلدہ گجرات ولایت
افاغنہ میں آکر قیام پذیر ہوئے اور شہر احمد آباد ملک گجرات میں جا کر مسمات حلیمہ بیگم

بنت سید نعیم بن شہاب الدین بن عبدالیا بابن پیر بابا یعنی سید علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے رسم عقد نکاح بجالائے اور بعد ہو جانے نکاح کے گنگوہ شریف کو تشریف لے آئے اور سلاسل اجازت یافتہ میں تعلیم طریقت اور ارشاد ہدایت فرماتے رہے۔

ستائیسویں سردار حضرت شاہ عبدالصمد صاحب علیہ الرحمہ مثل حضرت امام احمد صاحب رح

جب آپ کی عمر شریف چھیاسی برس کی ہوئی تب بتاریخ سترھویں ماہ رجب ۹۴۹ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت ظہر کے فرزند سعادت مند حضرت شاہ عبدالصمد صاحب تولد ہوئے۔ مادر زاد ولایت کی کیفیات ظاہر تھیں اکثر خوارق طفولیت ہی میں صادر ہوتے تھے۔ تیرہ سال کی عمر میں بتاریخ ساتویں ماہ ربیع الاول ۹۶۳ھ ہجری کو بروز جمعہ بعد نماز عصر کے حضرت شاہ عبدالحمید صاحب نے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور امامت اور ارشاد سے ہر دو خاندان روح جذبہ وصفات کشف کونی وہب حنفیہ اور دیگر سلاسل اجازت یافتہ میں بدستور مرقومہ بالا مستفیض کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے کر دیا اور اجنۂ مقررہ مذکورہ آپ کے ماتحت کر دیئے اور کیفیت باطن تعلیم فرما کر عقد نکاح شرعی میں منسلک کر دیا اور بتاریخ چودھویں ماہ ربیع الآخر ۹۸۵ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت اشراق کے حضرت شاہ عبدالحمید صاحب نے وفات پائی مزار مبارک گنگوہ شریف میں ہے۔

۲۸ اٹھائیسویں سردار حضرت شاہ فتح اللہ صاحب علیہ الرحمۃ مثل حضرت امام احمد صاحب

اور تاریخ بارہویں ماہ ربیع الآخر ۹۶۴ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت مغرب کے حضرت شاہ عبدالصمد صاحب کے بعمر پندرہ برس کے فرزند دل بند حضرت شاہ فتح اللہ صاحب تولد ہوئے ولایت مادرزاد کے آثار پیدا تھے اکثر خوارق طفولیت ہی میں صادر ہوئے اور حضرت شاہ عبدالصمد صاحب تحصیل علوم ظاہری سے فراغ حاصل کرکے سات برس تک حالت غلبہ جذب میں مستغرق شہر سیالکوٹ میں سیاح رہے اور جب طبیعت اسلوب سلوک پر راغب ہوئی، بتاریخ گیارہویں ماہ شعبان ۹۷۸ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ وقت عصر کے حضرت شاہ فتح اللہ صاحب کو کہ چودہ برس کی عمر میں تھے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور اماست اور ارشاد سے ہر دو خاندان حنفیہ اور دیگر سلاسل میں بدستور محررۂ بالا مشرف کرکے صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے فرماکر تعلیم کیفیت باطن سے بہرہ مند کردیا اور راجنہ مقررہ آپ کی خدمت میں متعین کردیئے اور تاریخ گیارہویں ماہ شوال ۹۸۹ھ ہجری کو بروز چہارشنبہ وقت عصر بعد نماز کے حضرت شاہ عبدالصمد صاحب نے وفات پائی مزار مبارک گنگوہ شریف میں ہے اور حضرت شاہ فتح اللہ صاحب تحصیل علوم ظاہری اور تکمیل کیفیت باطنی میں مشغول ہوکر عرصۂ نو سال میں فاضل ہوگئے۔

اُنتیسویں سردار حضرت محمد صادق صاحب صادق مثال علیہ الرحمۃ مثیل حضرت امام احمد صاحب

اور بتاریخ سترھویں ماہ ربیع الآخر ۹۸۶ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ وقت فجر کے فرزند ارجمند حضرت محمد صادق صاحب صادق مثال پیدا ہوئے کیفیات ولایت مادر زاد کی معائنہ اور مشاہدہ ہوئیں اکثر خوارق طفولیت ہی میں صادر ہوتے تھے بعد اس کے حضرت شاہ فتح اللہ صاحب بنا بر حصول غلبہ کیفیت جذب کے مائل ہو گئے اور سات برس تک شہر قندھار میں سیاح رہے بعد سات برس کے دولت سلوک سے بہرہ مند ہو کر بتاریخ انیسویں ماہ رمضان ۱۰۰۰ھ ہجری کو بروز جمعہ بعد نماز مغرب کے حضرت شاہ محمد صادق صاحب کو تیرہ برس کی عمر میں اپنے ہاتھ پر بیعت تو بباد را امامت و ارشاد سے ہر دو خاندان روح جذبہ و صفات کشف کون و مہب حضیہ اور دیگر سلاسل میں بدستور مرقومہ بالا فیضیاب کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے مع تقرر جنات کے کر دیا حضرت فتح اللہ صاحب نے تاریخ اٹھارہویں جمادی الآخر ۱۰۳۶ھ ہجری میں بروز یک شنبہ وقت عصر کے وفات پائی مزار شریف بمقام گنگوہ شریف ہے اور تعلیم کیفیت باطن سے کامیاب فرمایا اور حضرت شاہ محمد صادق صاحب تحصیل علوم ظاہر سے اوّل فراغ حاصل کر کے ترقی کیفیت باطن میں متوجہ ہوئے اور سات برس بحالت غلبہ جذب شہر ہرات میں مستغرق رہے اور جب وہ سادہ سلوک پر رونق افروز ہوئے تعلیم طریقت کی ارشاد فرمانے لگے۔

تیسویں سردار حضرت شاہ محمد حیات صاحب مثل

حضرت امام احمد صاحب

اور تیرہ برس کی عمر میں بتاریخ گیارہویں ماہ ربیع الآخر ۱۰۴۰ھ ہجری کو وقت نصف شب جمعہ کے فرزند ارجمند حضرت شاہ محمد حیات صاحب تولد ہوئے کیفیات ولایت مادرزاد کی نمایاں تھیں اکثر خوارق طفولیت ہی میں سرزد ہوتے تھے۔ پندرہ برس کی عمر میں تحصیل علوم ظاہر سے فیض یاب ہو کر بتاریخ سترھویں ماہ جمادی الآخر ۱۰۵۱ھ ہجری کو بروز یک شنبہ وقت عصر کے حضرت شاہ محمد صادق صاحب نے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور امامت اور ارشاد سے ہر دو خاندان روح جذبیہ اور صفات کشف کون و مہب خفیہ اور دیگر سلاسل میں بدستور مرقومہ بالا مستفیض کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے فرمایا اور تیرہ جہات جو مقرر چلے آتے تھے آپ کی خدمت میں مامور کر دیئے اور تاریخ اٹھارہویں ماہ محرم ۱۰۵۲ھ ہجری کو بروز جمعہ وقت قبل از نماز جمعہ حضرت شاہ محمد صادق صاحب نے مرتبہ جبروت میں وفات پائی مزار مبارک گمنگوہ شریف میں ہے اور محمد حیات صاحب حصول غلبۂ کیفیت جذب میں سات برس شہر گجرات واقع افغانستان میں سیاح رہے اور جب مایۂ سلوک سے شادکام ہوئے اور عقد نکاح مسماۃ نیاز بی بی خاتون بن سید احمد بن قادر علی بن اسحاق بن محمد غیاث الدین محمود عالم بن یوسف علی سید جلال بخاری سے کر کے تئیس ۲۳ برس کامل سکونت اختیار کی۔

۳۱ اکتیسویں سردار حضرت شاہ برخوردار صاحب علیہ الرحمۃ

مثل حضرت امام احمد صاحب

اس عرصہ میں بعمر ساڑھے سات سال کے دو دختر اور ایک فرزند ارجمند بتاریخ سلخ ماہ صفر سنہ ۱۱۱۰ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت دوپہر حضرت شاہ برخوردار صاحب تولد ہوئے آثار کیفیات ولایت در رواد کے ظاہر تھے اکثر خوارق علی طفلیت ہی سے صادر ہوئے تھے جب عمر شریف آپ کی بارہ برس کی ہوئی تو آپ کے والد ماجد حضرت شاہ محمد حیات صاحب نے بتاریخ تیرھویں ماہ رجب سنہ ۱۱۱۲ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت عصر کے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور امامت اور ارشاد سے ہر دو خاندان روح جذبیہ وصفات کشف کون وہب حضیرا اور دیگر سلاسل میں بدستور مستورہ بالا مشرف کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے کر دیا اور تحصیل علوم ظاہری اور تکمیل کیفیات باطنی میں متوجہ کر کے تیرہ جنات متعینہ کو ان کے پاس مقرر کر دیا اور خود حضرت شاہ محمد حیات صاحب گنگوہ شریف کو تشریف لے آئے گوشہ نشین ہو کر کسی سے کلام نہ کیا اور بحالت گوشہ نشینی تاریخ اونتسویں ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱۱۳ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت عصر کے حضرت شاہ محمد حیات صاحب نے وفات پائی۔ مزار مبارک گنگوہ شریف میں ہے اور بعد رخصت ہونے حضرت شاہ محمد حیات صاحب کے سید شفیع احمد بن صفت محمد بن سید ہدایت علی بن سید محمد نبی بن سید امام قیام الدین بن سید عظیم الدین برادر زادہ شاہ دولہ صاحب گجراتی قادری نے اپنی دختر نیک اختر قمر النساء کا حضرت برخوردار صاحب کے ساتھ عقد نکاح کر دیا اور حضرت محمد حیات صاحب کو اس امر کی بمقام گنگوہ اطلاع کر دی بعدہٗ حضرت برخوردار صاحب انیس برس کی عمر میں قرآن مجید

کے حافظ اور علم ظاہری کے بخوبی فاضل ہو گئے۔

بتیسویں[۳۲] سردار حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب مثل امام احمد صاحب علیہ الرحمۃ

اور تاریخ سترھویں ماہ شعبان سنہ ۱۱۱۹ ہجری کو بروز جمعہ وقت نماز مغرب کے فرزند سعادت مند حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب تولد ہوئے انوار کیفیات ولایت مادر زاد کے پیدا ہوئے تھے۔ خوارق طفولیت ہی میں ظہور کرتے تھے اور حضرت شاہ برخوردار صاحب حصول غلبہ کیفیت جذب میں متوجہ ہوئے سات برس کے بعد طبیعت اسلوب سلوک پر مائل ہوئی اور حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب کو تحصیل علوم ظاہری میں مصروف کر دیا بعد تحصیل علم بعمر سینتیس[۳۷] سال کے تاریخ گیارہویں ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۱۵۶ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت بعد نماز عصر کے حضرت شاہ برخوردار صاحب نے اپنے فرزند حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب کو اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور امامت اور ارشاد سے ہر دو خاندان حنفیہ و صوفیہ اور دیگر سلاسل میں بدستور مذکورۂ بالا مستفیض کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے کر دیا اور تبرکات متعینہ قدیمہ کو آپ کی خدمت میں مقرر کیا اور تاریخ گیارھویں ماہ محرم سنہ ۱۱۶۲ ہجری کو بروز سہ شنبہ وقت مغرب کے حضرت شاہ برخوردار صاحب نے وفات پائی مزار مبارک شہر گجرات میں ہے۔

تینتیسویں سردار حضرت شاہ عبدالکریم صاحب قطب الدارین عرف ملا فقیر اخون صاحب جی مثل امام احمد صاحب

اور حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب کی چوبیس برس کی عمر میں بتاریخ چوتھی ماہ رجب سنہ ۱۱۴۳ ہجری کو بروز پنجشنبہ وقت فجر کے آپ کے فرزند دل بند حضرت شاہ عبدالکریم صاحب قطب الدارین عرف ملا فقیر اخون صاحب جی تولد ہوئے آثار کیفیات مادر زاد ولایت کے مثل حضرت قطب عالم صاحب کے ظاہر تھے اکثر خوارق جلی طفولیت ہی میں صادر ہوتے۔ آنحضرت کو نو برس کی عمر میں آپ کے والد ماجد نے بتاریخ گیارھویں ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۱۵۲ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت عصر کے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور اماست اور ارشاد سے ہر دو خاندان روح جذبیہ وصفات کشف کون وسب حنفیہ اور دیگر سلاسل میں مشرف کر کے کلاہ اپنی اوڑھا کر عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنایا اور پٹکہ سرخ کمر سے باندھا اور خلافت نامہ مع جملہ خلافت نامجات اوراد اوراد اور تبرکات اور مکتوبات القاب اپنی اور حضرات پیران عظام سلاسل حنفیہ کے مرحمت فرما کر دولت تعلیم کیفیت باطن سے مالا مال کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے کر دیا اور حضرت شاہ عبدالکریم صاحب بتحصیل علوم ظاہری اور تکمیل کیفیت باطنی میں مصروف ہوئے چند سال میں فارغ التحصیل اور فاضل اجل ہو گئے اور حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب حصول ترقی کیفیت غلبہ جذب میں متوجہ ہوئے اور اسی حالت جذب میں بجانب دہلی تشریف لے گئے اور دہلی میں رونق افروز ہو کر حضرت شاہ رحمت اللہ قدوسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے بموجب حکم سروری قطب دہلی کو قدیم سے معزول کر کے بجائے اس

کے نائب قطب کو عہدۂ قطب پر مقرر فرمایا اور چند عرصہ تک قطب کی خدمات
باطنی کے نگران رہے جب حکم سروری طمانیت آمیز آگیا تو بعد کو حضرت شاہ
رحمت اللہ صاحب نے دہلی سے جانب رہیل کھنڈ مراجعت فرمائی اور چند عرصہ
میں طبیعت اسلوب سلوک پذیر ہوئی اور جہات مقررہ قدیمہ کو حضرت شاہ نعمت اللہ
صاحب کے تفویض فرما کر تاریخ اکیسویں ماہ جمادی الآخر ۱۱۹۱ھ ہجری کو بروز چہار
شنبہ وقت نصف شب حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب نے وفات پائی۔ مزار
مبارک رام پور افاغنہ میں ہے اور حضرت شاہ عبدالکریم صاحب پر کیفیت جذب نے
غلبہ کیا اس حالت میں آپ شہر گجرات سے سفر گزین ہوئے اور جہاں کہیں حسب عارت
صاحب مجاز مرفوع الاجازت کسی سلسلہ سے قدم بوس ہوئے اس حضرت نے بعد
تعلیم اور تحویل تمام و کمال اپنے سلسلہ کی کیفیت کے خلافت نامہ مع جملہ خلافت نامجات
معتبرہ اور اوراد منضبطہ اور مکتوبات نقاب محققہ اپنے اور حضرات سلسلہ اپنے
کے تفویض کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے فرما کر رخصت کیا
چنانچہ آنحضرت نے چند سلاسل عجیبہ میں زیادہ حضرت قطب عالم سے مرتبہ صاحب
مجاز مرفوع الاجازت کا حاصل فرمایا ہے اور تاریخ پانچویں ماہ رمضان المبارک ۱۱۹۶ھ
کو بروز دوشنبہ وقت عصر کے حضرت شاہ عنایت حیو صاحب ذوالصولۃ المتین
بہاولپوری نے حضرت شاہ عبدالکریم صاحب کو بیعت امامت اور ارشاد اور اجازت
اور حوالت سے نکات اکیس طرح کی بیعت اور دقائق چہار گونہ امامت کی تعلیم فرما
کر خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ میں کہ منصب شہنشاہی ولایت کا اس خاندان عالیہ
میں بوجہ کاملہ متحقق ہے مشرف کر کے کلاہ اپنی اور عصا کمر اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ
سے باندھ کر خرقہ پہنایا اور خلافت نامہ بمضمون شہنشاہی ولایت ساتھ خطاب
قطب الدارین کے مع جملہ خلافت نامجات معتبرہ اور اوراد منضبطہ اور تبرکات
متبرکہ اور مکتوبات نقاب اپنے اور حضرات شہنشاہان سلسلہ کے مرحمت فرما کر
تعلیم کیفیت باطنی سے بمراتب شہنشاہی ولایت کے مستفیض فرما کر سات قسم کی

سیف اللہ حرز یمانی شریف سلطان الاوراد کی تلاوت کی اجازت دے کر صاحب مجاز مرفوع الاجازت علوالعزم والمرتبہ مثل اپنے فرمادیا اور بنابر سکونت مصطفےٰ آباد عرف رام پور افاغنہ کو ارسال کر دیا۔

۳۴

پہ چوتیسویں سردار حضرت میاں غلام شاہ صاحب معصوم قطب زمانی علیہ الرحمۃ

جب عمر شریف حضرت شاہ عبدالکریم صاحب قطب الدارین عرف ملا فقیر اخوند صاحب کی عمر سینتیس ۳۷ برس کی ہوئی تو بتاریخ چھٹی ماہ جمادی الآخر ۱۱۸۰ھ ہجری کو بروز جمعہ وقت صبح کے فرزند سعادت مند حضرت میاں غلام شاہ صاحب معصوم قطب زمانی تولد ہوئے کیفیات مادرزاد ولایت کی صادر تھیں اکثر خوارق طفولیت ہی میں سرزد ہوتے تھے بارہ برس کی عمر تک تحصیل علوم ظاہر میں مشغول رہے۔ بتاریخ سترھویں جمادی الاول ۱۱۹۲ھ ہجری کو بروز سہ شنبہ وقت عصر کے حضرت شاہ عبدالکریم صاحب نے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور امامت سے خاندان جلیلہ خضیہ اور دیگر سلاسل میں بدستور مؤرخہ بالا مشرف فرما کر مجاہدہ بحصول ترقی کیفیات غلبۂ جذب میں متوجہ کر دیا بعد فراغ تین برس حبس کبیر کے بتاریخ سترہویں ماہ جمادی الاول ۱۱۹۵ھ ہجری کو بروز سہ شنبہ بعد نماز عصر کے حضرت میاں غلام شاہ صاحب کو بیعت امامت اور ارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ میں بدستور مرقومہ بالا مشرف کر کے صاحب مجاز مرفوع الاجازت علوالعزم والمرتبہ مثل اپنے جملہ خاندانوں میں بخطاب معصوم قطب زمانی کے فرما کر تعلیم کیفیت باطن شہنشاہی ولایت کے باجازت سات طرح کی تلاوت سیف اللہ حرز مرتضوی شریف سلطان الاوراد

کی تکمیل کو پہنچا کر زیب مسند ہدایت اور ارشاد کر دیا اور حضرت شاہ عبدالکریم صاحب قطب الدارین علو العزم والمرتبہ مجدد عصر رحمۃ اللہ علیہ کے برخوردار حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب قدوسی چند واسطوں میں اپنے اخی بزرگوار سے اور ہر دو خاندان حضیہ میں اپنے والد حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب سے ماذون و مجاز تھے اور سات برس کامل مثل مرقومہ بالا جذب رہا جب کہ افاقہ ہوا تو بلاس پور علاقہ رام پور میں سکونت اختیار کی۔

پینتیسویں سردار حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب قدوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب کا حال ولادت وغیرہ نقشہ قدوسیہ میں اس طرح مرقوم ہے کہ تاریخ آٹھویں ماہ رجب ۱۱۳۸ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ وقت مغرب کے گجرات واقع افغانستان میں پیدا ہوئے اور بتاریخ پندرھویں ماہ رمضان سنہ ۱۱۵۰ھ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت عصر کے ہر دو خاندان حضیہ میں بمقام شہر گجرات اپنے والد حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب سے خلافت پائی اور تاریخ سترھویں ماہ صفر ۱۲۳۵ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ وقت ظہر کے آپ نے وفات پائی مزار شریف آپ کا قریب مزار مبارک حضرت شاہ عبدالکریم صاحب کے رام پور میں ہے اور باقی سب احوال آپ کا مثل حضرات مرقومہ بالا ہے۔

چھتیسویں سردار حضرت شاہ محمد عبداللہ صاحب قدوسی رحمۃ اللہ علیہ

جب حضرت نعمت اللہ صاحب کی عمر ۲۲ برس کی ہوئی تو تاریخ اکیسویں ماہ شوال سنہ ۱۱۶۰ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت عصر کے بمقام رام پور حضرت شاہ محمد عبداللہ صاحب قدوسی تولد ہوئے یوم ولادت سے آثار مادرزاد ولایت کے نمایاں تھے تھوڑی عمر میں قرآن مجید حفظ کر کے علوم ظاہری میں فضیلت حاصل کی اور تاریخ تیرھویں ماہ شعبان سنہ ۱۱۸۰ ہجری کو بروز چہارشنبہ بعد نماز ظہر کے اپنے والد ماجد حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب سے ہر دو خاندان خفیہ میں بترتیب مرقومہ بالا خلافت حاصل کی۔ سات برس کامل جذب رہا جب جذب سے افاقہ ہوا، تو خلق اللہ کو ہدایت فرمانے لگے۔ ہزاروں آدمی نعمت حفظ قرآن سے فیضیاب ہوئے۔ باقی تمام حال آپ کا مثل حضرات محررہ بالا ہے اور جب عمر شریف حضرت شاہ حافظ محمد عبداللہ صاحب پچاس برس کی ہوئی تو تاریخ یکم ماہ رجب سنہ ۱۲۲۰ ہجری کو بروز چہارشنبہ وقت شب یعنی شب پنجشنبہ کو بمقام بلاس پور فقیر شاہ محمد حسن صابری چشتی قدوسی حنفی مؤلف کتاب ہذا پیدا ہوا، یوم ولادت سے اس فقیر کو حضرت عمومی شفیق لی مع اللہ گاہ میاں غلام شاہ صاحب معصوم قطب ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے کنار شفقت میں لے کر شبانہ روز پیش نگاہ اپنی پرورش فرما کر علم ظاہری سے بھی مستفیض کیا اور فقیر مؤلف کتاب کو ساڑھے نو برس کی عمر میں بتاریخ گیارہویں ماہ ذالحجہ سنہ ۱۲۲۹ ہجری کو بروز جمعہ بعد نماز ظہر حضرت شاہ عبدالکریم صاحب کے مزار شریف پر والد ماجد حضرت شاہ محمد عبداللہ صاحب نے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ سے ہر دو خاندان اصغری میں

بقاعدہ محررہ حضیہ بالا مستفیض فرما کر تعلیم باطنی سے بہرہ مند کیا اور تاریخ اٹھارہویں
ماہ رمضان ۱۲۵۴ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت عصر کے حضرت شاہ محمد عبد اللہ
صاحب نے وفات پائی مزار مبارک آپ کا بمقام جے پور احاطۂ مولانا ضیاء الدین
میں ہے اور فقیر مؤلف کتاب کو حصول خلافت سے ایک برس گزر جانے کے
بعد جب کہ جذب کا غلبہ شروع ہوا تو حضرت عم مکرم میاں غلام شاہ صاحب نے
فقیر مؤلف کتاب ہذا کو ساڑھے دس برس کی عمر میں بتاریخ اونیسویں ماہ جمادی الاوّل
۱۲۳۰ھ ہجری کو بروز جمعہ وقت عصر کے اپنے ہاتھ پر بیعت حوالت اور ارشاد
سے مکرر ہر دو خاندان حضیہ عظمیہ اور دیگر سلاسل میں مشرف فرما کر اور کلاہ اپنی اوڑھا
کر خرقہ پہنایا اور پٹکہ سرخ کمر سے باندھا اور خلافت نامہ مع خلافت نامجات
اور اوراد اور تبرکات اور مکتوبات نطاب اپنے اور حضرات سلاسل اجازت
فرمودہ کے عطا فرما کر تعلیم کیفیت باطن سے کامیاب کر کے چند عرصہ میں تمام
و کمال کیفیت ولایت روح جذبیہ کی حاصل کرادی اور کیفیات بادشاہی ولایت
فردیت کی سے مطلع فرما دیا۔ اور کیفیات شہنشاہی ولایت اور جملہ اوراد اور
مفاوضات معنونہ حضرت شاہ عبد الکریم صاحب قطب الدارین سے اطلاع فرما
کر ارشاد کیا کہ بسبب خورد سالگی یہ جملہ مراتبات ابھی تم کو عطا نہیں کیے جاتے۔ لیکن
یہ دولت سرمدی واسطے تمہارے ابھی مدت اکتیس ۳۱ سال کا سفر برائے تکمیل کیفیت
تعلیم اور تحصیل استعداد کیفیات غیر تعلیم تم کو ضرور ہے اس باعث سے احکامات
سجا آوردنی سے مطلع کیا جاتا ہے کہ تمہاری پیش خبری حضرت شاہ عبد الکریم صاحب
قطب الدارین نے مکتوب نطاب جب الوجود تصنیف اپنی میں تحریر فرما دی ہے
معائنہ کر لو اس کشش بردار فقیر محمد حسن صابری چشتی قدوسی حنفی مؤلف کتاب ہذا نے
بموجب فرمان اقدس کے دیکھا تو یہ مضمون تحریر تھا کہ اس خاندان شہنشاہی ولایت
میں علو العزم والمرتبہ صاحب مجاز مرفوع الاجازت کو تین واسطے پہلے سے خبر ملتی
چلی آتی ہے کہ تیسرے واسطے میں فلاں بزرگ ہوگا وہی بزرگ ہوتا ہے۔

کرامت اولیاء حق کا مصداق ہے چنانچہ حضرت شاہ عبدالکریم صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اے برخوردار میاں غلام شاہ تم سے بعد اس فقیر کے محمد امیر شاہ نامی اولاد سید جلال بخاری میں سے مستفیض ہوگا۔ اور یہ مرتبہ شہنشاہی ولایت کا اس کو پہنچے گا اور اسی صاحب ارشاد علو العزم والمرتبہ سے بعد کو تمہاری اولاد میں حاصل ہونے گا جس کو تمہاری اولاد میں حاصل ہوگا نہ برادر زادہ فقیر مسمی حافظ محمد عبداللہ صاحب سے سنہ ۱۲۲۰ ہجری میں فرزند پیدا ہوگا اور اس کے نام کا تقرر تم سے کرایا جائے گا تم اس لڑکے کو اپنی فرزندی میں لے کر نام اس کا محمد حسن رکھنا اور اس کی ولادت میں مادر اس کی کے شیر نہ ہوگا فرزند من تم اپنی بی بی صاحبہ کی گود میں ڈال دینا اس کے دیکھنے سے دودھ کی فوراً ترشح ہو جاوے گی اور کچھ اخیر کو دودھ کی تمی ہوگی تو اس سعید ازلی کو بکریوں کا دودھ پلانا ضرور ہے کہ یہ سنت سنیہ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ہے جو اللہ تعالے اس فرزند ازلی اور ارجمند ابدی سے ادا کرادے گا یہ خبر فقیر کو اوپر سے ملتی چلی آئی ہے زیادہ راز قابل افشا نہیں ہے اور قریب دس برس کے تمام علم ظاہر سے فیض یاب ہو کر تم سے طلب خدا کی حاصل کرے گا۔ تم اس لڑکے کو پہلے اس کے پدر بزرگوار سے بیعت حنفیہ حاصل کرا کے ڈیڑھ برس کے بعد بہ لب دریا لے جا کر بیعت باطنی سے مستفیض کر کے روانہ طرف مقصود اصلی کے کر دینا بعد تمہارے قریب اکتیس ۳۱ سال کے وہ واپس آئے گا اور محمد امیر شاہ سے شہنشاہ ولایت کے مراتبات حاصل کر کے کل مکتوبات نطاب وغیرہ وصول کر کے جو کہ اس فقیر نے اسم بزرگان دین کے اجازت یافتہ جمع کر رکھے ہیں اس کو ترکیب دے کر ایک خلاصہ مکتوبات کا مثل تواریخ کے کر دے گا اور مکتوبات نطاب وغیرہ بعد جمع کر دینے احوال موصوفہ کے ایک ابدال بحکم سرور صلے اللہ علیہ وسلم آ کر لے جاوے گا اور جمیع مکتوبات نطاب کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے تفویض کر دے گا اور زمانہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا سنہ ۱۴۰۰ ہجری کے قریب ہوگا اور اس فرزند ازلی سے کوئی شخص ایسا

فیض یاب نہ ہوگا جس کے مکتوبات نطاب سپرد کیے جائیں گے مگر فیض باطنی اس
کی صورت سے کثیر طالبان حق کو طرح طرح کا پہنچے گا اور علاوہ چودہ خانوادوں
کے اور چار سلسلے اور ہر دو سلاسل حنفیہ علوی اشارہ قسم کا فیض اس سے جاری
ہوگا اور جو شخص کہ اس سے فیض باطنی حاصل کر کے اس سے نسبت رکھے گا
اس کو نسبت قوی اور فیض
کثیر ہوگا اور غلبۂ کیفیت میں قرب حضرت احدیت عرفا اور حضرت وحدت اور
حضرت واحدیت بدرجۂ اتم حاصل ہوگا جب فقیر مکتوبات حسب الوجود معاینہ کر چکا
تو حضرت عم ممدوح نے احکامات سفر سے تعلیم فرمائے اور ارشاد کیا کہ فرزند یہ کچھ کیفیات
اور تبرکات اور اذکار مکتوبات مع اسناد معتبرہ ایک سو پچیس سلاسل مفصلہ ذیل کے تمہارے
گھر میں موجود ہیں اگر ان سے زیادہ کسی مجاز مرفوع الاجازت کے پاس کوئی سلسلہ دستیاب
ہو تو بہر طور ساتھ انہیں بشروط مرعیہ اور قیود مسترہ کے ضرور حاصل کرنا تفصیل سلاسل
۱۲۵ موجودہ خاندان[1] صابریہ چشتیہ قدوسیہ پندرہ واسطوں سے خاندان[2] نظامیہ چشتیہ پندرہ
واسطوں سے خاندان[3] قادریہ ستہ واسطوں سے خاندان[4] نقشبندیہ سات واسطوں
سے خاندان[5] اویسیہ پانچ واسطوں سے خاندان[6] مداریہ گیارہ واسطوں سے خاندان[7]
قلندریہ سات واسطوں سے خاندان[8] سہروردیہ نو واسطوں سے خاندان[9] شطاریہ
سات واسطوں سے خاندان[10] کبرویہ آٹھ واسطوں سے خاندان[11] شاذلیہ تین واسطوں
سے خاندان[12] حنفی (یعنی منسوب حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کوفی سراج امت
اور مصدر اس سلسلہ کیفیت عجیبہ باطنی کے حضرت عثمان جامع القرآن رضی اللہ
تعالیٰ عنہ باجازت مستدآن شریف کے ہیں۔) سات واسطوں سے خاندان[13] بافیہ
طبرزی دو واسطوں سے خاندان[14] انسیہ پانچ واسطوں سے خاندان[15] عزیزیہ ایک
واسطہ سے خاندان[16] جبآریہ ایک واسطہ سے خاندان[17] عالیہ حنفیہ یعنی منسوب حضرت
محمد حنیف صاحب فرزند حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ) پانچ واسطوں سے بعدہٗ
حضرت عم مکرم نے ایک کاغذ محتوی یہ فرما کر بطور تعویذ کے فقیر مؤلف کتاب کے

گلے میں ڈال کر حکم دیا کہ فرزند ارجمند جب اکتیس ۳۱ سال کے سفر میں تعمیل جمیع احکام کی انجام دے کہ وطن کو واپس آوے وقت داخل ہونے شہر رام پور کے اوّل اس کاغذ پر محفوظ مامونہ کو کھول کر بموجب تعلیم مندرجہ کے عمل میں لانا اور بتاریخ انیسویں ماہ جمادی الاوّل سنہ ۱۲۳۰ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت نصف شب کے سارطھے دس برس کی عمر میں فقیر مؤلف کتاب کو اپنی خدمت فیض درجت سے رخصت فرمایا۔ پانچ برس کامل بموجب معمول حضرات پیران عظام کے فقیر مولف پر کیفیت جذب طاری رہی اور اسی حالت جذب میں انصرام کام خدمت عہدہ ہائے نقباء و نجباء و رقباء و اقطاب و اغیاث و ابدال کے اکثر شہر و دیار افواج میں مامور ہو کر کرتا رہا۔ اور قندھار میں حضرت حمداد قیصوری صاحب سے ملازمت حاصل کر کے ان کے ہمراہ قیصور تک چلا گیا اور کیفیت باطن حضرات انبیاء علیہم السلام والصلوٰۃ علیٰ نبینا کی کہ ان پانچ حضرات سے تعلیم طریقت کے سلسلے جاری ہوئے یعنی حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرات داؤد علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام پانچوں سلاسل میں باسناد و تبرکات و اوراد و مکتوبات اور ساتھ قیود اور شروط مرعیہ و تعلیم مقررہ کے حاصل کیے اور وہاں سے براہ خشکی پیادہ پا بلا سوال ما یحتاج نفس بیت المقدس کو چلا گیا اور وہاں طواف سخرۃ اللہ کا کر کے آستانہ بوسی جمیع حضرات انبیاء علیہم السلام والصلوٰۃ علیٰ نبینا سے مستفیض ہوا اور وہاں سے مدینہ منورہ کو پہنچ کر اوّل طواف روضۂ مقدسہ کا بار اوّل دیوار سے جسم ملا کر بعدہٗ ایک قدم کے فاصلہ سے پھر دو قدم کے فاصلہ سے یا چار تین قدم کے فاصلہ سے اسی طرح ہر بار ایک قدم بڑھاتے ہوئے تا انتہائے دست یسار سارطھے پندرہ برس کے عرصہ میں بجالا کر مشرف ہوا بعد فراغ طواف ایک سلسلہ کیفیت باطن کا جو حضرت ہلال ابدال کو بواسطہ حضرات بلال ابدال کے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے حاصل ہوئے تھے اور وہ کیفیت باطن بعینہٖ کو حضرات ابدال میں نصیب ہوئی حضرت عبداللہ بن نعمت اللہ شہیدی سے

ملاقی ہو کر بمراتب مستلزمہ حاصل کیا اور ایک سلسلہ کیفیت باطن قطب المزاری کا جو
حضرت عباس علمبردار سے درختان اور ریگ صحرا کھاتا ہوا بابر آستانہ بوسی حضرات
پیران عظام علو العزم والمرتبہ اور امام اور امام الائمہ اور امام امام الائمہ ایک سو پچیس ۱۲۵ سلسلوں
کے متوجہ ہوا اور ہر ایک آستانہ کرامت نشانہ پر پہنچ کر تجدید بیعت روحی اور اجازت
اور حوالت اور خلافت اور امامت اور تحصیل تعلیم کیفیت باطن ہر صاحب مزار سے
بمصداق آیۃ ان اولیاء اللہ لا یموتون کے مستفیض ہوا اور وہاں
سے واسطے چلہ کشی کے کوہستان ہر ہفت تبت پر کہ چلہ گاہ حضرات ہی سیاح
رہا اور ادائے نصاب اور زکوٰۃ دعاء سیف اللہ حرز یمانی شریف سلطان الاوراد
چودہ قسم کے اور شغل نوری اور ذکر نفی اثبات میں تین برس گیارہ مہینے کامل بموجب تعلیم
حضرت حم تکرم میاں غلام شاہ صاحب معصوم قطب زمانی کے مصروف رہا اور اس
مدت اکتیس ۳۱ سال میں فقیر مؤلف کتاب نے بہت سے طالبان خدا کو سلاسل اجازت
یافتہ میں بیعت توبہ اور خلافت ارشاد سے مشرف کیا۔ جن کے اسمائے ذیل میں لکھے
جائیں گے اور یہ فقیر ممالک عرب وغیرہ میں حسن عرب ہندی کے نام سے ہر ایک
جگہ مشہور رہا اور جب فقیر مدت اکتیس سال کا سفر اور تحصیل جمیع احکام دشوار تر انجام کو
پہنچا کر وطن کو واپس آیا بتاریخ یکم ماہ جمادی الآخر ۱۲۶۲ سنہ ہجری کو بروز چہار شنبہ وقت
مغرب کے ہنگام داخل ہونے شہر رام پور کے اس کاغذ محفوظہ مامونہ کو کھول کر دیکھا
تو اس میں تحریر تھا کہ تم کو واپس آکر عالم ناسوت میں نہ پاویں گے لیکن شاہ محمد امیر قطب الارشاد
سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ میں بیعت کر کے اس کی تعلیم لسانی سے حضرت ذات
احدیت صرفہ سے مرتبہ اسفل طبیعت تک ہر ہر مرتبہ کے آداب احکام۔ آثار
اصطلاح حسنات۔ سیئات۔ اذکار۔ اشغال۔ افکار۔ اسرار سے مستفیض ہو کر جملہ
اسناد اور اوراد تبرکات مکتوبات مفاوضات معنونہ حضرات پیران عظام
سلاسل مذکورہ بالا کے حاصل کر کے مسند امامت اور ارشاد پر ساتھ مناصب
اور مراتب شہنشاہی ولایت کیفیات باطن کے بادہ نوش تجلیات ذاتی کے رہنا

فقیر مؤلف کتاب ہذا تعمیل اس حکم کی کر کے شرف امامت اور ارشاد سے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ میں ممتاز ہوا اور چند طالبان خدا کو شرف خلافت سے ممتاز کیا جن کے نام ذیل میں مرقوم ہیں اور بتاریخ سترھویں ماہ ربیع الآخر ۱۲۸۰ھ ہجری میں بروز جمعہ عصر کے حضرت مرشد برحق ہادی مطلق پیر دستگیر روشن ضمیر شاہ محمد امیر شاہ صاحب قطب الارشاد صاحب حق رحمۃ اللہ علیہ نے تکمیل بیعت خلافت اور اجازت اور حوالت و امامت اور ارشاد کلی مجددی سے خاندان صابریہ چشتیہ و قادریہ اور جمیع سلاسل ایک سو پچیس واسطوں مذکورہ بالا میں مشرف فرما کر کلاہ اپنی اوڑھائی اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنایا اور خلافت نامہ مع جملہ خلافت نامجات اور تبرکات ملبوسات وغیرہ اور دیگر اشیاء ہر قسم اور مکتوبات نصاب اور اجازت تلاوت دعاء سیف اللہ حرز یمانی شریف سلطان الاوراد بترکیب انیس قسم اعنی روحی قیومی غوثی معنوی لکھنوی حیدری لاہوتی۔ ہاہوتی۔ ناسوتی صابری۔ قادری۔ نقشبندی۔ قدوسی۔ نظامی نارنولی۔ سہروردی۔ عملی۔ اور ادی۔ جلالی۔ دجمالی۔ غوثی۔ اقطابی۔ نصیری۔ اور دیگر اوراد منضبطہ اپنے اور حضرات پیران عظام جملہ سلاسل کے مرحمت فرما کر تعلیم کیفیت باطنی سے بمراتب شہنشاہی ولایت کے بہرہ مند فرمایا اور اپنی ذرہ نوازی اور مکرمت کریمی سے اس حقیر بے توقیر کشف بردار کو عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت علو العزم والمرتبہ مثل اپنے فرما دیا ذرہ کو آفتاب بنا دیا۔ دوہا۔

حسن امیر کے واریاں اور پل میں نتو ستو بار
کاگہ سے ہنسا کیا اور گرت نہ لاگی بار

احوال خلفائے فقیر شاہ محمد حسن صابری چشتی قدوسی حنفی مؤلف کتاب حقیقت گلزار صابری

حضرات پیران عظام ذوالمجد والاحترام وعلی الخصوص اپنے مرشد برحق ہادی مطلق رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ نے جو نسبت فقیر مؤلف کتاب ہذا کی پیش خبریاں فرمائی تھیں کہ فقیر سے علاوہ تجدید احکام باطنی اور تالیف تاریخ آئینہ تصوف اور اشاعت احوال حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے ارشاد عظیم بھی جاری ہوگا اور جس طرح چار پیروں سے چودہ خانوادوں سے کثیر سلاسل جاری ہوئے، اسی طرح تجھ سے بہت سے خلفاء اور خلفاء سے کثیر التعداد سلسلے جاری ہوں گے۔ الحمدللہ علیٰ احسانہٖ کہ بہ برکت اُن پیش خبریوں کے فیضان احمدیہ کثیر جاری ہوا۔ اور فقیر کی صورت سے کہ نہیں ہے فقیر کی صورت اسی بے صورت کی یہ صورت ہے۔ بطفیل کفش برداری اپنے ہادی برحق کے تخمیناً ایک لاکھ مریدان شہر اور بیرون جات کے ممالک ہندوستان وافغانستان وترکستان وبخارا وایران وبغداد شریف وکربلائے معلیٰ ونجف اشرف وبیت المقدس ومکہ معظمہ ومدینہ منورہ ومصر وقسطنطنیہ واندلس وغیرہ کے علاوہ ۱۲۲۹ھ ہجری سے آخر ماہ رجب المرجب ۱۳۰۴ھ ہجری تک جس قدر خلفاء مرد وعورت وجن صاحب مجاز مرفوع الاجازت ایک سو اکتیس (۱۳۱) سلاسل میں بکیفیات مختلف ہوئے۔ ان کی تعداد ایک سو پندرہ (۱۱۵) ہے۔ ان میں اکثر خلفائے صاحب خلافت مع لوازم خلافت مقررہ وقاری دعا سیف اللہ حرز مرتضوی شریف سلطان الاوراد باجازت قرأت مختلفہ ہیں۔ اور ان سے خاص شہر رام پور اور ممالک مذکورہ میں ترقی تمام طریقہ ارشاد تعلیم جاری ہے حتیٰ کہ خلفائے فقیر سے بھی طالبان خلافت مرتبہ خلافت کو پہنچے ہیں۔ اور اُن سے ارشاد جاری ہے۔ اور بعض خلفاء فقیر صرف

لہ اس طبیب وغریب تاریخ آئینہ تصوف کا بیان تقریظ اوّل میں درج ہے ۱۲۔

صاحب مجاز ہیں۔ اور اکثر خلفاء فقیر طالبانِ حق گیارہ قسم کی بیعت سے مشرف ہو چکے ہیں اور ان کو ہر ہر مرتبہ کی بیعتوں کے آداب، احکام، آثار، اصطلاح، حسنات، سیئات، اذکار اشغال، افکار، اسرار سے مطلع کرا کر معائنہ کرا دیا گیا ہے، جس کے نتیجہ میں بانفضال حضرت ہادی مطلق بعضوں کو فنائے احدیت بعضوں کو فنائے وحدت، بعضوں کو فنائے واحدیت بعضوں کو فنائے الوہیت، بعضوں کو فنائے ربوبیت، بعضوں کو فنائے انانیت، بعضوں کو فنائے اثنانیت، بعضوں کو فنائے عبدیت خاص کے مراتب حاصل ہو گئے ہیں اور توحید وجودی مع حفظ مراتب اور توحید شہودی خود ساختہ صورت روحانی باطنی اور حقیقت معنوی ظاہری و باطنی الوان و تلوین سے تشبیہ بالذات و تنزیہہ بالصفات اور بعضوں کو تنزیہہ بالذات اور تشبیہ بالصفات، اور بعضوں کو تجلی آثار صفاتی اور بعضوں کو آثار ذاتی کا معائنہ کرا کر تشبیہ ساطعہ و تنزیہہ لامعہ مع گیارہ قسم کے انوار ولایت ذاتی و صفاتی اصلی یعنی ظلی پر قائم النار یا نور کر دیا ہے اور نہیں کیا ہے فقیر نے مگر وما توفیقی الا باللہ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم اور اسی مضمون کا ایک دوہا بھی فقیر نے کہا۔ ؎

جو کچھ کری سو تیں کری اور میں کچھ کیتی ناہیں
میں نے بھی جب ہی کری کہ جب تو اوگھٹ کے مائیں

اب یہاں سے صرف اسماء خلفاء لکھے جاتے ہیں، باقی ہر ایک طالب خدا کی کیفیت کہ جو جس فیض باطنی سے شرف یاب خلافت ہوا ہے فقیر کے مکتوب لقاب احدیت الواحدیت اور تاریخ آئینہ تصوف مؤلفہ فقیر اور تفسیر اسرار محمدی شرح حروف مقطعات تصنیف فقیر میں مفصل قلم بند ہے۔

اسمائے خلفائے فقیر جو ہنگام سفر ممالک عرب و عجم فقیر سے فیض یاب ہوئے

خلفائے خاندان حنفیہ یعنی منسوب حضرت محمد حنیف صاحب فرزند حضرت علی کرم اللہ وجہہ (۱) شاہ عبدالمجید خراسانی (۲) شاہ عبدالغفار قندھاری (۳) شاہ عبدالغنی بخاری (۴) شاہ عبداللہ مشہدی (۵) مولوی اکرم خان کرنشکی (۶) مولوی نورالدین طبرستانی (۷) مولوی قدرت اللہ بغدادی (۸) مولوی محمد شفیع بصری (۹) مولوی محمد گلباز شاہ ایرانی (۱۰) شاہ بھیو عثمان ثمرقندی (۱۱) احمد حیدر شاہ کوفی۔

خلفائے طریقہ نقشبندیہ دس ۱۰ (۱۲) ملا عجب شاہ کابلی (۱۳) سردار ملا عمر خان کابلی (۱۴) ملا ملوک شاہ کابلی اولاد ملا رحم داد بابا (۱۵) ملا احمد گل بندیکھنڈی (۱۶) ملا کلو شاہ باجوڑی (۱۷) ملا گل داد شاہ کابلی اولاد حضرت شاہ عمر صاحب (۱۸) ملا ایوب شاہ کابلی اولاد پیر بودلہ بابا (۱۹) اخون یوسف خان بخاری (۲۰) اخون یار احمد شاہ بلخی (۲۱) اخون مراد خان بادری ضلع ولایت طوس اولاد سید الطائفہ شیخ الشیوخ ابوالقاسم جنید بغدادی۔

خلفائے خاندان جبّاریہ دس ۱۰ (۲۲) نور احمد شاہ خان رومی (۲۳) نورالحق مغل جاں رومی (۲۴) زوج سبحان خان رومی (۲۵) کیوان مغل جاں رومی (۲۶) نامور مغل جاں رومی (۲۷) کوک خاں رومی (۲۸) جوز مغل جاں رومی (۲۹) عنایت اللہ شاہ بدخشانی (۳۰) مرزا سبحان شاہ بدخشانی (۳۱) میرا احمد مغل شاہ بدخشانی۔

خلفائے طریقہ مداریہ دس ۱۰ (۳۲) حزب اللہ شاہ کوفی (۳۳) ماطوم مغل جاں شامی (۳۴) نادر احمد شاہ شامی (۳۵) نقیر

قدرت اللہ شاہ شامی (۳۶) ظہرت مرزا شامی (۳۷) شیوان شاہ شامی (۳۸) حریم کریم شامی (۳۹) یوسف سلیمان دمشقی (۴۰) یونس خوباز دمشقی (۴۱) یورس عثمان دمشقی۔

خلفائے سلسلۂ حنفی یعنی منسوب بہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کوفی سراج امت باجازت کلام اللہ شریف و احادیث (۴۲) مولوی عمر شاہ قندھاری (۴۳) مولوی سبحان قندھاری (۴۴) مولوی احمد قندھاری (۴۵) مولوی اسمٰعیل قندھاری (۴۶) مولوی نیاز شاہ بخاری (۴۷) مولوی اسحاق دہلوی (۴۸) مولینا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۴۹) مولوی عنایت علی دہلوی (۵۰) مولوی ہدایت علی دہلوی (۵۱) مولوی غنو شاہ ہراتی (۵۲) مولوی قدرت اللہ پوربی (۵۳) مولوی فضل حق پنجابی (۵۴) مولوی حمد اللہ شاہ حیدرآباد سندھی (۵۵) مولوی اکبر شاہ پشاوری (۵۶) مولوی عبداللہ پشاوری (۵۷) مولوی نیاز احمد شاہ پشاوری (۵۸) مولوی اکرم خاں کشمیری (۵۹) مولوی غلام احمد کشمیری (۶۰) مولوی عباد اللہ کابلی (۶۱) مولوی خدا یار خان لمبنی۔

خلفائے خاندان سہروردیہ
(۶۲) شیخ احمد علی بمبرت پوری
(۶۳) میاں محبت علی برہان پوری

خلفائے خاندان قادریہ (۶۴) شیخ محمود جے پوری (۶۵) سیف اللہ خان بدایونی (۶۶) اور منور شاہ شاہجہانپوری خلیفہ سلاسل نظامیہ چشتیہ اور قادریہ ہیں اور (۶۷) عزت علی شاہ ٹیلی خلیفہ سلاسل قادریہ اور سہروردیہ اور (۶۸) سدا سہاگ۔

اسمائے خلفاء جو بعد داخل ہونے فقیر کے بیچ سلسلہ عالیہ صابریہ کے خلافت سے کامیاب ہوئے

(۶۹) شیخ عثمان اجمیری کو خاندان صابریہ چشتیہ اور نظامیہ چشتیہ میں (۷۰) اور شاہ شفیع اکرم کشمیری کو سلاسل سہ گانہ چشتیہ موصوفہ اور قادریہ اور نقشبندیہ اور سہروردیہ (۷۱) اور سلطان شاہ خان احمد آبادی کو سلاسل صابریہ۔ قادریہ، نقشبندیہ میں (۷۲) اور غلام شاہ مراد نگری کو خاندان عالیہ صابریہ چشتیہ میں (۷۳) اور اعظم الدین شاہ کانگڑ طھوی کو سلسلہ صابریہ چشتیہ میں (۷۴) اور غلام حیدر شاہ عجب پوری کو سلاسل صابریہ چشتیہ اور نقشبندیہ میں (۷۵) اور نیاز احمد شاہ خادم درگاہ عرش پناہ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو سلاسل صابریہ اور نظامیہ اور قادریہ اور نقشبندیہ میں مع اجازت حرز یمانی شریف کے ممتاز خلافت و ماذونی مرفوع کیا۔ مگر چند عرصہ سے اس طالب نے تلاوت ورد موصوفہ ترک کر دی ہے۔

اسمائے خلفائے فقیر جو فقیر کی حصول کیفیت خلافت کلی مجددی علوالعزمی شہنشاہی ولایت کے بعد بعطائے مراتب مرفوعی لوازمہ خلافت سے فیضیاب کیفیت بلطن ہوئے

(۶) شاہ محمد یوسف حسن نے سلاسل ہر دو چشتیہ یعنی صابریہ اور نظامیہ اور ہر دو قادریہ رزاقیہ و منوریہ و قلندریہ و سہروردیہ و نقشبندیہ و ہر دو سلاسل روح جذبیہ وہبیہ و حنفیہ رشیدیہ میں باجازت ہائے قرآن مجید و حرز یمانی شریف صابریہ و نار نولیہ و غوثی و قطبی شرف پایا۔ اور اشغال برزخ و نوری اور تلاوت اسم اعظم و دیگر تعلیمات سے مستفیض کیا گیا۔

(۷) شاہ محمد فاروق حسن جمیع سلاسل صابریہ نظامیہ قادریہ قلندریہ سہروردیہ نقشبندیہ اویسیہ گرگامیہ و ہر دو سلسلہ حنفیہ رشیدیہ و روح جذبیہ وہبیہ میں باجازت تلاوت دعائے سیف اللہ حرز مرتضوی شریف سلطان الاذکار جمالی و جلالی و غوثی و قطبی و اویسی و نار نولی و قرآن مجید و دلائل الخیرات و دعائے نور و دعائے نبوی و قصیدہ مضرد وغیرہ اشغال برزخ و ملکوتی و خفی و روحی سے ممتاز ہوا۔ اور اسم اعظم اور دیگر تعلیم باطنی سے کامیاب کیا۔

(۸) شاہ محمد رفیق حسن کل سلاسل صابریہ نظامیہ قادریہ قلندریہ سہروردیہ نقشبندیہ اویسیہ گرگامیہ و حنفیہ رشیدیہ و روح جذبیہ میں بعطائے اجازت ورد شریف صمصام اللہ جمالی و جلالی غوثی قطبی و قرآن مجید و دعائے نبوی و دعائے نوری

وقصیدہ معزو واشغال ملکوتی وشغل خفی نظامی وتعلیم باطنی بتصرف وہب محبوبی کے ممتاز حقیقت کیا گیا۔

(۷۹) شاہ احمد حسن فقیر زادہ اوّل ہر ایک سلاسل صابریہ نظامیہ قادریہ قلندریہ سہروردیہ نقشبندیہ وغیرہ مذکورہ بالا میں مع کیفیت سلاسل حنفیہ جذبیہ وغیرہ واجازت دعائے سیف اللہ سلطان الاذکار اور جمالی وجلالی نارنولی وغوثیہ قطبیہ وقرآن مجید ودعائے نور و قصیدہ وغیرہ سے کامیاب ہوا۔ اور دیگر اوراد جمالی وجلالی واشغال ملکوتی ولوزی وبرزخ وتعلیم باطنی واسم اعظم سے مالا مال کیا گیا۔

یہ چاروں طالبان حق اور واصلین مرشد نسبتی روح فقیر مؤلف کتاب ہذا کے مرتبہ ارواح طے کر چکے اور ہر چہار سیر تمام ہونے والی ہیں کیفیت ان کی سلوک بالجذب ہے اور خانہ حنفیہ میں داخل ہو کر کیفیت روح جذبیہ وصفات کشف کونی شروع ہوئی ہے عروج ونزول ان کے زیر پا ہے۔ اور قبض وبسط کا یہ سلطنت رکھتے ہیں فقط۔

(۸۰) مولانا شاہ عابد حسن فقیر زادہ دوم اور عالم جمیع علوم معقول ومنقول ہے اور سلاسل ۱
صابریہ اور نظامیہ اور قادریہ وسہروردیہ ونقشبندیہ میں بعطائے اجازت حرز یمانی شریف وتلاوت قرآن مجید واسم اعظم واشغال برزخ ولوزی میں کامیاب ہوا۔

(۸۱) مولوی شاہ محمد عارف حسن فقیر زادہ سوم سلاسل صابریہ اور نظامیہ وقادریہ ۲
وسہروردیہ نقشبندیہ میں بعطائے اجازت قرآن مجید اور حرز یمانی شریف ودعائے نبوی شریف واشغال برزخ ولوزی واسم اعظم ممتاز ہوا۔

(۸۲) سید نجف علی شاہ پیر ومرشد نواب صاحب بہادر والئی رام پور سلاسل صابریہ ۳
ونظامیہ وقادریہ وسہروردیہ میں بعطائے اجازت خاتم سیف اللہ ودعائے حیدری شریف واسم اعظم واشغال برزخ ولوزی مشرف ہوا۔

(۸۳) مولوی محمد قاسم علی شاہ قاسم بدایونی سلاسل صابریہ اور نظامیہ وقادریہ ۴
وسہروردیہ میں بعطائے اجازت حرز مرتضوی شریف وقرآن مجید ودلائل الخیرات وعائے نبوی ودعائے حیدری شریف ودعائے نبوی شریف وشغل نوری وبرزخ واسم اعظم

مفتخر کیا گیا۔

(۸۵) مولانا حاجی سید شاہ محمد عاشق علی محدث بریلوی سلاسل صابریہ اور نظامیہ ۶
وقادریہ ونقشبندیہ وسہروردیہ میں بعطائے حرز یمانی شریف صابریہ اور غوثی معنویہ اور درود شریف غوثیہ مستفیض ہوا۔

(۸۶) مولوی شاہ غلام غوث تشبیہی سلاسل صابریہ اور نظامیہ وقادریہ اور سہروردیہ میں بعطائے اجازت قرآن مجید وحاشیہ دعائے نبوی شریف وشغل نوری وبرزخ واسم اعظم کامیاب ہوا۔

(۸۷) شاہ منور علی سلاسل صابریہ ونظامیہ وقادریہ ونقشبندیہ سہروردیہ میں بعطائے اجازت قرآن مجید ~~درود شریف اولیہ وشغل~~ برزخ وشغل نوری واسم ذات واسم اعظم کے بہرہ مند ہوا۔

(۸۸) شاہ محبوب حسن عرف محمد بخش کو سلاسل صابریہ ونظامیہ وقادریہ وسہروردیہ نقشبندیہ میں بعطائے اجازت حرز یمانی شریف صابریہ نارنولیہ غوثیہ معنویہ وقرآن مجید ودعائے شفا ودعائے نبوی ودعائے نوری وشغل نوری وبرزخ واسم اعظم فیض یاب ہوا۔

(۸۹) کلن شاہ سلاسل صابریہ نظامیہ قادریہ قلندریہ سہروردیہ نقشبندیہ میں بعطائے اجازت حرز یمانی شریف وقرآن مجید ودعائے نبوی ودعائے نوری وشغل نوری وبرزخ واسم اعظم کے ممتاز باطن ہوا۔

(۹۰) شاہ حسن آزاد سلاسل صابریہ وقادریہ میں بتعلیم حنفیہ جلیلہ کشف کونی وصوری مستفاد باطن ہوا۔

(۹۱) امیر اللہ شاہ آزاد سلاسل صابریہ وقادریہ وقلندریہ ورسول شاہی میں بعطائے اجازت اسم اعظم وشغل برزخ وتعلیم حنفیہ جلالیہ کے مفتخر ہوا۔

(۹۲) شاہ محمد حسین پاک پٹنی اولاد حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ مؤلف کتاب گلزار فریدی کو سلاسل صابریہ اور نظامیہ وقادریہ ونقشبندیہ وسہروردیہ میں بعطائے اجازت

قرآن مجید و دعائے حیدری شریف و حاشیہ دعائے نبوی شریف و اسمائے اصحاب کہف و شغل نوری و شغل برزخ کے کامیاب باطن ہوئے۔

(۹۳) شاہ محمد فخر الدین اولاد حضرت شاہ نور الدین قطب عالم پنڈوی کو سلاسل صابریہ نظامیہ قادریہ مداریہ شطاریہ اویسیہ میں بعطائے اجازت حرز یمانی شریف صابری و نار نوری و قرآن مجید و اوراد فتحیہ و قصیدہ بردہ و قصیدہ غوثیہ و قصیدہ مضر و دعائے شفاء و ترکیب اسمائے اصحاب کہف و تعلیم حنفیہ جلالیہ و شغل نوری و برزخ کے مستفیض کیفیت باطن کیا۔

اور یہ چودہ خلفاء مثل فقیر مؤلف کتاب ہیں۔ بعضمن نفسی و روح ذجاجی و منقلب روح سراجی کے ہیں۔ اور بعضے طالبان خدا ان میں ایسے ہیں کہ عروج کر گئے ہیں اور بعضے بمرتبہ اوسط خروج کر گئے ہیں۔ اور بعضے سوم مرتبے میں شروع ہو کر ملہم ہو گئے ہیں۔ اور بعضے ہفتم مرتبے کشف صور روح جذبہ صفات کشف کونی کے مؤثر ہیں۔ اور بعضے مؤثر بالزوال ہیں۔ اور بعضے مؤثر بارواح ہیں۔ اور بعضے مؤثر حقیقت مرشدی آگاہ ہیں اور بعضے بیچ رضاء تسلیم کے آئے ہیں اور بعضے مجاہدین نفس ملہم کے ہیں اور بعضے کھولنے والے مطمئنہ کے ہیں اور بعضے بلندی پکڑنے والے حقیقت ذات کے ہیں۔ اور بعضے حقیقت ساذج میں مبتلا ہیں فقط۔

۱ (۹۴) مولوی سید شاہ محمد یعقوب علی نوری سلاسل صابریہ نظامیہ قادریہ سہروردیہ و ہر سہ گرگامیہ قریشیہ میں بعطائے اجازت حرز یمانی شریف و قرآن مجید و دلائل الخیرات و اوراد فتحیہ و دعائے نبوی شریف و شغل نوری و برزخ کے مستفیض کئے گئے۔

۲ (۹۵) مولوی سید شبیر علی شاہ خلف مولوی کافی مرادآبادی سلاسل صابریہ و نظامیہ و قادریہ میں بعطائے اجازت دعائے حیدری شریف و ورد اویسیہ و اسم اعظم کامیاب ہوا۔

(۹۶) حافظ محمد انور شاہ سلاسل صابریہ و قادریہ میں بعطائے اجازت قرآن مجید ۳
و دلائل الخیرات و اوراد فتحیہ و دعائے نبوی و درود اویسیہ و چشتیہ کے ممتاز ہوا۔

(۹۷) گمن شاہ سلاسل صابریہ اور قادریہ میں بعطائے اجازت صمصام اللہ ۴
جلالی و تعلیم حنفیہ جلالیہ و اسم اعظم و برزخ کے فیض یاب ہوا۔

(۹۸) محمد علی حسین شاہ سلاسل صابریہ و قادریہ و قلندریہ میں بعطائے اجازت دعائے ۵
حیدری شریف و شغل برزخ و شغل نوری و تعلیم حنفیہ جلالیہ کے رازدار کیفیت باطن
ہوا۔

(۹۹) شاہ غلام حسن عرف اسفندیار سلاسل صابریہ و نظامیہ و قادریہ و سہروردیہ ۶
و نقشبندیہ میں بعطائے اجازت حرزیمانی شریف و قرآن شریف و دعائے نبوی و
شغل برزخ و شغل نوری و اسم اعظم کے ماہر حقیقت کیا گیا۔

(۱۰۰) محمد عبدالرحمن شاہ سلاسل صابریہ اور قادریہ میں بعطائے حزب البحر و ۷
شغل نوری کامیاب ہو۔

(۱۰۱) غلام غوث شاہ سلاسل صابریہ و قادریہ و سہروردیہ و نقشبندیہ میں بعطائے ۸
حرزیمانی شریف سہروردیہ و کبرویہ اجازت قرآن مجید و شغل نوری و اسم اعظم
کے مشرف ہوا۔

(۱۰۲) مولوی محمد سلامت اللہ شاہ سلاسل صابریہ و نظامیہ و قادریہ و سہروردیہ ۹
میں بعطائے اجازت قرآن مجید سرفراز ہوا۔

(۱۰۳) مولوی محمد عبدالقادر شاہ محدث ولایتی مفتی عدالت رام پور ۱۰
صاحب مجاز مرفوع سلسلہ اجازت قرآن مجید کئے گئے۔

(۱۰۴) مولوی محمد حسین خان مہتمم اخبار دبدبہ سکندری رام پور سلاسل صابریہ ۱۱
و نظامیہ و قادریہ و سہروردیہ و نقشبندیہ میں بعطائے اجازت خاتم سیف اللہ
و ترکیب حرز مرتضوی غوثی و قطبی و دعائے حیدری شریف و حاشیہ
دعائے نبوی و اجازت قرآن مجید و شغل نوری کے مستفیض ہوئے۔

(۱۰۵) محمد علی حسین شاہ ثانی سلاسل صابریہ و نظامیہ و قادریہ و قلندریہ میں بعطائے ۱۲
اجازت خاتم دعائے سیفی و حرز غوثی و قطبی و دعائے نبوی شریف و شغل نوری
و شغل برزخ سے شرف یاب ہوا۔

(۱۰۶) سید احمد علی شاہ سلاسل صابریہ و نظامیہ و قادریہ و سہروردیہ میں بعطائے ۱۳
اجازت حرز یمانی شریف و دعائے نبوی شریف و شغل نوری و برزخ سے مشرف
ہوا۔

(۱۰۷) شاہ محمد بشیر عرف محمد نبی سلاسل صابریہ چشتیہ و قادریہ منوریہ میں بعطائے ۱۴
شغل نوری و برزخ و تعلیم حنفیہ جلالیہ سے ممتاز ہوا۔

(۱۰۸) فتح محمد شاہ سلاسل صابریہ چشتیہ و قادریہ و منوریہ میں بعطائے اجازت ۱۵
اسم اعظم مفخر ہوا۔

(۱۰۹) نذیر حسین سلاسل صابریہ و قادریہ میں بعطائے اجازت قرآن مجید و دعائے ۱۶
نبوی شریف و شغل نوری و برزخ سے مالا مال کیا گیا۔

اسمائے خلفائے عورات

(۱۱۰) کریم النساء بنت سلیمان قوم مغل مجاورہ درگاہ عرش پناہ حضرت امام موسیٰ رضا صاحب واقع مشہد مقدس سلسلہ نظامیہ چشتیہ میں۔ ۱

(۱۱۱) نور رشید بیگم قوم مغل سکنہ سمرقند سلسلہ سہروردیہ میں۔ ۲

(۱۱۲) اعجوبہ زمانی کابلی خاندان قلندریہ میں۔ ۳

(۱۱۳) ظہور النساء بیگم قوم سادات عظام خاندان نقشبندیہ میں۔ ۴

(۱۱۴) خدیجہ بیگم قوم افغان سلاسل صابریہ چشتیہ و قادریہ میں فیض یاب ۵
ہوئیں۔

اسمائے خلفائے جنات

(۱۱۵) زرقوش شمالی فاضل علوم دین سلاسل قادریہ و قلندریہ میں۔

لہ۔ ویہا الناظرین! اسماء خلفاء میں جن کے نام کے ساتھ مقام کا نام نہیں لکھا گیا ہے وہ سب خلفاء باشندۂ رام پور ہیں۔ باقی جو طالب جہاں کے باشندہ ہیں ان کے نام سے ظاہر ہوگا۔ ۱۲

(۱۱۶) اور بدر الجوشن شرقی سلاسل صابریہ و کبرویہ میں کیفیت باطن میں سے مالا مال ہوئے۔

یہ تیئیس[۲۳] طالبانِ خدا مرد و عورت و جنات خلفاء صاحب مجاز مختص کئے گئے ہیں۔ قریب ہے کہ ساتھ ایک مہینہ کے کیفیت باطنی کا منہ دیکھیں۔ اور نفس لوامہ کے جہاد کو حاصل کر کے نکل جائیں۔ اور بعض کو بچشم کشف النوم کھلا ہے۔ اور بعض طے کر گئے ہیں ملکوت کو، اور بعض کو قریب ہے کہ عالم ارواح کھل جائے اور بعض فنائے ثلاثہ رسالت یعنی فنا فی الرسول کی دولت سے عنقریب ممتاز ہوں اور بعضے کشف کونی و صفاتی خانہ حنفیہ میں آنے والے ہیں۔ اور بعضے آگاہ جبروت سے ہوئے ہیں۔ اور بعض نے طے کیا ہے مرتبہ روح زجاجی کا۔ اور بعض سراجی سے عروج کر گئے ہیں اور بعض کو یہی مرتبہ شروع ہوا ہے اور بعض خود سیر الا اللہ طے کر گئے ہیں۔ اور بعض سیر فی اللہ طے کر گئے ہیں اور پھر سیر الی اللہ میں نزول کر گئے ہیں اور بعض کو شروع مع اللہ ہو گیا ہے۔ اور بعضے سیر من اللہ میں مذاق اٹھا رہے ہیں۔ اور بعضے اپنی حقیقت کا ذوق رکھتے ہیں۔ اور بعضوں کے دلوں میں شوق وحدت پیدا ہوا ہے۔ اور بعضے عروج عقیدت شیخ طے کرتے ہیں۔ بعضے حقیقت شیخ سے وصل رکھتے ہیں بعض شغل نوری میں مشغول ہیں۔ اور بعضے برزخ صغریٰ سے داخل ہو کر برزخ کبریٰ میں موجود ہیں بعضے فراق احدیت رکھتے ہیں اور بعضے مذاق واحدیت اور بعضے وصل وحدت اور بعضے وصل واحدیت اور بعضوں کی قوت ذاتی بیچ روح کے آ گئی ہے اور بعضوں کو قوت صفاتی خاص درمیان ملکوت کے حاصل ہے جو اس سے عروج کرنے والے ہیں اور بعضوں کو بذات خود بیچ حقیقت مرشد کے قرب ہے۔ فعل کرنے پر قادر نہیں ہو سکتے ہیں۔ بعض جامع الجوامع ہیں اور بعضے ساذج روحی اور بعضے نفس لطیف اور بعضے نفس نفیس ہیں۔ فقط۔

ابیات دعائیہ تصنیف فقیر مؤلف کتاب ہذا

یا الٰہی یہ خلیفے نامور — تیری درگاہ میں قبول ہوں زود تر
اور مے عرفان سے یہ سرمست ہوں — مستی کیف اُلست سے مست ہوں
نفس اور شیطان سے ہوئے انکو نجات — صورت شیخ اجل ہے ان کے سات
وصل ہے ان کو حقیقت سے مدام — صورت ہادی سے رہتے ہم کلام
ہر خلیفہ سے جاری سلسلے — تا قیامت رہویں باقی سلسلے
ہر خلیفہ بلکہ میرا ہر مرید — از جناب پاک مخدوم فرید
مایہ عرفان سے ہے فیضیاب — دولت دیدار سے ہے کامیاب
تو انہیں ذرہ سے کر دے آفتاب — عشق میں اپنے تو رکھ عالیجناب
یا امیر دو جہاں الطاف کی — ہو نظر ان پر کرم اعطاف کی
دین و دنیا میں تو ان کو شاد رکھ — رشد اور ارشاد سے آباد رکھ

کیفیت اپنے خلیفوں کی تمام
حسن صابر لکھ چکا بس لا کلام

احوال حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی شہنشاہِ
ہند الولی شفاعتِ امر کے ہندوستان میں رونق افروز
ہونے کا۔ اور دین محمدی کی ترقی اور مدد دینے کا۔ اور تمام
ممالکِ عجم میں سلسلہ چشتیہ کے بٹھانے کا۔ اور حکام باطنی کے
طرزِ حکمرانی کا اور اس میں ضرب المثل عزل و نصب شاہانِ
دہلی کا بیان کہ جس نے حضرات خواجگانِ چشت کی اطاعت
و فرمانبرداری کی وہ سرسبز و شاداب رہا اور جو اس خاندان
چشتیہ عالیہ سے منحرف ہوا اس کا سر توڑا گیا اور دین
دنیا میں خراب ہوا

حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شفاعتِ
امر صاحب مکتوب نطاب احدیت المعارف اور حضرت قطب الاقطاب
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اولین الارواح صاحب مکتوب نطاب قربت
الوحدت، اور حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین
قطب عالم اغیاثِ ہند مکتوب نطاب سر العبودیت، اور حضرت بادشاہ دو جہاں

مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء صاحب مکتوب نطاب تصحیف بیان صابری، اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات صاحب مکتوب نطاب فردوس الوجوب اور حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث صاحب مکتوب نطاب اسرار القرشی اور حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب ردولوی زندانی پیر صاحب مکتوب نطاب منہاج الواجدین۔ اور حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق بطن ولایت صاحب نطاب نطاب عروج وحدت۔ اور حضرت شاہ شیخ محمد عجب انور محمد کمال الدین جیو صاحب مکتوب نطاب فنا الواجب اور حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبد القدوس گنگوہی دستگیر سلطان التارکین صاحب مکتوب نطاب تحفۃ الوحدت اور حضرت شاہ جلال الدین تھانیسری صاحب مکتوب نطاب امانت الواحدیت اور حضرت شاہ نظام الدین بلخی صاحب مکتوب نطاب عجائب القبور، اور حضرت شاہ ابو سعید گنگوہی صاحب مکتوب نطاب تحالف الکوثر۔ اور حضرت شاہ محمد صادق گنگوہی صاحب مکتوب نطاب سجود الوہاب، اور حضرت شاہ داؤد گنگوہی صاحب مکتوب نطاب شوق الکثیر اور حضرت شاہ ابو المعالی صاحب مکتوب نطاب نعمت الحق حضرت میراں سید شاہ بھیک صاحب مکتوب ظہور الوجود، اور حضرت شاہ عنایت جیو صاحب مکتوب نطاب کشف المعالی، اور حضرت شاہ عبد الکریم شاہ صاحب قطب الدارین عرف ملا فقیر اخون صاحب جی صاحب مکتوب نطاب حب الوجود اور حضرت میاں غلام شاہ صاحب مکتوب نطاب ہویدۃ الوجود، اور حضرت پیر دستگیر روشن ضمیر جناب شاہ محمد امیر صاحب قطب الارشاد صاحب حق صاحب مکتوب نطاب احدیت الاسرار۔

اسمائے مکتوبات حضرات خواجگان صابریہ چشتیہ

اور فقیر شاہ محمد حسن صابری چشتی قدوسی حنفی مؤلف کتاب ہذا صاحب مکتوب نطاب واحدیت الاحدیت اور

حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی قطاب دہلی صاحب مکتوب
مقناطیس الوحدت، اور حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی صاحب مکتوب نطاب
حقیقت البحر، اور حضرت شیخ محمد سعدی صاحب مکتوب نطاب قدوح قدوس
اور حضرت شیخ اختیار الدین صاحب مکتوب نطاب صوت القریب اور حضرت سید
سالار مست صاحب مکتوب نطاب جاذبہ ہو حق۔ اور حضرت حسن سرمست صاحب
مکتوب نطاب مضمن الوجوب۔ اور حضرت شیخ اسمٰعیل صاحب مکتوب نطاب
سکر العروب۔ اور حضرت خواجہ خانون علا انکوری صاحب مکتوب نطاب بدیع الفقر
اور شیخ نظام الدین عمر نارنولی صاحب مکتوب نطاب رمز الواجب اور حضرت
شیخ قطب الدین صاحب مکتوب زمرہ حقیقت اور حضرت محمد فرخ شاہ
صاحب مکتوب نطاب مسرور الواقف اور حضرت محمد عاشق صاحب مکتوب نطاب
حقیقت عشرت۔ اور حضرت محمد صادق صاحب مکتوب نطاب واحد العرش اور

حضرت خواجہ محمد عبد الباقی صاحب مکتوب نطاب نثار البارغ اور حضرت شاہ
ابو الفتح صاحب مکتوب نطاب برہان المحبوب متفق اللفظ والمعنی اترقیم فرماتے ہیں
کہ ہنگام ورود بغداد شریف حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ
ہند الولی کو الہام ہوا کہ معین الدین! ہندوستان کو جاؤ مگر قبل جانے ہندوستان کے
مدینہ شریف حاضر ہونا۔ حضرت خواجہ غریب نواز بموجب حکم الہام باطن بغداد
شریف سے عازم مدینہ منورہ ہوئے۔ اسم اعظم چشتیہ تلاوت فرماتے ہوئے۔ دوسری
محرم ۵۷۰ھ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت مغرب کے مدینہ شریف میں داخل ہوئے تیسری
محرم سن مذکور کو بروز سہ شنبہ وقت نصف شب کے عالم ارواح میں حضرت
شہنشاہ دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت خواجہ غریب کو ایک انار
شیریں مرحمت فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ معین الدین! تو اس انار شیریں کو کھالے۔ اس کے
کھانے کی برکت سے از روئے باطن ہفت اقلیم تیری مطیع و فرمانبردار رہیں گے
اور ولایت ہند میں تو جاکر اسلام کو ترقی دے گا۔ اور دین محمدی کی مدد کرے گا

اور طریقت میری کو جاری کرے گا۔ کیوں کہ زندہ کیا ہے دین میرے کو محی الدین نے
اور مدد دے گا دین میرے کو معین الدین ہندالولی۔

حضرت خواجہ غریب نواز کا ہندوستان میں داخل ہونا

حضرت خواجہ غریب نواز یہ حکم پاکر بعد تکمیل مراتب حضرت قطب الاقطاب
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو ہمراہ لے کر براہ خشکی اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے اور
سیاحت فرماتے ہوئے عازم ہندوستان ہوئے۔ اور تاریخ ستائیسویں ماہ محرم
۵۷۱ھ ہجری کو بروز جمعہ وقت اشراق کے حضرت خواجہ غریب نواز مع خواجہ قطب
صاحب کے سیالکوٹ واقع ہندوستان میں رونق افروز ہوئے۔ اور حضرت خواجہ غریب نواز
نے حضرت خواجہ قطب الدین صاحب کو امر کیا کہ قطب الدین بابا تم صرف ہمت کر
کے معرفت فخر الدین شہاب النور ابدال درجہ اوّل کے حضرت عبدالواسع صاحب
سردار حنفیہ کو طلب کرو۔ حضرت خواجہ قطب صاحب نے فی الفور امر مذکور کی تعمیل
کی۔ اور سردار حنفیہ مذکور نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت میری نسبت کیا ارشاد ہے
حضرت خواجہ غریب نواز نے فرمایا کہ تم حضرت عبدالرشید صاحب اور حضرت عبدالجلیل
صاحب صاحبزادگان حضرت محمد حنیف صاحب سردار ہر دو خاندان روحِ جذبیہ
وصفات کشف کونی وہبیہ کو خبر کر دو کہ معین الدین دین محمدی کی ترقی و اعانت
کو ہندوستان میں آیا ہے آپ بھی از روئے باطن ترقی دین محمدی پر کمر باندھیں
اور بذریعہ تمام ہندوستان کے رقبا اور نجبا و ابدال و اقطاب اور حضرات رجال
الغیب کو حکم پہنچا دو۔ اُسی وقت سردار حنفیہ نے ہر دو امر کی تعمیل کی اور بذریعہ ابدال
کے احکام جاری کر دیئے۔ سات روز کے عرصہ میں تین لاکھ ساٹھ ہزار ایک سو پچھتر
اہل خدمت باطنی حضرت خواجہ غریب نواز کے پاس حاضر ہو کر فیضیاب قوت
باطن ہوئے چونکہ اُس وقت اہلِ خدمت باطنی مذکور علاوہ رجال الغیب کے قوم

جنات ہوائی سے تھے حضرت خواجہ غریب نواز نے ان کو امر کیا کہ تم سب عرب کو جاؤ اور آج سے تمہاری جگہ عجم میں خدمات باطنی پر انسان مقرر ہوں گے۔ اہل خدمت باطنی مذکور اسی وقت روانہ جانب عرب ہو گئے۔ اور سردار حفیہ مذکورہ کو حضرت خواجہ غریب نواز نے امر کیا کہ تم خود بغداد شریف کو جا کر اعلیٰ سردار حفیہ عرب کو یہ حکم پہنچا دو کہ اہل خدمت باطنی مذکور قوم جنات ہوائی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ آپ ان کو امانت شاہ بادشاہ قوم جنات کے سپرد کر دیں اور کہہ دیں کہ آئندہ سے یہ جنات ہرگز ہرگز ہندوستان میں نہ آنے پائیں اور اگر اتفاقاً کوئی آیا تو فی الفور جلا دیا جائے گا۔

سردار حفیہ مذکور نے بموجب حکم حضرت خواجہ غریب نواز اکیس روز میں جنات وغیرہ کا بندوبست کر دیا اور حضرت خواجہ غریب نواز کو اطلاع دی، زان بعد حضرت خواجہ غریب نواز نے سردار حفیہ مذکور کو امر کیا کہ اب ہندوستان میں اہل خدمت باطنی انسان مقرر کر دو۔ جن کی نسبت حضرت شہنشاہ دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا حکم نافذ ہو چکا ہے۔ سردار حفیہ نے فی الفور اس حکم کی تعمیل کی اور بموجب احکام باطنی حضرات اہل خدمت ہر شہر و دیار و مواضعات و افواج اندر حدود ممالک عجم میں بعرصہ گیارہ پہر کے متعین کر دیئے۔ پھر حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے برائے تکمیل و ہدایت اسلام عوام الناس کے توجہ فرمائی۔ چنانچہ تاریخ ۱۳ صفر ۵۷۱ھ ہجری تک خاص شہر سیالکوٹ میں سترہ سو آدمی مشرف باسلام ہوئے اور آپ کے ورود مسعود کی خبر فرحت اثر ہر چہار طرف شہرت پذیر ہوئی کہ ایک بزرگ پاک صورت نیک سیرت عرب سے ہندوستان میں تشریف لائے ہیں۔ جو ان کی صورت مقدس کو دیکھتا ہے فی الفور مسلمان ہو جاتا ہے۔

حضرت خواجہ غریب نواز کا قلات میں تشریف لانا

بعدہٗ تاریخ سترہویں ماہ رجب ۵۷۲ھ ہجری کو بروز دوشنبہ حضرت خواجہ غریب نواز

سیالکوٹ سے قلات میں تشریف لائے اور آپ کے فیض و ہدایت و ارشاد سے قلات کے انیس سو ستر ۱۹۷۰ سڑسٹھ آدمیوں نے شرف اسلام قبول کیا۔ پھر حضرت خواجہ غریب نواز نے قلات سے پشاور کو مراجعت فرمائی۔ تاریخ سولھویں ماہ شوال ۵۷۳ھ ہجری کو بروز جمعہ حضرت خواجہ غریب نواز نے پشاور میں نزول رحمت فرمایا اور بعرصہ چند وہاں دو ہزار سات سو پچانوے مسلمان ہوئے۔ ان ایام میں سلطان معز الدین محمد سام غوری رائے پتھورا سے مصروف جنگ تھا۔

حضرت خواجہ غریب نواز کا آمیر میں تشریف لانا اور حضرت خواجہ قطب صاحب کو خلافت دینا

تاریخ سترہویں ماہ محرم ۵۷۴ھ ہجری کو بروز سہ شنبہ حضرت خواجہ نواز شہنشاہ ہند الولی آمیر میں داخل ہوئے۔ اور بعد قیام چند ماہ کے آخر سنہ مذکور میں بحکم حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوّلین الارواح کو خلافت کلی شہنشاہی ولایت علو العزم والمرتبہ مرحمت فرما کر مثل اپنے کر دیا۔ اور گرد و نواح آمیر میں تین ہزار نو سو بائیس آدمی آپ کے دست حق پرست پر مسلمان ہوئے۔ آپ کی شہرت اور ترقی اسلام سن کر راجہ آمیر نے ایک عرضی آپ کے حضور میں بھیجی کہ حضور عالی مجھ سے کثیر التعداد روپیہ نقد اور جواہرات لے کر آمیر سے تشریف لے جائیں۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے عرضی ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ فقیر بحکم خدا ترقی اسلام کے واسطے آیا ہے تیرے روپیہ اور جواہرات کی فقیر کو کچھ پرواہ نہیں ہے، جب خدا کا حکم ہوگا۔ فقیر چلا جائے گا۔

حضرت خواجہ غریب نواز کا اجمیر شریف میں تشریف لانا

تاریخ ستائیسویں ماہ صفر ۵۷۶ھ ہجری کو بروز سہ شنبہ حضرت خواجہ غریب نواز اجمیر سے اجمیر شریف میں رونق افروز ہوئے۔ اور زیر قلعہ تارا گڑھ قیام فرمایا سادی دیو اور جے پال مسلمان ہوئے ان کے بڑے وقائع ہیں جو بوجہ طوالت قلم انداز کئے گئے بعدہٗ رائے پتھورا یعنی پرتھی راج خدمت والا میں حاضر ہوا۔ اور تعظیم تمام پیش آیا اور عرض کیا کہ حضرت عالی میرے حق میں دعائے خیر فرمادیں تاکہ میرا راج قائم رہے اور میرا دشمن بادشاہ معزالدین محمد میری ہمیشہ ہمیشہ کو فرمانبرداری کرے۔ حضرت غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ پرتھی راج اگر تو اسلام قبول کرے تو میں تیرے حق میں دعائے خیر کروں۔ اس کے جواب میں اس مردود پرتھی راج نے عرض کیا کہ حضرت اگر میرے ماں باپ آپ زندہ کردیں تو میں فی الفور آپ کا دین قبول کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ کم بخت کو اس قادر مطلق نے یہ قدرت فقیر کو عطا کی ہے کہ تیرے ماں باپ کو میں زندہ دکھا سکتا ہوں مگر انتظام الٰہی میں فرق آئے گا۔ مردوں کا زندہ ہونا حی و قیوم نے حشر کے روز منحصر فرمایا ہے۔ مگر ہاں اس قدر کہے دیتا ہوں کہ ماں باپ تیرے عذاب سخت میں گرفتار ہیں اگر تو ان کو دیکھنا چاہے کہ وہ کس حال سے معذب ہیں تو میں ارواح میں ابھی تجھ کو دکھا دوں مگر تو اسلام قبول کر اور جو تو بھی ایمان نہ لایا تو انہیں کی طرح تو بھی معذب ہوگا۔ اگر آج اسلام قبول کرے گا تو ہمیشہ ہمیشہ کو آرام پائے گا لیکن پرتھی راج نے قبول اسلام سے برابر انکار کیا حتیٰ کہ حضرت خواجہ غریب نواز نے یہ بھی فرمایا کہ اگر تو مسلمان نہ ہوا تو تجھ کو مع تیری فوج کے دلیران اسلام گرفتار کرلیں گے مگر اس مردود ازلی نے اس پر بھی قبول اسلام سے انکار کیا۔

حضرت خواجہ غریب نواز کا لاہور میں داخل ہونا

حضرت خواجہ غریب نواز اتمام حجت فرما کر بحکم باطن اجمیر شریف سے نہضت فرماتے لاہور آئے۔ تاریخ پانچویں ماہ ذی الحجہ ۵۷۰ھ ہجری کو چہار شنبہ کے دن لاہور کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک ارم بنایا۔ اور چند روز کی دعوت اسلام اور تلقین و ہدایت کے باعث پانچ لاکھ اٹھائیس ہزار سات سو مرد و زن مسلمان ہوئے۔

حضرت خواجہ قطب صاحب کا دہلی میں تشریف لانا

اور بعد ایک ماہ ستائیس روز قیام لاہور سے حضرت خواجہ غریب نواز نے بحکم باطن حضرت خواجہ قطب صاحب کو مع عزیزہ اللہ ابدال درجہ دوم اور ایک سو پچاسی سوار ان جنات کے دہلی کو روانہ فرمایا۔ حضرت خواجہ قطب صاحب اسم اعظم پشتیبہ تلاوت فرماتے ہوئے مع ہمراہیوں کے تین دن کے عرصہ میں بدولت افروز دہلی ہوئے۔ حمید الدین نامی ایک بزرگ خلیفہ طریقہ مداریہ کے مکان پر قیام فرمایا وہ بزرگ دہلی میں بطور مخفی رہا کرتے تھے۔ انہوں نے حضرت خواجہ قطب صاحب سے کہا کہ حضرت بھی یہاں پوشیدہ رہا کریں۔ اس واسطے کہ اس سرزمین پر کفار کا بہت زور ہے ایسا نہ ہو کہ کفار ہیں سے کوئی آپ کے دشمنوں کو شہید کر ڈالے۔ حضرت خواجہ قطب صاحب نے فرمایا کہ حمید الدین بابا میرے ہادی مطلق حضرت خواجہ غریب نواز شہنشاہ ہند الولی نے حکم دیا کہ ایک سال کامل اعلان شریعت اور طریقت کا ارشاد کرو۔ اور اسلام کو ترقی دو اور جو کافر سر اٹھائے اس کی سرکوبی کرو۔ میں بحکم مولائی و مرشدی ظاہر رہوں گا بلکہ تم بھی میرے ساتھ ظاہر رہو۔ یہ سن کر وہ بزرگ کمال خوش

ہوئے۔ اور حضرت خواجہ قطب صاحب بزورِ قوت باطن اعلانًا شریعت اور طریقت کا ارشاد شروع کیا۔ آپ کے فیض ہدایت سے عرصہ ایک سال میں ستائیس ہزار سات سو اٹھتر مرد و زن مسلمان ہوئے اور تین سو آدمی طریقت میں داخل ہوئے۔

حضرت خواجہ غریب نواز کا ملتان میں تشریف لانا

تاریخ بارہویں ماہ محرم ۵۷۸ھ ہجری کو بروز چہار شنبہ حضرت خواجہ غریب نواز لاہور سے ملتان میں جلوہ بخش ہوئے اور فیض ارشاد شریعت و طریقت کے باعث ملتان میں بہتر ہزار نو سو ننانوے مرد و زن مسلمان و مرید ہوئے۔ بعدہٗ حضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا حکم ہوا کہ معین الدین تم ملتان سے جلد دہلی کو روانہ ہو جاؤ اور بادشاہ قطب الدین ایبک دہلی کو چھوڑ کر چلا آیا ہے اس کو واپس لے جاؤ جب کہ حضرت خواجہ غریب نواز ملتان سے عازم دہلی ہوئے تو ۵۷۹ھ ہجری کا آخر زمانہ تھا اور ان ایام میں معز الدین محمد نے دہلی فتح کر کے سلطان قطب الدین ایبک کے سپرد کیا اور خود یورپ کو چلا گیا۔ معز الدین محمد کے عقب میں قطب الدین ایبک دہلی کو چھوڑ کر جانب غزنین روانہ ہو گیا۔ اثناء راہ میں حضرت خواجہ غریب نواز سے قدم بوس ہوا آپ قطب الدین ایبک کو اپنے ہمراہ واپس لے آئے۔

حضرت خواجہ غریب نواز کا دہلی میں تشریف لانا

تاریخ بائیسویں ماہ محرم ۵۸۰ھ ہجری کو جمعہ کے روز حضرت خواجہ غریب نواز زینت بخش دہلی ہوئے نماز جمعہ ادا فرمائی۔ حضرت خواجہ قطب صاحب باریاب حضوری ہو کر قدم بوس ہوئے۔ اور بعد طواف سجدہ تعظیمی بجا لائے اور عرض پیرا ہوئے کہ مولائے من پرتھی راج نے پھر مقابلہ کر کے قطب ایبک سے تختِ دہلی چھین لیا۔

اب پرتھی راج حکمران دہلی ہے۔ آپ سن کر خاموش ہو گئے۔ تین ماہ دہلی میں قیام فرما کر چوبیس ہزار سات سو سات آدمیوں کو مسلمان کیا۔ بعد بحکم سروری دوسری بار اجمیری شریف کو مراجعت فرمائی۔ ہنگام روانگی حضرت خواجہ غریب نواز سے معزالدین محمد سام نے کہ پورب سے واپس آکر موجود خدمت تھا عرض کیا تمہارے غلام نے عالم خواب میں معائنہ کیا تھا کہ حضرت شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں کہ معزالدین محمد بحمایت معین الدین چشتی تجھ کو ہندوستان کی سلطنت ملے گی۔ اور فرمایا کہ صورت معین الدین کی یہ ہے پہچان لے۔ چونکہ وہ رویائے صادقہ تھی لہٰذا امیدوار ہوں کہ حضور میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں کہ میں بحمایت آپ کے پرتھی راج پر غالب آؤں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں ظاہر و باطن سے تیرا معین و مددگار ہوں۔ اطمینان رکھ۔ بعون اللہ تعالیٰ تو پرتھی راج پر غالب آئے گا۔ بلکہ اس کو مع اس کی فوج کے قید کرے گا۔ یہ مژدہ فتح مندی سن کر معزالدین محمد سام نے سات طواف کئے اور تین سجدے تعظیمی بجالایا۔

حضرت خواجہ غریب نواز کا اجمیر شریف میں تشریف لانا

اور تاریخ پچیسویں[۲۵] ماہ ربیع الثانی ۵۸۰ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ وقت مغرب کے حضرت خواجہ غریب نواز نے اپنے قدوم سعادت لزوم سے اجمیر شریف کو رشک باغ جناں فرمایا۔ اور جہاں اب مزار مقدس ہے قیام پذیر ہوئے ادھر معزالدین محمد سام نے مع قطب الدین ایبک کے جو اس کے پاس ایک لاکھ پچیس ہزار فوج تھی پرتھی راج سے جس کے پاس اس وقت پانچ لاکھ سوار و پیادہ کا لشکر تھا پانی پت پر مقابلہ کیا اور سخت خونریزی کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز کی اعانت نے جلوہ دکھایا کہ پرتھی راج مع عساکر محصور ہو کر قید ہو گیا۔

معزالدین و قطب الدین کا دہلی فتح کرنا

تاریخ انیسویں ماہ ذی حجہ ۵۸۰ھ ہجری کو بروز پنجشنبہ غازیانِ اسلام فتح کے نقارے بجواتے اور تکبیر کے نعرے مارتے ہوئے دہلی میں داخل ہوتے اور تختِ دہلی پر سلطان معزالدین محمد سام نے قبضہ کیا۔ اور بجائے خود قطب الدین ایبک کو دہلی میں چھوڑ کر ممالک کے انتظام اور دشمنوں کے زیر کرنے میں مصروف ہوا اور اطمینان پاکر ۵۸۷ھ ہجری میں بمقام دہلی جلوس کیا۔ پرتھی راج نے بحالتِ قید سلطان معزالدین محمد سام سے منت کہا کہ جس قدر روپیہ چاہو مجھ سے لے لو۔ اور ایک بار رہا کردو۔ کیوں کہ تم میری قید میں سات بار آئے اور میں نے روپیہ لے کر چھوڑ دیا۔ تم مجھ کو ایک ہی مرتبہ چھوڑ دو۔ سلطان معزالدین نے کہا کہ میں تجھ کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ کیوں کہ اوّل تو دشمن کو قید میں لاکر رہا کردینا آداب سلطنت اور آئین سیاست کے بالکل خلاف ہے۔ دوسرے تو روپیہ کا بندہ تھا زر کے لالچ سے تو مجھے چھوڑ دیتا تھا۔ میں خدا کا بندہ اور دین اسلام کا ترقی خواہ ہوں۔ تجھ کو میں قید میں رکھوں گا۔ اور اسلام کی ترقی کروں گا۔ کیوں کہ میں بندۂ معین الدین شہنشاہ ہند الولی ہوں۔ اور انہیں کی حمایت سے میں نے سلطنت پائی ہے۔ آخرکار قیدِ شاہ اسلام ہی میں پرتھی راج مرگیا۔ اور فتح دہلی سے تھوڑے دنوں کے بعد سلطان معزالدین محمد فرمانروائے دہلی بقصد عجز بعبودیت حضرت خواجہ غریب نواز کے حضور میں حاضر ہوکر قدم بوس ہوا۔ اور بہت کچھ زر و جواہر آپ کے پیش کیا۔ آپ نے دست قبول کے اشارہ سے معاف فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ فقیر کو ہادی کا نام کافی ہے۔ یہ تیری دولت تجھ کو مبارک ہو۔ بعدہٗ بعد آداب حضرت کی غلامی میں آیا اور بیعتِ ارادت قبول۔ اور خواستگار دعائے خیر کا ہوا۔

حضرت خواجہ غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ معزالدین محمد تیرے حق میں دعائے خیر

یہی ہے کہ ترقی اسلام کی کوشش رکھنا۔ اور وصیت نامہ مرقومہ ذیل کا کاربند رہنا۔ بلکہ اپنی اولاد میں بھی وصیت کر دینا کہ جو حکمران سلطنت ہو، یا جو کوئی حکمران شہنشاہ، بادشاہ راجہ، نواب، امیر، ہندو، مسلمان، یہود و نصاریٰ، مجوس، آتش پرست، جس پر اطلاق حکومت کا ہو۔ کیوں کہ حضرت سرور عالم فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کے ماتحت چار آدمی بھی ہوں اس سے بھی عدالت و انصاف کا مواخذہ ہوگا بلکہ ہر گھر والا اپنے گھر کا منصف و عادل ہے وہ بھی اس وصیت نامہ کا پابند رہے اور چونکہ حضرت شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فقیر معین الدین کو بمراتب حقیقت معنوی کے حدود محدودہ سرحد کاشغر سے کابل تک اور جنوبی کنارہ سمندر سے شمالی سمندر بہ فلان تک جس قدر ممالک اور شہر و دیار ہیں اس کا شہنشاہ کیا ہے اور وہی میری حقیقت معنوی صورت واحدیت درجہ بدرجہ میرے خاندان منبع العفا میں بصورات مقبولہ و مرفوعہ نسبتی تقل لباس آرا ہوتے ہوئے تا بقیام عالم محیط اللہ حکمران رہے گی اور جو اس وصیت نامہ کی پابندی اختیار کرے گا وہ دین اور دنیا میں سرسبز رہے گا اور جو اس سے انحراف کرے گا وہ دنیا میں حکومت کے ذائقہ سے محروم رہے گا اور عقبیٰ میں روسیاہی کا طوق ڈالا جائے گا۔ اور وہ وصیت نامہ یہ ہے۔

وصیت نامہ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہندالولی شفاعت امر رحمۃ اللہ علیہ

معزالدین محمد والئی دہلی خوش رہو۔ فقیر معین الدین چشتی بعد دعائے ترقی ملک و دولت ظاہری و باطنی کے برائے خیر خواہی خلق اللہ تجھ کو مطلع کرتا ہوں کہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو عجم کا مالک کر کے بھیجا ہے اور میرے بھیجنے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ضمیر عالی یہ ہے کہ دین احمدی کی ترقی اور امت محمدی کی کثرت ہو اور خلق اللہ کا ظلم و ستم حاکم اور آسیب سے محفوظ رہے چنانچہ فقیر ان سب امور کا اہتمام کر چکا اور استمداد دین اسلام میں جب تک فقیر اس عالم میں موجود ہے بذل جان کوشش کرتا رہے گا۔ اب فقیر چار باتوں کی عام ہدایت کرتا ہے جس کی عمل ہر ایک حاکم اور امیر اور راجہ اور بادشاہ اور شہنشاہ کو جو ممالک عجم کی حدود میں واقع ہو اتباع لازم بلکہ لازم ہے جو کوئی فقیر کی ان چار باتوں کی اطاعت کرے گا۔ وہ بلا تفریق ملت و مذہب کے عمدہ طور سے بلا خوف اعدا کے صحت جسمی کے ساتھ حکمران رہے گا۔ اور جو اس وصیت نامہ کا پابند نہ ہوگا اس کی حکومت میں فتور اور وہ دشمنوں کا مغلوب ہوگا صحت جسمی سے محروم رہے گا وہ وصیتیں چاروں یہ ہیں۔ اوّل۔ اللہ جل شانہ کی مخلوق پر ظلم و ستم مت کرنا کہ خالق کو مخلوق پر جبر و ستم ناپسند ہے دوم فسق و فجور سے دور رہنا کہ سیئات سبب خرابی و تباہی دنیا و دین ہے سوم حضرات خواجگان چشت یعنی میرے طریقہ والوں سے بمحبت و اخلاص پیش آنا۔ چہارم میرے خاندان کے خلیفہ اکبر مرفوع الاعتبار علو العزم و المرتبہ شہنشاہِ ولایت کے اطاعت و فرمانبرداری کرنا اور بذل و جان اس کے مطیع رہنا کہ اس کی اطاعت عین میری اطاعت ہے اور آج سے تا القیام عالم ہر حکمران ممالک عجم پر ان چاروں باتوں کا ماننا فرض ہے

نظیر اس محل پر فقیر شاہ محمد حسن صابری چشتی مؤلف کتاب ہذا عام ناظرین اور خاص مہربان خاندان چشتیہ عالیہ کی دل چسپی کے واسطے حضرات خواجگان چشت کا مختصر حال اور سرداران حنفیہ کی حکومت باطنی کا مجمل بیان مکاتیب مذکورہ بالا سے ذیل میں لکھتا ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ سلاطین اور حکمرانان ملک اس طرح حکومت کرتے ہیں اور از روئے تصریف باطنی و حکومت حقیقت معنوی اس طور پر ان کا تغیر و تبدل ہوتا ہے چنانچہ اس جگہ صرف تمثیلاً شاہان دہلی کا عزل و نصب اور ان کا تاریخی بیان دلچسپ لکھا جاتا ہے امید پر ناظرین قیاس فرمائیں کہ تمام ممالک عجم میں انتظام تخت نشینی و معزولی ہر شہنشاہ و بادشاہ اور امیر اور راجہ وغیرہ کا اسی طرح ہوتا ہے اور حضرات خواجگان چشت اور سرداران حنفیہ سلاطین اور حکمرانوں کو یوں حکومت کراتے ہیں اور خداوند کریم نے ان کی باطن میں ایسی قوت قویہ عطا فرمائی ہے اور وہ بیان عجیب و بدائع غریب یہ ہے۔

احوال حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ

حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر رحمۃ اللہ علیہ نویں ماہ جمادی الثانی ۵۲۲ھ ہجری کو تولد ہوئے اور تاریخ گیارہویں ماہ شوال ۵۶۰ھ کو حضرت خواجہ عثمان ہارونی سے خلافت حاصل کی اور تاریخ چھٹی ماہ رجب ۶۳۳ھ ہجری کو وفات پائی۔

ذکر معز الدین محمد سام عرف شہاب الدین غوری بادشاہ اول دہلی

معز الدین محمد سام عرف شہاب الدین غوری بادشاہ اول دہلی راے پتھورہ سے بعنایت الٰہی دہلی فتح کر کے باعانت حضرت خواجہ غریب نواز حکمران تخت ہند ہوا۔ جلوس اس کا ۵۸۷ھ ہجری میں بمقام دہلی ہوا۔ اور حضرت خواجہ غریب نواز کی خدمت

میں حاضر ہو کر بیعت ارادت حاصل کی اور آپ نے وصیت نامہ محررہ بالا عطا کیا اور ارشاد فرمایا کہ اس کا پابند رہنا قریب پندرہ سال کے وہ پابند وصیت نامہ رہا بعد کو انحراف پر کمر باندھی ظلم اور فسق فجور شروع کیا۔

ذکر تخت نشینی قطب الدین ایبک والی دہلی

اسی روز حضرت احمد بن عبدالواسع صاحب سردار حنفیہ نے بموجب فرمان حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے معزالدین محمد ۶۰۲ھ ہجری میں دنیا سے قدیم کو معزول کیا اور بجائے اس کے قطب الدین ایبک کو تخت نشینی فرمایا اور ۶۰۲ھ ہجری میں بمقام لاہور اس کا جلوس کرا کر معرفت گدا محمد ابدال کے حضرت خواجہ غریب نواز کو اطلاع دی اور ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کی معرفت سردار حنفیہ موصوف کی خدمت میں روانہ کیا۔ سردار حنفیہ نے منظوری بادشاہت اور وصیت نامہ مذکورہ بالا حضرت عبدالرشید صاحب فرزند حضرت محمد حنیف صاحب کی خدمت میں بھیج دیا ان حضرت نے شہنشاہ ولایت روح مقدسہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے حضور میں پیش کیا۔ روح مقدسہ شہنشاہ ولایت نے از روئے بطون مرتبہ وحدت کبریٰ کو احدیت صرفہ میں لوح محفوظ پر منقش کر دیا اور سلطان قطب الدین ایبک مستقبل بادشاہ ہندوستان قرار پایا وصیت نامہ محررہ بالا کا بخوبی تمام پابند رہا چار برس چند ماہ باطمینان و دل جمعی سلطنت کی مگر افسوس کہ معمر ہو چکا تھا ۶۰۶ھ ہجری میں اس نے انتقال کیا خاتمہ بخیر ہوا۔

احوال تخت نشینی آرام شاہ والی دہلی

اور اس کی جگہ سردار حنفیہ مذکور نے آرام شاہ بن قطب الدین ایبک کو مقرر کر کے

۶۰۰ھ ہجری میں بمقام دہلی میں جلوس کرایا اور معرفت ابدال کے حضرت خواجہ غریب نواز کو مطلع کیا اور اُن حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ مذکور کی خدمت میں روانہ فرمایا اور نیز ابدال سے ارشاد کیا کہ تم سردار حنفیہ مذکور سے کہنا کہ فقیر تمہارے پاس قطب الدین بابا کو بھیجتا ہے اور ابھی آرام شاہ والی دہلی کی اطلاع لطبلون میں مت کرنا۔

احوال ایام خلافت حضرت خواجہ قطب صاحب علیہ الرحمۃ

الغرض تاریخ پانچویں ماہ ذیقعدہ ہجری ۶۰۰ھ ہجری کو حضرت خواجہ غریب نواز نے حضرت شاہ دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حکم سے حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوّلین الارواح رحمۃ اللہ علیہ کو بجانب دہلی رخصت فرمایا۔ حضرت خواجہ قطب صاحب موصوف چوبیس ماہ رمضان ۵۴۸ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور تاریخ ستائیسویں ماہ ذیحجہ ۵۸۵ھ ہجری کو خلافت حاصل کی اور چودھویں ماہ ربیع الاوّل ۶۳۴ھ ہجری کو وفات پائی اور دم رخصت حضرت خواجہ غریب نواز نے حضرت خواجہ قطب صاحب سے ارشاد فرمایا کہ قطب الدین بابا جو قدرت و حکومت باطنی بامر سروری ممالک عجم پر اس فقیر کو عطا ہوئی ہے وہ بامر سروری آج میں نے تم کو دی اور میری صورت واحدیت حقیقت معنوی نے تیری صورت میں کہ نہیں ہے تیری صورت اُسی بے صورت کی صورت ہے جلوہ فرمایا ہے تجھ سے تاقیامت تیرے سلسلہ میں یہ حکومت جاری رہے گی اور سردار دنیا میں سے خواہ ہندو ہو یا۔ مسلمان۔ یا کہ یہود یا نصاریٰ کوئی قوم وملت سے ہو اس پر فرض ہے کہ وہ میرے وصیت نامہ مرقومہ بالا کی اتباع کرے اور جو اس سے مخالف ہو فوراً اس کو بادشاہ سردار حنفیہ کے سپرد کر دینا وہ اس کو دار دنیا سے منقلب کر کے بجائے اس کے دوسرے شخص کو حاکم کر دے گا اور تجھ کو علم کر دے گا۔ اور قطب الدین بابا آج سے تو بکفایت ظاہر و باطن مرفوع مثل فقیر کے کیا گیا اور جس طرح ممالک عجم فقیر کے قبضۂ قدرت میں تھے اسی طرح تیری حیطۂ اختیار

میں بامر حضرت شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کئے گئے اور تا قیامت تیرے سلسلہ میں یہ حکومت رہے گی الغرض جب حضرت خواجہ قطب صاحب دہلی میں تشریف لائے تو بادشاہ آرام شاہ کی تخت نشینی کو تھوڑا زمانہ ہوا تھا مگر افسوس کہ اس ظالم نے وصیت نامہ بالا سے انکار محض کیا فسق و فجور ظلم و ستم کی کثرت ہونے لگی آپ نے تین بار ظاہر و باطن سے ہدایت کی کہ آرام شاہ وصیت نامہ موصوف کی تعمیل کرے اور خلق اللہ سے بعدل و انصاف پیش آ مگر وہ بدیش ستم اندیش حضرت خواجہ قطب صاحب کی ہدایت کو دھیان میں نہیں لایا آخر کو سردار حنفیہ کے سپرد کیا گیا۔

احوال تخت نشینی سلطان شمس الدین التمش والی دہلی

سردار حنفیہ موصوف نے آرام شاہ کو قید سے معزول یعنی ہلاک کر کے سلطان شمس الدین التمش کو اسی سال ۶۰۷ھ ہجری میں تخت ہندوستان پر متمکن کر دیا اور بمقام دہلی جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت خواجہ قطب صاحب کو اطلاع دی ان حضرت نے معرفت اسی ابدال کے وصیت نامہ بالا تحریر فرما کر حضرت احمد بن عبدالواسع سردار حنفیہ کے پاس روانہ فرمایا سردار حنفیہ مذکور نے منظوری بادشاہت اور وصیت نامہ مذکورہ معرفت ابدال کے حضرت عبدالرشید صاحب کے پاس ارسال کیا اُن حضرت نے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بادشاہت کی منظوری منگوا کر قطب دہلی کے پاس بھیج دی قطب دہلی پاسند حکم سروری ہوا اور شمس الدین التمش بالاستقلال حکمرانی کرنے لگا یوم تخت نشینی سے ساتویں روز شمس الدین التمش حضرت خواجہ قطب صاحب کے حضور رحمت معمور میں حاضر ہوا اور بیعت ارادت سے مشرف ہو کر داخل طریق ہوا اور عرض کیا کہ حضور اپنے غلام کے حق میں دعائے خیر فرمائیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ دعائے خیر تیرے حق میں یہی ہے کہ وصیت نامہ محررہ بالا کی پابندی اختیار کر خلق اللہ سے بعدل شفقت پیش آ فسق و فجور سے باز رہ بعدہٗ تعلیم طریقت کی فرمائی حضرت خواجہ

قطب صاحب نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین التمش مجھے از روئے باطن خبر مل گئی ہے کہ تو میرے حضرت خواجہ غریب نواز شہنشاہِ ہند الولی کے وصیت نامہ کی بخوبی اطاعت کرے گا اور قول حق کا پابند رہے گا اور چھبیس ۲۶ برس بآرام تمام سلطنت کرے گا حتیٰ کہ فقیر کا انتقال بھی تیرے سامنے ہوگا اور تو ہی مجھ کو غسل دے گا اور دفینہ میں بھی شریک رہے گا بعد میں تجھ کو اختیار ہے کہ سلطنت کیجو یا قرب فقیر میں رہیو۔ شمس الدین التمش سن کر رونے لگا اور عرض کیا کہ غلام کو ہرگز منظور نہیں ہے کہ مولائے دو عالم میں ہوں اور غلام بے ریا اس عالم میں رہے جب حضور اس عالم تاریک کو خاک دانِ وحشت سرا بنائیں تو مجھے بھی جلد اپنا قرب نصیب فرمائیں آپ نے فرمایا کہ بہتر ہے میرے جانے سے سات مہینے بعد ماہ شعبان میں تو بھی میرے پاس آجائے گا بعد استماع اس مژدۂ دل فروز کے شمس الدین التمش قدم بوس ہو کر رخصت ہوا اور بعمدگی تمام وصیت نامہ کا پابند رہا۔

احوال حضرت احمد صاحب سردار حنفیہ

حضرت احمد بن عبدالواسع صاحب سردار حنفیہ جنہوں نے شمس الدین التمش کو تخت نشین کیا گیارہویں رجب ۵۷۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور سترھویں رمضان ۵۸۵ھ ہجری کو خلافت حاصل کی اور دوسری محرم ۶۰۹ھ ہجری کو وفات پائی۔

احوال حضرت ظہیر الدین صاحب سردار حنفیہ

اور آپ کی جگہ حضرت ظہیر الدین بن احمد صاحب سردار حنفیہ مقرر ہوئے یہ حضرت گیارہویں محرم ۵۹۲ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور بارہویں رمضان ۶۰۸ھ ہجری کو خلافت حاصل کی اور تیرھویں رجب ۶۹۵ھ ہجری کو وفات پائی اور بموجب پیش خبری ۱۴ ربیع الاول

۶۳۴ھ ہجری کو حضرت خواجہ قطب صاحب نے اس عالم سے حجاب فرمایا شمس الدین التمش نے غسل دیا اور تدفین میں شریک رہا۔

احوال حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب علیہ الرحمۃ

اور بجائے حضرت خواجہ قطب صاحب کے بامر سروری اس مرتبہ حقیقت معنوی نے بصورت حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العالمین قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ مسند حکومت باطنی پر قدم رنجہ فرمایا حضرت بابا صاحب چوتھی ذی حجہ ۵۰۴ھ ہجری میں تولد ہوئے یکم رمضان ۵۹۸ھ ہجری میں خلافت حاصل کی اور پانچویں ماہ محرم ۶۶۴ھ ہجری کو وفات پائی اور حضرت خواجہ قطب صاحب کے انتقال سے ساتویں مہینے بیسویں شعبان ۶۳۴ھ ہجری کو شمس الدین التمش والی دہلی نے انتقال کیا۔ خاتمہ بالخیر ہوا۔ اٹھائیس برس بعدل وداد سلطنت کی۔

احوال تخت نشینی سلطان رکن الدین فیروز شاہ والی دہلی

اور اس کی جگہ بادشاہ سلطان رکن الدین فیروز شاہ بن شمس الدین التمش کو سردار حنفیہ حضرت ظہیر الدین صاحب نے مقرر کر کے ۶۳۴ھ ہجری میں جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت بابا صاحب ممدوح کو اطلاع دی حضرت بابا صاحب نے اسی ابدال کے ہاتھ وصیت نامہ مرقومہ بالا تحریر فرما کر سردار حنفیہ کے پاس بھیج دیا سردار حنفیہ نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے بدست ابدال حضرت عبدالرشید صاحب کے پاس بھیج دی۔ ان حضرت نے حضرت شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بادشاہ مذکور کی تخت نشینی منظور کرا کر قطب دہلی کو حکم سروری سے مطلع کیا اور وہ حکم موصوف کا پابند ہو گیا اور رکن الدین فیروز شاہ بالاستقلال حکومت

کرنے لگا۔ دو برس چار ماہ آٹھ روز وصیت نامہ مسطورہ بالا کا پابند رہا۔ بعد کو انحراف اختیار کر کے خلق اللہ پر ظلم شروع کیا اور فسق و فجور میں مبتلا ہوا اٹھائیس روز کے عرصہ میں سردار حنفیہ مذکور نے آغاز ۶۳۷ھ ہجری میں اس کو قدیم سے معزول یعنی ہلاک کیا۔

احوال تخت نشینی رضیہ بیگم والیہ دہلی

اور اس کی جگہ رضیہ بیگم بنت شمس الدین التمش کو مقرر کیا اور ۶۳۶ھ ہجری میں بمقام دہلی جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت بابا صاحب ممدوح کو اطلاع دی حضرت موصوف نے وصیت نامہ مرقومہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ پاس سردار حنفیہ موصوف کے روانہ فرمایا اور آنحضرت سردار حنفیہ مذکور نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے حضرت عبدالرشید صاحب کی خدمت میں ارسال کی اور ان حضرت عبدالرشید صاحب نے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے تخت نشینی رضیہ بیگم کا حکم منظور کرا کر معرفت ابدال کے قطب دہلی کو مطلع کیا اور قطب حکم سروری کا پابند ہو گیا۔ رضیہ بیگم نے تین برس چھ مہینے از روئے وصیت نامہ عدالت اور اطاعت و فرمانبرداری سے سلطنت کی بعد کو منحرف ہو کر ظلم اور فسق و فجور میں مبتلا ہوئی۔

ذکر تخت نشینی معزالدین بہرام شاہ والی دہلی

حضرت سردار حنفیہ مذکور نے چھ روز کے عرصہ میں اس کو ۶۳۹ھ ہجری میں قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر کے اس کی جگہ پر معزالدین بہرام شاہ بن شمس الدین التمش کو مقرر کیا اور ۶۳۹ھ ہجری مذکور میں بمقام دہلی جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت بابا

صاحب ممدوح روانہ دی۔ ان حضرت نے وصیت نامہ مرقومہ بالا معرفت اسی ابدال کے سردار حنفیہ کے پاس روانہ فرمایا بادشاہ مذکور نے وصیت نامہ کی پابندی سے انکار کیا ایک برس دس دن بعد فسق و فجور بکثرت کرنے لگا۔

احوال تخت نشینی سلطان علاؤالدین مسعود شاہ والی دہلی

سنہ ۶۴۰ ہجری میں اس کو سردار حنفیہ نے قدیم سے معزول کر کے اس کی جگہ سلطان علاؤالدین مسعود شاہ بن سلطان رکن الدین فیروز شاہ کو مقرر کیا اور سنہ ۶۴۰ ہجری میں مقام دہلی جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت باباصاحب کو اطلاع کی ان حضرت نے وصیت نامہ مرقومہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کی معرفت سردار حنفیہ مذکور کے پاس روانہ فرمایا سردار حنفیہ نے منظوری بادشاہت کی مع وصیت نامہ کے حضرت عبدالرشید صاحب کی خدمت میں بھیج دی ان حضرت نے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم منظوری بادشاہ کا کرا کر فی الفور معرفت ابدال کے قطب دہلی کو بھیج دیا اور وہ قطب پابند امر سروری کا رہا اور سلطان علاؤالدین مستقل بادشاہ قرار دیا گیا وصیت نامہ کا پابند رہا تخمیناً چار برس سلطنت کرنے پایا تھا کہ فسق و فجور میں مبتلا ہو کر اخلق اللہ کے ساتھ ظلم شروع کیا۔

احوال تخت نشینی سلطان ناصرالدین محمود شاہ والی دہلی

اسی وقت اس کو سنہ ۶۴۳ ہجری میں ایک روز کے اندر سردار حنفیہ نے قدیم سے معزول کر کے اس کی جگہ پر سلطان ناصرالدین محمود شاہ بن شمس الدین التمش کو مقرر کیا اور سنہ ۶۴۳ھ میں بمقام دہلی جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت باباصاحب کو اطلاع دی ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا اسی ابدال کی معرفت پاس سردار حنفیہ کے روانہ فرمایا اور

سنت نے تخت نشینی کی منظوری مع وصیت نامہ مذکور کے حضرت عبدالرشید صاحب کے
پاس ارسال کی انہوں نے بارگاہ عالی جاہ حضرت احمد بیے میم علیہا التحیۃ والتسلیم سے حکم
منظوری بادشاہ مذکور کا حاصل کر کے قطب دہلی کے پاس معرفت ابدال کے روانہ فرمایا
اور قطب اس کا پابند ہو گیا اور ناصرالدین مسعود شاہ کی بادشاہت نے فروغ پایا وصیت
نامہ کی پابندی کی وجہ سے خلق اللہ کے ساتھ بالصاف پیش آتا فسق و فجور سے اپنے آپ
کو بچاتا اور خاندان چشت سے قلبی محبت رکھتا چنانچہ جب حضرت بادشاہ دوجہاں
مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الدواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ
نے سفر دل کو فی [illegible] کیا تو یہی بادشاہ حکمران تخت دہلی تھا یہ بادشاہ جلال
مخدومی سن کر نہایت خائف ہو [illegible] حضرت بابا صاحب کی خدمت فیض درجت میں اپنے
وزیر اعظم کو بھیجا [illegible] بیان کتاب ہذا کے صفحہ ۲۲۵ میں مذکور ہو چکا ہے اور بعد کا خود
جا کر حضرت بابا صاحب کی غلامی میں داخل ہوا بیعت ارادت سے شرف پایا دم
نے حضرت ممدوح سے عرض کیا کہ حضور میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں آپ نے
ارشاد فرمایا کہ ناصرالدین بابا وصیت نامہ کا بجان و دل پابند رہنا اس کی پابندی تیرے حق
میں دعائے خیر ہے بادشاہ نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ غلام آپ کا تمام خواجگان
چشت کا بندہ بے دام ہے کہ حضور کی توجہ اور نظر ذرہ نوازی رہی تو مدت العمر
یہ غلام آپ کے حکم کا پابند رہے گا یہ کہہ کر بادشاہ مذکور قدم بوس ہوا اور حضرت بابا
صاحب کی خدمت سے دہلی کو واپس آیا اور عمدہ عدالت و انصاف کا ڈھنگ ڈالا
بارہویں سال اس کی مسند نشینی کا تھا کہ ظہیرالدین سردار حنفیہ کو جذب کا غلبہ تمام و
کمال کے پیدا ہوا۔

بیان ایام حکومت باطنی حضرت خواجہ ابراہیم صاحب سردار حنفیہ

اور ۶۵۵ ہجری میں حضرت ظہیرالدین صاحب نے اپنے فرزند ارجمند خلیفہ اکبر خلیفہ ابراہیم

صاحب کو اپنی جگہ سردار خفیہ مقرر کیا۔ حضرت گیارہویں ماہ ربیع الآخر ۶۲۵ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور اکیسویں ماہ شوال ۶۶۶ھ ہجری کو خلافت حاصل کی اور گیارہویں ماہ شعبان ۶۸۴ھ ہجری کو وفات پائی۔ بیسواں سال جلوس ناصر الدین محمود شاہ کا تھا کہ تاریخ یکم محرم الحرام ۶۶۳ھ ہجری کو اولغ خان ملقب بہ سلطان بلبن غیاث الدین غلام شمس الدین التمش حضرت بابا صاحب موصوف کی خدمت میں حاضر ہو کر حصول شرف بیعت کا خواستگار ہوا جناب بابا صاحب نے اس کا اخلاص دلی معائنہ فرما کر حضرت سلطان نظام الدین صاحب محبوب الٰہی سے بیعت کرا دیا۔ بعدہٗ غیاث الدین بلبن تخت دہلی کا طالب ہوا آپ نے لوح محفوظ میں معائنہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ سلطان بلبن بابا اس فقیر نے بامر الٰہی تجھ کو دہلی کا تخت تو دیا۔ مگر چونکہ ناصر الدین محمود شاہ بھی میرا مرید ہے اور خاندان چشت کا دل سے غلام ہے اور خلق اللہ کے ساتھ جو اس کا برتاؤ ہے وہ عادلانہ اور پسند حضرت عادل حقیقی ہے اور ابھی اس کی زندگی کے تخمیناً سترہ مہینے باقی ہیں۔ مطمئن رہو کہ بعد انتقال اس کے تو ہی سلطنت دہلی کا بادشاہ ہوگا اور فقیر تیری تخت نشینی سے پانچ مہینے قبل اس عالم فانی سے ملک جاودانی کو رحلت کر جائے گا۔

تاریخ انتقال حضرت بابا صاحب علیہ الرحمۃ

چنانچہ بموجب پیش خبری حضرت بابا صاحب کے تاریخ پانچویں ماہ محرم ۶۶۴ھ ہجری کو حضرت بابا صاحب ممدوح نے اس عالم سے حجاب فرمایا اور انتظام باطنی از روئے صورت حقیقت معنوی مرتبہ واحدیت سے بطریق مرقومہ ذیل وقوع میں آنا شروع ہوا اور ناصر الدین محمود شاہ والئی دہلی نے بیس برس چند مہینے بکمال عدل و انصاف و باطاعت و عقیدت کیشی حضرت خواجگان چشت حکومت کر کے تاریخ گیارھویں ماہ جمادی الاول ۶۶۴ھ ہجری کو قضا کی خاتمہ بخیر ہوا۔

احوال تخت نشینی سلطان غیاث الدین بلبن والی دہلی

اور بجائے اس کے بموجب فرمان حضرت بابا صاحب کے حضرت خواجہ ابراہیم صاحب سردار حنفیہ نے الغ خان ملقب بہ سلطان غیاث الدین بلبن غلام شمس الدین التمش کو تخت دہلی پر بٹھا دیا اور بارھویں جمادی الاولیٰ ۶۶۴ھ ہجری میں بمقام دہلی اس کا جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت سلطان سید نظام الدین محبوب الٰہی قطب دہلی کو اطلاع دی ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر معرفت اسی ابدال کے سردار حنفیہ کے پاس روانہ کر دیا۔ ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے حضرت خواجہ شمس الدین شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات صابریہ کے پاس بھیج دی ان حضرت نے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تخت نشینی کا حکم منظور کرا کر معرفت ابدال کے حکم سروری سے قطب دہلی کو مطلع فرمایا اور وہ قطب حکم موصوف کا پابند ہو گیا اور سلطان بلبن موصوف بطرز احسن مستقل حکمرانی کرنے لگا۔ اور مدۃ العمر اپنے ہادی برحق حضرت سلطان سید نظام الدین محبوب الٰہی قطب دہلی کا قلبی محب اور حضرات خواجگان چشت کا دل و جان سے مطیع و فرمانبردار رہا اور بائیس برس چند ماہ بعدالت و انصاف سلطنت کی ۸۸۶ھ میں انتقال کیا خاتمہ بخیر ہوا۔

ذکر ایام حکومت باطنی حضرت نظام الدین صاحب سردار حنفیہ

اور اس کے انتقال سے چار برس پہلے حضرات خواجہ ابراہیم صاحب سردار حنفیہ نے رحلت فرمائی اور ان کے فرزند ارجمند و خلیفہ اکبر حضرت نظام الدین صاحب سردار حنفیہ مقرر ہوئے یہ حضرت گیارھویں صفر ۶۶۶ھ ہجری میں تولد ہوئے اور بارھویں محرم ۶۸۴ھ ہجری میں خلافت حاصل کی اور ۲۱ تاریخ رجب ۷۳۰ھ ہجری میں وفات پائی۔

احوال حضرت محبوب الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور حضرت سلطان نظام الدین صاحب محبوب الٰہی اقطاب دہلی ۲ شوال ۶۳۲ھ کو پیدا ہوئے اور دوسری محرم ۶۵۷ھ ہجری کو خلافت حاصل کی اور سترہ ربیع الثانی ۷۲۵ھ ہجری کو وفات پائی۔

احوال ایام خلافت حضرت خواجہ شمس الدین صاحب صابریہ

اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات صابریہ اکیسویں جمادی الآخر ۵۹۰ھ ہجری کو تولد ہوئے اور پندرہ محرم ۶۶۲ھ ہجری کو خلافت حاصل کی اور دسویں جمادی الآخر ۶۹۹ھ ہجری کو وفات پائی۔

ذکر تخت نشینی سلطان معز الدین کیقباد والی دہلی

حضرت نظام الدین صاحب سردار حنفیہ نے بجائے سلطان غیاث الدین بلبن کے سلطان معز الدین کیقباد بن بغرا خان کو مقرر کیا اور ۶۸۶ھ ہجری میں بمقام دہلی جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت سلطان نظام الدین صاحب محبوب الٰہی اقطاب دہلی کو اس کے تقرر کی اطلاع دی اور ان حضرت نے اسی ابدال کی معرفت وصیت نامہ مرقومہ بالا ارقام فرما کر سردار حنفیہ مذکورہ کے پاس بھیج دیا اور ان حضرت نے منظوری سلطنت مع وصیت نامہ کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات صابریہ کی خدمت اقدس میں روانہ کی

اور ان حضرت نے بادشاہ مذکور کا حکم حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم منظور کرا کر ہم دست ابدال قطب دہلی کے پاس بھیج دیا اور قطب دہلی حکم سروری پاکر معزالدین کیقباد کو بادشاہت کرانے لگا۔ معزالدین کیقباد دو سال چند ماہ وصیت نامہ کا پابند رہا بعد کو منحرف ہو کر ظلم اور فسق و فجور میں مبتلا ہو گیا۔

بیان تخت نشینی سلطان شمس الدین والئی دہلی

سردار حنفیہ مذکور نے بادشاہ مذکور کو ۶۸۸ھ ہجری میں قدیم سے معزول کر کے بجائے اس کے کیومرث الملقب بہ سلطان شمس الدین بن معزالدین کیقباد کو مقرر کیا اور ۶۸۹ھ ہجری میں اس کا جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت سلطان نظام الدین محبوب الٰہی اقطاب دہلی کو مطلع کیا اور ان حضرت محبوب الٰہی نے وصیت نامہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ کی خدمت میں بھیج دیا سردار حنفیہ نے اسی وصیت نامہ بادشاہ مذکور کو پاس بھیجا اس نے اتباع وصیت نامہ سے محض انکار کیا سردار حنفیہ نے اس انکار کو وصیت نامہ کی پشت پر تحریر کر کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت جہان صفات کے پاس روانہ کیا آنحضرت نے اس انکار کو معائنہ فرما کر معرفت ابدال کے فی الفور سردار حنفیہ کو حکم بھیجا کہ جو کوئی بادشاہ وصیت نامہ محررہ بالا سے انکار کیا کرے اس کی اطلاع ہمارے پاس بھیجنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے تم خود اس کو قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر کے دوسرا بادشاہ قائم کر دیا کرو چنانچہ بصدور حکم ہذا اسی طرح تعمیل کی گئی سلطان شمس الدین کیومرث مذکور نے چند مہینے سلطنت کی۔

احوال مسند نشینی سلطان فیروز شاہ والئی دہلی

اور بوجہ فسق و فجور اور ظلم و ستم اور انحراف وصیت نامہ محررہ بالا کے سردار حنفیہ

مذکور نے ۶۸۹ھ ہجری میں اس کو قدیم سے معزول کر کے سلطان جلال الدین فیروز شاہ بن بلقرش خاں خلجی کو تخت دہلی پر متمکن کیا اور ۶۸۹ھ ہجری میں اس کا جلوس کرا کر حضرت سلطان نظام الدین محبوب الٰہی کو معرفت ابدال کے اطلاع کی اور ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا ارقام فرما کر اسی ابدال کی معرفت سردار خفیہ کے پاس بھیج دیا اور ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ معرفت ابدال کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب موصوف کے پاس روانہ کی ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منظور کرا کے پاس قطب دہلی کے بھیجدیا۔ اور وہ قطب پابند حکم رہا۔ اس بادشاہ نے پانچ برس پابندی وصیت نامہ کی اختیار کی۔ بعد کو منحرف ہو کر ظلم اور فسق و فجور پر کمر باندھی۔

ذکر تخت نشینی سلطان رکن الدین والی دہلی

سردار خفیہ مذکور نے اس کو قدیم سے معزول کر کے اس کی جگہ سلطان رکن الدین بن جلال الدین فیروز شاہ کو مقرر کیا ۶۹۳ھ ہجری میں اس کا جلوس کرا کے ابدال کی معرفت حضرت سلطان نظام الدین صاحب محبوب الٰہی اقطاب دہلی کو اطلاع دی۔ اور اُن حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار خفیہ کے پاس ارسال فرمایا۔ اُن حضرت نے بقاعدہ باطنی وہ وصیت نامہ اس بادشاہ کے پاس بھیجدیا۔ اُس نے پابندی وصیت نامہ سے محض انکار کیا۔

احوال تخت نشینی سلطان علاؤ الدین صاحب والی دہلی

سردار خفیہ نے چار ماہ کے عرصہ میں شاہ رکن الدین والی دہلی کو قدیم سے معزول کر کے بجائے اس کے سلطان علاؤ الدین بن شہاب الدین مسعود خلجی کو مقرر کر کے

سنہ ۶۹۴ ہجری میں اس کا جلوس کرا دیا۔ اور حضرت سلطان نظام الدین محبوب الٰہی کو اطلاع دی۔ اُن حضرت نے وصیت نامہ مسطورہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار خفیہ کے پاس بھیجدیا۔ اُن حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت صابریہ کی خدمت میں روانہ کی۔ اُن حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کرا کر بدست ابدال قطب دہلی کے پاس بھیجدیا۔ اور وہ حکم سروری کا پابند ہو گیا۔ ایک برس کے بعد اس بادشاہ نے حضرت سلطان نظام الدین صاحب محبوب الٰہی سے بیعت ارادت حاصل کی۔ اور بعد غلامی حاصل کرنے کے حضرت ممدوح سے عرض کیا کہ حضور میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے حق میں دعائے خیر یہی ہے کہ وصیت نامہ کی پابندی اختیار کر۔ اور خلق اللہ کے ساتھ بعدل و انصاف پیش آ۔ بادشاہ نے سن کر اقرار کیا کہ میں بدل و جان وصیت نامہ مذکورہ بالا کا پابند اور خواجگان چشت کا غلام رہوں گا۔ بعد قدم بوسی حضرت سے رخصت ہوا۔ اور کمال عدالت سے باطاعت حضرات خواجگان چشت حکمرانی کرنے لگا اور اسی کی عہد سلطنت میں حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے سنہ ۶۹۹ ہجری میں اس عالم سے حجاب فرمایا۔ اور بجائے آپ کے وساد حکومت باطنی بصورت حقیقت معنوی حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث خلیفہ اکبر صابریہ جلوہ گر ہوئے۔ حضرت جلال الدین صاحب موصوف تیئیسویں ماہ شوال سنہ ۵۵۷ ہجری کو پیدا ہوئے اور بارہویں ربیع الاول سنہ ۶۹۷ ہجری کو خلافت حاصل کی۔ اور تیرہویں ربیع الثانی سنہ ۷۰۵ ہجری کو وفات پائی۔ اور سلطان علاؤ الدین مذکور نے انیس ۱۹ برس چند ماہ بعمدگی تمام سلطنت کر کے سنہ ۷۱۵ ہجری میں ملک بقا کا راستہ لیا۔ خاتمہ بخیر ہوا۔

احوال تخت نشینی سلطان شہاب الدین والی دہلی

سردار حنفیہ نے بجائے اس کے سلطان شہاب الدین بن سلطان علاؤ الدین کو مقرر کیا اور ۷۱۴ھ ہجری میں اس کا جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت سلطان نظام الدین صاحب محبوب الٰہی کو اطلاع دی۔ اُن حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا ارقام فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ کے پاس بھیجدیا۔ اور اُن حضرت نے وہ وصیت نامہ ابدال کی معرفت بضابطہ معینہ بادشاہ کے پاس بھیجا۔ بادشاہ مذکور نے انکار محض کیا۔

ذکر تخت نشینی سلطان قطب الدین مبارک شاہ صاحب

تین ماہ چند یوم کے عرصہ میں سردار حنفیہ نے بادشاہ کو قدیم سے معزول کر کے اس کی جگہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ بن سلطان علاؤ الدین کو مقرر کیا اور ۷۱۵ھ میں اس کا جلوس کرا کے معرفت ابدال کے حضرت سلطان سید نظام الدین محبوب الٰہی کو اطلاع دی۔ اُن حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا ترتیم فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ کے پاس روانہ فرمایا۔ اُن حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے بدست ابدال حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث صابریہ کی خدمت سراپا برکت میں روانہ کی۔ اور ان حضرت نے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے بادشاہت منظور کرا کر حکم سروری قطب دہلی کے پاس بھجوا دیا اور وہ قطب حکم فیض تسلیم کا پابند رہا۔ بادشاہ حکومت کرنے لگا۔ پانچ برس ایک بادشاہ اسی روایہ وصیت نامہ کا پابند رہا بعد کو منحرف ہو گیا۔

ذکر تخت نشینی سلطان ناصر الدین صاحب عرف خسرو خان

جب ظلم کی شدت کی اور فسق و فجور کی کثرت ہونے لگی تب سردار حنفیہ مذکور نے سنہ ۷۲۰ ہجری میں اس کو قدیم سے معزول کر کے بجائے اس کے سلطان ناصر الدین عرف خسرو خان کو مقرر کیا۔ اور حضرت سلطان نظام الدین صاحب محبوب الٰہی کو معرفت ابدال کے اطلاع دی۔ اور اُن حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ مذکور کے پاس روانہ کیا۔ اور اس سردار حنفیہ نے وہ وصیت نامہ بادشاہ مذکور کے پاس بطرز باطنی بھیجا۔ لیکن افسوس اُس نے اپنی بدقسمتی سے انکار محض کیا۔

ذکر تخت نشینی سلطان غیاث الدین صاحب تغلق شاہ

سردار حنفیہ مذکور نے عرصہ چار ماہ چند یوم میں بادشاہ کو قدیم سے معزول کر کے اس کی جگہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ بن ملک تغلق اوّل کو مقرر کیا اور سنہ ۷۲۱ ہجری میں اس کا جلوس دہلی میں کرا کر معرفت ابدال کے حضرت سلطان نظام الدین صاحب محبوب الٰہی کو اطلاع دی اُن حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا ارقام فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ مذکور کے پاس بھیجدیا۔ اُن حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ بدست ابدال حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء صابریہ کی خدمت بابرکت میں ارسال کی۔ اُن حضرت والا درجت نے حضرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بادشاہ مذکور کی تخت نشینی کا حکم حاصل کر کے قطب دہلی کے پاس معرفت ابدال کے بھیجدیا اور قطب دہلی حکم سروری پابند ہو کر تغلق کو سلطنت کرانے لگا۔ تغلق چار برس وصیت نامہ کا پابند رہا اور بعد کو خاندان

نقشبندیہ میں مرید ہو کر وصیت نامہ کی پابندی اور خواجگان چشت کی اطاعت سے
منحرف ہوا۔ اور حضرت سلطان نظام الدین صاحب محبوب الٰہی کو قسم قسم کی تکلیفیں
دینا شروع کیں۔ مگر آپ نے ضبط و استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا صبر و تحمل
حد سے گزر گیا تب حضرت نظام الدین صاحب سردار حنفیہ نے معرفت ابدال کے بقاعدہ
بالمشافہ تین مرتبہ ہدایت کی کہ تعلق با یہ خدا کے محبوب ہیں اور خدا کو ان کی خاطر منظور
ہے تو بھی ان کی اطاعت کر۔ اور ظلم اور فسق و فجور سے باز آ، ورنہ پیالہ تیری زندگی
کا لبریز ہو چکا ہے۔ سر تیرا توڑ دیا جائے گا اور سلطنت سے محروم ہو کر قدیم سے معزول
کر دیا جائے گا۔ مگر اس ظالم فاجر مغرور نے سردار حنفیہ مذکور کی فہمائش پر کچھ خیال نہ کیا
آخر اٹھائیسویں صفر ۷۲۵ھ ہجری کو چوپنزلہ مکان پر قریب مغرب یکایک آسمان
کی جانب دیکھ کر مصاحبوں سے کہا وہ چاند نظر آیا۔ مصاحبین متعجب ہوئے۔ یہ کہہ کر
کھڑا ہو گیا کہا دیکھو چاند یہ ہے یہ ہے یہ کہتا کہتا نیچے آ رہا۔ اور گردن دھڑ سے
ٹوٹ گئی۔ اور قدیم معزول یعنی ہلاک ہوا۔

ذکر تخت نشینی سلطان محمد عادل شاہ تغلق

سردار حنفیہ مذکور نے بجائے اس کے سلطان محمد عادل شاہ تغلق بن غیاث الدین
تغلق کو تخت دہلی پر بٹھا دیا۔ اور تاریخ ۲ ربیع الاول ۷۲۵ھ ہجری کو اس کا جلوس
کرا کر حضرت سلطان نظام الدین محبوب الٰہی صاحب کو معرفت ابدال کے اطلاع
دی۔ اُن حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار
حنفیہ مذکور کے پاس روانہ کر دیا۔ اور اُن حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت
نامہ کے حضرت شاہ جلال الدین صاحب قلندر ثالث کی خدمت سراپا برکت میں
ارسال کی۔ اور اُن حضرت نے حکم منظوری بادشاہت کا حضرت سرور عالم صلے
اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی بارگاہ عرش پناہ سے حاصل کر کے ہمدست

ابدال قطب کے پاس روانہ فرمایا۔ اور قطب امر سروری کا پابند ہو گیا۔ اور سلطان محمد عادل شاہ بپابندی وصیت نامہ خواجگان چشت کے اطاعت و محبت کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔

سترھویں ماہ ربیع الآخر ۷۲۵ھ ہجری میں حضرت سلطان نظام الدین صاحب محبوب الٰہی اقطاب دہلی نے اس عالم سے حجاب کیا۔ اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شیخ نصیر الدین صاحب محمود چراغ دہلوی نظامیہ مقرر ہوئے۔ یہ حضرت سنا تیسویں محرم ۶۲۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور گیارہویں ربیع الثانی ۶۹۹ھ ہجری کو خلافت حاصل کی اور چھٹے رمضان المبارک ۷۱۷ھ ہجری کو وفات پائی اور ۷۳۰ھ ہجری میں حضرت نظام الدین صاحب سردار خفیہ نے وفات پائی۔

اُن کی جگہ خلیفہ اکبر حضرت نصیر الدین صاحب سردار خفیہ مقرر ہوئے۔ حضرت گیارہ جمادی الآخر ۶۹۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ساتویں ربیع الآخر ۷۱۶ھ ہجری میں خلافت حاصل کی۔ اور انیسویں ربیع الآخر ۷۵۶ھ ہجری کو وفات پائی چند عرصہ کے سلطان محمد عادل شاہ تغلق حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیا قلندر ثالث سے داخل طریق ہوا۔ اور شرف غلامی حاصل کر کے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ حضور غلام کے حق میں دعائے خیر فرمائیں حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ محمد عادل شاہ! تیرے واسطے یہی دعائے خیر ہے کہ خلق اللہ پر ظلم مت کیجو۔ اور فسق و فجور سے باز رہیو اور دو اخلاق خاندان صابریہ چشتیہ سے محبت بدل و جان رکھیو اور خلیفہ اکبر سلسلہ عالیہ صابریہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا اور وصیت نامہ کا بخوبی پابند رہنا یہ سن کر بادشاہ حضرت سے قدم بوس ہو کر رخصت ہوا۔ اور مدۃ العمر وصیت ہائے مذکورہ کا پابند رہا۔ نہایت عمر کے ساتھ ستائیس برس بادشاہت کی۔ آخر کار ۷۵۲ھ ہجری میں وفات پائی۔ خاتمہ بخیر ہوا۔

ذکر تخت نشینی حضرت سلطان فیروز شاہ

اور بجائے اس کے سلطان فیروز شاہ بن سالار رجب برادر خورد تغلق ثالث تخت دہلی پر متمکن ہوا۔ اور ۷۵۲ھ ہجری میں سردار حنفیہ مذکور نے بادشاہ مذکور کا دہلی میں جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت شیخ نصیر الدین صاحب چراغ دہلوی نظامیہ کو اطلاع دی۔ ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر معرفت اسی ابدال کے سردار حنفیہ کے پاس روانہ کیا۔ ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث کی خدمت سراپا برکت میں ارسال کی۔ اور ان حضرت نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم سے بادشاہت کا حکم منظور کرا کر قطب دہلی کے پاس بدست ابدال روانہ کیا اور قطب امر سروری کا پابند ہو گیا بعد سات مہینے کے بادشاہ مذکور نے حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث سے شرف غلامی حاصل کیا اور بعد حصول بیعت ارادت عرض کیا کہ حضور انور میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ فیروز شاہ بابا تیرے حق میں دعائے خیر یہی ہے کہ وصیت نامہ کی پابندی کرنا اور خلق اللہ کو ظلم و ستم سے بچانا اور فسق و فجور سے احتراز رکھنا۔ اگر اس کا پابند رہے گا تو سلطنت قائم رہے گی اور خاتمہ بخیر ہوگا

بادشاہ نے حضرت ممدوح کا فرمان بدل و جان قبول کیا۔ اور قدم بوس ہو کر دار السلطنت میں آیا۔ اور وصیت نامہ کی پابندی اختیار کی۔ اس بادشاہ کے عہد میں یہ واقعات ظہور میں آئے۔

احوال حکومت باطنی حضرت مخدوم صفی اللہ سردار حنفیہ

ایک یہ کہ ۸۵۶ھ میں حضرت نصیر الدین صاحب سردار حنفیہ نے رحلت فرمائی اور آپ کی جگہ خلیفہ اکبر حضرت مخدوم شیخ صفی اللہ صاحب سردار حنفیہ مقرر ہوئے یہ حضرت گیارہ شعبان ۷۲۹ھ کو پیدا ہوئے۔ اور انیسویں ماہ ربیع الآخر ۷۴۹ھ ہجری میں خلافت حاصل کی۔ اور انیسویں شوال ۸۱۸ھ ہجری کو وفات پائی۔

بیان ایام خلافت حضرت شاہ عبدالحق صاحب صابریہ

دوم یہ کہ ۷۰۵ھ ہجری کو حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیا قلندر ثالث نے اس عالم سے حجاب فرمایا اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب رودولوی زندانی پیر صابریہ مقرر ہوئے۔ یہ حضرت اکیسویں ذیقعدہ ۷۲۷ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔ اور ستائیسویں رجب ۸۵۵ھ ہجری کو خلافت حاصل کی۔ اور پندرہویں ماہ جمادی الثانی ۸۳۷ھ ہجری کو وفات پائی۔ اور سلطان فیروز شاہ مذکور نے بروے عدل و انصاف کے ساتھ اڑتیس برس ہفت ماہ بست یوم سلطنت کی آخر کار ۷۹۰ھ میں قضا کر گیا۔ خاتمہ بخیر ہوا۔

اس کے بعد چار بادشاہوں یعنی غیاث الدین محمد تغلق شاہ۔ فتح خاں فیروز شاہ۔ ناصر الدین محمد شاہ فیروز شاہ، سلطان غیاث الدین تغلق شاہ رابع کو یکے بعد دیگرے عرصہ دو برس میں تخت دہلی پر سردار حنفیہ موصوف نے مقرر کیا۔ اور یہ چاروں بادشاہ وصیت نامہ محررہ بالا سے منحرف رہے ظلم اور فسق و فجور کی کثرت ہوئی۔

ذکر تخت نشینی سلطان ناصرالدین محمد شاہ والی دہلی

بالآخر سردار حفیہ مذکور نے بادشاہ آخر الذکر کو قدیم سے معزول کر کے اس کی جگہ سلطان ناصرالدین محمد شاہ بن فیروز شاہ کو تخت نشین کیا اور ۸۹۲ھ ہجری میں سردار حفیہ مذکور نے دہلی میں اس کا جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت شیخ نصیر الدین صاحب نظامیہ چراغ دہلوی کو اطلاع دی۔ اُن حضرت نے وصیت نامہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کی معرفت سردار حفیہ مذکور کے پاس روانہ کیا۔ اُن حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب ردولوی زندان پیر صابریہ کی خدمت بابرکت میں بھیج دی اُن حضرت نے بادشاہ مذکور کی منظوری کا حکم حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم سے کرا کر معرفت ابدال کے قطب دہلی کے پاس بھیجدیا۔ اور قطب مذکور حکم سروری کا پابند ہو گیا۔ اور بادشاہ نے تین برس نو ماہ پابندی وصیت نامہ اختیار کی بعد کو منحرف ہو کر ظلم پر کمر باندھی اور فسق و فجور میں مبتلا ہوا۔

ذکر تخت نشینی علاؤ الدین سکندر شاہ بن ناصرالدین محمد شاہ

سردار حفیہ مذکور نے چند یوم میں اس کو قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر کے ۸۹۶ھ ہجری میں اُس کی جگہ علاؤ الدین سکندر شاہ بن ناصرالدین محمد شاہ کو مقرر کیا۔ اور اس کی اطلاع حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب ردولوی زندان پیر صابریہ کو کر دی مگر اس نے ظلم و فسق و فجور اختیار کیا۔

احوال تخت نشینی ناصرالدین محمود شاہ بن ناصرالدین محمد شاہ

سردار خفیہ نے فوراً اندر ایک ماہ چند یوم کے اس ظالم کو قدیم سے معزول کر کے اسی سنہ میں ناصرالدین محمود شاہ بن ناصرالدین محمد شاہ کو مقرر کر دیا اور ۹۶ھ ہجری میں بمقام دہلی جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت شیخ نصیرالدین صاحب نظامیہ چراغ دہلوی کو اطلاع کر دی۔ ان حضرت نے وصیت محررہ بالا ارقام فرما کر اسی ابدال کی معرفت سردار خفیہ کے پاس روانہ کیا۔ اُن حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے حضرت شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب ردولوی زندانی پیر صابریہ کے پاس بھیجدی اور اُن حضرت نے حکم منظوری بادشاہت کا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم سے کرا کر معرفت ابدال کے قطب دہلی کے پاس بھجوا دیا اور وہ قطب دہلی حکم سروری کا پابند ہو گیا۔

آٹھ مہینے کے بعد بادشاہ مذکور نے بیعت ارادت حضرت شاہ نور الحق صاحب موصوف سے حاصل کی اور عرض کیا کہ حضور میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیرے حق میں یہی دعائے خیر ہے کہ خلق اللہ پر ظلم مت کر نا اور فسق و فجور سے باز رہنا۔ اور وصیت نامہ محررہ بالا کی پابندی اختیار کرنے و خلفاء خاندان صابریہ چشتیہ سے بدل و جان محبت رکھنا۔ اور خلیفہ اکبر خاندان صابریہ چشتیہ کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا۔

بادشاہ نے سُن کر مستحکم وعدہ کیا اور حضرت موصوف سے قدم بوس ہو کر دہلی میں آیا۔ اور وصیت نامہ کی کما ینبغی تعمیل کی۔ ۹۷۰ھ ہجری میں حضرت شیخ نصیرالدین صاحب نظامیہ چراغ دہلوی نے رحلت فرمائی۔

احوال ایام خلافت حضرت محمد سعدی صاحب نظامیہ

اور اُن حضرت کی جگہ خلیفہ اکبر حضرت شیخ محمد سعدی صاحب نظامی مقرر ہوئے حضرت شیخ محمد سعد صاحب سولہ شوال ۸۰۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور سولہ رجب ۸۲۵ھ ہجری میں خلافت حاصل کی۔ اور بارہویں محرم ۸۵۹ھ ہجری کو وفات پائی۔ اور سلطان ناصرالدین محمود شاہ نے بپابندی وصیت محررہ بالا انیس سال آٹھ ماہ چند یوم بخوبی تمام بادشاہت کی۔ اور ۸۱۵ھ ہجری میں انتقال کیا اور خاتمہ بخیر ہوا۔

ذکر تخت نشینی ناصرالدین نصرت شاہ بن شہزادہ فتح خان

اس کے بعد سردار حنفیہ مذکور نے یکے بعد دیگرے ناصرالدین نصرت شاہ بن شہزادہ فتح خان اور اقبال خان عرف ملو خان پٹھان۔ ان دو بادشاہوں کو بعرصہ سات ماہ تخت دہلی پر مقرر کیا۔ بوجہ انحراف وصیت نامہ محررہ بالا قدیم سے معزول کیے گئے۔

بیان تخت نشینی امیر تیمور بن امیر طراخاں

ان کے بعد شاہ امیر تیمور بن امیر طراخاں کو سردار حنفیہ نے تخت دہلی پر متمکن کیا۔ لیکن پانچ مہینے کے بعد اس بادشاہ نے وصیت نامہ سے انحراف کرکے ظلم اور فسق و فجور پر کمر باندھی۔

احوال تخت نشینی دولت خاں لودھی

سردار حنفیہ نے فی الفور اس کو دہلی سے بخارا کی جانب روانہ کر کے اس کی جگہ ۸۱۶ھ ہجری میں دولت خاں لودھی کو مقرر کر دیا۔ اور دہلی میں جلوس کر کے معرفت ابدال کے منظوری بادشاہت کی حضرت شاہ نور الحق صاحب موصوف کو ارسال کی ان حضرت نے اس منظوری بادشاہت پر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم سے حکم لے کر پاس قطب دہلی کے بھجوا دیا۔ اور وہ قطب حکم سروری کا پابند ہو گیا۔ دولت خان نے ایک سال دو ماہ چند یوم سلطنت کی۔ بعد کو منحرف ہو کر ظلم پر کمر باندھی۔

ذکر بادشاہت خضر خاں بن ملک سلیمان

سردار حنفیہ مذکور نے فوراً اس کو ۸۱۷ھ ہجری میں قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر کے اس کی جگہ خضر خان بن ملک سلیمان قوم سادات کو مقرر کیا۔ اور ۸۱۷ھ میں بمقام دہلی جلوس کر کے سردار حنفیہ نے معرفت ابدال کے حضرت شیخ محمد سعدی صاحب نظامیہ کو اطلاع دی۔ اور ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر معرفت اسی ابدال کے سردار حنفیہ کے پاس روانہ کر دیا۔ اور ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے حضرت شاہ نور الحق صابری صاحب موصوف کو بھیج دیا۔ اور ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مسطور کا حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم سے کرا کر معرفت ابدال کے قطب دہلی کے پاس بھجوا دیا۔ اور وہ اس حکم سروری کا پابند ہو گیا ۸۱۸ھ ہجری میں حضرت مخدوم شیخ صفی اللہ صاحب سردار حنفیہ نے رحلت فرمائی۔

احوال ایام خلافت شیخ اسمٰعیل صاحب سردار حنفیہ

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شیخ اسمٰعیل صاحب سردار حنفیہ مقرر ہوئے حضرت شیخ اسمٰعیل صاحب بارہویں ربیع الاوّل ۷۹۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور بارہویں ربیع الآخر ۸۱۲ھ ہجری میں خلافت حاصل کی۔ اور تیرہویں ربیع الاوّل ۸۶۰ھ ہجری میں وفات پائی اور ۸۱۹ھ ہجری میں حضرت شیخ محمد سعدی صاحب نظامیہ نے رحلت کی۔

ذکر ایام خلافت شیخ اختیار الدین صاحب نظامیہ

اور آپ کی جگہ خلیفہ اکبر حضرت شیخ اختیار الدین صاحب نظامیہ مقرر ہوئے شیخ اختیار الدین صاحب موصوف اکیسویں رمضان ۷۲۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور سوم صفر ۸۹۰ھ ہجری میں خلافت حاصل کی۔ اور بارہویں ذی حجہ ۸۳۵ھ ہجری کو وفات پائی۔ خضر خان مذکور والی دہلی سات برس دو مہینے تک وصیت نامہ کا پابند رہا۔ بعد کو منحرف ہو کر ظلم پر کمر باندھی۔

احوال سلطنت مبارک شاہ بن خضر خاں

سردار حنفیہ حضرت شیخ اسمٰعیل صاحب موصوف نے اس کو قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر کے بجائے اس کے معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ بن خضر خان کو مقرر کیا اور ۸۲۴ھ ہجری میں بمقام دہلی جلوس کرا کر معرفت ابدال کے شیخ اختیار الدین صاحب نظامیہ کو اطلاع دی۔ اُن حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر اسی

ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ مذکور کے پاس روانہ کردیا۔

ان حضرت نے منظوری سلطنت مع وصیت نامہ کے بدست ابدال حضرت شاہ نورالحق احمد عبدالحق ردولوی زندان پیر صابریہ کے پاس ارسال کی۔ ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم سے حاصل کرکے قطب دہلی کے پاس بھیج دیا۔ اور وہ قطب حکم سروری کا پابند ہوکر معزالدین کو سلطنت کرانے لگا۔ تیرہ برس ایک ماہ چند یوم بادشاہ مذکور وصیت نامہ محررہ بالا کا پابند رہا۔ بعد کو منحرف ہوکر ظلم پر کمر باندھی اور فسق وفجور میں مبتلا ہوا۔

احوال تخت نشینی سلطان محمد شاہ

تب سردار حنفیہ مذکور نے معزالدین کو ۸۳۷ھ ہجری میں تیغ سے معزول یعنی ہلاک کرکے اس کی جگہ سلطان محمد شاہ بن فرید خاں بن خضر خاں کو تخت دہلی پر متمکن کیا۔ اور اسی سنہ میں بمقام دہلی اس کا جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت شیخ اختیارالدین صاحب نظامیہ کو اطلاع دی اور ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرماکر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ کے پاس روانہ کیا ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ مذکور کے ہم دست ابدال حضرت شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب ردولوی زندان پیر صابریہ کے حضور میں ارسال کی ان حضرت نے شہنشاہ دوسرا حضرت محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم سے بادشاہ مذکور کی بادشاہت کا حکم منظور کرا کر قطب دہلی کے پاس بھجوا دیا۔ اور وہ حکم سروری کا پابند ہوگیا ۸۳۷ھ ہجری میں حضرت شاہ نورالحق احمد عبدالحق صاحب ردولوی زندان پیر نے رحلت فرمائی۔

ذکر ایام خلافت حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق صاحب

اور آپ کی جگہ خلیفہ اکبر آپ کے حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق بطن الولایت صابریہ مقرر ہوئے یہ حضرت تیسویں ماہ صفر ۸۱۲ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔ اور اکیسویں ماہ رمضان ۸۲۹ھ ہجری کو خلافت حاصل کی۔ اور سترہویں صفر ۸۸۲ھ ہجری کو وفات پائی۔ اور ۸۲۸ھ ہجری میں شیخ اختیار الدین صاحب نے حجاب کیا۔

ذکر ایام خلافت حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ

اور آپ کی جگہ خلیفہ اکبر حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ مقرر ہوئے یہ حضرت تیرہویں شوال ۸۰۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور سولہویں رمضان ۸۲۱ھ ہجری کو خلافت حاصل کی اور یکم صفر ۹۹۹ھ ہجری کو وفات پائی اور سلطان محمد شاہ مذکور والی دہلی بارہ سال چند ماہ وصیت نامہ کا پابند رہا بعد کو منحرف ہو کر ظلم شروع کیا۔

احوال تخت نشینی سلطان علاؤ الدین عالم شاہ ثانی

فی الفور سردار حنفیہ مذکور نے سلطان محمد شاہ کو قید سے معزول یعنی ہلاک کر کے اس کی جگہ سلطان علاؤ الدین عالم شاہ ثانی بن سلطان محمد شاہ کو تخت دہلی پر بٹھا دیا اور ۸۴۹ھ ہجری میں بمقام دہلی جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ کو اطلاع دی۔ اُن حضرت نے وصیت نامہ مسطورہ بالا ارقام فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ کے پاس روانہ کر دیا۔ اُن حضرت نے وصیت نامہ موصوف

مع منظوری سلطنت معرفت ابدال کے حضرت شیخ مصطفےٰ عارف حق بلطن الولایت
صابریہ کی خدمت بابرکت میں ارسال کیا۔ اُن حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم سے حاصل کر کے قطب دہلی کے
پاس روانہ فرمایا۔ اور وہ حکم سروری کا پابند ہو گیا۔ یہ بادشاہ چند برس چند ماہ وصیت
نامہ مذکورہ بالا کا مطیع ومنقاد رہا۔ بعد کو منحرف ہو کر ظلم اور فسق وفجور پر کمر باندھی۔

ذکر تخت نشینی سلطان بہلول لودھی

فی الفور سردار حنفیہ مذکور نے اس کی سرکوبی کر کے قدیم سے مقتول یعنی ہلاک کیا
اور اس کی جگہ سلطان بہلول لودھی بن ملک کالہ بہادر کو مقرر کر کے ۸۵۵ھ ہجری میں
بمقام دہلی جلوس کرا دیا۔ اور معرفت ابدال کے حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ
کو اس کیفیت سے مطلع کیا۔ اُن حضرت نے فوراً وصیت نامہ بالا ارقام فرما کر اسی
ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ کے پاس روانہ کیا۔ اور اُن حضرت نے منظوری بادشاہ
مع وصیت نامہ کے بدست ابدال حضرت شاہ مصطفےٰ عارف حق بلطن الولایت صابریہ
کی خدمت میں ارسال کیا۔ ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سید
عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم سے حاصل کر کے قطب دہلی
کے پاس بھجوا دیا۔ وہ حکم سروری کا پابند ہو گیا۔ اس بادشاہ نے چند سال کے بعد خواجہ
حسن سالار نظامی صاحب سے بیعت قبول کی۔ بعد کو عرض کی کہ حضرت! میرے
حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ حضرت نے فرمایا کہ سلطان بہلول تیرے حق میں دعائے
خیر یہی ہے کہ ظلم خلق اللہ پر مت کرنا اور فسق وفجور سے محفوظ رہنا۔ واخلاف خاندان
نظامیہ چشتیہ سے محبت رکھنا۔ اور خاندان صابریہ چشتیہ کے خلیفہ اکبر کا مطیع وفرمانبردار
رہنا چنانچہ بادشاہ مذکور نے بامر مرشدی عدل وانصاف سے کام کیا۔ اور حضرات
خاندان چشت کا دل سے غلام رہا۔ ۸۶۰ھ ہجری میں حضرت شیخ اسمٰعیل صاحب

سردار حنفیہ نے رحلت فرمائی۔

احوال حضرت قطب عالم صاحب کے سردار حنفیہ ہونیکا

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس گنگوہی قطب عالم دستگیر سلطان التارکین سردار حنفیہ مقرر ہوئے حضرت قطب عالم صاحب موصوف بیسویں جمادی الآخر ۸۴۲ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔ اور تاریخ گیارہویں رمضان ۸۵۹ھ ہجری کو اس سلسلہ حنفیہ کی خلافت حاصل کی اور تیئیسویں جمادی الآخر ۹۴۳ھ ہجری میں وفات پائی۔ اور ۸۸۲ھ میں حضرت مصطفےٰ عارف حق بطن الولایت صابریہ نے اس عالم سے حجاب فرمایا۔

احوال ایام خلافت حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب الانور محمد حبیو صاحب صابریہ

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب الانور محمد حبیو صاحب مسند حقیقت معنوی پر مقرر ہوئے۔ یہ حضرت پندرہ جمادی الآخر ۸۳۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور بائیسویں شعبان ۸۶۶ھ ہجری میں خلافت حاصل کی۔ اور اکیسویں ماہ شعبان ۸۹۳ھ ہجری میں وفات پائی اور سلطان بہلول لودھی نے اڑتیس سال پانچ ماہ سات یوم بخوبی تمام سلطنت کی ۸۹۴ھ ہجری میں انتقال کیا خاتمہ بخیر ہوا۔

احوال تخت نشینی سلطان سکندر بہلول لودھی

اور بجائے اس کے سلطان سکندر بن سلطان بہلول لودھی کو حضرت قطب صاحب موصوف سردار حنفیہ نے مقرر کیا۔ اور ۸۹۴ھ ہجری میں اس کا جلوس کرا کر حضرت خواجہ

حسن سالار صاحب نظامیہ کو معرفت ابدال کے خبر کر دی۔ ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حضیہ مذکورہ کے پاس روانہ فرمایا۔

ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ ہم دست ابدال کے حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد حبیو صاحب صابریہ کی حضور میں ارسال کی۔ ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم سے حاصل کر کے معرفت ابدال قطب دہلی کے پاس بھجوا دیا۔ اور وہ حکم سروری کا پابند ہو گیا بادشاہ سلطنت کرنے لگا۔ بعد دو برس کے ۸۹۶ھ ہجری میں بادشاہ مذکور نے حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد حبیو صاحب صابریہ سے بیعت ارادت حاصل کی اور عرض کیا کہ حضور غلام کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ دعائے خیر تیرے حق میں یہی ہے کہ خلق اللہ پر ظلم نہ کرنا۔ اور فسق و فجور سے باز رہنا۔ خلیفہ اکبر خاندان صابریہ چشتیہ کا مطیع و فرمانبردار اور دا خلان خاندان صابریہ سے بدل و جان انس رکھنا۔ بادشاہ نے ہدایت موصوفہ بسر و چشم قبول کی اور تادم مرگ حضرات خواجگان چشت کا مطیع و فرمانبردار رہا۔ چار برس بعد ۹۰۰ھ ہجری میں حضرت شاہ کمال الدین محمد عجیب انور محمد حبیو صاحب صابریہ نے اس عالم سے حجاب کیا۔

احوال حضرت قطب عالم صاحب کا مسند صابریہ پر جلوہ افروز ہونا

اور بجائے آپ کے حضرت مشکلکشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب گنگوہی قطب عالم و شکیر سلطان التارکین رونق افزائے مسند سادہ حکومت صابریہ چشتیہ بصورت حقیقت معنوی موصوف ہوئے۔ اور آپ کی ولادت اور وفات کا حال بذیل حضیہ اول مرقوم ہو چکا ہے۔ اور سلسلہ صابریہ عالیہ کی خلافت بیسویں جمادی الآخر ۸۶۹ھ ہجری کو حاصل کی۔ اور جب خاندان صابریہ اور کیفیت حضیہ کی ایک ہی حضرت قطب عالم

صاحب موصوف علوالعزم والمرتبہ ہوئے۔

حضرت عبدالحمید صاحب کے سردار حنفیہ ہونیکا بیان

تو حضرت موصوف نے اپنی جگہ اپنے فرزند اکبر حضرت شیخ عبدالحمید صاحب عرف شیخ زین آدلین ولادت روح جذبیہ کو عہدۂ سردار حنفیہ عطا فرمایا۔ اور آپ خاندان صابریہ چشتیہ کے شہنشاہ ولایت علوالعزم والمرتبہ ہے حضرت شیخ عبدالحمید صاحب موصوف سترہویں ماہ ربیع الآخر ۸۶۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور سولہویں ماہ ربیع الآخر ۸۸۰ھ ہجری کو خلافت حاصل کی اور چودہویں ماہ ربیع الآخر ۹۸۵ھ ہجری میں وفات پائی۔

العزمل سلطان سکندر مذکور خواجگان چشت کا کمال محب تھا چنانچہ ۹۰۷ھ میں وفیہ ثانی حضرت بادشاہ دوجہان مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ لارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت قطب عالم صاحب نے اسی کے عہد میں کیا۔ حضرات خواجگان چشت کی اطاعت و محبت کے باعث اس بادشاہ نے اٹھائیس ۲۸ برس پانچ مہینے بخوبی تمام سلطنت کی۔ اور یہ بادشاہ ۹۲۳ھ ہجری میں انتقال کے وقت خدا کا عارف ہو کر ملک بقا کو روانہ ہوا۔

سلطان ابراہیم کی تخت نشینی کا بیان

حضرت شیخ عبدالحمید صاحب سردار حنفیہ نے بجائے اس کے سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر کو تخت ہندوستان پر متمکن کیا۔ اور ۹۲۲ھ ہجری میں بمقام آگرہ اس کا جلوس کرا کر ابدال کی معرفت حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ کو اطلاع دی۔ ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا اسی ابدال کے ہاں سردار حنفیہ مذکور کے

پاس روانہ کیا۔ اُن حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ معرفت ابدال کے حضرت قطب عالم صاحب موصوف صابریہ کے حضور میں ارسال کیا۔ اُن حضرت نے حکم منظوری بادشاہ کا حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم سے کرا کر ابدال کی معرفت قطب آگرہ کے پاس بھجوادیا۔ اور وہ قطب حکم عالی کا پابند ہوگیا۔ یہ بادشاہ آٹھ برس چند ماہ وصیت نامہ کا پابند رہا۔ اور ۹۲۸ھ ہجری میں حضرت قطب عالم صاحب موصوف سے بیعت ہوا۔ اور تعمیر روضہ شریف حضرت بادشاہ دوجہاں ممدوح کے لیے قوت حلال کا روپیہ ارسال کیا جس کا بیان کتاب ہذا میں درج ہوچکا ہے۔ بعد کو یہ بادشاہ منحرف ہوکر ظلم اور فسق و فجور میں بکثرت مبتلا ہوا۔

سلطان ظہیر الدین محمد بابر شاہ چغتائی کا تخت نشین ہونا

۹۳۲ھ ہجری میں سردار حنفیہ مذکور نے اس کو قدیم سے معزول یعنی ہلاک کرکے اسی کی جگہ سلطان ظہیر الدین محمد بابر شاہ بن عمر شیخ مرزا چغتائی کو مقرر کیا اور ۹۳۲ھ ہجری میں اس کا جلوس دہلی میں کرا کر معرفت ابدال کے حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ کو اطلاع دی۔ ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ موصوف کے پاس بھیجدیا۔ اُن حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ بدست ابدال حضرت قطب عالم صاحب ممدوح صابریہ کے حضور میں ارسال کیا ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے نافذ کرا کر قطب دہلی کے پاس بھجوادیا۔ اور وہ حکم سروری کا پابند ہوگیا۔ یہ بادشاہ چار سال دس ماہ وصیت نامہ کا پابند رہا۔ بعدہٗ فسق و فجور میں مبتلا ہوا۔ ظلم کثرت سے ہونے لگا۔

ہمایوں بادشاہ کا اوّل بار پایۂ تخت پر بیٹھنا

فی الفور سردار حنفیہ مذکور نے سنہ ۹۳۷ ہجری میں اس کو قدم سے معزول یعنی ہلاک کر کے اس کی جگہ نصیر الدین ہمایوں بادشاہ اوّل بن بابر شاہ کو مقرر کیا اور سنہ ۹۳۷ ہجری میں بمقام آگرہ و دہلی اس کا جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ کو اطلاع کی۔ اُن حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تسطیر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ مذکور کے پاس روانہ کیا۔ ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے ابدال کی معرفت حضرت قطب عالم صاحب ممدوح صابریہ کے حضور میں ارسال کی۔ ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے اجرا کرا کر معرفت ابدال کے قطب دہلی کے پاس بھیجدیا۔ اور وہ قطب حکم سروری کا پابند ہو گیا۔ اور بادشاہ حکمرانی کرنے لگا۔ سنہ ۹۳۵ ہجری میں حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے حجاب کیا۔

حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری صابریہ کا احوال

اور آپ کی جگہ آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کریم الطرفین مسند حقیقت پر جلوہ آرا ہوئے۔ یہ حضرت یکم رجب سنہ ۸۶۷ ہجری میں پیدا ہوئے اور ستر ہویں رجب سنہ ۸۹۷ ھ کو خلافت حاصل کی۔ اور پندرہویں ذی حجہ سنہ ۹۸۱ ہجری کو وفات پائی۔

بادشاہ مذکور گیارہ برس وصیت نامہ کا پابند رہا۔ بعد کو منحرف ہو کر فسق و فجور میں مبتلا ہوا۔ سید زادوں کو قید کیا۔ بعرصہ پانچ ماہ سردار حنفیہ مذکور نے فوج غلیبی بلوائی اور سنہ ۹۴۷ ھ میں بادشاہ مذکور کو تخت دہلی سے جدید کو معزول کر کے باغات افواج غلیبی قید سادات عظام کی پاداش میں ادل زدہ کوب کیا۔ بعد کو چار ابرہ کا صفایا کرا کر دہلی سے باہر نکال دیا۔

ذکر تخت نشینی محمد فرید الدین شیر شاہ

اور بجائے اس کے محمد فرید الدین شیر شاہ بن حسن کو سردار حنفیہ مذکور نے مقرر کر کے سنہ ۹۴۷ ہجری میں بمقام آگرہ دہلی اس کا جلوس کرا دیا۔ اور معرفت ابدال کے حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ کو اطلاع دی۔ ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا ارقام فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ مذکور کے پاس روانہ کیا۔ اور ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے ہم دست ابدال حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری صابری کے حضور میں ارسال کی۔ ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کرا کر معرفت ابدال کے قطب دہلی کے پاس روانہ کیا اور وہ قطب دہلی حکم کا پابند ہو گیا۔ یہ بادشاہ چار برس چار ماہ وصیت نامہ کا پابند رہا۔ بعد کو منحرف ہو کر ظلم پر کمر باندھی۔

اسلام شاہ کا تخت پر بیٹھنا

پندرہ یوم کے عرصہ میں واقع سنہ ۹۵۲ ہجری میں سردار حنفیہ مذکور نے قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر کے بجائے اس کے جلال خاں ملقب بہ اسلام شاہ بن شیر شاہ کو مقرر کیا۔ سنہ ۹۵۲ ہجری میں سردار حنفیہ مذکور نے اس کا جلوس دہلی میں کرا کر معرفت ابدال کے حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ کو اطلاع دی۔ اور ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ مذکور کے پاس بھیجدیا۔ اور ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت بدست ابدال کے حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری صابریہ کے پاس بھیجدی۔ ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم سے حاصل

کر کے قطب دہلی کے پاس ارسال فرمایا۔ اور قطب دہلی حکم سروری کا پابند ہوگیا۔ بادشاہ مذکور نے آٹھ برس دو ماہ سلطنت کی۔ وصیت نامہ کا پابند رہا۔ بعد کو انحراف کر کے مظلم پر کمر باندھی۔ فسق و فجور میں مبتلا ہوا۔

فیروز شاہ کا تخت نشین ہونا

نی الفور سردار حفیہ نے بعرصہ دس یوم سنہ ۹۶۰ھ میں اس کو قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر کے اس کی جگہ فیروز شاہ بن اسلام شاہ کو تخت نشین کرنا چاہا تھا کہ تین روز کے عرصہ میں اس نے اپنی حقیقی بہن سے زنا کیا۔ اسی وقت اس کو قطب دہلی نے قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر کے سردار حفیہ مذکور کو اطلاع دی۔

مبارز خاں ملقب بہ محمد عادل شاہ کا تخت پر بیٹھنا

سردار حفیہ نے فیروز شاہ کی جگہ پر مبارز خاں ملقب محمد عادل شاہ بن نظام خاں سور پٹھان کو مقرر کر کے سنہ ۹۶۰ ہجری میں بمقام دہلی اس کا جلوس کرا دیا۔ اور معرفت ابدال کے حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ کو اطلاع دی۔ اور اُن حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حفیہ مذکور کی خدمت میں بھیجدیا۔ ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے بدست ابدال حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری صابری کے پاس بھیجدی۔ اور اُن حضرت نے منظوری بادشاہ مذکور کا حکم حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم سے منظور کرا کر قطب صاحب دہلی کے پاس بھجوا دیا۔ اور وہ قطب امر سروری کا پابند ہوگیا۔ بادشاہ مذکور ایک سال گیارہ مہینے وصیت نامہ کا پابند رہا۔ بعد کو مرتکب فسق و فجور ہوا۔

سلطان ابراہیم سور پٹھان کا تخت پر بیٹھنا

سردار حنفیہ مذکور نے بعرصہ دس یوم ۹۶۲ھ ہجری میں اس کو قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر کے بجائے اس کے سلطان ابراہیم سور پٹھان کو مقرر کیا اس نے تین ماہ تین یوم بادشاہت کی۔ اور ظلم و ستم بکثرت کیا۔

احمد خاں ملقب بہ سکندر شاہ کا تخت پر بیٹھنا

سردار حنفیہ نے اس کو قدیم سے معزول کر کے حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری صابریہ کو یہ اطلاع دی۔ اور فوراً اس کی جگہ احمد خان ملقب بہ سکندر شاہ بن حسین خان سور پٹھان کو مقرر کر دیا۔ مگر اس نے بھی ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں بہت ظلم اور فسق و فجور کیا۔

ہمایوں بادشاہ کا بار دوم تخت پر بیٹھنا

فوراً سردار حنفیہ نے اس کو قدیم سے معزول کر کے حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری صابریہ کو اطلاع دی۔ اور اس کی جگہ پر نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ کو مرتبہ دوم ۹۶۲ھ ہجری میں فارس سے بلا کر مقرر کیا چھ مہینے سلطنت کی مگر ظلم اور فسق و فجور سے پھر بھی باز نہ آیا۔ اور فہمائش سردار حنفیہ کو خیال میں نہ لایا اسی واسطے اس بادشاہ کی اطلاع حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ کو نہ کی۔ صرف حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری صابریہ کو اطلاع کر کے چھ مہینے کے عرصہ میں سردار حنفیہ مذکور نے ۹۶۳ھ ہجری میں اس کو قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر دیا۔

اکبر بادشاہ کا تخت نشین ہونا

اور اس کی جگہ پر ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ بن ہمایوں کو مقرر کیا۔ اور سنہ ۹۶۳ ہجری میں اس کا جلوس کرا دیا۔ بعدہٗ سردار حنفیہ مذکور نے معرفت ابدال کے حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ کو اطلاع دی۔ اور اُن حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ مذکور کے پاس بھیجدیا اُن حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری صابریہ کو بھیجدی۔ اور اُن حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کرا کر قطب آگرہ کے پاس بھجوا دیا اور وہ قطب حکم سروری کا پابند ہو گیا۔ اور یہ بادشاہ سنہ ۹۶۵ ہجری میں حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری صابریہ کا مرید ہوا۔ بعد حصول شرف ارادت عرض کیا کہ حضور غلام کے حق میں دعائے خیر فرمائیں حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ اکبر بادشاہ ظلم خلق اللہ پر مت کرنا اور فسق و فجور سے باز رہنا۔ اور دل و جان خاندانِ صابریہ چشتیہ سے بدل و جان محبت رکھنا اور خلیفہ اکبر خاندان صابریہ کا مطیع و فرمانبردار رہنا یہی تیرے حق میں دعائے خیر ہے۔ اکبر نے یہ ہدایت سُن کر بدل و جان قبول کی اور وعدہ کیا کہ غلام بجا حسن اس نصیحت پر عمل کرے گا۔ یہ کہہ کر حضرت ممدوح سے قدم بوس ہو کر دار السلطنت کو واپس آیا۔ اور کمال عدل و انصاف اور نہایت محنت اور جانفشانی کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ جس کا احوال اور آئین حکمرانی ہر کہ دمہ پر ظاہر ہے۔ اسی بادشاہ کے عہد میں یہ چار واقعے وقوع میں آئے۔

احوال تقرر حضرت عبدالصمد صاحب سردار حنفیہ

ایک یہ کہ ۹۸۵ھ ہجری حضرت شیخ عبدالحمید صاحب سردار حنفیہ نے حجاب کیا اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شیخ عبدالصمد صاحب سردار حنفیہ مقرر ہوئے یہ حضرت سترھویں ماہ رجب ۹۵۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور ساتویں ربیع الاول ۹۶۳ھ ہجری خلافت حاصل کی۔ اور گیارہویں ماہ شوال ۹۸۹ھ ہجری کو وفات پائی۔

ذکر حضرت فتح اللہ صاحب سردار حنفیہ

دوم ۹۸۹ھ ہجری میں حضرت شیخ عبدالصمد صاحب نے وفات پائی۔ اور اُن کی جگہ خلیفہ اکبر حضرت شیخ فتح اللہ صاحب سردار حنفیہ مقرر ہوئے۔

حضرت شیخ فتح اللہ صاحب موصوف بارہویں ربیع الآخر ۹۶۴ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور گیارہویں ماہ شعبان ۹۸۸ھ ہجری کو خلافت حاصل کی۔ اور اٹھارہویں ماہ جمادی الآخر ۱۰۳۶ھ ہجری میں وفات پائی۔

بیان حضرت نظام الدین صاحب بلخی صابریہ

سوم یہ کہ ۹۸۹ھ ہجری میں حضرت جلال الدین صاحب تھانیسری کریم الطرفین صابریہ نے اس عالم سے حجاب فرمایا۔ اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شاہ نظام الدین صاحب بلخی نے جامہ حقیقت معنوی ملبوس فرمایا۔ یہ حضرت بارہویں رجب ۹۱۲ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور گیارہویں شوال ۹۸۲ھ ہجری کو خلافت حاصل کی۔ اور ساتویں رجب ۱۰۱۵ھ ہجری میں وفات پائی۔

ذکر حضرت سالار سرمست صاحب نظامیہ

چہارم یہ کہ ۹۹۱ سنہ ہجری میں حضرت خواجہ حسن سالار صاحب نظامیہ نے اس عالم فانی سے ملک جاودانی کو مراجعت کی۔ اور بجائے انکے حضرت خواجہ سالار سرمست صاحب نظامیہ مقرر ہوئے۔ یہ حضرت تاریخ تیرہویں محرم ۹۰۲ سنہ ہجری میں پیدا ہوئے بارہویں شوال ۹۶۱ سنہ ہجری میں خلافت حاصل کی۔ اور نویں رجب ۱۰۸۵ سنہ ہجری کو وفات پائی اور شاہ اکبر مذکور نے اکیاون سال دو ماہ گیارہ یوم بخوبی تمام سلطنت کرکے ۱۰۱۴ھ میں انتقال کیا۔ اور شرف بیعت کی برکت سے خاتمہ بخیر ہوا۔

نورالدین جہانگیر شاہ کا تخت نشین ہونا

نور اُحضرت شاہ فتح اللہ صاحب سردار حنفیہ نے اس کی جگہ نورالدین محمد جہانگیر شاہ ابن جلال الدین اکبر شاہ کو مقرر کیا اور ۱۰۱۴ سنہ ہجری میں بمقام آگرہ اس کا جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت سالار سرمست صاحب نظامیہ کو اطلاع دی۔ اُن حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا ارقام فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ مذکور کے پاس بھیجدیا۔ اُن حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ بدست ابدال کے حضرت شاہ نظام الدین صاحب بلخی صابری کو روانہ کیا۔ اُن حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے حاصل کرکے قطب آگرہ کے پاس بھجوادیا۔ اور وہ قطب حکم سروری کا پابند ہوگیا۔ اور جہانگیر بادشاہ حکمرانی کرنے لگا۔ وصیت نامہ کی پابندی اختیار کی۔ عدالت وانصاف کو ہاتھ سے نہ دیا اس بادشاہ کے عہد میں ۱۰۱۷ سنہ ہجری میں حضرت شاہ نظام الدین صاحب بلخی صابریہ نے وصال فرمایا۔

احوال حضرت ابو سعید صاحب صابریہ کا

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شیخ ابو سعید صاحب گنگوہی صابریہ مسند حقیقت پر مقرر ہوئے۔

یہ حضرت چودہویں شعبان ۹۵۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور اکیسویں ماہ شوال ۹۹۸ھ کو خلافت حاصل کی۔ اور پہلے ربیع الآخر ۱۰۴۳ھ ہجری میں وفات پائی ۱۰۲۵ھ ہجری میں جہانگیر بادشاہ حضرت شاہ ابو سعید صاحب صابریہ کی خدمت سراپا برکت میں حاضر ہو، شرف بیعت سے ممتاز ہو کر دعائے خیر کا طالب ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو نور الدین محمد جہانگیر ہے۔ میں تیرے حق میں دعا بھی کروں گا۔ لیکن تیرے واسطے یہی دعا ہے کہ تو وصیت نامہ محررہ بالا کا پابند رہنا۔ خلق اللہ سے بعدل و انصاف پیش آنا۔ ظلم اور فسق و فجور سے باز رہنا۔ خواجگان چشت کی اطاعت کرنا اور خاندان صابریہ کے خلیفہ اکبر کا مطیع و منقاد رہنا۔

جہانگیر نے یہ سن کر مستحکم وعدہ کیا کہ میں بدل و جان عدالت و انصاف میں مالوف رہوں گا۔ بعدہٗ دار السلطنت کو واپس آیا۔ اور اچھی طور سے حکومت کرنے لگا ۱۰۲۶ھ ہجری میں بماہ شعبان اس بادشاہ نے بالواسطہ اپنے پیر و مرشد صاحب کے روضہ شریف حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا جو شکستہ ہو گیا تھا اس کی مرمت کی اور ۱۰۳۶ھ ہجری میں حضرت شاہ فتح اللہ صاحب سردار حنفیہ نے وفات پائی۔

حضرت محمد صادق صاحب کا سردار حنفیہ مقرر ہونا

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت محمد صادق صاحب گنگوہی سردار حنفیہ مقرر ہوئے

یہ حضرت سترہویں ربیع الآخر ۹۵۸ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور انیسویں رمضان ۱۰۰۱ھ ہجری میں اس سلسلہ حنفیہ کی خلافت حاصل کی۔ اور انیسویں محرم ۱۰۵۳ھ ہجری کو وفات پائی بعدہٗ جہانگیر اکیس برس آٹھ مہینے تیرہ دن سلطنت کر کے ۱۰۳۶ھ ہجری میں روانہ ملک بقا ہوا۔ دنیا سے باایمان گیا۔

مرزا بلاقی ملقب بہ سلطان داور بخش کا تخت پر بیٹھنا

اور فوراً حضرت محمد صادق صاحب سردار حنفیہ نے اس کی جگہ مرزا بلاقی ملقب بہ سلطان داور بخش بن سلطان خسرو چغتائی کو مقرر کر کے منتظر صدور حکم باطن رہے لیکن یہ بادشاہ بدبخت ازلی تخت نشین ہوتے ہی ظلم و فسق و فجور میں مبتلا ہو گیا۔

شاہ جہان بادشاہ کا تخت نشین ہونا

عرصہ دو ماہ ایک یوم میں انہوں نے اس کو قید سے معزول کر کے اس کی جگہ شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ بن نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ کو تخت ہندوستان پر متمکن کیا۔ ۱۰۳۷ھ ہجری میں بمقام آگرہ اس کا جلوس کرا کر حضرت سالار مست صاحب نظامیہ کو معرفت ابدال اطلاع دی۔ اُن حضرت نے اسی ابدال کے ہاتھ وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر سردار حنفیہ مذکور کے پاس روانہ کیا۔ اُن حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ بوساطت ابدال کے حضرت شاہ ابوسعید صاحب گنگوہی صابریہ کے حضور میں ارسال کی۔ ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نافذ کرا کے قطب آگرہ کے پاس بھیجدیا۔ اور وہ قطب حکم سروری کا پابند ہو گیا۔ اور شاہ جہان بادشاہ سلطنت رانی کرنے لگا۔

سنہ ۱۰۴۰ھ ہجری میں شاہ جہاں بادشاہ حضرت شاہ ابو سعید صاحب گنگوہی صابریہ کی خدمت سراپا برکت میں حاضر ہو کر داخل طریقت ہوا۔ اور استدعا کی کہ اب حضور غلام کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ شاہ جہان بابا وصیت نامہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ پر عمل درآمد رکھنا۔ ظلم اور فسق و فجور سے باز رہنا۔ عدالت و انصاف کو آئین بنانا۔ داخلانِ سلسلہ چشتیہ اور خلیفہ اکبر خاندانِ صابریہ کی دل سے اطاعت و فرمانبرداری کرنا۔ عمدہ طور سے حکمرانی کرے گا اور یہ فقیر کی فیضانِ صحبت کا اثر تیری صورت سے ظاہر ہوگا کہ تو جو کام کرے گا اس میں خدا برکت عطا فرمائے گا۔ اور جو عمارت تو تعمیر کرے گا وہ قائم رہے گی۔ اور خواجگانِ چشت کی الفت و محبت میں تمام سلاطین پر تو سبقت لے جائے گا۔ یہ سن کر شاہ جہان نے اپنے حضرت ہادی برحق کے اقدام رہبر انام پر سر رکھا اور کمال الحاح و زاری سے عرض کیا کہ اب غلام کو حضور اپنے قدموں سے جدا نہ فرمائیں، جس قدر کہ حیات مستعار میری باقی ہے وہ آستانہ بوسی میں صرف ہو۔ آپ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور شفقتِ مرشدی سے فرمایا کہ شاہ جہاں بابا بمصداق حدیث مقدس

المرء مع من احب	یعنی جو کوئی جس سے محبت رکھتا ہے وہ اس کے ساتھ ہے۔

تو فقیر سے محبت رکھتا ہے فقیر تیرے ساتھ ہے۔ اور تجھ کو خدا کا حکم حکمرانی کرنے کا ہے بادشاہ مذکور بموجب ارشاد مرشدی گنگوہ شریف سے رخصت ہو کر دارالسلطنت کو آیا۔ سنہ ۱۰۴۳ھ میں حضرت شاہ ابو سعید صاحب گنگوہی صابریہ نے وصال فرمایا۔

حضرت محمد صادق صاحب کا مسندِ صابریہ پر جلوہ دینا

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شاہ محمد صادق صاحب گنگوہی صابریہ

مسند حقیقت معنوی پر مقرر ہوئے۔ اُن حضرت کی ولادت و وفات بعینہٖ کیفیت حنفیہ اول مرقوم ہو چکی ہے اور اس سلسلہ صابریہ کی خلافت سترھویں شوال ۱۰۱۲ھ ہجری کو حاصل کی اور ۱۰۵۳ھ ہجری میں حضرت محمد صادق صاحب گنگوہی نے وفات پائی۔

حضرت محمدؐ داؤد جی صابریہ کا حال

اور بجائے آپ کے سلسلہ صابریہ میں خلیفہ اکبر حضرت شاہ شیخ محمد داؤد جی صاحب گنگوہی صابریہ مسند حقیقت پر حکمران ہوئے۔

حضرت محمدؐ حیات صاحب سردار حنفیہ کا حال

اور سلسلہ حنفیہ میں خلیفہ اکبر اور فرزند آپ کے حضرت شیخ محمد حیات صاحب سردار حنفیہ مقرر ہوئے۔ حضرت شیخ محمد داؤد جی صاحب صابریہ پچیسویں ربیع الآخر ۱۰۲۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور اکیسویں رجب ۱۰۴۲ھ ہجری کو خلافت حاصل کی اور چھٹی رمضان ۱۰۸۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ اور حضرت شیخ محمد حیات صاحب سردار حنفیہ گیارہویں ربیع الآخر ۱۰۴۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور سترھویں جمادی الآخر ۱۰۵۱ھ ہجری میں خلافت حاصل کی۔ اور انتیسویں ربیع الاوّل ۱۱۱۳ھ ہجری کو وفات پائی۔ اور شاہ جہان بادشاہ نے بڑی عمدگی اور ناموری سے اکتیس سال چار مہینے تک سلطنت کی۔

اورنگ زیب عالمگیر کا تخت نشین ہونا

لیکن ۱۰۶۸ھ ہجری میں جدید سے معزول کیے گئے اور بجائے اس کے حضرت

شیخ محمد حیات صاحب سردار حنفیہ نے ابو المظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ بن شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ کو تخت ہندوستان پر متمکن کیا۔ اور ۱۰۶۸ھ ہجری میں بمقام دہلی جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت سالار سرمست صاحب نظامیہ کو اطلاع دی اُن حضرت نے وصیت نامہ لکھ کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ مذکور کے پاس ارسال کیا۔ اُن حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ کے بدست ابدال حضرت شاہ شیخ محمد داؤد صاحب گنگوہی صابریہ کے حضور میں ترسیل کی۔ ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم سے صادر کرا کر قطب دہلی کے پاس ارسال فرمایا۔ وہ حکم سروری کا پابند ہو کر عالمگیر کو سلطنت کرانے لگا۔ عالمگیر نے تخت نشینی سے بارہ برس بعد ۱۰۷۰ھ ہجری میں حضرت شاہ شیخ محمد داؤد جی صاحب گنگوہی صابریہ کی غلامی میں داخل ہو کر طالب دعائے خیر ہوا۔ حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ عالمگیر! خلق اللہ پر ظلم مت کرنا فسق وفجور سے باز رہنا۔ داخلان خاندان صابریہ چشتیہ سے محبت رکھنا۔ اور خلیفہ اکبر سلسلہ عالیہ صابریہ کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا۔ لیکن افسوس ہے کہ فقیر کے وصال کا زمانہ قریب آیا۔ اور تیری نفسانیت کے آثارات ترقی پر نظر آتے ہیں زنہار ان وصیتوں کے خلاف کوئی امر نہ کرنا۔ اگر اس وصیت نامہ سے کوئی بات خلاف ظاہر ہوئی تو دہلی نصیب نہ ہوگی۔ اور خواجگان چشت کے دربار سے مردود ہو جائے گا۔

عالمگیر نے ارشاد مرشدی بدل وجان قبول کیا۔ اور دہلی کو واپس آیا۔ اور اس کے عہد میں یہ واقعات وقوع میں آئے۔

حضرت شاہ ابو المعالی صاحب صابریہ کا حال

اوّل ۱۰۸۰ھ ہجری میں حضرت شاہ شیخ داؤد جی صاحب گنگوہی نے اس عالم سے حجاب کیا۔ اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شاہ ابو المعالی صاحب صمدی صابری

جلوہ بخش مسند حقیقت معنویہ ہوئے۔ یہ حضرت گیارہویں شوال ۱۰۲۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور سترھویں ماہ ربیع الآخر ۱۰۶۰ھ ہجری میں خلافت حاصل کی۔ اور گیارہویں ربیع الاوّل ۱۱۶۰ھ ہجری کو وفات پائی۔

ذکر حضرت محمد اسمٰعیل صاحب نظامیہ

دوم یہ کہ ۱۰۸۶ھ ہجری میں حضرت سالار مست صاحب نظامیہ نے انتقال فرمایا اور بجائے آپ کے خلیفہ حضرت شیخ محمد اسمٰعیل صاحب نظامیہ مقرر ہوئے یہ حضرت سولہویں رجب ۹۹۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ستائیسویں شعبان ۱۰۲۲ھ ہجری کو خلافت حاصل کی۔ اور پانچویں صفر ۱۰۸۸ھ ہجری میں وفات پائی۔

احوال حضرت خانون علا انکوری نظامیہ

اور بجائے اُن کے خلیفہ اکبر حضرت خانون علا انکوری نظامیہ مقرر ہوئے یہ حضرت سترھویں ربیع الآخر ۱۰۲۲ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور تیرہویں ذی حجہ ۱۰۵۰ھ ہجری میں خلافت حاصل کی۔ اور نویں شوال ۱۰۹۸ھ میں وفات پائی۔

ذکر حضرت نظام الدین عمر نارنولی نظامیہ

اور بجائے آپ کے خلیفہ حضرت نظام الدین عمر نارنولی نظامیہ مقرر ہوئے یہ حضرت تیرھویں رجب ۱۰۵۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور سولہویں محرم ۱۰۹۸ھ ہجری کو خلافت حاصل کی۔ اور سترہویں صفر ۱۱۵۱ھ ہجری کو وفات پائی۔

احوال حضرت شاہ قطب الدین صاحب نظامیہ

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شاہ قطب الدین صاحب نظامیہ مقرر ہوئے یہ حضرت تیرہویں شعبان ۱۰۹۰ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔ اور بارہویں رمضان ۱۱۴۱ھ ہجری میں خلافت حاصل کی۔ اور گیارہویں رمضان ۱۱۲۱ھ ہجری میں وفات پائی۔

۱۱۰۶ھ ہجری تک عالمگیر وصیت نامہ محررہ بالا کا پابند رہا۔ اور خواجگان چشت کا مطیع و منقاد تھا لیکن جب ستارہ اس کے اقبال کا برج نحوست میں آیا تو آغاز محرم ۱۱۰۷ھ ہجری میں اس نے ایک فقیر نقشبندیہ سے بیعت کی اور پیر نقشبند کے اتباع میں حضرات خواجگان چشت سے منحرف اور خاندان صابریہ علیہ سے سرکشی اختیار کی شہنشاہان ولایت سے منہ موڑا۔ تیسری صفر ۱۱۱۰ھ ہجری کو قاضی قوی کے کہنے سے حضرت سید اسمٰعیل عرف نظام سرمد صاحب کیفیت خاندان رد رح جذبیہ سلسلہ جلیلیہ تبریزیہ کا سر مبارک کٹوایا اور اسی سال میں عالمگیر کو حضرت محمد حیات صاحب سردار حنفیہ نے بحکم سروری جدید کو معزول کر کے دہلی سے جانب دکن نکال دیا ۱۱۱۳ھ ہجری میں حضرت محمد حیات صاحب گنگوہی قدوسی سردار حنفیہ نے وفات پائی۔

احوال حضرت حافظ برخوردار صاحب سردار حنفیہ

اور بجائے اُن کے خلیفہ اکبر حافظ برخوردار صاحب گنگوہی قدوسی سردار حنفیہ مقرر ہوئے یہ حضرت سلخ صفر ۱۱۰۰ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور تیرہویں رجب ۱۱۱۲ھ ہجری میں خلافت حاصل کی اور گیارہویں محرم ۱۱۴۳ھ ہجری کو وفات پائی۔

معظم شاہ عالم بہادر شاہ کا تخت نشین ہونا

اور ۱۱۱۸ھ ہجری میں جب عالمگیر کی حکمرانی کو پچاس برس اور چند مہینے پورے ہوئے تو حضرت حافظ برخوردار صاحب سردار حنفیہ نے اس کی صورت مسخ کر کے قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر کے بجائے اس کے محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ بہادر بن اورنگ زیب عالمگیر کو تخت ہندوستان پر بٹھایا اور ۱۱۱۸ھ ہجری میں بمقام لاہور اس کا جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت شاہ قطب الدین صاحب نظامیہ کو اطلاع دی ان حضرت نے وصیت محررہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ موصوف کے پاس بھیج دیا۔ ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ بوساطت ابدال کے حضرت شاہ ابوالمعالی صاحب صمدی صابریہ کے حضور میں ارسال کی ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر کرا کر قطب دہلی کے پاس بھجوا دیا اور وہ حکم سرداری کا پابند ہو گیا اور معظم شاہ حکمرانی کرنے لگا اور اسی کے عہد میں ۱۱۲۱ھ ہجری میں حضرت قطب الدین صاحب نظامیہ نے اس عالم سے حجاب فرمایا۔

احوال حضرت فرخ شاہ صاحب نظامیہ

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت محمد فرخ شاہ صاحب نظامیہ مقرر ہوئے یہ حضرت سولہویں ذوالحجہ ۱۰۹۹ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور تیرھویں شعبان ۱۱۱۵ھ میں خلافت حاصل کی اور چوتھی رجب ۱۱۲۳ھ ہجری کو رحلت فرمائی۔

حضرت محمد عاشق صاحب نظامیہ کا حال

اور ان کی جگہ خلیفہ اکبر حضرت محمد عاشق صاحب نظامیہ مقرر ہوئے یہ حضرت تیسری ذیقعدہ ۱۱۱۴ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔ اور یکم صفر ۱۱۲۲ھ ہجری میں خلافت حاصل کی اور ساتویں محرم ۱۱۹۹ھ ہجری کو وفات پائی اور یہ بادشاہ پانچ برس ایک مہینہ پابند وصیت نامہ کار رہا بعد کو اس نے منحرف ہو کر ظلم کثرت سے شروع کیا اور فسق و فجور میں مبتلا ہوا۔

محمد معز الدین جہاندار شاہ کا تخت پر بیٹھنا

اور ۱۱۲۴ھ میں حضرت سردار حنفیہ موصوف نے اس کو قدم سے معزول کر کے اس جگہ محمد معز الدین جہاندار شاہ بن شاہ عالم بہادر شاہ کو تخت نشین کیا اور ۱۱۲۴ھ میں بمقام دہلی اس کا جلوس کرا کر بذریعہ حضرت محمد عاشق صاحب نظامیہ کو اطلاع دی ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تسطیر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ موصوف کے پاس روانہ کر دیا ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ محررہ بالا بوساطت ابدال کے حضرت شاہ ابو المعالی صاحب صمدی صابریہ کے حضور میں ارسال کی ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ کا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرا کے قطب دہلی کے پاس بھیج دیا اور وہ قطب سروری کا پابند ہو گیا۔ بادشاہ مذکور نے گیارہ مہینے آٹھ دن وصیت نامہ کی پابندی کی بعد منحرف ہو کر ظلم کی کمر باندھی فسق و فجور میں مبتلا ہوا۔ حتیٰ کہ بھانجی بھتیجیوں سے منہ کالا کیا۔

محمد فرخ سیر بادشاہ بن عظیم الشان کا حال

اسی سال میں حضرت سردار حنفیہ نے یہ بے جا حرکتیں دیکھ کر ایک پہر کے عرصہ میں اس ظالم زانی بدکار کو قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر کے اس کی جگہ جلال الدین محمد فرخ سیر بادشاہ بن عظیم الشان بن بہادر شاہ کو مقرر کیا۔ اور آغاز ۱۱۲۵ھ ہجری میں بمقام دہلی اس کا جلوس کرا کر سردار حنفیہ مذکور نے بوساطت ابدال کے حضرت محمد عاشق صاحب نظامیہ کو اطلاع دی۔ ان حضرت نے اسی ابدال کے ہاتھ وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر سردار حنفیہ مذکور کی خدمت میں ارسال کیا الی حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ موصوفہ بدست ابدال کے حضرت شاہ ابو المعالی صاحب صمدی صابری کے حضور میں ارسال کی آنحضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرا کر قطب دہلی کے پاس بھیج دیا۔ اور قطب دہلی پابند حکم سروری ہو گیا بادشاہ حکمرانی کرنے لگا چھ برس تین مہینے پندرہ دن وصیت نامہ کا پابند رہا بعد کو ظلم کثرت سے کیا۔

سلطان رفیع الدرجات کا تخت نشین ہونا

سردار حنفیہ مذکور نے چند پہر کے عرصہ میں ۱۱۳۱ھ ہجری میں اس کو قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر کے اس کی جگہ محمد ابو البرکات سلطان رفیع الدرجات ابن رفیع الشان بن بہادر شاہ کو مقرر کیا اور ۱۱۳۱ھ ہجری میں بمقام دہلی اس کا جلوس کرا کر سردار حنفیہ نے معرفت ابدال کے حضرت محمد عاشق صاحب نظامیہ کو اطلاع دی۔ ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ کے پاس بھیجا اس کم بخت بادشاہ نے اس کی تعمیل سے انکار محض کیا۔

شاہ جہان ثانی کا حال

قطب دہلی نے تین ماہ گیارہ یوم کے عرصہ میں اس کی صورت مسخ کر کے قدیم سے معزول یعنی ہلاک کیا اور فوراً سردار حنفیہ مذکور نے شمس الدین رفیع الدولہ شاہ جہان بادشاہ بن رفیع الشان بن بہادر شاہ کو مقرر کیا اور ۱۱۳۱ھ ہجری میں بمقام دہلی اس کا جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت محمد عاشق صاحب نظامیہ کو اطلاع کی ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تسطیر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ حضرت سردار حنفیہ موصوف کے پاس بھیج دیا اس بادشاہ نے تخت پر متمکن ہوتے ہی ظلم اور فسق و فجور شروع کیا سردار حنفیہ نے ہدایت کی کہ کم بخت ظلم سے باز آ نہیں تو قدیم یا جدید کو معزول کر دیا جائے گا۔ بادشاہ بدبخت ازلی ان کی ہدایت پر متوجہ نہ ہوا۔ فرمان چشتیہ سے تین مہینے آٹھ دن کے بعد انکار محض کیا۔

محمد شاہ بادشاہ کا بیان

انہوں نے اس کو قدیم سے معزول کر کے روشن اختر ابو الفتح محمد شاہ بادشاہ بن خجستہ اختر بن محمد معظم شاہ بادشاہ کو تخت ہندوستان پر متمکن کیا اور ۱۱۳۱ھ ہجری میں بمقام دہلی اس کا جلوس کرا کر معرفت ابدال کے سردار حنفیہ نے حضرت محمد عاشق صاحب نظامیہ کو اطلاع دی۔ ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا لکھ کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ کی خدمت میں بھیجدیا ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ موصوفہ بوساطت ابدال کے حضرت شاہ ابو المعالی صاحب صمدی صابری کے حضور میں ارسال کی ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قطب دہلی کے پاس بھیجدیا اور قطب حکم سروری کا پابند ہو کیا محمد شاہ حکمرانی

کرنے لگا۔ اور خواجگان چشت کی بدل و جان اطاعت شروع کر دی چنانچہ تخت نشینی سے دو برس کے بعد ۱۱۳۲ھ ہجری میں محمد شاہ بادشاہ حضرت شاہ ابوالمعالی صاحب صمدی صابری کے حضور رحمت معمور میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے ممتاز ہوا۔ اور عرض کیا کہ حضور اپنے غلام پر بندہ نوازی فرما کر غلام کے حق میں دعائے خیر فرمائیں حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ محمد شاہ فقیر اوّل لوح محفوظ کو دیکھ چکا ہے کہ تو محمد شاہ ہے دونوں عالم میں محمد شاہی کرے گا خواجگان چشت کی غلامی میں رہے گا دین و دنیا میں فلاح پائے گا لیکن پھر بھی فقیر ہدایت کرتا ہے کہ تیرے لیے دعائے خیر یہی ہے کہ تو وصیت نامہ محررہ بالا کا کاربند اور حضرات خواجگان چشت کا مطیع و منقاد رہنا محمد شاہ بادشاہ نے دست بستہ عرض کیا کہ ہادی برحق غلام کی کیا طاقت ہے کہ آقا سے سرتابی کر سکے۔ غلام مدۃ العمر وصیت نامہ عالی کا مطیع رہے گا اور شرف غلامی خود بخود حضور کی محبت میں حلقہ بگوش رکھے گا حضرت شاہ ابوالمعالی صاحب صمدی صابری محمد شاہ کے عجز و محبت سے نہایت خوش ہوئے۔ اور یہ قدم بوس ہو کر دہلی کو واپس آیا۔ رعایا پروری اور عادل و انصاف اس کا آئین تھا خواجگان چشت کے غلاموں کی اطاعت کرنا اس کا مشرب تھا۔ روشن الدولہ ظفر خان رستم جنگ اس کا وزیر اعظم تھا وہ اس سے بڑھ کر محب الفقرا اور حضرت میراں سید شاہ بھیک صاحب سے مرید تھا اور دن رات بھیک بھیک پڑھا کرتا تھا۔

میراں سید شاہ بھیکہ صاحب اور روشن الدولہ کا حال

ایک سال خشک سالی واقع ہوئی بادشاہ نے روشن الدولہ سے کہا کہ پانی برسنے کی دعا کر اس نے انکار کیا بادشاہ نے خوف سلطانی سے دھمکایا روشن الدولہ جمنا کی ریت میں برہنہ سر تسبیح و سجود ہو کر بھیکہ بھیکہ کہتا تھا اور روتا تھا۔ روشن الدولہ چھ پہر کامل ریت میں پڑا رہا اسی حالت میں نیند آگئی دیکھا کہ عالم ارواح میں حضرت

میراں سید شاہ صاحب سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کل خواجگان چشت سر بر ہند سر بسجود ہیں اور باران رحمت کے واسطے دعا فرما رہے ہیں۔ روشن الدولہ یہ معاملہ دیکھ کر بیدار ہوا کہ گھنگھور گھٹا اٹھی اور اس قدر پانی پڑا کہ قحط رفع ہو گیا اس شکریہ میں بادشاہ نے چوبیس گاؤں روشن الدولہ کو بعطائے سند دوامی دیئے اس نے بجنسہٖ حضرت میراں صاحب کے نذر کیے کہ اس سے طالبان خدا کے لیے لنگر جاری کیا جائے چونکہ روشن الدولہ آپ کا محب صادق تھا بوجہ صادق الارادی اس خوشی کو رد نہ کیا اور اسناد مذکور اپنے ہادی برحق کی نذر کر دیں لیکن فرمایا کہ اے سگ دنیا تو

نے بخوف بادشاہ بارش کے لیے تمام حضرات کو تکلیف دی اگر خدا کی طلب میں اس قدر اضطراری قلب ظاہر کرتا تو خدا نہ مل جاتا لیکن خبردار پھر ایسی دعا نہ کرنا کہ اس میں مرضی الٰہی سے تخالف پیدا ہوتا ہے اور بندہ مخلص کا کام تسلیم و رضا ہے بعدہٗ روشن الدولہ اس جھٹکے سے دہلی کو واپس آیا اور چند عرصہ کے راہی ملک بقا ہوا دنیا خورد و بزرگ اس کی انتقال کی تاریخ ہے ۱۱۵۲ھ میں نادر شاہ بادشاہ والی ایران کی آمد آمد سن کر محمد شاہ نے حضرت شاہ ابو المعالی کو عرضی بھیج دی کہ قبلۂ عالم نادر شاہ یہاں آتا ہے غلام کی نسبت کیا حکم ہے حضرت ممدوح نے ارقام فرمایا کہ آنے دے وہ تیرے تخت کا مزاحم نہ ہوگا بلکہ خلق اللہ میں جو معصیت ہو رہی ہے اس کی تعذیب و تہدید کا باعث ہوگا۔ اس کو کسی قدر روپیہ دے کر رخصت کر دینا اور اس کی کارروائی پر تعرض نہ کرنا اور از روئے باطن قطب دہلی کو بواسطت آمدال حکم دیا کہ جو امر سروری ہدایت خلق اللہ کی نسبت صادر ہوا ہے اس کی تعمیل کرا دینا اور تخت دہلی کی حفاظت کرنا اور نادر شاہ و محمد شاہ کے قلبوں پر امن و امان کا ظل محیط رکھنا چنانچہ اسی طرح وقوع میں آیا۔

نادر شاہ کا دہلی میں آنا

پندرہ ذیقعدہ ۱۱۵۱ ہجری کو نادر شاہ دہلی میں آیا محمد شاہ نے دوستانہ استقبال

کیا پچاس کروڑ روپیہ بطریق دعوت محمد شاہ نے نادر شاہ کو دیا وہ دوستانہ برتاؤ و مدارت سے نہایت خوش ہوا۔ اور نسبت محمد شاہ کے لقب شہنشاہ مکرم استعمال کیا بائیسویں ذوالحجہ کو خلق اللہ نے نادر شاہ کی نسبت ایک افواہ بد مشتہر کی وہ اس کو ناپسند آئی اور روشن الدولہ کی مسجد میں آکر قتل کا حکم دیا ایک ہزار آدمی قتل ہوئے جب بطون میں انسداد معصیت ہو گیا تو خلق خدا تائب اور امان کی خواستگار ہوئی قطب دہلی نے تلوار میان ڈالی قتل موقوف ہوا۔ اور آٹھویں صفر ۱۱۵۲ھ ہجری کو نادر شاہ نے دہلی سے مراجعت کی اور ۱۱۶۰ھ ہجری میں راہی ملک عدم ہوا اور ۱۱۶۰ھ ہجری میں حضرت شاہ ابو المعالی صاحب صمدی صابری نے ذات احدیت صرفہ میں وصال فرمایا۔

احوال ایام خلافت حضرت میراں سید شاہ بھیکہ صاحب صابریہ

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت میراں سید شاہ بھیکہ صاحب الواجد الوجود صابریہ مسند حقیقت پر مقرر ہوئے یہ حضرت تیرھویں جمادی الثانی ۱۰۵۸ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور بائیسویں رمضان ۱۱۱۶ھ ہجری کو خلافت حاصل کی اور پانچویں رمضان ۱۱۶۹ھ ہجری کو وفات پائی المختصر محمد شاہ بادشاہ نے نہایت عدل و انصاف اور اطاعت حضرت خواجگان چشت کے ساتھ انیس برس سات مہینے سلطنت کی اور ۱۱۶۱ھ ہجری میں رہگزائے ملک بقا ہوا دولت ایمان سے مالا مال گیا۔

احمد شاہ بادشاہ کا حال

حضرت سردار خلیفہ مذکور نے فوراً اس جگہ مجاہد الدین ابو النصر احمد شاہ بادشاہ بن محمد شاہ کو تخت دہلی میں متمکن کیا اور ۱۱۶۱ھ میں اس کا جلوس کرا کر معرفت ابدالی کے حضرت محمد عاشق صاحب نظامیہ کو اطلاع دی ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ با

تحریر فرما کر اسے ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ مذکور کے پاس بھیج دیا ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ بوساطت ابدال کے حضرت میران سید بھیکہ صاحب صابریہ کے حضور میں ارسال کی ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے کرا کر قطب دہلی کے پاس بھجوا دیا اور وہ حکم سروری کا پابند ہو کر بادشاہ کو حکمرانی کرانے لگا ۱۱۶۲ھ میں حضرت حافظ برخوردار صاحب گنگوہی قدوسی سردار حنفیہ نے انتقال فرمایا۔

حضرت شاہ شیخ رحمت اللہ صاحب سردار حنفیہ کا حال

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب قدوسی گجراتی سردار حنفیہ مقرر ہوئے یہ حضرت سترھویں شعبان ۱۱۱۹ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور گیارہویں ذیقعدہ ۱۱۵۶ھ ہجری میں خلافت حاصل کی اور اکیسویں جمادی الآخر ۱۱۹۱ھ کو وفات پائی۔ احمد شاہ مذکور نے چھ برس نو مہینے سلطنت کی بعد کو وصیت نامہ سے انحراف کیا اور ظلم و فسق پر کمر باندھی۔

عالمگیر ثانی کے جلوس کا احوال

فور آ ۱۱۶۷ھ ہجری میں حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب سردار حنفیہ نے اس کو قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر کے اس کی جگہ عزیز الدین عالمگیر ثانی بن معز الدین جہاندار شاہ کو تخت ہندوستان پر شرف بخشا اور ۱۱۶۷ھ ہجری میں بمقام دہلی اس کا جلوس کرا کر سردار حنفیہ مذکور نے معرفت ابدال کے حضرت محمد عاشق صاحب نظامیہ کو اطلاح دی ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا لکھ کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ کے پاس بھیج دیا ان حضرت نے منظوری

بادشاہت مع وصیت نامہ موصوفہ کے بتوسط ابدال پاس حضرت میراں سید شاہ بھیکہ صاحب صابریہ کے ارسال کی ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے منگا کر معرفت ابدال کے قطب دہلی کے پاس بھیج دیا۔ اور وہ حکم سروری کا پابند ہوگیا۔ عالمگیر ثانی حکمرانی کرنے لگا ۱۱۶۹ھ ہجری میں حضرت میراں سید شاہ بھیکہ صاحب صابریہ نے حضرت احدیت صرفہ میں وصال فرمایا۔

احوال ایام خلافت حضرت شاہ عنایت جیو صاحب صابریہ

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شاہ عنایت جیو صاحب ذوالعقل المتین مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے یہ حضرت ستائیسویں رجب ۱۱۰۹ھ کو پیدا ہوئے اور ستائیسویں ذوالحجہ ۱۱۳۱ھ میں خلافت پائی اور پانچویں رمضان ۱۱۹۵ھ کو وفات ہوئی اس بادشاہ عالمگیر ثانی نے پانچ برس سات ماہ اٹھائیس دن سلطنت کی بعد کو وصیت نامہ مذکور سے منحرف ہو کر ظلم پر کمر باندھی فسق و فجور میں مبتلا ہوا ۱۱۶۳ھ ہجری میں سردار حنفیہ مذکور نے اس کو قید سے معزول یعنی ہلاک کر دیا اور بذریعہ ابدال کے حضرت شاہ عنایت جیو صاحب صابریہ کو اطلاع دی ان حضرت نے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عرش پناہ میں عرض کیا لیکن وہاں سے کچھ جواب نہ ملا چند ماہ کو اس شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا دو مہینے تخت دہلی خالی رہا کوئی بادشاہ مقرر نہ ہوا۔

محی الدین شاہ جہان کا حال بدحال

بعد کو باضابطہ حکم سروری نافذ ہوا کہ محی الدین شاہ جہان ثانی بن شہزادہ کام بخش

کو عالمگیر ثانی کی جگہ تخت دہلی پُر کردو حضرت سردار حنفیہ مذکور نے بصدور حکم سروری جو معرفت ابدال درجہ اوّل کے وصول ہوا تھا محی الدین شاہ جہان ثانی کو تخت دہلی پر بٹھا دیا ۱۱۷۳ھ ہجری میں بمقام دہلی اس کا جلوس کرا کر بذریعہ ابدال کے حضرت شاہ عنایت جیو صاحب صابریہ کو اطلاع دی لیکن اس ظالم نے تخت نشین ہوتے ہی خواجگان چشت سے انحراف کیا اسی سال میں یہ شکار کو سوار ہوا جب روضۂ اقدس حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے قریب اس کی سواری آئی تو لوگوں نے کہا کہ حضرت ممدوح کی درگاہ عرش پناہ قریب ہے اور آپ کی جلالی شان ہے سواری سے اتر جانا چاہیئے اس مغرور نے کہا کہ ہم مخدوم صاحب کو نہیں جانتے یہ کہنا تھا کہ سردار حنفیہ نے فوراً جدید سے معزول یعنی حواس سلب کر لیے اور عارضہ جنوں میں مبتلا کر دیا ایک پہر کے عرصہ میں سواری منتشر ہو گئی بادشاہ سواری سے غائب ہو گیا اکتیس برس یہ بادشاہ مجنون و پریشان سرگردان رہا اور صورت مسخ ہو گئی اور اسی سرگردانی میں جنگل کوہ بیابان میں فی النار والسقر خسر الدنیا والآخرہ ہوا۔

احوال تخت نشینی احمد شاہ دُرّانی

شاہ جہان ثانی کے واقعہ سے ایک ہفتہ بعد حضرت سردار حنفیہ مذکور نے احمد شاہ دُرّانی کو طلب کر کے تخت دہلی پر بٹھا دیا۔ اور ۱۱۷۳ھ ہجری میں جلوس اس کا کرا کر معرفت ابدال کے حضرت محمد عاشق صاحب نظامیہ کو اطلاع دی اُن حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ مذکور کی خدمت میں بھیجدیا۔ اُن حضرت نے منظوری حکم احمد شاہ کا پیش گاہ حضرت شاہ عنایت جیو صاحب صابریہ سے چاہا۔ اُن حضرت نے بامر سروری حضرت سردار حنفیہ کو مطلع کیا کہ یہ قابل سلطنت ہندوستان کے نہیں ہے۔

انہوں نے فوراً تخت دہلی سے اس کو جدا کر کے تیرہ برس ہندوستان میں سرگرداں پھرا کر حدود ہندوستان سے باہر نکال دیا۔

بیان سلطان ابوظفر جلال الدین عالی گوہر محمد شاہ عالم بادشاہ بن عالمگیر ثانی

اور واقعہ شاہ جہان ثانی سے دو ہفتہ کے بعد حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب سردار حنفیہ نے بجائے احمد شاہ درانی کے ابوظفر جلال الدین عالی گوہر محمد شاہ عالم بادشاہ بن عالمگیر ثانی کو مقرر کیا اور ۱۱۷۳ھ ہجری میں بمقام پٹنہ عظیم آباد اس کا جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت محمد عاشق صاحب تھانیسر کو اطلاع دی۔ حضرت نے اسی ابدال کے ہاتھ وصیت نامہ محررہ بالا تحریر فرما کر سردار حنفیہ مذکور کے پاس بھیج دیا۔ ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہت معہ وصیت نامہ معرفت ابدال کے حضرت شاہ عنایت جیو صاحب صابریہ کے حضور میں ارسال کی ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرا کر قطب دہلی کے پاس بھیجدیا اور وہ حکم سروری کا پابند ہو کر عالی گوہر بادشاہ کو حکمرانی کرانے لگا اور بادشاہ فی الفور حضرت شاہ عنایت جیو صاحب صابریہ کے پاس آیا اور شرف بیعت حاصل کر کے حضرت ممدوح سے طالب دعائے خیر کا ہوا آپ نے فرمایا کہ عالی گوہر بابا خلق اللہ پر ظلم نہ کرنا فسق و فجور سے باز رہنا و اخلاص سلسلہ چشتیہ سے محبت رکھنا اور حضرت خواجگان چشت اور خلیفہ اکبر سلسلہ عالیہ صابریہ کا مطیع و فرمانبردار رہنا اور اگر اس کے خلاف کرے گا تو سلطنت جاتی رہے گی شاہ جہان ثانی کا واقعہ ہو چکا ہے اس ظالم کے تخت خالی ہونے سے باطن میں تجویز تھی کہ تخت دہلی کو شاہان مغلیہ سے چھین لینا چاہیئے کہ یہ بادشاہ بے ادب ہوتے ہیں

اور رعایا سے غافل عیش و عشرت میں مصروف رہتے ہیں ظلم اور فسق و فجور کثرت سے ہوتا ہے اور بجائے ان کے قوم انصاری کو مسلط کر دو لیکن چونکہ فقیر کے یہاں تیرا حصہ تھا۔ اس لیے فی الحال فقیر صابری کی سفارش سے وہ تجویز موقوف ہو کر تیری تخت نشینی عمل میں آئی تجھ کو لازم ہے کہ پابندی وصیت نامہ محررہ بالا کا بہت خیال رکھنا بلکہ اپنے جانشین کو بھی تاکید کر دینا کہ وہ بھی وصیت نامہ موصوفہ کا پابند رہے اور خلق اللہ پر ظلم نہ ہونے پائے فقیر کو باطن سے خبر مل گئی ہے کہ آئندہ جو کوئی وصیت نامہ سے انحراف کرے گا وہ جدید سے معزول ہو کر شاہِ فرنگ کے ماتحت

کر دیا جائے گا عادلِ حقیقی کو عدل و انصاف پسند ہے خواہ کسی ملت و مشرب میں ہو اس محل پر یہ جملۂ معترضہ بیان کیا جاتا ہے جس سے ناظرین اور سامعین اس حال کو بخوبی سمجھ جائیں اور ارباب حکومت باطنی غرب و عجم سے وقوف پائیں۔

بیان حکومت باطنی عرب و عجم

واضح ہو کہ حضرت قطب ربانی غوث صمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہا اور حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر قدس سرہما کے اس عالم میں جلوہ گر ہونے سے قبل انتظام حکومت باطنی کا آبادی دنیا میں اور طرز پر تھا جب یہ دونوں افتخار عالم اس عالم میں رونق بخش ہوئے تو حضرت احدیت صرفہ نے اپنی آبادی دنیا کا اس طور پر انتظام مقرر کیا کہ تمام آبادی دنیا کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا ایک حصے کا نام عرب اور دوسرے حصہ کا عجم قرار دیا اور مرتبہ حضرت وحدت کی دو مسندیں بہزار حکمت و آراستگی فرش زمین پر بچھائیں ایک مسند پر بمرتبہ حقیقت معنوی جلوہ دے کر حضرت محبوب سبحانی صاحب ممدوح کو شرف بخشا اور اول حصہ عرب کی جس میں تمام ممالک روس شام روم جرمن اسٹریا فرانس انگلستان ایران بخارا چین وغیرہ داخل ہیں حکومت عطا فرمائی اور تا بقیام عالم ان کے عالیہ خاندان میں یہ حکومت درجہ بدرجہ خلفائے اکبر کے ساتھ قائم رہے گی دوسری مسند بمرتبہ حقیقت ساذج جلوہ افروز ہو کر حضرت خواجہ غریب نواز کو متمکن کیا اور ممالک عجم کی جس کی تعریف اسی بیان کے اول میں قلمبند ہے حکمرانی باطن عطا فرمائی جو تا بقیام لیل و نہار آپ کے سلسلہ عالیہ کی نسبت دار الاولیا خلفائے اکبر میں رہے گی حکومت عجم کا حال ناظرین کو شاہان دہلی کے عزل و نصب سے واضح ہوا ہوگا اب چونکہ قوم فرنگ کو ارباب باطن عرب و عجم ہند کو بھیجیں گے اور ان کو حکومت ظاہری کرائیں گے۔ اس لیے شاہان فرنگ کے تغیر و تبدل کا حال بھی اس بیان میں لکھنا ضرور ہوا فلہذا بالطریق اختصار یہ احوال بھی قلمبند کیا جاتا ہے جاننا چاہیئے کہ ممالک عرب میں عزل و نصب بادشاہوں اور ہر صاحب حکومت کا قاعدہ اسی طرح ہے جس طرح عجم میں ہے۔

ذکر احوال حضرت عبدالرشید صاحب

سردار حنفیہ اکبر عرب وعجم دونوں کے حضرت عبدالرشید صاحب بعطائے حیات ابدی ایک ہیں جن کا احوال صفحہ ۵۱۲ نامی درج ہے اور ان سے دو سلسلے عہدہ ہائے سردار حنفیہ کے اجرا ہوئے ایک حاکم عرب اور دوسرے حاکم عجم چنانچہ ۱۱۶۳ھ ہجری میں عجم کے سردار حنفیہ حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب تھے جن کا احوال اوپر تحریر ہو چکا ہے۔

ذکر سردار حنفیہ حضرت صادق احمد صاحب

اور عرب کے سردار حنفیہ حضرت صادق احمد بن غلام قادر دمشقی تھے جو حضرت ساتویں رمضان ۱۱۰۸ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور دوسری محرم ۱۱۲۲ھ ہجری میں خلافت حاصل کی اور دسویں ذوالحجہ ۱۲۲۱ھ ہجری کو وفات پائی۔

ذکر احوال حضرت شاہ منور علی صاحب

اور اسی زمانہ میں مسند قادریہ پر حضرت شاہ منور علی صاحب جو حضرت شاہ دولہ صاحب گجراتی کے خلیفہ اکبر تھے اور شاہ دولہ صاحب حضرت محبوب سبحانی صاحب کے خلیفہ اکبر تھے۔ ان تینوں حضرات کا حال صفحہ ۱۲۶ میں قلمبند ہے مگر اس جگہ اس قدر لکھنا ضرور ہے کہ حضرت شاہ منور علی صاحب گیارہویں رمضان ۴۹۱ھ میں پیدا ہوئے اور سترھویں ماہ ربیع الآخر ۵۸۵ھ میں خلافت حاصل کی اور چوتھی جمادی الآخر ۱۱۹۹ھ ہجری کو وفات پائی اور شاہ جارج سوم بن جارج دوم

کو اس کے باپ کی جگہ سردار حنفیہ عرب حضرت صادق احمد نے تخت انگلستان پر متمکن کیا اور ۱۱۷۴ھ ہجری مطابق ۱۷۶۰ء عیسوی میں اس کا جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت شاہ منور علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ قادریہ کو اطلاع دی۔ ان حضرت نے بادشاہ کے واسطے وصیت نامہ لکھا کہ خلق اللہ پر ظلم نہ کرنا انصاف و رعایا نوازی کو اپنا آئین بنانا۔ معصیت سے باز رہنا۔ یہ وصیت نامہ رقم فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ مذکور کے پاس بھیج دیا ان حضرت نے منظوری بادشاہ مع وصیت نامہ ابدال کے توسط سے حضرت عبدالرشید صاحب سردار اکبر حنفیہ عرب و عجم کے پاس ارسال کیا ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا باطن سے کرا کر پلوٹن نامی قطب لندن کے پاس بھیجا قطب لندن نے بوقت نصف شب شاہ جارج کو وصیت نامہ سنا دیا اور خود امر باطن کا پابند ہو کر شاہ جارج کو حکومت کرنے لگا۔ شاہ جارج نے پابندی وصیت نامہ باطنی نہایت انصاف و عدالت کے ہاتھ میں لی ۱۱۹۵ھ ہجری میں حضرت شاہ مجید صاحب نے حضرت احدیت صرفہ میں وصال فرمایا۔

ذکر احوال حضرت شاہ عبدالکریم شاہ صاحب

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شاہ عبدالکریم شاہ صاحب قطب الدین صابریہ و سادہ حقیقت معنوی پر جلوہ بخش ہوئے۔ یہ حضرت پنجشنبہ رجب ۱۱۴۳ھ کو پیدا ہوئے اور پانچویں رمضان ۱۱۶۷ھ میں خلافت حاصل کی اور دوسری شعبان ۱۲۰۶ھ کو وفات پائی اور عالی گوہر آپ کا کمال مطیع رہا۔ ۱۱۹۱ھ ہجری میں حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب قدوسی گجراتی سردار حنفیہ نے وفات پائی۔

ذکر احوال شیخ نعمت اللہ صاحب سردار حنفیہ

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شیخ نعمت اللہ صاحب سردار حنفیہ عجم کے مقرر ہوئے یہ حضرت آٹھویں رجب ۱۱۳۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور پندرھویں رمضان ۱۱۵۰ھ ہجری میں خلافت حاصل کی اور سترھویں صفر ۱۲۳۵ھ ہجری کو وفات پائی اور اسی سال ۱۱۹۹ھ ہجری میں حضرت شاہ منور علی صاحب قادریہ نے حضرت احدیت صرف میں فرمایا اور بجائے آپ کے بعطائے خلافت اکبری حضرت شاہ عبدالکریم شاہ صاحب صابریہ موصوف مسند آرائے حکومت قادریہ ہوئے اور ایک علو العزم والمرتبہ وذی مسندوں صابریہ وقادریہ پر جلوہ فرمانے لگے اور احداً صورت واحدیت نے عرب وعجم کی حکمرانی شروع کی۔ من بعد ۱۱۹۹ھ ہجری میں حضرت محمد عاشق صاحب نظامیہ نے اس عالم سے حجاب فرمایا۔

ذکر احوال حضرت شاہ محمد صادق صاحب نظامیہ

اور بجائے ان کے خلیفہ اکبر حضرت شاہ محمد صادق نظامیہ مقرر ہوئے یہ حضرت تیرھویں شعبان ۱۱۲۳ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور چودھویں ربیع الآخر ۱۱۸۰ھ ہجری میں خلافت حاصل کی اور سولھویں شوال ۱۲۰۰ھ ہجری میں وفات پائی۔

ذکر احوال حضرت شاہ عبدالباقی صاحب نظامیہ

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شاہ عبدالباقی صاحب نظامیہ مقرر ہوئے یہ حضرت ستائیسویں رجب ۱۱۸۰ھ کو پیدا ہوئے اور ستائیسویں رمضان ۱۱۹۶ھ

خلافت حاصل کی اور گیارہویں محرم ۱۲۰۱ھ ہجری میں وفات پائی۔

ذکر احوال حضرت شاہ ابوالفتح صاحب نظامیہ

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر شاہ ابوالفتح صاحب نظامیہ مقرر ہوئے یہ حضرت تیسری رجب ۱۱۱۱ھ ہجری میں تولد ہوئے اور ستائیسویں رمضان ۱۱۹۷ھ ہجری میں خلافت حاصل کی اور نویں محرم ۱۲۰۴ھ ہجری کو وفات پائی اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر شاہ عبدالکریم شاہ صاحب موصوف ہوئے کیفیات صابریہ قادریہ نظامیہ ایک علوالعزم والمرتبہ میں مجتمع ہوگئیں۔ گویا ہر دو محبوب و مخدوم واحد نے برتبہ نزول واحدیت مسند احدیت پر ظہور فرما کر عرب و عجم کے انتظام باطنی کا انصرام فرمایا اور ان حضرات کا عالی گوہر بادشاہ نہایت محب رہا ۱۲۰۶ھ ہجری میں حضرت شاہ عبدالکریم بخاہ صاحب صابریہ قادریہ و نظامیہ نے حجاب فرمایا۔

ذکر احوال حضرت میاں غلام شاہ صاحب معصوم

اور بجائے آپ کے حضرت میاں غلام شاہ صاحب معصوم قطب زمانی صابریہ و قادریہ و نظامیہ مسند آرائے سلطنت عرب و عجم بصورت حقیقت معنوی ہوئے یہ حضرت چھٹی جمادی الثانی ۱۱۸۰ھ ہجری کو تولد ہوئے۔ اور بیسویں جمادی الاول ۱۱۹۶ھ ہجری کو خلافت حاصل کی اور ساتویں جمادی الآخر ۱۲۴۳ھ ہجری میں حضرت احدیت صرفہ میں انتقال فرمایا۔ ۱۲۱۸ھ ہجری میں بعہد عالی گوہر خلق اللہ پر ظلم ہونے لگا۔

قوم فرنگ کا دہلی پر محیط ہونا

سنہ ۱۲۱۹ ہجری میں سردار حنفیہ عجم نے بامر باطن عالی گوہر بادشاہ کو قوم فرنگ کے ماتحت کر کے انگریزوں کو دہلی پر محیط کر دیا سنہ ۱۲۲۱ ہجری میں عالی گوہر نے قضا کی۔

حضرت عثمان مغربی سردار حنفیہ عرب کا حال

اور اسی سنہ ۱۲۲۱ ہجری میں حضرت صادق احمد بن غلام قادر دمشقی سردار حنفیہ عرب نے انتقال فرمایا اور بجائے ان کے خلیفہ اکبر حضرت عثمان مغربی محمد احمد سردار حنفیہ عرب مقرر ہوئے۔ یہ حضرت بارہویں ربیع الاول سنہ ۱۲۰۷ ہجری کو پیدا ہوئے اور ستائیسویں شعبان سنہ ۱۲۲۰ ہجری میں خلافت حاصل کی اور پانچویں شوال سنہ ۱۲۶۱ ہجری کو وفات پائی۔

احوال انتقال عالی گوہر و تقرر اکبر شاہ ثانی

اور اسی سال سنہ ۱۲۲۱ ہجری میں عالی گوہر بادشاہ کے انتقال کے بعد حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب سردار حنفیہ عجم نے ابوالنصر معین الدین محمد اکبر ثانی بن شاہ عالم عالی گوہر بادشاہ کو برائے نام تخت دہلی پر متمکن کیا اور معرفت امدال کے حضرت میاں غلام شاہ صاحب معصوم قطب زمانی صابریہ قادریہ و نظامیہ کو اطلاع دی ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا ارقام فرما کر اسی امدال کے ہاتھ سردار حنفیہ مذکور کے پاس بھیجدیا ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت پھر

حضرت میاں غلام شاہ صاحب صابریہ کے پاس ارسال کیا ان حضرت نے بادشاہ مذکور کی منظوری کا حکم حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منگالیا تھا لیکن اس کو جاری نہیں کیا اس واسطے کہ حضرت میاں غلام شاہ صاحب کو باطن سے علم ہوگیا تھا کہ بادشاہت اس خاندان سے نکل کر قوم فرنگ کو عطا ہو چکی ہے صرف نام اور عزت چندے باقی رہی ہے کیوں کہ اس خاندان میں فسق و فجور بکثرت ہوتا ہے جو موجب تباہی اس قوم کا ہے سات مہینے پندرہ دن کے عرصہ میں جب فسق و فجور کی زیادہ کثرت ہوئی تو ۱۲۲۲ھ ہجری میں یہ دیکھ کر حضرت نعمت اللہ صاحب سردار حنفیہ عجم نے بحکم باطن اس بادشاہ کو بعید سے معزول و حکومت سے معذور کر کے بوساطت قطب لکنن شاہ جارج سوم والی انگلستان کی فوج دہلی پر بخوبی مسلط کر دی اور بادشاہ مذکور کو قطعی قوم نصاریٰ کا ماتحت کر دیا ابوالنصر معین الدین محمد اکبر شاہ ثانی بہت ذلیل و خوار رہا آخر کو حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہو کر تائب ہوا حضرت ممدوح نے عالم امثال میں بشارت دی کہ اکبر تو بادشاہ دو جہاں حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب اختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء قطب عالم اغیاث ہند کے آستانہ کرامت نشانہ پر جا اور سخت توبہ کر امید ہے کہ خطا تیری عفو ہوگی لیکن حکومت نصیب نہ ہوگی اس واسطے کہ حکمرانی تمام ہندوستان کی بافر شاہ فرنگ کو دیدی گئی ہے اب بادشاہت دہلی ماتحت شاہ فرنگ رہے گی اکبر شاہ بموجب ہدایت حضرت محبوب الٰہی صاحب کے بارگاہ عرش پناہ حضرت مخدوم دو جہاں کے حاضر ہوا حضرت ممدوح نے عالم رویا میں ارشاد فرمایا کہ تیری معذرت ہم نے قبول کی تو ایک عرضی میاں غلام شاہ صاحب صابریہ مصطفےٰ آبادی کی خدمت میں معرفت سید عبدالقادر شاہجہانپوری کے جو تیری توشہ خانہ کا داروغہ ہے بھیج دے وہ تیری بادشاہت برائے نام کر دیں گے مگر حکومت تمام ہندوستان پر زمانہ حضرت امام مہدی علیہ السلام تک شاہان اسلام کی نہ ہوگی اکبر شاہ یہ سن کر پیران کلیر شریف

سے دہلی آیا اور معرفت سید عبدالقادر صاحب کے حضرت میاں غلام شاہ صاحب صابریہ کے حضور میں عرضداشت بھیجی ان حضرت نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عرضی پر مناسب بادشاہت کی منظوری کا حکم قبول کرا کر معرفت ایک جن ہوائی کے سردار حنفیہ مذکور کے پاس روانہ کر دیا حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب سردار حنفیہ نے بعبور حکم سروری سنہ ۱۲۲۳ ہجری میں ابوالنصر معین الدین محمد اکبر شاہ ثانی کا ماتحت قوم فرنگ کے جلوس کرا کر حضرت میاں غلام شاہ صاحب صابریہ قادریہ نظامیہ کو بساطت ابدال اطلاع کر دی ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا ترقیم فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ مذکور کے پاس بھیج دیا اور وصیت نامہ مرقومہ بالا میں یہ اور لکھ دیا کہ قطب دہلی بوقت نصف شب بادشاہ مذکور کے پاس جائے اور ہدایت کر دے کہ وصیت نامہ کی بخوبی پابندی کی جائے ورنہ اس قدر نام بادشاہت جو باقی ہے یہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الدواج سلطان الاولیاء کا عطا کیا ہوا ہے یہ بھی جاتا رہے گا اور اولاد بھی اس سے محروم رہے گی الغرض یہ وصیت نامہ سردار حنفیہ مذکور نے قطب دہلی کے پاس روانہ فرمایا قطب دہلی نے بموجب حکم مصدورہ بالا بادشاہ کو اس ہدایت سے مطلع کیا لیکن افسوس ہے کہ اکبر شاہ مذکور نے وصیت نامہ کی پوری پوری تعمیل نہ کی سنہ ۱۲۳۷ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۰ء میں شاہ جارج سوم والی انگلستان نے ساٹھ برس حکومت کر کے قضا کی۔

احوال تخت نشینی شاہ جارج والی انگلستان

حضرت عثمان مغربی بن محمود احمد سردار حنفیہ عرب نے فوراً اس کی جگہ شاہ جارج چہارم بن جارج سوم کو تخت انگلستان پر بٹھا کر سنہ ۱۲۳۷ ہجری میں اس کا جلوس کرا دیا اور معرفت ابدال کے حضرت میاں غلام شاہ صاحب معصوم

قطب زمانی کو اطلاع کر دی۔ ان حضرت نے وصیت نامہ موافق انتظام باطنی مشتمل بر ہدایت رعایا پروری تحریر فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ عرب کے پاس بھیج دیا ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ ابدال کے حضرت عبدالرشید صاحب سردار اکبر حنفیہ عرب و عجم کے پاس ارسال کی ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا باطن سے کرا کر قطب لندن کے پاس بھیج دیا اس نے بوقت شب تخلیہ میں جا کر وصیت نامہ سنا دیا اور وہ پابند وصیت نامہ ہو کر حکمرانی کرنے لگا ۱۲۳۵ھ میں شاہ نعمت اللہ صاحب سردار حنفیہ عجم نے رحلت فرمائی۔

احوال ایام حکومت باطنی حضرت محمد عبداللہ قدوسی سردار حنفیہ

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شاہ محمد عبداللہ صاحب قدوسی گنگوہی سردار حنفیہ عجم مقرر ہوئے یہ حضرت اکیسویں شوال ۱۱۶۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور تیرھویں شعبان ۱۱۸۰ھ ہجری کو خلافت حاصل کی اور اٹھارویں رمضان ۱۲۵۲ھ میں وفات پائی اور ۱۲۴۳ھ ہجری میں حضرت میاں غلام شاہ صاحب معصوم قطب زمانی صابریہ قادریہ نظامیہ نے حضرت احدیت صرفہ میں وصل اتم فرمایا۔

احوال ایام خلافت حضرت شاہ محمد امیر صاحب صابریہ قادریہ نظامیہ

اور بجائے آپ کے خلیفہ اکبر حضرت شاہ محمد امیر صاحب قطب الارشاد

صاحب حق صابریہ ونظامیہ قادریہ نے سلطنت حقیقت معنوی پر نزول احلال فرمایا یہ حضرت چوتھی رجب ۱۲۰۲ھ ہجری کو اس عالم ظہور میں جلوہ گر ہوئے اور دوسری شعبان ۱۲۳۹ھ کو شرف خلافت حاصل کیا اور تیئسویں صفر ۱۲۹۰ھ کو حضرت احدیت صرف میں وصال فرمایا ۱۲۴۴ھ میں شاہ جارج چہارم نے دس برس حکومت کر کے قضا کی یہ بادشاہ اول تو پابند وصیت نامہ کا رہا بعد کو انحراف کیا عیاشی میں بکثرت مصروف ہوا۔

ذکر تخت نشینی شاہ ولیم چہارم

یہ دیکھ کر فوراً سردار حنفیہ عرب نے اس کو قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر کے اس کی جگہ شاہ ولیم چہارم کو تخت انگلستان پر بٹھا کر ۱۲۴۴ھ ہجری میں اس کا جلوس کرا دیا اور معرفت ابدال کے حضرت شاہ محمد امیر شاہ صاحب قطب الارشاد صابریہ قادریہ نظامیہ کو اطلاع دی ان حضرت نے بقاعدہ وصیت نامہ متضمن ولیت عدالت ورعایا پروری ارقام فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ حضرت عبدالرشید صاحب سردار حنفیہ عرب عجم کے پاس روانہ کیا ان حضرت نے حکم منظوری بادشاہ مذکور کا باطن سے حاصل کر کے قطب لندن کے پاس بھیج دیا اور شب کے وقت لندن کے قطب نے اپنی قوت روحانی جاذبہ سے وہ وصیت نامہ بادشاہ کو سنا کر اس کا پابند کرا دیا بادشاہ نے وصیت نامہ کا اقرار کیا اور آٹھ برس عمدہ طور سے سلطنت کر کے مر گیا۔

ذکر تخت نشینی ملکہ کوئن وکٹوریہ

بجائے اس کے ملکہ کوئن وکٹوریہ کو سردار حنفیہ عرب نے تخت انگلستان پر متمکن کیا اور ۱۲۵۲ھ ہجری مطابق ۱۸۳۷ء میں جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت

شاہ محمد امیر شاہ صاحب قطب الارشاد صابریہ قادریہ نظامیہ کو اطلاع کی ان حضرت نے وصیت نامہ اس مضمون سے کہ خلق اللہ پر ظلم نہ ہو ارقام فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ عرب کے پاس روانہ کیا ان حضرت نے منظوری بادشاہت مع وصیت نامہ بذریعہ ابدال کے حضرت عبدالرشید صاحب سردار اکبر حنفیہ عرب و عجم کے پاس ارسال فرمایا ان حضرت نے حکم منظوری ملکہ کوئن وکٹوریہ کا باطن سے نافذ کرا کر قطب لندن کے پاس بھیج دیا وہ حکم باطنی کے موافق ملکہ موصوفہ کو سلطنت کرانے لگا اور اپنی قوت روحانی جاذبہ سے ملکہ مذکورہ کو وصیت نامہ سنا دیا اور بتصرف انصاف و عدالت کا وعدہ کرایا ۱۲۵۳ھ میں ابوالنصر معین الدین محمد اکبر شاہ نے بتیس برس ماتحت بادشاہ انگلستان کی بادشاہت کر کے قضا کی اور اس وجہ سے کہ مرنے سے چار برس قبل حضرت شاہ محمد امیر شاہ صاحب قطب الارشاد ممدوح کی غلامی میں داخل ہو گیا تھا۔ باایمان دنیا سے گیا اور خاتمہ بخیر ہوا۔

ذکر احوال تخت نشینی ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ

حضرت شاہ محمد عبداللہ صاحب سردار حنفیہ عجم نے بادشاہ مرحوم کی جگہ ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بن اکبر شاہ کو مقرر کیا ۱۲۵۴ھ میں بمقام دہلی جلوس کرا کر معرفت ابدال کے حضرت شاہ محمد امیر شاہ صاحب صابریہ قادریہ و نظامیہ کو اطلاع کی ان حضرت نے وصیت نامہ محررہ بالا ارقام فرما کر اسی ابدال کے ہاتھ سردار حنفیہ موصوف کے پاس بھیج دیا ان حضرت نے وصیت نامہ مذکورہ بادشاہ مذکور کو سنا کر پابند وصیت نامہ کا کر دیا لہٰذا بادشاہ مذکور کے اقرار و پابندی وصیت نامہ کے احوال سے معرفت ابدال کے حضرت عبدالرشید

صاحب سردار اکبر حنفیہ عرب وعجم کو اطلاع دی آنحضرت نے حکم ماتحتی فرنگ منظوری بادشاہ مذکور کا حضرت سرور عالم صلعم سے صادر کرا کر ابدال درجہ اول کے توسط سے حضرت علوالعزم والمرتبہ صابری وقادری کے بھیج دیا ان حضرت نے قطب دہلی کے پاس مرسل کیا وہ امر سرمدی کا پابند ہو گیا سنہ ۱۲۵۴ ہجری میں حضرت شاہ محمد عبداللہ صاحب قدوسی گنگوہی سردار حنفیہ نے رحلت پائی۔

ذکر تخت نشینی حضرت عرب حسن صاحب

سردار حنفیہ

اور بجائے آپ کے حضرت عرب حسن صاحب سردار حنفیہ مقرر ہوئے یہ حضرت غرہ رجب سنہ ۱۲۲۰ھ میں پیدا ہوئے اور گیارھویں ذوالحجہ سنہ ۱۲۵۴ھ کو خلافت حاصل کی ان حضرت کی وفات ابھی نہیں ہوئی اس واسطے مرفوع القلم نہ آئی بادشاہ مذکور نے ستائیس سال چند ماہ سلطنت کی اور بادشاہ کے نام سے اس عالم میں موسوم رہا لیکن پندرہ برس تک یہ بادشاہ مع متعلقین کے وصیت نامہ کا پابند رہا بعد اس کے بارہ برس تک مع متعلقین کے اطاعت وصیت نامہ سے انحراف کیا اور چونکہ امر سرمدی صادر ہو چکا تھا کہ یہ سلطنت ماتحت قوم فرنگ کے باقی رہے گی اس لیے بادشاہ مذکور کو سردار حنفیہ موصوف نے قدیم سے معزول یعنی ہلاک نہیں کیا صرف کثرت فسق وفجور دیکھ کر جدید سے معزول کر دیا اور بموجب فرمان حضرت علوالعزم والمرتبہ صابریہ قادریہ نظامیہ کے حضرت عبدالرشید صاحب سردار اکبر حنفیہ عرب وعجم کو ہر سال اس کی کیفیت سے اطلاع دیتے رہے۔ وہاں سے ہر سال یہی حکم صادر ہوتا تھا کہ ظاہر سے ہدایت کر دیا کرو اور ہر قطب دہلی ہر روز بادشاہ کے احوال کو معرفت ابدال درجہ اول کے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کے حضور میں عرض کرتا رہتا وہاں سے ہر روز یہ حکم ہوتا کہ یہ بادشاہ داخل طریق ہے اور مجھ کو اپنے اولیاء کی خاطر منظور ہے شاید یہ اپنی حرکات ناشائستہ سے کل باز آجاوے حتیٰ کہ بارہ برس تک مہلت دی کہ اس عرصہ میں راہ راست اختیار کرے اگر اس مہلت میں بھی یہ بادشاہ اپنی حرکات بد سے باز نہ آوے تو اس معصیت زدہ کو مع متعلقین کے حضرت سلطان نظام الدین محبوب الٰہی کے سپرد کرنا جاوے اس کو اختیار ہے کہ جو چاہے کرے آخر الامر جب بادشاہ مذکور نے بعد انقضائے مدت بارہ سال کے راہ راست پر قدم نہ رکھا تو ۱۲۰۹ھ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلطان سید نظام الدین محبوب الٰہی کے اس کو سپرد کر دیا ان حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا قطب عالم اغیاث ہند برادر رفیق طریق حقیقی اپنے کے تفویض کیا ان حضرت نے اپنے خاندان کے علو العزم والمرتبہ مرفوع الاجازت حضرت شاہ محمد امیر شاہ صاحب قطب الارشاد کو مطلع فرمایا۔ ان حضرت نے معرفت ابدال درجہ دوم کے حکم نامہ باطنی پاس سردار حنفیہ حضرت عرب حسن صاحب کے جاری کر دیا اور میعاد بھی مقرر فرما دی کہ اس عرصہ میں تخمیناً دو لاکھ چند ہزار چند صد و چند نفر سختی کے ساتھ بلکہ سختگی قدم یعنی قدم سے معزول یعنی ہلاک کیے جائیں اور بادشاہت ماتحت فرنگ بھی موقوف کر کے قوم فرنگ مستقل حکمراں کر دی جائے کہ زمانہ امام مہدی علیہ السلام کا قریب ہے کفر ترقی بگڑے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن خلق اللہ ظلم سے محفوظ رہے اور فسق و فجور کی سزائے کامل حضرات اقطاب و اغیاث حدود عرب و عجم دیا کریں گے اور ہر زمانہ کے علو العزم والمرتبہ صابریہ شہنشاہ ولایت سے اس کا عہدہ مقرر ہو جائے گا کہ فلاں قطب عالم اغیاث ہند کے ماتحت حضرات اقطاب و اغیاث و نقبا و نجبا و رقبا و ریوان و اولاعشقوشش و جماعت رجال الغیب و اولاد قردی جوشش ہیں اور فلاں نام کے فلاں فلاں مقام میں مقرر ہے اور ان نو جماعتوں کا حال سلسلہ حنفیہ کے بیان میں اوّل تحریر ہو چکا ہے۔ الغرض ۱۲۰۳ھ ہجری مطابق ۱۸۵۷ء

تک بہادر شاہ بادشاہ کا بموجب حکم سروری انتظار کیا گیا کہ بیداہ راست اختیار کرے لیکن وہ
مع اپنے متعلقین کے معصیت سے باز نہ آیا اور وصیت نامہ سے منحرف رہا۔ تب
سنہ ۱۲۷۳ھ میں حضرت علوالعزم والمرتبہ صابریہ و قادریہ و نظامیہ موصوف پر ولایت عیسوی
سے ولایت ابراہیمی کا ظہور ہوا بعد چند ماہ کے ولایت ابراہیمی کا نزول ہو کر بکیفیت تمام
وکمال ولایت موسوی کا عروج شروع ہوا۔ عروج ولایت موسوی پر ولایت محمدی
جوش میں آئی ولایت جوش محمدی میں ولایت آدمی نے عروج و نزول پکڑا اس وقت
حضرت علوالعزم والمرتبہ ممدوح کے قلب صنوبری سے سولہویں مرتبہ کا ارتقا ہوا اور
اوّل درجہ کے الہام کے ساتھ امر ربی نے ظہور کیا کہ حسب صدور القا والہام ہذا پیشین
گوئی مخدومی مرقومۂ بالا کو جاری کرو۔ حضرت علوالعزم والمرتبہ موصوف نے فوراً معرفت
ابدال درجہ دوم کے حضرت سردار حنفیہ مذکورہ کو امر اجرایت کیا انہوں نے اسی وقت
ہر اقطاب و اغیاث متعینہ ملک و دیار و افواج انگریزی کو احکام الٰہی سے مطلع
کیا اقطاب و اغیاث وغیرہ نے فی الفور انگریزی فوج کے قلبوں میں فساد ڈال دیا
جس کے باعث کشت و خون ہونے لگا جب کشت و خون بموجب احکام
اغیاث ہند قطب عالم کی حد کو پہنچ گیا تو عرصہ ایک سال پانچ ماہ میں ولایت محمدیہ
کا بھی جوش فرو ہو گیا حضرات اقطاب و اغیاث وغیرہ نے اپنی قوت روحانی
جاذبہ امن کا ظل ڈالا اور بسبب ظلم و فسق و فجور مسلمانوں کے (جو نام کے مسلمان تھے اور
اسلام کے پردہ میں گوناگون ظلم کرتے تھے اور مبتلائے فسق فجور رہتے) بامر حضرت
شہنشاہ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم مفسدوں کو سزا دی گئی۔ حضرت سردار حنفیہ نے
بعض کو قدیم سے معزول یعنی ہلاک کرا دیا اور بعض کو مع ابوظفر بہادر شاہ
والی دہلی کے جدید سے معزول یعنی قید فرنگ میں مقید کیا اور بحکم حضرت محمد عبدالرشید
صاحب سردار اکبر حنفیہ عرب و عجم کے قوم فرنگ کو مستقل حکمرانی ہندوستان کی کرا
دی گئی اور سنہ ۱۲۷۴ھ سے بوساطت حضرت علوالعزم والمرتبہ صابریہ و قادریہ و نظامیہ
نے بامر باطن مستقل بادشاہت ہندوستان کی ملکہ کوئین وکٹوریہ کو دی گئی اور حضرت

سردار حنفیہ عجم نے حضرات اقطاب اغیاث وغیرہ کو بفرمان سروری احکام پہنچا دیئے کہ گو فسق و فجور کی کثرت ہو جس کی سزا وہ آپ پائیں گے لیکن خلق اللہ پر ظلم نہ ہونے دیں اور جو اس کے خلاف کرے فی الفور اس کی سرکوبی کی جائے اور بلا اطلاع حضرت علو العزم والمرتبہ موصوف و حضرت سردار اکبر حنفیہ ممدوح کے اس کو قدیم یا جدید سے معزول کر دیا اور بعد کو اطلاع کیا کرو۔ الحاصل جب ظفر شاہ کو ستائیس برس پورے ہو گئے اور یہ راہ راست پر نہ آئے تب حضرت سردار حنفیہ مذکور نے ۱۲۷۹ھ میں ابو ظفر سراج دین محمد بہادر شاہ کو قید فرنگ میں قدیم سے معزول یعنی ہلاک کر کے شاہان مغلیہ حکمرانان ہندوستان کا خاتمہ کیا مرد شاہ ہند در قید فرنگ کسی نے خوب لکھا ہے اور شہزادہ جوان بخت ولی عہد بہادر شاہ اور زینت محل بیگم حضرت عثمان مغربی بن محمود احمد سردار حنفیہ عرب نے انتقال کیا۔

ذکر احوال حضرت شہاب الدین اسودی بن سہیل طبری سردار حنفیہ

اور بجائے ان کے خلیفہ اکبر حضرت شہاب الدین اسودی بن سہیل طبری سردار حنفیہ عرب مقرر ہوئے یہ حضرت پانچویں صفر ۱۲۲۹ ہجری کو پیدا ہوئے اور تیرھویں محرم ۱۲۴۶ ہجری میں خلافت حاصل کی اور پانچویں رجب ۱۳۰۱ھ میں وفات پائی اور اس کیفیت حنفیہ عرب سے بھی فقیر ممتاز ہوا سلاسل کیفیت حنفیہ عرب و عجم کا جس میں اہل خدمات باطنی ہوتے ہیں عجیب مذاق ہے جو اس کیفیت کا صاحب مذاق ہوتا ہے وہی اس حکومت کا ذائقہ جانتا ہے زیادہ تشریح کی ممانعت ہے مگر جو طالب صادق اور در اصل مرشد ہوتا ہے اس پر اس کا انکشاف ہو جاتا ہے اور اس کا کشف بعض کو بوجب سبب عطا کیا جاتا ہے ۱۲۹۰ھ میں حضرت

مرشد ہادی مطلق پیر دستگیر حضرت شاہ محمد امیر شاہ صاحب قطب الارشاد صاحب حق صابریہ و قادریہ و نظامیہ نے حضرت احدیت صرف میں وصال فرمایا اور جس کیفیات علوالعزمی سے بجمیع نعمائے باطنی مسند آرائے حقیقت صابریہ و قادریہ و نظامیہ وغیرہ آپ نے شرف بخشا پایا تھا بجنسہٖ اپنی نعلینوں کو اس فقیر بے توقیر کفش بردار شاہ محمد حسن صابری چشتی قادری قدوسی نظامی حنفی مؤلف کتاب ہذا پر سایہ فگن فرمایا اور جو دوسری طرح سے در باب شاہان ہفت اقلیم کلاں و خورد راجستان و ہند و امرایان عرب و عجم وغیرہ کے احکامات جاری ہوتے ہیں وہ کچھ بحکم ارواحی اور کچھ بامر القاء و الہام اور کچھ بوساطت تیرہ جنات مذکورہ کے عمل میں آتے ہیں اور فقیر سے احکام بالا کا اجرا چار صورتوں سے ہوتا ہے جن میں ایک اکبر ایک اصغر ایک نائب ایک نیب ہے یہ جملہ معترضہ اجمالی قلم بند کیا گیا تفصیل کی ممانعت ہے اور علاوہ کیفیت بالا کے اس امیر دو جہاں نے اپنی ہستی ذاتی جذبہ ساذج سے اس کفش بردار کی خودی کو کھو دیا مولا غلام میں اور غلام مولا میں پوشیدہ ہو گیا ذرہ کو آفتاب بنا دیا و ہم ہستی دوئی جاتا رہا قول مؤلف ۔ ؎

نہ لو دھوکہ سے نام تم اس کا حسن
اس میں تجلی ذات ہے چھپی
میرا جسم و جان ہے امیر کا تن

بلاشبہ یہ جسم حسن نہ رہا۔ فقیر مؤلف کتاب ہذا اختتام بیان پر بصد آداب گزارش پرداز ہے کہ سنہ ۱۲۷۴ھ مطابق سنہ ۱۸۵۷ء ایام غدر سے احکام و انتظام باطنی اور قاعدہ پر جاری ہوئے ہیں کیوں کہ وہ ولایت علیوی کا دور ہے اب وہ قاعدہ نہ رہا جو شاہان دہلی کے حال میں لکھا گیا ہے لہٰذا بنظر خیر خواہی خلائق تحریر کیا جاتا ہے کہ ہر صاحب حکومت پر خواہ کوئی مذہب رکھتا ہو فرض ہے کہ خواجگان چشت کا محب رہے اور خانوادہ صابریہ عالیہ کے خلیفہ اکبر کی دل سے اطاعت کرے کہ اس میں موجب خوشنودی حضرت بادشاہ دو جہان مخدوم

علاؤالدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء قطب عالم غیاث ہند متصور ہے اور ہندوستان میں آپ کی خوشنودی اور ناراضگی کا نتیجہ بہت جلد مرتب ہوتا ہے چنانچہ اس بیان کے بعد چند خوارق جو مزار مقدس سے ہمیشہ صادر ہوتے رہتے ہیں تحریر کیے جائیں گے ان سے واضح ہوگا کہ شان رحم اور قہر دونوں مزار معلےٰ سے جاری ہیں جو محب اور دلدادہ خاندان صابریہ ہیں وہ فلاح دارین پاتے ہیں اور جو ذرا بھی آپ یا آپ کے طریقہ والوں سے تخالف رکھتا ہے فوراً اس کا سر توڑ دیا جاتا ہے پس لازم ہے کہ ہر ایک شخص غرض فقیر پر جو حبتاً للہ ہے خیال رکھے اور آپ سے محبت و ارادت دلی پیدا کرے۔

خمسہ متولف

یہی پڑھتا ہے ہر مرد بہشتی یہی کہتا ہے ہر فرد کشتی بدل خوبی سے ہو سب میری زشتی
بگرداب بلا افتادہ کشتی مدد کن یا علاؤالدین چشتی

تمہارا نام ہے دافع الغم اعظم کہ مٹ جاتا ہے جس سے درد اور غم وظیفہ ہے میرا ہر لحظہ ہر دم
بگرداب بلا افتادہ کشتی مدد کن یا علاؤالدین چشتی

بھلا میں کیا کہوں تم سے کہ کیا ہے جناب عشق کا یہ ولولہ ہے جواب دل سے یہی آتی صدا ہے
بگرداب بلا افتادہ کشتی مدد کن یا علاؤالدین چشتی

کسی دم تفرقہ پکڑے ہے دامن کبھی جمعیت خاطر فراواں غرض اس حال میں ہوں سخت حیراں
بگرداب بلا افتادہ کشتی مدد کن یا علاؤالدین چشتی

تحیر بخش ہے ملک طلسمات کبھی کچھ ہے کبھی کچھ اور حالات اسی باعث یہ پڑھتا ہے مناجات
بگرداب بلا افتادہ کشتی مدد کن یا علاؤالدین چشتی

طریقت بحر بے پایاں ہے یا شاہ حقیقت سخت تر میداں ہے یا شاہ حسن اس واسطے حیراں ہے یا شاہ
بگرداب بلا افتادہ کشتی مدد کن یا علاؤالدین چشتی

حسن دل سے تمہارا خاکپا ہے حسن تم پر ازل سے مبتلا ہے حسن کا ورد یہ صبح و مسا ہے
بگرداب بلا افتادہ کشتی مدد کن یا علاؤ الدین چشتی

احوال صدور خوارق عجیبہ مزار مقدس حضرت مخدوم صاحب کے بنظر خاتمہ کتاب حقیقت گلزار صابری

مکاتیب مفصلہ بالا حضرت متاخرین میں سات ہزار تین سو پچھتر خوارق عجیبہ اور کرامات غریبہ جو بعد دفینہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے مزار مقدس پر صادر ہو کر گوش زد خاص اور عام کے ہوئے تحریر میں بسبب طول مضمون کتاب کے تحریر اُن سب خوارق سے باز رہ کر بنظر خاتمہ کتاب حالت خوارق زمانہ حال کے تحریر کیے جاتے ہیں اگرچہ روز دفینہ مبارک سے تا بقیام عالم ہر روز ہر لحظہ ہر ساعت ہر دم صدور کرامات و ظہور خوارقات کا مزار مقدس پر لگا تار رہتا ہے اور ہوتا رہے گا۔ امواج دریائے رحمت الٰہی لامتناہی کو کون شمار کر سکتا ہے۔

اوّل خرقہ مولوی محمد نور اللہ صاحب ساکن پچھراؤں کہ ایک مدت تک مشرف اندوز آستانہ بوسی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رہے بہ چشم دید خود فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب ہذا سے بیان فرماتے تھے کہ لشکر راجہ رنجیت سنگھ والی لاہور کا قرب وجوار کلیر شریف میں پہنچ کر بعبارت چشم سے محروم

ہوگیا آخر الامر خائف و متعذر ہو کر پسپا عازم مراجعت کا ہوا حصول بار دوم بصارت اہل لشکر کو عنایات حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء سے سمجھ کر سجدہ شکر ادا کرتا واپس روانہ ہوا۔

دوسرا خرقہ ایک روز درخت گولر متبرک میں سے ایک شاخ سبز ٹوٹ کر گری اور اس کے ٹوٹنے میں صدائے تکبیر حاضران بارگاہ کو مسموع ہوئی اور شاخ شکستہ میں سے خون تازہ جاری ہوا بصواب دید رائے حاضرین اس شاخ کو کفن پہنا کر قبر میں دفن کیا۔

تیسرا خرقہ۔ ایک مرتبہ قریب زمانہ ہنگامہ عرس شریف میں حاضران بارگاہ کو خیال ہوا کہ اس قدر ہجوم خلق کے صرف کے واسطے پانی کہاں سے میسر ہوگا بعد اس گفتگو کے مولوی نور اللہ صاحب موصوف سو گئے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے عالم مثال میں ارشاد فرمایا کہ سقادہ مسجد کا پانی سے بھر دیا جائے چشمہ بہشت کا اس سے منسوب کر دیا جاوے گا وہ پانی سقادہ کا تمام مخلوق کو کافی ہوگا چنانچہ وہی سقادہ حسب الحکم پانی سے بھر دیا گیا اور زائران کے بطریقیت کو وہ پانی سقادہ مسجد کا کافی ہوا۔

چوتھا خرقہ۔ ایک مرتبہ دو انگریز شکار کھیلتے ہوئے طرف بارگاہ عرش پناہ کے گزرے ایک انگریز نے بندر پر بندوق کی چوٹ کی ضارب و مضروب دونوں قضا کے شکار ہوئے۔ دوسرا انگریز خائف ہو کر پسپا فرار ہوا۔

پانچواں خرقہ۔ ایک مرتبہ ہنگام تیاری نہر گنگا کے داغ بیل نہر کی نقار خانہ بارگاہ عالیہ پر ایک انگریز لایا۔ شب کو تمام رات چوب شامیانہ سے خود بخود ٹکراتا رہا۔ صبح کو حاضر آستانہ ہو کر خانقاہ مبارک پر روشنی اور نذر کا سامان کیا اور نہر میں خم ڈالا۔

چھٹا خرقہ۔ ایک معاملہ فقیر شاہ محمد حسن صابری مؤلف کتاب نے بچشم خود معائنہ کیا کہ ایک شخص ساکن رام پور محلہ گھیر احمد خاں رزاق مسمی حضرت نور خاں حضرت پیر دستگیر رکھشن ضمیر شاہ محمد امیر شاہ صاحب قطب الارشاد سے مع اہل و عیال خود شرف اندوز بیعت توبہ طریقت باشریعت کا ہوا تھا۔ اتفاقاً حسن خاں سوداگر کا ملازم ہو کر واسطے خرید گھوڑوں کے میلہ ہردوار کو گیا تھا عقب اس کے اس کی زوجہ داخل سلسلہ نے خواب میں دیکھا کہ میرے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے۔ بتقاضائے وحشت خاطر حضرت پیر و مرشد ممدوح کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نے عرض کیا قبلہ انامی نے ارشاد فرمایا کہ غم نہ کر شوہر تیرا زندہ تیرے پاس آجائے گا۔ دوسری شب کو پھر اس عورت نے خواب میں دیکھا کہ ایک حضرت مجھ سے ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارا نام مخدوم صابر ہے تیرا شوہر ہمارے قرب و نواح میں بمقتضا فوت ہو گیا تھا مگر ہم تیرے پاس اس کو زندہ پہنچائے دیتے ہیں چنانچہ سات روز کے بعد حضرت نور خاں مذکور پالو پر سوار زندہ اپنے مکان پر پہنچا اور مکان پر پہنچ کر چارپائی پر سوار رہا اس عالم سے انتقال کر گیا حسن خاں سوداگر سے دریافت ہوا کہ میں وقت جانے میلہ ہردوار کے اوّل آستانہ بوسی حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء سے مشرف ہوا اور شب کو برلب تالاب مقیم رہا حضرت نور خان دو تین روز سے علیل تھا اس روز شب کو شدت مرض میں غافل ہو گیا مجھ سے عالم خواب میں حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا کہ حضرت نور خان یہاں پر مر گیا ہے اس کو بیدار کر کے اپنے ہمراہ وطن کو واپس لے جا چنانچہ بیدار ہو کر جو حضرت نور خاں کو دیکھا آثار مرگ کے معائنہ ہوئے بموجب حکم کے آواز دے کر بدقت تمام جگایا اور پالو پر سوار کر کے اپنے ہمراہ وطن کو واپس لایا اثنائے راہ میں صحت کلی حاصل تھی مطلق آثار مرگ کے ثابت نہیں ہوتے تھے۔ صرف خواب و خورش موقوف

تھی اور کسی سے ہم کلام نہ ہوتے تھے۔

ساتواں خرقہ۔ یہ ہوا کہ ہنگام عرس شریف حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیا قطب عالم اغیاث ہند رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ تیرھویں ماہ ربیع الاوّل ۱۲۷۸ھ ہجری کو سعید ازلی برخوردار شاہ رؤف حسن نے اس کتاب حقیقت گلزار صابری کو از اوّل تا آخر جلسہ عام میں پڑھا جس میں صاحبزادگان حضرت مشکلکشا بندگی عبدالقدوس گنگوہی قطب عالم اور بہت سے فقرا اور عوام الناس جمع تھے ہر ایک متنفس اس بیان معجز نشان کو سن کر مسرور و شاد ہوا لیکن اس کتاب کے بعض بیان سے غلام علی شاہ مجاور درگاہ عرش پناہ نے انکار کیا تھوڑے عرصہ کے بعد تمام جسم اس کا کوڑی ہو گیا اور بدن سے نہایت بدبو آنے لگی جس کو تمام ساکنان کلیر نے معائنہ کیا اور ہر ایک نے صاف صاف منہ پر اس کے کہہ دیا کہ غلام علی شاہ وہ جوتے بعض احوال سرکار عالی جاہ حضرت بادشاہ دوجہاں سے انکار کیا تھا یہ اس کا نتیجہ مرتب ہوا ہے اے کم بخت توبہ کر اور اپنے خیال بد سے باز آ۔ آخر کار غلام علی شاہ تائب ہوا لیکن اسی حالت خراب میں قضا کر گیا۔

نظم مؤلف

حضرت مخدوم مخدوم انام
دستگیر بے کساں خاص و عام

شاہ کی حاجت روائی شان ہے
مظہر فیض الٰہی آن ہے

دست حضرت دین پناہی کی کفیل
مہر حضرت حق رسائی کی دلیل

صبر حضرت مایۂ حاجات خلق
نام حضرت دافع آفات خلق

گر کسی مشکل سے تم حیرت میں آؤ
نام حضرت کا زبان پر جلد لاؤ

خرق عادت شاہ کی ہر دم عیاں
آنکھ جس کی ہو وہ جا دیکھے وہاں

سینکڑوں ان کی کرامات جلی
لکھ گیا ہے ہر زمانہ کا ولی

آج بھی مرقد پہ جاکر دیکھ لو
خانقاہ کی حد پہ جاکر دیکھ لو

لشکرِ رنجیت جب آیا اُدھر
ہو گیا اک آن میں وہ بے بصر

ٹوٹ کر اک شاخ گولر کی گری
کان میں آئی صدائے اکبری

خون جب بہنے لگا اس کا بدن
گور میں رکھا اسے دیکر کفن

اک فرنگی نہر گنگا کے اُدھر
شہ کے نوبت خانہ پر لایا مگر

چوبِ خیمہ سے وہ شکارات کو
صبح کو تائب ہوا بیتاب ہو

اک سقا وہ آب سے جب بھر گیا
سینکڑوں کو وہ کفایت کر گیا

اک فرنگی نے کری بندر پہ چوٹ
چوٹ سے اس کی گیا بندر جو لوٹ

وہ فرنگی بھی اُسی دم مر گیا
دوسرا ہمراہ اس کا ڈر گیا

اک مردہ سات دن زندہ رہا
سات دن کے بعد وہ زندہ مرا

ایک خادم آپ کی درگاہ کا
اس کتابی حال کا منکر ہوا

اور لگا کہنے کہ اس کے چند بیان
دور ہیں صحت سے اے صاحب لسان

بادشاہِ دو جہاں کو اس کی بات
ناپسند آئی بہت اس کی یہ بات

اس سزا میں اس کا تن کوڑی ہوا
آتشِ قہری سے خوں پانی ہوا

بوئے بد اس کے بدن سے ہوئی عیاں
خوفِ مخدومی سے تھرایا جہاں

لوگ کہتے منکر احوال کو
دیکھ لو پیر و جواں تم دیکھ لو

ہے یہ خرقہ آپ کی سرکار کا
یہ نتیجہ اس کے ہے انکار کا

جو کہ منکر ہوتا ہے مخدوم کا
اس کو نمونہ ملتا ہے مجذوم کا

یہ کرامتیں ہزاروں روز و شب
ہیں گزشتہ میں وہی باقی ہیں اب

طوافِ کعبہ ہے طوافِ خانقاہ
گنبدِ حضرت سے ہے نور لا الٰہ

جو تجلی طور پر تھی ایک شب
وہ تجلی ہے وہاں ہر نیک شب

آتشِ ایمن کی چمکتی ہے وہاں
برقِ ایمن کی جھلکتی ہے وہاں

جن و انس اس روضۂ اقدس کا
طواف کرتے ہیں بہر صبح و مسا

خلق ارضی کا وہاں پر ہے ہجوم
چرخیوں کی بھی وہاں رہتی ہے دھوم

آسماں سے قدسیاں آتے ہیں نور
روضۂ حضرت حسن ہے رشکِ طور

نور وہ جس نور سے روشن جہاں
سایہ وہ جس کا چمن جنت فشاں

نور وہ جس نور کا جلوہ حسن
خار و خس کا صاف کرتا ہے چمن

خشک بوٹہ کو شہنشاہ کی نظر
مثلِ شاخِ تازہ کر دیتی ہے تر

دیکھ لے گر ان درختوں کی بہار
کافرِ دیرینہ زنّار دار

بھول جائے دورِ شِ تکفیر کو
یاد کر لے کلمۂ تکبیر کو

گولری گولر کی ہے طوبا ثمر
ہر شجر اس جا کا ہے ایمن شجر

خاکِ کلیر چشم کی ہے طوطیا
برگِ گولر ہے مریضوں کی دوا

اس مکانِ خلد و ش کا ہر طیور
ذکرِ فکرِ حق میں ہے بس بے حضور

اس فضائے پاک کا ہر اک شجر
ہو بہو رکھتا ہے طوبا کا ثمر

آب اس صحرا کا ایسا ہے بھلا
بخشتا ہے آبِ حیواں کو صفا

خانقاہ کی حول میں اک حوضِ آب
حوضِ کوثر کا نمونہ ہے بتاب

اُس کے آبِ صاف سے آبِ حیات
رنگتی ہے واسطے اپنے حیات

جو فنائے ثالثہ چاہے حسی
کلیری صحرا کو وہ جائے حسن

کلیری صحرا کا ہر برگِ گیاہ
حال سے پڑھتا ہے کلمہ لا الٰہ

قیدِ نوری ہے وہ شہ کی خانقاہ
چم چماتا ہے وہاں نورِ الٰہ

روضۂ خوش رنگ مخدوم انام
قبۂ نورِ الٰہی ہے تمام

ہے ملائک گاہ شہ کی خانقاہ
جھم جھماتی تھی وہاں تیغِ الٰہ

طوف اس کا طوف اقدس بارگاہ
طوف اس کا طوف درگاہ الٰہ

طوف سے اس کے طوافِ کعبہ
طوف سے اس کے گنہ مٹ جائے ہے

طوف اس کا طوفِ کعبہ جان لو
طوف اس کا طوف کعبہ مان لو

ہے وہی نورِ تجلی بخش طور
آج تک روضہ پہ صورت بخش نور

دیدۂ بینا جسے بخشے خدا — دیکھ لے جا کر وہاں یہ ماجرہ
جلوہ انی انا اللہ صبح و شام — دیکھتے ہیں دشت ایمن کا مدام
خانقاہی طوف کو ہر صبح و شام — معشر جنات آتے ہیں مدام
خطۂ پیران کلیر طور ہے — جس طرف دیکھو اُدھر اک نور ہے
سر بسر پیران کلیر کی فضا — وادی ایمن کا بخشے ہے پتا
دولت عرفان جسے درکار ہو — وہ علی احمد کا خدمت گار ہو
جس نے حضرت کی حقیقت جان کر — دیدۂ عرفان سے دیکھا اک نظر
راز الا اللہ سے آگاہ ہوا — بالیقین وہ عارف باللہ ہوا
عارفوں کا ہے وہ صحرا سیرگاہ — عاشقوں کا ہے وہ صحرا سیرگاہ
قطب اور ابدال رہتے ہیں وہاں — میزبان حضرت ہیں وہ ہیں مہمان
چادر مرقد پہ نور اللہ ہے — دیکھتا وہ ہے کہ جو آگاہ ہے
ہر مجاور صابری درگاہ کا — جان و دل سے دوست ہے اللہ کا
خدمت جاروب اوتادوں کو ہے — تیل بتی آسماں زادوں کو ہے
ہر مجاور شاہ کی درگاہ کا — ہر مرید اس غوث حق آگاہ کا
بادشاہ آسمان و ہم زمین — صاحب عین الیقین حق الیقین
دیکھنا جس کو ہو جنت کا چمن — شاہ کے روضہ کو وہ دیکھے حسن (رضی اللہ عنہ)
آب اس وادی کا نور آتی نظر — آب حیوانی کا رکھتا ہے اثر
پینے والوں کو وہاں لیل و نہار — بخشتا ہے دل کو نور کردگار
اس زمین پاک کا جو ہے شجر — شاخ شاخ اس پر انا اللہ کا ثمر جل شانہ
ہر ثمر کا ذائقہ طوبا سرشت — ہر شجر کا برگ ہے برگ بہشت
کون سا بونٹہ ہے اس درگاہ کا — ذکر جو کرتا نہیں اللہ کا جل شانہ
برگ برگ اس جا کے بونٹہ کا حسن — خوشنوا ہیں مثل مرغان چمن
جس نے کھایا ہو نہ طوبا ثمر — گولری گولر کی کھائی بے خطر

گولری حضرت کے گولر کی حسن
صاف کر دیتی ہے نورانی بدن

گر نہ ہو باور تو جا کر دیکھ لو
گولری گولر کی کھا کر دیکھ لو

گولری گولر کی جو کھائے حسن
خوبرو فرزند پائے حسن

یہ کرامت شاہ کی مشہور ہے
گولری گولر کی تخم طور ہے

برگ اس کے دفتر تعلیم ہیں
تخم اس کے مایۂ تفہیم ہیں

شاخ اس کی حرف الا اللہ ہے
بیخ اس کی ریشۂ آگاہ ہے

سایہ اس کا سایۂ طوبےٰ نما
پایہ اس کا پایۂ ہفتم سما

بادسے ہر شاخ اس کی بیگماں
رقص کرتی ہے بشکل طالباں

ذوق اس کا شوق بخش کاملاں
شوق اس کا ذوق بخش عارفاں

خانقاہِ حضرت صابر علا
جنت الماویٰ کا بخشا ہے پتا

ہر درخت کلیری ھُو زبان
خانقاہ ہر شجر تو برزبان

عالم ھُو ہے وہاں ہُو ہُو کا شور
غیب گہ سے ہے وہاں تو تو کا شور

طائرِ درگاہ ہیں حق حق بجوش
شاخ شاخ ہر نخل ہے یا ہو خروش

خوشنوائی اُن کی سُن سُن ہر بشر
صاف ہو جاتی ہے بے خود بے خبر

الغرض ہر اک پرندہ صبح و شام
ذکر و فکر حق میں رہتا ہے مدام

طائر اس کے یاد حق میں غرق ہیں
غرق پا سے نور بیں تا فرق ہیں

خانقاہِ شاہ میں جو ہے درخت
طوبیٰ و سدرہ کا وہ رکھتا ہے رخت

بوجھ لیوے جو کوئی شہ کا کمال
دیکھ لیوے جو کوئی شہ کا جمال

عارفِ باللہ ہو جاوے حسن
منزلِ مقصود کو پاوے حسن

آفتابِ شاہ ہے جامِ شراب
خاک کو بخشے ہے نورِ آفتاب

ہر مریدِ شاہ عرفاں دستگاہ
فرش سے تا عرش رکھتا ہے نگاہ

شہ کلید بابِ جنت ہیں حسن
شہ صحیفہ راز کے شرح و متن

ہے تصرف ہر گھڑی ہر دم عیاں
حضرتِ مخدوم صابر کا وہاں

فیضِ شاہنشاہ اس جا عام ہے — شاہ کا لطف و کرامت کام ہے
بس حسن اپنی زبان کو تھام لو — اَب خموشی سے کوئی دم کام لو
ناطقہ سے کہہ کہ کر قطعِ کلام — جذبۂ ساذج کا پی اس وقت جام
حد نہیں رکھتا حسن ہے یہ بیاں — اس بیاں سے تھام تو اپنی زباں
بس حسن اس کو کر اب تم تمام — نوش کر تو ختمِ خاموشی کا جام

حضرتِ صابر کا تجھ پر ہو کرم
ہو حسن تو مظہرِ شانِ اَتم

قطعات تاریخ انطباع حقیقت گلزار رضائی سعر انامدار

من تصنیف مرشد زادۂ آفاق جناب حکیم احمد حسن صاحب وحدت صاحبزادہ کلاں حضرت مؤلف صاحب کتاب ہذا۔

طبع گردید شد اتمام این نادر کتاب | شد عزیز خلقت و مقبول درگاہ صمد
فکر تاریخش نمودم ناگہاں از من وحدت | گفت ہاتف واہ واہ پاک مخدوم احمد

۱۳۰۴

من نتائج افکار گہربار مرشد زادۂ آفاق جناب مولانا شاہ عابد حسین صاحب عابد صاحبزادہ دوم حضرت مؤلف صاحب کتاب ہذا در صنعت تربیعات و تعمیہ

مولائے جہاں چونکہ دریں سلک کتاب | درہائے مضامین عجائب سفتہ
سال او کلک از سر بہجت عابد | مولود شریف صابر بہ گفتہ

۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ در صنعت تخریج من تصنیف لطیف مرشد زادۂ نامدار عالی تبار میاں عارف حسن صاحب عارف صاحبزادہ سوم حضرت مؤلف صاحب کتاب ہذا

ملفف تمام ہو چکی چھپ کر جو یہ کتاب
ہاتف پکارا بے سر جبل اس کا مادہ

کی میں نے فکر سال بطرز سخنوری
کہہ حبذا حقیقت گلزار صابری

تاریخہائے طبع کتاب نتیجۂ افکار شاعر شیریں بیان منشی محمد فیروز شاہ خاں فیروز

یہ وہ کتاب عجیب و غریب آج چھپی
ہوئی جو فکر مجھے سال طبع کی فیروز

عیاں ہوئی ہے زمانہ میں جس سے سوکت فقیر
کہا یہ دل نے کہ لکھ آفتاب دولت فقیر

۱۳۰۴ھ

ایضاً

فکر سال طبع کی مجھ کو ہوئی فیروز جب
غیب سے آواز آئی فیض عام صابری

۱۳۰۴

ایضاً

مادۂ تاریخ وظیفہ صابری

۱۳۰۴

تاریخ نتیجہ طبع برادر عزیز محمد قاسم علی خاں قاسم تخلص صابری چشتی

واہ کیا رنگین چھپی ہے یہ کتاب
رنگ ہے عرفان کا اس سے آشکار

میرے مرشد نے یہ ہے تالیف کی
باوجود حسن سعی بے شمار

حضرت مخدوم کا حال جلال
اس میں ہے مرقوم سب تفصیل وار

الغرض یہ نسخہ نایاب ہے
معرفت کا بحر ناپیدا کنار

حظ اٹھائیں گے سراسر اس سے وہ
ہیں جو عارف باکمال و ذی وقار

فکر جب تاریخ کی مجھ کو ہوئی
غیب سے قاسم بفضل کردگار

مصرعہ موزوں زباں پہ آگیا
صابری گلزار ہے رشک بہار

۱۳۰۴ھ

تاریخ الطباع از فہامہ عصر جناب حافظ محمد حسن شاہ صاحب عاجز تخلص

واقعات حضرت مخدوم پاک
طبع گردیدہ چو شد محبوب دل

طبع عاجز فکر تاریخش نمود
ہاتف گفتہ زہے مرغوب دل

۱۳۰۴ھ

ایضاً

چوں حال جناب پاک مخدوم
شد طبع بعد ہزار تزئین

عاجز بنمود فکر سالش
ناگاہ سروش نیک آئین

گفت از سر حرفہائے ہر لفظ
تالیف شریف جیو دین

۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ از نتائج افکار شیریں گفتار جامع کمالات صوری و معنوی مصدر حسنات جلی و خفی جناب میاں محمد فاروق حسن صاحب خادم تخلص مصطفےٰ آبادی

مطبوع ان دنوں میں کیا طرز خوشنما ہے
تاریخ حال حضرت مخدوم ہو گئی

فیض اس سے سب کو ہوگا جس نے کہ اس کو دیکھا
اس کو حقیقت حق معلوم ہو گئی

کی میں نے تختہ تاریخ اس کی تو بولا ہاتف
کیوں طبع تیری خادم مغموم ہو گئی

بے ساختہ یہ کہہ دے مصراع سال اس کا
شمشیر صابری کی جود و حوم ہو گئی

۱۳۰۴

تاریخ طبع زاد پاکباز نیک نہاد محمد علی حسین خاں تخلص علی

طرفہ نسخہ چھپا کہ ہے اس میں
انتخابات نکتہ ہائے صمد

کہی تاریخ اس کی میں نے علی
معدن فیض کبریائے ابد

۱۳۰۴ھ

تاریخ یگانہ دہر شاہ محمد رفیق حسن صاحب عارف لقب رفیق تخلص

واہ کیا نسخہ نادر یہ چھپا
طرز رنگیں سے بہ نیک اسلوبی

فکر کی میں نے کہ یارب موزوں
کوئی تاریخ ہو عمدہ اس کی

وہیں ہاتف نے کہا اس کو رفیق
گلشن راز حدیث قدسی

۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ حقیقت گلزار صابری کہ مملو از اخبار صابری

مؤلفہ حضرتے

کہ نامش بزبان گفتم از بے خبر ولیست لباس شریعت خرقہ طریقت گلدستہ معرفت سراسر حقیقت سیاح گلشن رنگین بہار ناسوت بالکہ عرفان مقیم بالاخانہ ملکوت ہمہ تن قدسی قدسی کشور جبروت آگہ لا الہ الا ہو لعبرصہ لاہوت حق گو حق شنو حق حق بیں حق داں باحق ہر شد برحق ہادی نادر مرشدنا بخلق حسن حسن صفی الاصفیا امام الاولیا حضرت مخدوم شاہ محمد حسن زاد ارشادہم و دوام امدادہم آمین ثم آمین۔ نوشتہ محمد شفیق احمد عفی عنہ

باحسن خلق شاہ محمد حسن امام
اندر صف کمال بانوار صابری

تعلیم او راد بدہ گمرہ براہ فقر
ذاتش لبد صفات نوا صابری

تصنیف کرد او کہ کتابے بمعرفت
آں گل کند ز گلشن اسرار صابری

گلزار صابری حقیقت کہ نام آں
آئینہ است مذہر اخبار صابری

مشکلکشا شفیق بگفت از شفیق سنہ
حسن ادب حقیقت گلزار صابری

۱۳۰۴ھ

ایضاً

مطبع خوشنما میں یہ مولود | چھپ کے جس وقت ہو چکا تیار
اس کی شہرت سے سارے عالم میں | فیض عرفان حق ہوا اظہار
اس کی تاریخ طبع میں نے شفیق | کہی دریائے وحدت ستار

۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ طبعزاد برخوردار محمد ارشد حسین خان ارشد تخلص

خوب مولود صابری چھپ کر | ہوا مقبول طبع اہل صفا
مظہر فیض ہے یہ اے ارشد | مشرق آفتاب صبح عطا

قطعہ تاریخ ختم کتاب از احقر العباد محمد حسین خان مہتمم مطبع ہذا

ہیں جو میرے مرشد برحق شہ عالیجناب | بادشاہ ملک عرفان چرخ دیں کے آفتاب
اس نظر سے تا ہو حاصل فیض عرفان خلق کو | آپ نے تالیف فرمائی ہے اک طرفہ کتاب
اسکے ہر فقرہ سے ہے مضمون وحدت آشکار | اپنی زیبائی میں ہے وہ بے مثال انتخاب
طبع ہو کر ہو چکی اتمام جب وہ سر بسر | فکر کی میں نے کوئی تاریخ کہدیجئے شتاب
ناگہاں ہاتف پکارا کچھ نہ عاصی فکر کر | لکھدے یہ تاریخ اس کی گلشن فیض وہاب

۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ طبعزاد برادر نامدار منشی غلام حسن صاحب اسفندیار

ہے مؤلف کی عجائب دھوم بر عرش علا | لیتے ہی نام حسن خوش احمد و حیدر ہوئے
پیش حق کہتے تھے حضرت از سر الطاف واہ | کیا بیاں اب صابری تلوار کے جوہر ہوئے

حق حق حق حق

حق حق حق

رسالہ برزخیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ سچ ہے کہ خدائے عزوجل مرتبہ وجود میں بصورت بیچون و بے چگون بے مثل بے مانند ہے لیکن مرتبہ شہود میں جو صورت ہے اسی بے صورت کی صورت ہے نبی اس کا کہ نام اس کا احمد مرتبہ ملکوت میں اور محمد مرتبہ ناسوت میں ہے از روئے حقیقت ذاتیہ سرمدیہ کے عین اس کا اور وہ عین اس کا ہے مرتبہ وجوب میں صلوٰۃ ہو اور سلام دائم اس پر اس کی آل و اصحاب پر کہ برگزیدہ انفس اور آفاق ہیں۔ بعد حمد الٰہی اور ثنائے محمدی کے کہ ذات اس کی اور آل اور اصحاب اس کے کی شان صلوٰۃ ہے کہتا ہے درویش بے خویش محمد حسن صابری چشتی مشرب حنفی مذہب اولاد قدوسیہ کہ کوئی شغل بہتر تر شغل برزخ سے نہیں ہے زمانہ اعتکاف شغل سیاہ میں یہی معلوم ہوا حضرت ذات احدت اور وحدت اور واحدیت سے کہ اسے فقیر طالب خدا جل و علا کے شغل برزخ میں اپنی نفی کرا اور ثابت کر ہستی پیر و مرشد اپنی کے اور ایسا فنا ہو اس حضرت میں کہ سوا اس کے سب بھول جائے۔ جیسے حضرت سرور کائنات رحمت ہو ان پر اور ان کی آل و اصحاب پر اپنے آپ کو بھول لے تھے وقت بیعت کے فرماتے تھے ھذا ید اللہ جو پیر و مرشد حضرت صلوٰۃ علیہ کا جناب الٰہی تھے حضرت صلوٰۃ

علیہ وقت بیعت کے ہاتھ اپنے کو ہاتھ اللہ پاک کا بتاتے تھے پس ہر صاحب
ارشاد کو چاہیئے کہ ہاتھ اپنے کو وقت بیعت کے ہاتھ اپنے پیر و مرشد کا بتائے
کہ سنت نبی علیہ السلام ترک نہ ہو سن لے اے طالب خدا کی شغل برزخ سے
نسبت حضرت الوہیت سے پیدا ہوتی ہے کہ حضرت الوہیت مرتبہ ہی نام رکھا
گیا مرتبہ واحدیت کا کہ تفصیل ہے مرتبہ وحدت کی بمنزلہ متن ہے اور واحدیت اس
کی شرح فرق درمیان حضرت وحدت کے اور حضرت واحدیت کی تفصیل اجمال کا
ہے جب تک حضرت واحدیت سے مناسبت پیدا نہ ہوگی حضرت وحدت
سے ہرگز ہرگز آشنائی نہ ہوگی اول آشنائی حضرت واحدیت سے ضرور ہے
کہ بغیر وسیلہ حضرت واحدیت کی آشنا ہونا حضرت وحدت سے ممکن کو ممکن نہیں
ہے جس طرح بے ملاحظہ لفظ کے حصول معنی کا ہونا خلاف قیاس ہے جو یہ
رسالہ بیان فوائد برزخ میں ہے اس رعایت سے نام رکھا گیا ہے۔ رسالہ برزخیہ
ہے۔ برزخ۔ بالبطہ واسطہ مرشد چاروں نام مرشد کے ہیں اسم مرشد کا خبر دیتا ہے
چاروں حرف سے اپنے مظہر ربوبیت کی شہود کا دال سے دلالت شین سے شہود
رے سے ربوبیت میم سے مظہر کا اشارہ ہے یہ نکتہ ہے کہ بوجہ اس نکتہ کی
سوائے عارف کے غیر کے واسطے نہیں ہے۔

جو اس نکتہ کی بوجھ کا طالب ہو چند روز شغل برزخ کا استعمال کرے
تو اس نکتہ کے بھید سے آگاہ ہووے سن لے اے طالب خدا کی ربوبیت مرشد
کی شاغل برزخ کو تین صورت پر ہوتی ہے مرتبہ ملکوت اور جبروت اور لاہوت
میں مرتبہ ملکوت میں بصورت مرشد مرتبہ جبروت میں بصورت محمدی علیہ وعلی آلہ
الصلوٰۃ والسلام مرتبہ لاہوت میں بصورت معنی حق تبارک وتعالیٰ حضرت جب معراج
شریف سے تشریف لائے حضرت بی بی عائشہ کے جواب میں فرمایا۔ رأیت
ربی علی صورۃ عائشۃ۔

اور جواب بعض اصحابہ میں فرمایا۔

رَاَیْتُ رَبِّیْ عَلٰی صُوْرَۃِ الْاَمْرَد ۔

اے طالب خدا سن لے حضرت حق جل و علیٰ نے بھی شغل برزخ کی تعریف میں اپنے کلام مجید میں فرمایا ہے۔

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ

سن لے اے طالب خدا کے ہمارے پیر و مرشد سید شاہ بھیک کو فنافی الشیخ تھے فرماتے ہیں۔ دوہرہ ہر روٹھے گرہ پہر منائے اور اگر روٹھے نہیں ٹہور۔ بہیکا وہ نر کوڑ میں جو گر کو جانیں اور۔ امیر خسرو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

خلق میگوید کہ خسرو بت پرستی میکند
آرے آرے میکند با خلق عالم کار نیست

حقیقت مرشد کی الوہیت ہے اگر نہ ہوتی تو آدم مسجود ملائک کیوں ہوتا حضرت مولوی روم رحمۃ اللہ علیہ کہ عارف باللہ تھے فرماتے ہیں۔ ؎

گر نبودی ذات حق اندر وجود
آب و گل را کے ملک کردی سجود

شیخ مغربی خداوان عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اچھی بیت تعریف برزخ میں فرمائی ہے۔ ؎

درمیان جان و جاناں چیست دانی مغربی
برزخ جامع خط موہوم حد فاصل است

برزخ جامع خط موہوم حد فاصل سے اشارہ ہے طرف برزخ کے یعنی جب تک فنافی الشیخ کا مرتبہ حاصل نہ ہوگا کہ حقیقت شیخ کی برزخ ہے درمیان مرتبہ وجوب اور امکان کے حصول دولت فنافی الرسول اور فنافی اللہ امر محال ہے جیسی حصول معنے کا بے ملاحظہ لفظ کے ممتنع بوجود ہے اسی طرح بے واسطہ صورت حضرت مرشد کی کہ جلوہ بخش تشبیہ صفات اضافی کا ہے صفات ثبوتی سے کہ ظہور تنزیہہ حضرت واجب الوجود کا ہے آشنا ہونا

ممکن کو ممکن نہیں۔ سن لے اے طالب خدا کے اور بوجھ لے اس خطِ مستقیم سے
مراتب ذات اور صفات کے کہ بطریق مثال لکھا جاتا ہے مرتبہ ذات احدیت
سے اسفل طبیعت تک۔

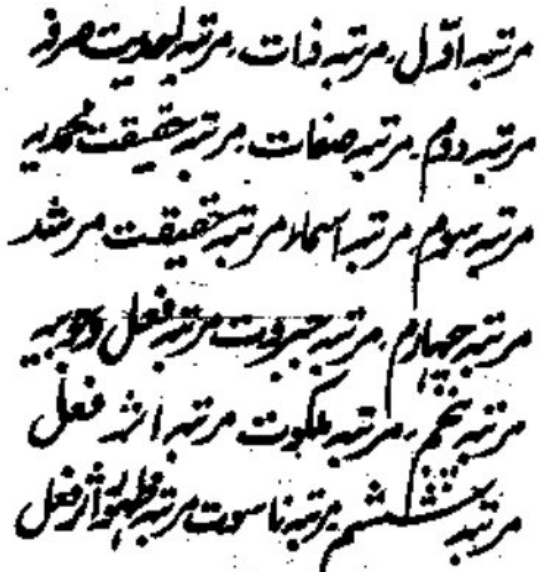

مرتبہ اوّل۔ مرتبہ ذات۔ مرتبہ احدیت صرفہ
مرتبہ دوم۔ مرتبہ صفات۔ مرتبہ حقیقت محمدیہ
مرتبہ سوم۔ مرتبہ اسماء مرتبہ حقیقت مرشد
مرتبہ چہارم۔ مرتبہ جبروت مرتبہ فعل روحیہ
مرتبہ پنجم۔ مرتبہ ملکوت مرتبہ اثر فعل
مرتبہ ششم۔ مرتبہ ناسوت مرتبہ ظہور اثر فعل

اس سلطان ملک لازال نے چاہا کہ شبستان غیب الغیوب سے بازار
ظہور میں آکر اپنی تجلی کا تماشہ دیکھوں اور اپنی آپ کو آپ پہ شیدا کروں پہلے برزخ
وحدت میں روپوش ہو کر نام اپنا احمد رکھا۔ بار دیم برزخ واحدیت میں ظہور فرما
کر مرشد برحق ہادی مطلق کہلایا۔ بار سوم۔ مرتبہ جبروت میں کہ مقام فعل ہے۔
قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ کہ دو کہ روح میرے رب کے حکم میں سے ایک امر ہے
کا سرود بجا کر آپ اپنے نغمہ سے سرمست ہو کر مرتبہ ملکوت میں جلوہ دکھا کے ستائش
وثنا اپنی میں مشغول ہوا جب چاہا کہ تجلی ملمسی حسی ذوقی کا اپنی تجلی خلقی کو مزا چکھاوے
اور مرتبہ ناسوت میں آکر کہ مقام غفلت ہے کسی قالب میں آکر وعدہ
اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی کیا میں تمہارا رب نہیں؟ سب نے کہا ہاں
کا بھلا دیا اور کسی قالب میں یاد کر طالب ہوا۔ پھر منزل اصلی کا کہ جا کر مقام اوّل منزل
اپنی کو پھر دیکھوں تب اپنی صفت ہدایت کا طالب ہو کر طریقہ پیروی اور مریدی
مرشدی و مسترشدی کا جاری کیا۔ کعبہ واسطے اہل تکبیر کے اور بت خانہ
واسطے ارباب تکبیر کے اپنی حقیقت جمالی و جلالی کے بنایا۔

ابیات

آپ کو دار شہادت گاہ میں لایا ہے وہ
اپنی صورت کا تماشہ دیکھنے آیا ہے وہ

جب جلال آیا کہ دیکھوں حسن کس کے جلو سے تمام
عشق کی باتیں سناؤں آپ کو ہر صبح و شام

حسن کی صورت دکھانے آپ شکل گل ہوا
عشق کا نالہ سنانے صورت بلبل ہوا

کوہ کن کی شکل بن کر جا رہا کہسار میں
قیس کی صورت بنا کر وادی پر خار میں

سرو بالا کی شباہت میں دکھایا آپ کو
دل پسند آواز قمری کا سنایا آپ کو

سبز جامہ پہن کر اپنے کمال شوق میں
نیشکر کے شوق میں طوطی ہوا کس ذوق میں

روم میں دیکھا جب اس نے اک بت زنار دار
بت پرستی کا طریقہ خوش کیا بے اختیار

شاہ یثرب کو بنایا اپنے نور پاک سے
برترین رتبہ دیا اس شاہ کو افلاک سے

کون تھا وہ شاہ تھا اس کی تجلی کا ظہور
نور سے اپنے کیا تھا جس نے ٹکڑے کوہ طور

سرزمین غیب سے آکر شہادت گاہ میں
احمد مختار کہلایا رشادت گاہ میں

سفت ارض و سمٰوٰت فلک کا حکمراں وہ شاہ ہے
زیر و بالا جس طرف دیکھو اُدھر وہ ماہ ہے

دور کر ڈالو فقر و دل سے فکر غیر کو
کفر کی باتوں سے کم سمجھو نہ ذکر غیر کو

غیر کا ہرگز پتا لگتا نہیں اے دوستو
ذکر غیر آشنا اچھا نہیں اے دوستو

شمس ہے یا مشتری زہرہ ہے یا ماہ تمام
ہیں یہ چاروں رونمائے جلوۂ تقدیس نام

الغرض کون و مکاں میں جو کہ آتا ہے نظر
دیکھ لو چشم حقیقت سے وہی ہے جلوہ گر

سن لے اے طالب خدا کی احدیت صرفہ سے جو مرتبہ اسفل طبیعت تک ہے ہر مرتبہ کے آداب و احکام آثار اصطلاح حسنات سیئات اذکار اشتغال افکار اسرار غیر غیر ہیں دریافت کرنا ان سب باتوں کا موقوف ہے دو بات ایک بات ان میں سے نسبت تشغل برزخ سے پیدا کرنا نامعلوم سودے

تعلیم روحانی پیر و مرشد کیسے تعریف ان سب باتوں کی دوسری بات صحبت ظاہری ہادی اپنے کے سے کہ تعلیم لسانی اس کی سے من دعن ہر ہر مرتبہ کے آداب احکام آثار اصطلاح حسنات سیئات اذکار افکار اشغال اسرار مرید معلوم کرے کہ بسبب ان دونوں باتوں کی دریافتگی سے ناسوت سے لاہوت تک اور لاہوت سے ناسوت تک سیر عروجی اور نزولی کا سیاحی ہووے اور ہر تجلی صعودی اور ہبوطی سے بہرہ مند ہووے ہر زمانے میں ان دس باتوں کے سمجھ لینے سے ہر طالب خدا کا غوث قطب قندیل بدل رقیب نجیب ولی ہوا اور اس نے اپنے خدا کو پایا اور مرتبہ فنافی الشیخ فنافی الرسول فنافی اللہ کا حاصل کیا اور سیر الی اللہ فی اللہ مع اللہ من اللہ سے آگاہ ہوا۔

مثنوی

آپ کو یکسر بھلا دے اے فقیر
ہو نہ ہو درد و ظالف کا اسیر

گر تجھے منظور ہے وصل خدا
زود تر ہو بود و ہمی سے جدا

جس نے اپنے آپ کو فانی کیا
رومی و تبریز کا ثانی کیا

وہم ہستی بد لا ہے بد بلا
یہ بلا باللہ ہے شایانِ لا

دور بھاگو اس بلا سے وہم سے
دور رکھو آپ کو اس فہم سے

حضرت حق کی کرو ہر دم تلاش
یاد مولیٰ کی کرو پیدا معاش

یادِ مولیٰ دولتِ دارین ہے
یاد مولیٰ دو جہاں کا چین ہے

یاد مولیٰ ہے فقیر و خوب کام
یاد مولیٰ میں رہو ہر صبح و شام

دولتِ بیہود ہے یادِ خدا
دولت مقصود ہے یاد خدا

اس خودی کا بھول جانا یاد ہے
نقشہ ہستی مٹانا یاد ہے

ہو جسے منظور وصل کبریا
آپ کو وہ بھول جاوے اے فتا

روضۂ جنت کا جس کو ہو خیال
شیخ کی برزخ سے ہو وہ استحال

خوبی برزخ سے پیوند شجر
باز بان حال کرتا ہے خبر

دیکھو جاکر سمندر میں جہاز
ہو بہو برزخ کا ہے افتادہ راز

فد خلی سے خود خدا فرما چکے
معنی برزخ ہمیں سمجھا چکے

ہم اگر اس کو نہ سمجھیں ہے خطا
یہ خطا تو بس بلا ہے بس بلا

بوجھ لینا اس خطا کا اے فتا
لیک ہے موقوف پر فضل خدا

سن لے اے طالب خدا کے اشتقاقی اعراب نحو کا صرف کا نتیجہ منطبق کا ہر ایک خبر دینے والا ہے شغل برزخ کا لیکن سمجھ لینا اس کا موقوف ہے ارشاد مرشد برحق اور فضل الٰہی پر ہے بلکہ جو فرد کہ مواليد ثلاثہ سے یا انبساط علوی سفلی سے تجلی شہودی میں موجود ہے فضیلت اور شرافت اپنی حال اور آثار سے اس شغل سریع التاثیر کے بیان کرتا ہے جس خدا دوست کا یقین نہ ہو چند روز تصور اس شغل شریف کی میں اپنے آپ کو فنا کرے تا ظاہر اور باطن اس کا ظاہر اور باطن پیر و مرشد کا ہو جاوے یعنی افعال اور اقوال اس کے تمام تر رنگ و بو اس گلزار واحدیت کا پیدا کرے کہ مظہر مقدس مرشد فنافی الرسول کا بہار چمن الوہیت ہے۔ ؎

آں خیالات کہ دام اولیاست
نسکل مہر و یان بستان خدا است

اشارہ مہر و یان بستان خدا سے مولوی روم علیہ الرحمۃ نے طرف حقیقت مرشد خدا آگاہ کے کیا ہے کہ بستان خدا تجلی الوہیت ہے کہ ظہور شیونات صفاتیہ حضرت وحدت بمنزل برزخ ہے درمیان حضرت احدیت کے اور حضرت واحدیت کے اور حضرت واحدیت برزخ ہے درمیان حضرت وجوب اور اور امکان کے طالب خدا کو جو نسبت حضرت واحدیت سے حاصل ہے بعینہ

وہی نسبت حضرت احدیت اور حضرت وحدت سے ہے یہ راز مکشوف نہیں ہوتا ہے جب تک مرید فنافی الشیخ نہ ہووے یہ دولت عظمیٰ چند روز کی ورزش شغل برزخ سے حاصل ہوتی ہے اور شغل سے سال در سال میں بھی ہو جانا احتمال رکھتا ہے۔

مثنوی

شغل برزخ رات دن کرتے رہو — نام مرشد ہر گھڑی پڑھتے رہو
نام پیر و مرشد آگاہ کا — اے فقیر و نام ہے اللہ کا
صورتِ بے مثل پیر باخدا — معنی حق ہے سمجھ لے اے فتا
بے وسیلے لفظ کے اے ہوش مند — کوئی معنے سے ہوا ہے بہرہ مند
لفظ کا جب تک نہ آوے گا خیال — کوئی معنے سے نہ ہوگا شاد حال
عرش سے تا فرش اے صاحب شعور — جلوۂ مرشد کا ہے سارا ظہور

جب بوجھ لیا کہ مرشد جلوہ حضرت واحدیت ہے یعنی حقیقت مرشد حضرت حضرت واحدیت ہے اور حضرت واحدیت تجلی تفصیلی حضرت وحدت ہے کہ حقیقت محمدی صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ نام اس کا ہے اور حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ ظہور علمی حضرت احدیت ہے اور حضرت وحدت برزخ ہے درمیان حضرت احدیت اور حضرت واحدیت برزخ ہے درمیان حضرت وجوب اور امکان کے کہ ظہور حضرت صفاتِ وجوبیہ کا تجلی صفات امکانیہ ہے پس معلوم ہوا اور تحقیق کو پہنچا کہ تمام عالم امکان مرتبہ فعل سے تا ظہور اثر فعل آئینہ نمائش ہے تجلی حضرت واحدیت کا کہ ظہور حقیقت مرشد عبارت اس سے ہے۔

نظم

بات جو سچی تھی کہہ دی صاف صاف — تم اسے سچی سمجھ لو یا کذاب

راز مرشد کا بیان کرنا نہ تھا
بھید ہادی کا عیاں کرنا نہ تھا

کیا کریں لیکن زبان پر آگیا
کلکِ معنی سنج سے لکھا گیا

بوجھنے والا ہے بوجھے گا اسے
پوچھنے والا ہی پوچھے گا اسے

یہ طلسمِ راز ہے بس راز ہے
یہ سرودِ عشق کا آواز ہے

کب سمجھتا ہے اسے ہر لا ابالی
بات پکی ہے جو پکا سمجھے بس

فقر کچھ ایسا نہیں آسان ہے
یہ متاعِ شائقاں ایمان ہے

ہاتھ لگنا اس متاعِ خوب کا
دوست بن جانا ہے اس محبوب کا

نام جس کا امیرِ دو جہاں
نام جس کا رسولِ مرسلاں

خواب گاہ اس کی اگرچہ فرش ہے
سیر گہ اس کی ولیکن عرش ہے

منزلِ اقدس سے آیا ہے ادھر
سیر کو تشریف لایا ہے ادھر

یہ تجلی جو دکھاتی ہے تمہیں
سب پتے اس کے بتاتی ہے تمہیں

عالم تشہید ہے اس کا ظہور
اس کے جلوہ کا ہے فرش عرش طور

وہ ادھر سے اس طرف آتا نہیں
کوئی اپنے آپ کو پاتا نہیں

کون کرتا سیر گلزارِ شہود
کون آتا جانبِ ملکِ وجود

نیستی سے کون ہستی دیکھتا
کون یہ بالا و پستی دیکھتا

سن لے اے طالب خدا کے حضرت برحق جل علا فرماتا ہے اگر نہ پیدا کرتا میں تجھ کو اے نبی صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ ہرگز پیدا نہ کرتا میں آسمان و زمین یہ جو کچھ جلوۂ شہود میں دیکھتا ہے یہ سب تیرے ہی واسطے پیدا کیا ہے اس پیدائش سے مقصود تیرا ہی ظہور میں لانا تھا تیرے پاس خاطر میں نے اپنی ربوبیت کو ظاہر کیا ہے مقصود میرا اس ظہور سے فقط موجود کرنا تیرا تھا یعنی حضرت احدیت صرفہ سے کہ شبستان لطون تیری تھی اور ہے اگر تجھ کو دار شہادت میں نہ لاتا سب شیونات صفاتیہ ثبوتیہ اور اضافیہ اپنی کو ہرگز ہرگز غیب الغیوب سے بہار نشان

ظہور در ظہور میں نہ لاتا حافظ غیب اللسان نے یہ بیت اسی مضمون میں فرمائی ہے ؎

صبا بلطف بگو آں غزال رعنا را
کہ سر بکوہ و بیاباں تو دادہ ما را

حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے جبرئیل کہہ دے جاکر اس نبی میرے سے صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ کہ اس مراتب سبعہ میں اپنی تجلی کے ظاہر کرنے کا باعث تو ہی ہے تو ہی میں شاہد مستور تھا جب تیرے حسن کا میں عاشق ہوا تو میرے معشوق ہوا اور میں تیرا عاشق پس پاس خاطر تیرے میں نے اپنے آپ کو ظاہر کیا۔

ابیات

تیری خاطر اس طرف آیا ہوں میں
جلوہ گاہ میں آپ کو لایا ہوں میں

اس شہادت گاہ میں اے خوش خرام
دیکھنا منظور تھا تیرا مقام

میرے نور پاک کا ہے تو ظہور
عرش و فرش و ہر فلک تیرا ہے طور

تیرے جلوہ سے ہے روشن آفتاب
نور سے تیرے منور ماہتاب

حسن سے تیرے ہوا یوسف حسین
تیرے جلوہ سے ہوا روشن جبین

طور پر تیری تجلی کا اثر
موسیٰ عمران کو آیا تھا نظر

عیسیٰ مریم سنا تیرا کلام
قم باذن اللہ کہتے تھے مدام

نور سے تیرے ہوئی نار خلیل
گلشن فردوس اے نور جلیل

مرکز خاکی سے تا عظمت سرا
تیرے جلوہ کا ہے جلوہ جابجا

میری تیری راہ میں دو سو نہیں
میری تیری ذات میں میں تو نہیں

سن لے اے طالب خدا کے سبب روح حضرت مرشد اور روح مسترشد میں رابطہ منزہی اور ضابطہ تقدیسی پیدا ہوتا ہے نفس راہزن

اور شیطانی قطاع الطریق سو سو رنگ کے وسوسے اور ہزار ہزار صورت کے خدشے ہر ایک ان دونوں میں سے رد و مدد کرتا ہے تا وقتہ طریق عروجی میں واقع ہووے اور سلک انسلاک مسدود ہو اور درمیان حضرت مرشد اور مسترشد کے گوناگوں صورت مفارقت اور حجابات پیدا ہوں اور مقصود اصلی سے کہ قربت حضرت حق تبارک و تعالیٰ ہے مسترشد محروم رہے اس وقت میں طالب کو چاہیئے کہ اپنی حال سے اور مناسبت سے خبردار رہے اور خطرات ان دونوں کے سے آگاہ رہے خطرے کو خطرہ سمجھنے صدائے غیبی نہ جانے کہ صدائے غیبی قیاس اور حدیث اور آیۃ سے مطابق ہوتی ہے اور خطرہ مخالف ان باتوں سے یکسر ہوتا ہے نعوذ باللہ منہا خدانخواستہ اگر خطرات ان دونوں کے اندر ایسے واقع ہو جائیں کہ وقفہ اور ثمر زوال اقدام پیش آوے اگر حضرت مرشد بقید حیات ہو ضرور بالفرد تجدید بیعت کر دے اور اگر بقید حیات نہ ہووے تو اس صورت میں اس ہادی طریق رفیق شفیق کے جامہ سے بیعت کیے ورنہ ہلاکت راہ سلوک میں واقع ہو جائے گی اور طالب منزل مقصود سے محروم رہے گا اور سلسلہ اس کا جاری نہ ہوگا کہ اجرائے سلسلہ موقوف ہے مناسبت روح حضرت مرشد پر کہ مناسبت روح حضرت مرشد کی سے ہو یہ مناسبت ارواح اساتذہ سے ہے اور مناسبت ارواح اساتذہ بعینہٖ مناسبت روح مقدس جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور یہی مناسبت من وعن رب العزت سے ہے۔

ابیات

رابطہ روحِ جنابِ پیر سے
یعنی ذاتِ پاک سے ہے رابطہ
نسبتِ جسمی سے روحی بوجھ لے

رابطہ ہے حضرتِ تقدیر سے
حضرتِ لولاک سے ہے رابطہ
اس قیاس رہنما کو پوچھ لے

ایک نقطہ کو سمجھتا ہے عقل
ایک کیا سو لاکھ باتوں کی دلیل

جس کو اللہ نے دیا قلبِ سلیم
راہ اس کی صراطِ مستقیم

ہاتھ اس کا ہاتھ ہے اللہ کا
ہاتھ اس کا احمدِ آگاہ کا

منزلِ تقدیس کا راہی ہے وہ
ملزمِ توحید کا ماہی ہے وہ

جسم اس کا ہے زمیں کی فرش پر
روح اس کی پہونچتی ہے عرش پر

ہر گھڑی کرتا ہے کعبہ کا طواف
اس سخن میں کچھ نہیں کذب و گزاف

بات میری نکتۂ الہام ہے
بات میری بادۂ بے جام ہے

ہر کسی کی کب سمجھ میں آئے ہے
خام اس کو کب یقیں میں لائے ہے

یہ معمّا راز کا ہے دوستو
یہ ترانہ ساز کا ہے دوستو

اس گرہ کو کھولتا ہے ہوشیار
یہ ترانہ بوجھتا ہے مردِ کار

مردِ کار آگاہ وہ ہے اے فتا
زندگی میں جس کو حاصل ہے فنا

سن لے اے طالب خدا کے نزدیک حضرات صوفیہ صافیہ کے راضی ہوا اللہ ان سے اور وہ اللہ سے خلق کو خالق سے کئی نسبت میں انتساب متحقق ہے ان میں سے ایک نسبت خلقی دوسری نسبت عبدی تیسری نسبت معرفت چوتھی نسبت آشنائی پانچویں نسبت قربت کہ اس نسبت کو آیت شریفہ۔

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ

گواہ ہے ہر نسبت اس نسبت خمسہ سے بالترتیب فضیلت رکھتی ہے بیان تفصیلی اس پانچوں نسبت کا درازی رکھتا تھا اس رسالہ مختص میں اس کی گنجائش نہ تھی اس واسطے تفصیل کو ترک کر کے اجمال قلم بند ہوا ہے سمجھنے والا سمجھ لے گا۔

ابیات

خلق کو خالق سے نسبت بر ملا
چند صورت پر ہے اے مرد خدا

ایک نسبت اہل عرفان کی فقیر
سیکڑوں صورت پہ ہے صورت پذیر

نسبت عرفان بیان کرتا تمام
مست کرتا خلق کو دے کے جام

یہ رسالہ مختصر تیار ہے
اس بیان سے اس لیے انکار ہے

یہ شراب معرفت ہے خوش گوار
ساقی اس کا احمد عالی تبار

تھے اس مئے سے کئی مے خوار مست
شیخ شبلی رومی و عطار مست

اس شراب معرفت سے جن و ناس
ایک دو کیا سیکڑوں ہیں بے حواس

اے فقیر دہوش سے بیزار ہو
اس شراب ناب سے سرشار ہو

بادۂ عرفان جو نشہ لائے ہے
فرشتوں کو عرش پر پہنچائے ہے

تھا اسی مئے کی تجلی کا ظہور
جل گیا ٹکڑے ہوا ہر سنگ طور

یہ عجائب بادۂ توحید ہے
اس کا نشہ سر بسر تجرید ہے

یہ پیالہ جس گھڑی کرتا ہے مست
پیتے ہی الانیت کو کرتا ہے ہست

تم نہ کہہ بیٹھو اسے بادہ کہیں
جذبۂ سالک ہے یہ بادہ نہیں

سالکوں کے واسطے با آب و تاب
عہد احمد میں کھینچی ہے یہ شراب

خم بخم پیتا ہے ہر سالک مدام
آپ کو کرتا ہے زیر تیغ لام

مرد مجذوب اس کی بو سے سو گیا
حیرت آباد طریقت ہو گیا

سن لے اے طالب خدا کے عبادت تر دبان ہے کہ پہونچاتی ہے
عابد کو حضرت واحدیت کے محل تک اور عشق کمند ہے کہ لے جاتی ہے
عاشق کو بام حضرت وحدت پر اور معرفت نسیم سحر خیز فیض الٰہی ہے کہ بہ گلزار

حضرت احدیت سے مست کر دیتی ہے۔ طالب اپنے آپ کو اور اس مستی میں
اَنَا الْحَقّ لَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمُ شَانِیْ
اس طرح کے ہزاروں کلمے زبان طالب سے جلوہ ظہور میں آتے ہیں بوجھ لے اے
طالب خدا کہ حضرت وحدت کی تفصیل حضرت وحدت آئینہ ہے حضرت وحدت
کا اور حضرت وحدیت آئینہ ہے حضرت واحدیت کا اور حضرت ملکوت آئینہ ہے
حضرت جبروت کا اور حضرت ناسوت آئینہ ہے حضرت ملکوت کا حضرت ناسوت
مظہر جامع ہے اسی واسطے حضرات صوفیہ صافیہ نے راضی ہو اللہ ان سے اور
وہ اللہ سے شغل برزخ کو جمیع اشغال سے بہتر اور خوب تر قرار دیا ہے اس
شغل کی ورزش سے نسبت حضرت ذات واجب الوجود سے اور صفات ثبوتی
اور اضافی حضرت رسالت پناہ اور روح مقدس سے پیدا ہوتی ہے یعنی صورت
حضرت مرشد کی آئینہ ہے معنی حضرت ذات اور صفات الٰہی کا اور آئینہ ہے حضرت
حقیقت محمدی کا رحمت ہو اللہ کی اس پر اور اس کی آل و اصحاب پر۔

ابیات

صورتِ مرشد صمد کا آئینہ
ہے یہ شکل احمد احد کا آئینہ

شغل برزخ رات دن کرتے رہو
نام مرشد ہر گھڑی پڑھتے رہو

یہ عجائب شغل ہے اے دوستو
یہ معما ہے اسے تم بوجھ لو

یہ کمند عرش ہے پہچان لو
یہ سمند لامکاں ہے جان لو

فرش سے پہنچائے ہے یہ عرش پر
عرش کے لے آئے ہے پھر فرش پر

اے فقیرو یہ کمند شوق ہے
اے فقیرو یہ سمند ذوق ہے

یہ عجب دریا ہے دریائے کریم
یہ عجائب گھر ہے بحر رحیم

جس گھڑی اس بحر میں گھس جاؤ گے
گوہر نایاب عرفان پاؤ گے

بوجھ مرشد کی خدا کی بوجھ ہے
بوجھ اس کی مصطفےٰ کی بوجھ ہے

صورت بے مثل اس کی طور ہے
معنی بے ریب اس کی نور ہے

ہادی مطلق ہے یہ اطلاق کا
جلوہ بے شک ہے یہ آفاق کا

یہ چمن راز الٰہی ہے فقیہ
یہ گلستان کا ہی ہے فقیہ

بوجھ اس کی ہے کتابوں میں مگر
چاہیئے اس بوجھ کو کامل بشر

نور اس کا ہے زمین و آسمان
طور اس کا ہے مکان و لامکان

اصل اس کی واحدیت اے فتا
فرع اس کی منزل امکاں سرا

سن لے اے طالب خدا کے مرشد نائب رسول پاک کا ہے بیشک لیکن وہ مرشد کہ شریعت اور طریقت اور حقیقت سے آگاہ ہے اور آداب احکام آثار ان تینوں کے اس سے ادا ہوتے ہیں اور ہاتھ اس کا ہاتھ ہے اس حضرت کا رحمت ہو اس پر اس کی آل پاک پر بلا شک بیعت اس مرشد محمدی مشرب سے بیعت ہے اور اس ہادی آفاق سے کہ جس کا ہاتھ ہاتھ متعارب العزت کا صلوٰۃ اللہ و علی آلہ و اصحابہ اجمعین دلیل قاطع اور برہان ساطع اس بات کی یہ ہے کہ وہ مرشد مرفوع الاجازت ہے کہ طالب خدا کا اس کے ارشاد سے خدا کو پہنچتا ہے اور یہ دولت ہے موقوف فقط عنایت ایزدی پر طالب بے چارہ کیا سمجھتا ہے کہ یہ مرشد مرفوع الاجازت ہے یا نہیں حق تعالےٰ جس شخص کو اپنی معرفت بخشنا چاہتے ہیں اس شخص کا اعتقاد آتا ہے مرشد کامل پر اور جس شخص کو اپنی دولت معرفت سے محروم رکھتا ہے اس کا اعتقاد آتا ہے ناقص پر۔

ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

ابیات

مرشد کامل خدا کی داد ہے
یہ رسول پاک کی امداد ہے

مرشد کامل فنا فی اللہ ہے
مرشد کامل بقا یا اللہ ہے

ہے یہ نائب احمد آگاہ کا
ہاتھ اس کا ہاتھ ہے اللہ کا

کشتی دریائے ہو یہ شیخ ہے
ہادی صحرائے ہو یہ شیخ ہے

شیخ پیر باصفا کا نام ہے
شیخ خضر راہنما کا نام ہے

شیخ وہ جو راہی اسلام ہے
شیخ وہ جس کا شریعت کام ہے

شیخ وہ جس شخص کا ہر صبح و شام
قول و فعل احمدی ہو زیب نام

شیخ کامل مخزن الاسرار ہے
شیخ کامل مجمع الانوار ہے

شیخ کامل میں فنا حاصل کرو
شیخ کامل میں بقا حاصل کرو

شیخ کامل معنی مستور ہے
شیخ کامل صورت پُرنور ہے

شیخ کیا ہے شیخ ہے نور خدا
شیخ کیا ہے شیخ ہے طور خدا

شیخ کی صورت ہے نور مصطفےٰ
شیخ کا مظہر ہے سر کبریا

سن لے اے طالب خدا کے حق تعالےٰ نے اپنے کلام مجید میں فرمایا ہے وتبغون الیہ الوسیلہ وابتغوا السبیل۔

اس آیت شریف سے صریح اشارہ پایا جاتا ہے شغل برزخ کا جس طرح بے ملاحظہ لفظ کے حصول معنی کا ممکن نہیں اسی طرح بے شغل برزخ کے حصول حضرت رب العزت کا ممتنع الوجود ہے اس شغل کو اے طالب خدا کے فرض طریقت جان لے اور شب و روز ہر ساعت ہر لحظہ ہر دم ہر آن ہر وقت ہر لمحہ اس شغل کی ورزش میں اپنے آپ سے بیخویش ہو

اس قدر کہ فنا فی الشیخ کا مذاق حاصل ہو جائے یعنی فنا فی ثلاثہ کی دولت سے بہرہ مند ہو جائے تو انوار لطائف ستہ کے جلوۂ ظہور بخشیں تجھے حضرت شیخ کی صورت با معنی کا بھید تجھ پر کھل جاوے اور جانے تو کہ حقیقت حضرت شیخ کی حضرت واحدیت ہے کہ معبود خلائق ہے حضرت شیخ برزخ جامع ہے۔ بین الوجوب والامکان حضرت شیخ از روئے صورت حادث ہے اور از روئے معنی قدیم مانند لفظ اور معنی کے جس نے حضرت شیخ کو از روئے صورت اور معنی کے جانا اور پہچانا اور بوجھا اور پایا اس شخص نے خدا و رسول کو پایا اور بوجھا اور جانا کہ حقیقت ذاتیہ اور صفاتیہ اضافیہ اور شوونیہ حضرت شیخ کی برزخ جامع ہے۔

حضرت شیخ مغربی کہ مرد کامل تھے رحمت ہو اللہ کی اُن پر کیا اچھی وضع سے تعریف برزخ شیخ میں یہ شعر کہہ گئے ہیں ؎

درمیان جان و جاناں چیست دانی مغربی
برزخ جامع خطِ موہوم حد فاصل است

یعنی حضرت شیخ از روئے معنے اور صورت کے مظہر جامع ہے تجلی وجوبی اور امکانی کا اور غیریت ہستی اس کی کا خیال نزدیک عوام الناس محض خطِ موہوم ہے اور ماہیۃ ذاتیہ اس کی حد فاصل ہے درمیان اطلاق انتفاعی اور شوونی کے یہ نکتہ راز ہے کہ سوائے عارفوں کے کوئی اس کو بوجھ نہیں سکتا۔

ابیات

شیخ سرِ مصطفےٰ ہی جان لو
شیخ راز کبریا ہی جان لو

شیخ کو بوجھو تمہیں گر بوجھ ہے
شیخ کو دیکھو تمہیں گر سوجھ ہے

وصل مولا ہے فقیر وصل شیخ
فضل مولیٰ ہے فقیر و فضل شیخ

محو شغل برزخی جو ہو گیا
قطب اپنے وقت کا وہ ہو گیا

شیخ کا تدریس درس مصطفےٰ
شیخ کی تعلیم تعلیم خدا

شیخ نے مجھ کو کیا آگاہ حق
شیخ نے مجھ کو دکھائی راہ حق

راہ سے بے راہ تھا میں اے عزیز
شیخ نے مجھ کو کیا صاحب تمیز

قدسیوں کی بزم میں پہنچا دیا
علم اُنکا یک بیک سمجھا دیا

علم بخشا عالم اسرار کا
فقر بخشا سید مختار کا

جذبۂ یا ہو دیا مجھ کو تمام
طالبوں کا کر دیا مجھ کو امام

رازِ حق مجھ پہ ہویدا کر دیا
آن میں بندہ سے مولیٰ کر دیا

شکر اس سلطان دیں کی داد کا
شکر اس کے دولتِ ارشاد کا

کب بھلا میری لسان سے ہو بیان
خامہ کج مج زبان سے ہو بیان

کنت کنزاً مخفیاً

سن لے اے طالب خدا کی اس سلطان غیب نے کہ جس کا قول ہے جب چاہا کہ اپنے نور کو دیکھوں اور اپنے آپ کو اپنے نور پر والا و شیدا کروں اوّل منزل تجمع الانوار میں آکر تمام اس نور کا حضرت وحدت رکھا اور تماشا اپنے نور پر ظہور ہویت کا کیا اور اس تجلی اقدس نام حقیقت محمدی قرار دیا رفتہ رفتہ منزل تقدیس اس منزل اخیر میں کہ تجلی جامع ہے حسن و عشق کو کہ دونوں اس کی صفات اضافیہ اور ثبوتیہ کی شان ہے ناز گوناگوں اور نیاز بے پایاں کی تعلیم سے حسن کو کرشمہ و عشوہ و ناز سکھایا عشق کو آہ و نالہ سوز و نیاز کی باتیں بتلائیں اب کوئی فرد افراد امکانی سے ایسی نہیں ہے کہ حسن اور عشق سے وہ خالی ہے اور حسن کے انوار اور عشق کے اطوار اس سے نمایاں نہیں ہیں۔ ہر مظہر آئینہ دار حسن ہے اور ہر صورت جلوہ بخش عشق ہے۔ یہ جلوۂ شہود تمام تر عالم حسن اور عشق کا مظہر ہے حسن مشتبہ صورت دارد بمنزلہ لفظ ہے اور عشق منزہ بمنزل معنی جہاں حسن ہے وہاں عشق ہے اور جہاں عشق ہے وہاں حسن ہے یہ دونوں آپس میں حکم لازم اور ملزوم کا رکھتے ہیں۔

ابیات

حسن کا جلوہ تجلی زاد ہے
عشق کا شعلہ نیاز آباد ہے

حسن کا ہم بزم ہمدم ناز ہے
آہ و نالہ عشق کا دم ساز ہے

عشق بلبل کو ملا میثاق سے
حسن گل کو عالم اطلاق سے

حسن ہے شان جمال ایزدی
عشق ہے شان جلال سرمدی

حسن و عشق آپس میں دونوں یار ہیں
معنی و صورت کے دو سردار ہیں

حسن کیا ہے جلوۂ تشبیہ ہے
عشق کیا ہے شعلۂ تنزیہ ہے

عشق و ڈھونڈھو حسن کی سرکار میں
حسن دیکھو عشق کے انبار میں

عشق کی ہر بات ہے سوز و گداز
حسن کی ہر گھات ہے انداز و ناز

عشق وہ ہے عاشقوں کو صبح و شام
حسن کے جلوے دکھاتا ہے تمام

عشق سے آدم مقام خاک سے
اڑھ گیا بالا کیے افلاک سے

عشق سے منصور پہنے سوئے دار
عشق سے منصور پہنے سوئے دار

عشق سے حضرت جنید باخدا
صاف بولے لیس فی الدلقی سوا

عشق سے حضرت زبان پاک سے
لی مع اللہ وقت فرمانے لگے

عشق سے حضرت تعالے پاکذات
غیب سے آئی بدار شمس جہات

حسن سے اے طالب خدا کے اللہ پاک بیچون و بیگون کو جب عشق محمدی صلوٰۃ اللہ علیہ و آلہ پیدا ہوا اپنے نور سے احمد کو رحمت ہو اللہ کی ان پر اور آل پاک ان کی پر ظہور میں لایا نام اس ظہور کا حضرت و حدت رکھا اور حضرت و حدت کے نور سے حضرت واحدیت کو نور بخشا اور نام حضرت واحدیت کا حضرت مرشد قرار دیا اور ملائکہ کو فرمایا کہ اس نور کو سجدہ کرو جس نے سجدہ کیا وہ مقبول حق تعالیٰ ہوا اور جس نے نکیا وہ مردود ابدی ٹھہرا اب اس

دارِ دنیا میں اُس نورِ الٰہی کا ظہور حضرت مرشد محمدی مشرب کی صورت ہے اور یہ لطیفہ راز دراز ہے۔ شغل برزخ کی ورزش سے مدت بسیار میں معلوم ہوتا ہے اور بعض بعض کو جلد یہ شاذ ہے۔

ابیات

شغل برزخ خوب تر ہے العزیز
اس لیے محبوب تر ہے العزیز

شغل برزخ کو نہ چھوڑو رات دن
اس طرف سے منہ نہ موڑو رات دن

کوئی دن میں باخدا ہو جاؤ گے
پیرو مرشد خلق کے کہلاؤ گے

پاؤ گے تم بھی امامت کا مقام
دیکھ لو گے تم قدامت کا مقام

زندگی جاگیر اپنی پاؤ گے
خلد کو تعمیر اپنی پاؤ گے

سید ابرار کے دربار سے
احمد مختار کی سرکار سے

رتبۂ غوثی و قطبی پاؤ گے
بادشاہِ دو جہاں ہو جاؤ گے

بس حسن بس اب قلم کو تھام لو
خامۂ معنی رقم کو تھام لو

چپ رہو اس قصۂ بسیار سے
باز آؤ اس بڑی گفتار سے

یہ بیان ہے مرشدِ آگاہ کا
یہ بیان ہے حضرتِ اللہ کا

یہ بیان ہے سید ابرار کا
یہ بیاں ہے احمد مختار کا

پیشوائے اولیائے انبیاء
مقتدا کے انبیاؤ اولیاء

اہلِ ظاہر رو بقال خویش شاد
اہلِ باطن رو بحال خویش شاد

رحمتِ حق باد دائم اے حسن
بر روئے و بر آل آن شاہِ زمن

این رسالہ برزخیہ شد تمام
از طفیل آن شفیع خاص و عام

تمام شد رسالہ برزخیہ

حق حق حق

رسالۂ تعلیماتِ نکاتِ حسنیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا وَّظَاهِرًا اَسْرَارٌ خَفِیٌّ جَلِیٌّ اُنْظُرُوْا۔

از حکم جناب امیر علیہ السلام دریں وقت بر قلب القاء باشد از حضرتِ قطبِ ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوبِ سبحانی رحمۃ اللہ علیہ و دریں وقت فنائے محبوب کلی از برزخِ کبریٰ بصورت محمد حسن چشتی صابری قدوسی نیست صورت با معانی و برزخین سلطانی با نفس و نیست نبودِ نفسانی و نیست حرص با رحمانی بہ این والکیف وجدانی و آید بصورتِ جسمانی فقیر سراپا تقصیر محمد حسن صابری غلام جناب امیر علیہ السلام برائے برخوردار محمد فاروق حسن صاحب اجازت اکبری صاحب مجاز تحریر میکنم و بعون اوشان دیگراں صاحبِ سلسلہ فہامی باشند تعلیمات و نکات ہدایتِ باطنی و ظاہری و نصائح اول و آخری برائے برخورداران باطن و ظاہر تحریر شدہ است این است۔

نکاتِ تعلیم ہدایت باطنی حصہ اول

اے برخوردارِ من چوں بروق شہود از حدقِ غمام فیض
برق گوشۂ ابر
یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ درخشیدن گیرد و در
راہ نماید خدا نور خود را بر کسے کہ میخواہد
ہیچ اصول از مہیب عنایت یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ در دوزیدن آید و ریاحین و
خاص کردہ است برحمت خویش ہر کسے را کہ میخواہد جمع روح فرحت
ریاض قلوب بشگفد و بلابلِ شوق در بساتین ارواح بنغماتِ یَا اَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ چوں ہزار داستان
جمع بلبل جمع بوستان اے اندوہ من بر یوسف
در ترنم آید و نیرانِ اشتیاق در کونین سرائر شعلہ بر زند و اطیار افکار در فضائے عظمت از غایت
طیور

طیران بے پر شوند و فحول عقول در وادیٔ معرفت لنگ گردند و قواعد ارکان افہام از خدمت ہیبت در

تزلزل آیند و سُفُنِ عزائم در بحار وما قدروا اللہ حق قدرہٖ بلج وہی تجری بہم فی موج

کشتی می برد ایشاں در موج دریا

کالجبال در حجیج حیرت فرو ماند امواج دریائے عشق یغشاہ و یحتبو نہ لا یجدون ملاطما یدہ

مانند کوہا دست میدارد مانند او دست میدارند ایشاں را امواج

ہر یکے بزبانِ حال ندا کند ربِّ انزلنی منزلا مبارکا وانت خیر المنزلین

اے رب فرود کشتی فرود آوری بابرکت و تو بہترین فرود گانی

وسابقہ عنایت ان الذین سبقت لہم منا الحسنی در رسد و ایشاں را ساحل جودی مستوی

بدرستی تا آنکہ پیش گرفتہ است برائے ایشاں نکوئی

صدیق فرود آرد در مجلس مستان بادۂ الست رساند مائدۃ تعم الذین احسنوا الحسنی

آنہا کہ نیکی کردہ اند نکوئی است

نفس را تصحیح و نیاز دہ در پیش کشد و کؤس بادہ وصول از جام قرب باید سے سقاہم ربہم

پروردگار آنہا ساقیان جمع کاس

شرابا طہورا گردان شود و ملک ابدی و دولت سرمدی و اذا رایت ثم رایت نعیما

آب پاک چونکہ بینی تو در آنجا بینی نعمت

و ملکا کبیرا مشاہدہ گردد موجود حق قدیم است

گوناگوں و ملک

نکاتِ تعلیم و ہدایت باطنی حصہ دوم

اے برخوردار من سبیکہ طلب خود یکے در لوتہ والذین آنہا کہ

جاہدوا فینا بہ و باش و یحذرکم اللہ نفسہ

کوشش کردند در راہما بترساند خدا شما را از ذات خود

بگذارد و خالص کن تا شایانِ مر تہدینہم سبلنا گردد و در بازار ان اللہ اشتری من

تحقیق خدا بقیمت قدر خرید کردہ است

المؤمنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ او را از مشتی باشد و بداں سرمایہ

از مومنان نفسہائے ایشانرا و اموال ایشانرا باآنکہ ایشاں راست بہشت

توانی کہ بضاعت دین خالص الا للہ الدین الخالص حاصل کنی و شاید رمزے و

بداند مرغدار است دین خالص از شرک

المخلصون علی خطر العظیم بگشاید و از لوازم انوار افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام

اے کسانیکہ گشادہ خدا سینہ او را برائے اسلام

فہو علی نور من ربہ بر تو بتابد و از ندائے داعی ادعونی استجب لکم بخواند مرا اجابت کنم دعا شما را

پس او بر نور است از رب خود

تو پیدا آید و از حضیض قل متاع الدنیا قلیل پائے ہمت بیرون نہی و از روح و الاخرۃ

آں جہاں بگو اسباب خود را کہ متاع دنیا قلیل است

خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى هِيَ لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنَّ الْبَعِيْدَ مَنْ لَيْسَ بِقَرِيْبٍ وَّ اِنَّ الْقَرِيْبَ مَنْ لَيْسَ بِبَعِيْدٍ وَ شَامِ جَانِ
و باقی تر

تو رسد و شجرهٔ طیبهٔ ازاں در اہتزاز آید و از بادِ خزاں قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ در بوستانِ تجرید فَلَا تَدْعُ
بگو اللہ پس بگذار ایشاں در بت پرستاں را پس مخواں

مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ بے برگ شود و ریاح فصل بہار اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى
ہمدم سوئے دیگرے را بدستی آنانکہ پیش گرفتہ است برائے ایشاں نیکوئی

در روز زیدان آید و سحاب اللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ کراوتِ فیض از ابر فضل بارید گیرد
وارهی ریاضِ قلب از نباتات وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ہمہ سرسبز شود و اشجارِ یقین ارواح

از اثمار اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ جملہ بار در گیرد و عیونِ وصول از سرچشمہ
تحقیق رحمت خدا نزدیک است از نیکوکاراں

عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ الْمُقَرَّبُوْنَ دراوند یہ سرور و ریاند و بشر اقبال خَالِصَةً فَضْلًا
چشمہ کہ بنوشند ازاں بندگانِ خدا المقربوں نزدیکاں را از کرمِ خدا

اللّٰهُ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ بشارت حسنیٰ در اسفار اَنْ لَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ
میدہد آں کرا خواہد ای ترسیدہ اندوہ نکنید و شوید مژدہ گیرید بہشت آنکہ استِ

الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ و رضوان بہ ثمرات نعیم رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا
وعدہ دادہ شدہ بودید بخورید و بیاشامید

هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ وَالسَّلَامُ وَ وجود حق قدیم است۔
گوارا بسبب آنچہ بودید شما عمل شایستہ میدہید

نکاتِ تعلیم و ہدایت حصہ سوم

اے برخوردارِ من بترس آں روز کہ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ
روزیکہ بگریزد آدمی از برادر

اَخِيْهِ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ وار خواجہ
خود و از مادرِ خود و از پدرِ خود و از زن خود و از پسرِ خود

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اندیشہ کن چوں او تعالیٰ
و اگر اظہار کنید آں را آنچہ در نفسہائے شماست یا مخفی سازید از حساب گیرد از شما خدا

كَالَا نَعْلَمُ بخود و نفسانی مشغول مباش و ہمہ در مراقبہ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ فرو بودہ و دیدہ در مشاہدہ
وَجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ بکشا و نظارہ کن و از نعمت وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ
تا بروز قیامت بتازگی و خنداں سوئے رب خود بینندگاں و ہر شما است چیزے در بہشت

اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ یاد آور شاید کہ داعی وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ و گوش
از دو تر نفسہا در بر است دراں چیزی و خدا می خواہد مومناں را سوئے خانہ سلامتی

ہوش افتد و از خوابِ غفلت اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ بیدار گردی و در طلب نجات
نیست زندگانی دنیا مگر بازی و تماشا

وَالشَّيْطُوْنَ الشَّيْطُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ از سر قدم سازی و مرکب

همت را از جان و دل در تازی تا مبشر الطاف اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ باہزاران الطاف و ہدایا
خدائے تعالیٰ مہربان است بہ بندگان خود

لَهُمُ الْبُشْرٰى ترا در پیش آید و عساکر امداد وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہمراہ تو شود و
مژدہ اش راست فرشتہ ہا از لشکر آسمان و زمین

بر لشکر اعدا یران الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ فیروزی و از دام ہوائے نفس کرایت
تحقیق

النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ خلاص یابی و روح دل را بالطاف و اسرار وَاتَّقُوا اللّٰهَ يُعَلِّمُكُمُ و
نفس انسانی ہمارہ حکم کنندہ بہ بدی بترسید از خدا می آموزاند

اللّٰهُ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا بجاح شوق در پرواز آید و از ثمار انس در بساتین
خدا

كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ محظوظ گردد و ہر آئنہ سر انوار از لوامع انوار تجلیات ہر صفت نور گردد و ستر

تُوْلِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ مکشوف شود و روضہ ضمیر تو از امطار مراحم وَمَنْ لَّنَا مِنَ السَّمَآءِ
تو در می آری شب را در روز او فرود نخستین از آسمان آب

مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ سر بسر باغ ہا گردد و در روضہ زلفتینا
با برکت را پس بروئانیدیم بآں آب باران باغات و حاذ زراعت را پس بروئانیدیم

بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا مر ترا فہم شود و استعارہ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ
آب باران زمین مردہ را

حَدِيْدٌ از پیش تو بردارند و تو در مشاہدہ کمال او فرمائی گاہے بہ دریائے بے نیازی

اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ فروشوی و از سموم ہیبت لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ و گاہے باب
تحقیق خدا بر آئنہ بے نیاز است کہ ایں واقعہ از گرفتن خدا

سرگردانی و فرمانی و گاہے از نسیم لطف وَلَا تَيْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ در گلشن بعید جمیل عجائب
و از بہ دام و نا امید نباشید از رحمت خدا

از شوق در ترنم آئی و از غلبات وجد لَعَلِّيْٓ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى یوسف بر کشی و عتاب بر بارگاہ عزت
بدستی من شاید کہ بیابم بر آتش یوسف

پیش آیند و گویند تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ و چوں تاثیر وَاَلْقِهُ عَلٰى
خدائیکہ بدستی ہر آئنہ در گمراہی خود ہستی و بیفگن پیراہن بر

وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ظاہر گردد و بر ہمہ اخوان باہزاران نیاز عجز درخواست کنند اِسْتَغْفِرْ
بر روئے یعقوب پس باز گشت بینائی طلب آمرزش

لَنَا ذُنُوْبَنَا اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ مر و از سر صدق خود خوانند کہ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا
بر ما گناہان ما را بدستی کہ ہستیم خطا کنندگان

دور مقام مناجات ندائی و بزبان حال گوئی ربّ قد اتیتنی من الملک و علمتنی من
اے رب تحقیق دادۂ از ملک و تعلیم کردۂ مارا از
تاویل الاحادیث فاطر السموات والارض انت ولیی فی الدنیا والاخرة
بیان جمع سخن اے آفرینندۂ آسمان و زمین تو دوست مائی در دارین
توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین والسلام موجود حق قدیم است۔
بیاں مرا با ایمان وملاحق کن مرا بصالحان

نکات تعلیم وہدایت باطنی حصہ چہارم

اے برخوردار من پیش ازیں تغافل کردن و بحیات مغرور شدن
بدلیل سعادت است مگر خطاب ارضیتم بالحیوة
آیا خوشنود شدید در زندگانی
الدنیا من الاخرة بگوش جان تو نرسیدہ است واز وعید من کان فی هذه اعمی فهو
دنیا از آں جہاں کسے کہ ہست دریں جہاں کیا پس است
فی الاخرة اعمی واضل سبیلاً بیم خوف نداری واز تہدید من کان یرید حرث
در آں جہاں نابینا وگم شدہ از راست راہ کسے کہ خواہد کشت دراحت دنیا خواہیم
الدنیا نؤته منها وما له فی الاخرة من نصیب بیم یاد نمی آری واز مکتبہ فلما من
داد او را از دنیا نیست او را بہرہ در آخرت پس ہر چہ کہ
طغی وآثر الحیوة الدنیا فان الجحیم هی المأوی بیم انتباہ نمی گیری تا چند در تیہ
گمراہی نمودہ واند گذشت پس جحیم کہ جہنم است رسیدہ است بر کسانے کہ خیرۂ ہدایت
غفلت سرگردان و در پیدا شہوت بے سامانی یکے در صومعۂ تؤبوا الی الله در شوید و در محراب
شاید کہ آرید سوئے رب
وانیبوا الی ربکم تا بہ بداں حضرت کن و بسان صدق واخلاص بگواں ابی وجهت
وجهی للذی فطر السموات والارض حنیفاً وما انا من المشرکین تا نماز بس
اسلام وهو الذی یقبل التوبة عن عباده ویعفو عن کثیر از خزائن الطاف ایں
است ہر قبول میکند توبہ از آفریدگان خود می بخشید بدی ہائے ایشاں
الله غفور رحیم بر تو مکشوف شود و بیک عنایت بشارت چنیں دہد رساند کہ ان الله یحب
خدا آمرزگار گناہ و مہربان است تحقیق خدا دوست میدارد
التوابین ویحب المتطهرین ومدارج معارج و تعز من تشاء عزیز میکند و بخشد و مساوی
توبہ کنندگان را و دوست می دارد پاکاں را عزت می دہی کسے را کہ میخواہی
اقبال بزبان حال ندا کنید ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا فلا خوف علیهم
تحقیق آنکہ گفتند ربّ ما خدا است پس استقامت ورزیدند پس نیست خوف بر ایشاں
ولا هم یحزنون والسلام والموجود حق قدیم۔
و نہ حزن

نکاتِ تعلیم و ہدایتِ باطنی حصہ پنجم

برخوردارِ من! قلبے سلیم باید تا بر موز فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ اطلاع یابد و عقلے کامل تا بر دقائقِ اسرار
پس عبرت بگیرید اے خداوندانِ بینائی

سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ گاہے ایشاں را ادراک کند و یقینے صادق تا شواہدِ معرفت وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ را بعینِ قلب مشاہدہ کند و داعی وصول را وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ بجان شود و از زواجر تنبیہ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ آگاہ باشد از خوابِ غفلت وَیُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ بیدار گردی و بعروۃ الوثقیٰ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ چنگ در زند و بر سفینہ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ شود و دریائے معرفت وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ مردانہ وار بغواصی فرود آید اگر گوہرِ مطلوب بچنگ افتد فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا و اگر جان در طلب برآید فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ
پس تحقیق رستگار شد برستگاری بزرگ

والسلام والموجود حق قدیم۔

نکاتِ تعلیم و ہدایتِ باطنی حصہ ششم

اے برخوردارِ من! شموسِ معارف از مطلعِ سماوات سرائر طلوع کند و اراضی قلوب بنورِ استعداد منور گردد وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا و اغطیۂ ظلام جہالت از پیشِ بصائرِ عقول مرتفع شود و پوشیدگی استار فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ مکشوف گردد و نواظرِ افہام از مشاہدہ لوامعِ انوارِ
پس وا کردیم ما از تو پردۂ چشمِ تو
عالمِ قدس از حیرتِ چشم باز ماندہ و خواطرِ افکار را از مکاشفۂ عجائبِ اسرارِ عالمِ ملکوت در تعجب شود

ہیجان عشق او را از ادراک معرفت سرگرداں کند و غلبات شوق در مواطن قرب انس بخشد و منادی ان
تحقیق
اللہ لذو فضل علی الناس ندا کند و ھو معکم اینما کنتم چوں بر نکتہ معتقد
خداوند افزونی است بر آدمیاں خدا با شماست ہر جا کہ باشید شما
مطلع گردد و ہستی خود را گم کند ولا تجعلوا مع اللہ الھا اخر و در دریائے غیبی لیس
مگوئید شایاں با خدا ہیچے دیگر
لک من الامر شیء فرد شود تا گوئے توحید را بچنگ آرد امواج حیرت او را در بحر محیط عظمت

در اندازد و از ہیبت خواہد کہ بر کنار رہا آید در گرداب حیرت افتد بگوید رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی
اے پروردگار من ستم کردم بر نفس خود پس بیامرز
مراکب الطاف فحملتھم فی الیم و البحر ذی استعداد و اہل لطف نصیب بہرہ
برداشتیم ایشاں را در خشکی و تری بسلامتی بر حمت خود
من نشاۃ قرود آرد و مفاتیح خزائن اسرار و اللہ بکل شیء محیط بداند و بر نور
کلید گنجہا ی خزائن
اشارات و ان الی ربک المنتھی اطلاع بخشد پس بداند فاوحی الی عبدہ ما اوحی
تحقیق بسوئے پروردگار تو بازگشت است پس وحی کرد خدا بسوئے بندہ او ہر چہ وحی کرد
چہ باشد و لقد رای من ایات ربہ الکبری چہ معنی دارد، والسلام والموجود حق قدیم۔
تحقیق دید محمد از نشانہائے پروردگار خود از نشانہائے بزرگ

نکات تعلیم و ہدایت باطنی حضرت مفتم

اے برخوردار من! چوں عساکر عنایات
اللہ یجتبی الیہ من یشاء بولایت
خدا برگزیند کسے را کہ خواہد
قرب خود تا در طواسین تحریص تامہ بر مجاہدت و جاہدوا فی سبیل اللہ حق جہادہ
کوشش کنید در راہ خدا حق کوشش او
مرتاض در کرانہ دجار لما ہو یدا در مجلس تحوی بسلاسل مجاہدہ بکشد و خواص نفیسہ با خلال
اخلاق
اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول متعبد گردانند و اعمال ارادت و اختیارات را بآداب و من
فرمانبرداری کنید خدا و فرمانبرداری کنید فرستادہ او را
یعمل سوءا یجز بہ مزاد دہد و ابنیہ سوم و عادات و قواعد ارکان بتیس ظلمات را بکلی از

میان بردارد و منادی حال بزبان صدق مقال ندا کند ان الملوک اذا دخلوا قریۃ
تحقیق پادشاہان چوں در آیند در دیہی
افسدوھا و جعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ چوں عرصہ صفحہ قلوب از لوث شوائب اکدار
و گردانند عالمیاں را و عالمیاں آں دیہ را خوار و مفلس

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ مصفا گردد و حدائق ارواح از نسائم
کسے کہ طلب کند سوائے دین اسلام دینے را پس قبول کردہ نمی شود دین از و

الطاف وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ سر بسر معطر و مروح شود و صفحات اوراق سرائر از
ہر کسے را کہ راہ راست نماید خدا پس اوست راہ یابندہ

نفائس کہ قوم لطائف اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ مرقوم گردد و مشکلات ضمائر
آں گروہ نوشتہ شدہ است در دلہائے ایشاں ایمان

انوار وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ مرآت بوارق شہود يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ صفت حال
خدائے تمام کنندہ است نور خود را روزیکہ بدل کردہ شود زمین غیر زمین

او گردد و رواسی اثواق چوں هَبَاءً مَّنْثُوْرًا در ہوا شود و بزبان صدا گوید وَتَرَى الْجِبَالَ
ذرہ ہائے پرندہ بینی کوہ ہا را

تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ اسرافیل عشق صور در دمد وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ
گمان کنی آنہا را جامدہ در آنحالیکہ بگزرند گزشت ابر و دمیدہ شود در صور

تاثیر صاعقہ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ بظہور انجامد و مبشر اقبال لَا يَحْزُنُهُمُ
پس خوف زدہ شود آنانکہ در آسمانہا اند و آنانکہ در زمین اندوہگین نکند

الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ در رسد و ایشاں را تمکین دہد و بعلیین فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ
ایشاں را اندوہ بزرگ تر در جائے قرار است نزدیک بادشاہ

مُّقْتَدِرٍ داعی شود و رضوان بہ بشارت بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ بہ پیش آید و ابواب جنات نعیم بکشاید و
صاحب اقتدار مژدہ باد مر شما را امروز

بگوید سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ
سلام باد بر شما را خوش آمدید پس در آیند جاوداں ماندگان بہشت و بگویند شما مر خدائے را آنکہ راست کرد

صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ
وعدہ خود را بہ مایاں و میراث داد ما را زمینے جائے یافتیم ما از بہشت ہر جا کہ خواستیم پس نیک است

اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ
مژدہ عمل کنندگان و تو بینی فرشتگان را احاطہ کنندگان از گرد اگرد تخت عرش خدا تسبیح کنندگان

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
بہ ثنائے خدائے خود و حکم کردہ شود میان ایشاں بحق و گفتہ شود جمیع ثنا و صفت ثابت است مر خدائے عالمیاں را

والسلام والموجود قدیم۔

نکات تعلیم و ہدایت باطنی حصہ ہشتم

اے برخوردار من! از عالم غرور فَلَا يَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ

عبور کن و از منازل اہل حضور یاد آور کہ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ تا مگر بوئے نفحات
تو بشناسی در روہائے ایشاں تازگی نعمتہائے بہشت

بوستان فردوس و قدحخان و جنة نعیم بشام جان آورد و چو سازد بام جان نسائی
پس راحت است و گل و ریحان و بوستان راحت

ویسقون من رحیق مختوم ختامه مسک و در کام تو ریزد و قائل اسرار حقائق
و آشامیده شوند بهشتیان از خمرهٔ مهر کرده شده که مهرو مشک است

وجاء الحق من ربك بر تو مکشوف شود و تو بر بساط تفرید ولا تدع من دون الله
آمد سخن راست از خدائے تو طلاق بجز خدا

مالا ینفعك ولا یضرك از شام انس نحن نقص علیك بالحق نشنید شاید و
چیزے کہ نفع نہ رساند و ضرر نہ رساند ترا بخورم بر تو درستی و راستی

مشهود استماع کنی بلذات خطاب فبشر عبادی الذین یستمعون القول
پس مژدہ بدہ بندگان را کہ بشنوند قول من

فیتبعون احسنه از غایت شوق در طرب آئی و گاہے از صدمات سطوات ہیبت لا یستقیم
پس پیروی کنند نیک تر آں را پس نتواند ایستاد

کما امرت و من تاب معك سر در مرقبه حزن در کشی گاہے بحبل الله و اعتصموا
چنانکہ امر شدہ و کسے کہ با تو توبہ کردہ است چنگ بزنید

بحبل الله جمیعا چنگ در زنی و گاہے در فراق و ما النصر الا من عند الله
نیست یاری مگر از نزد خدا

در آویزی و در دریائے ستنتدن جهنم من حیث لا یعلمون فروشوی و گاہے
از جائے کہ ندانند

برگاہے بر ساحل لطف ان الله یکلؤکم و گاہے در چشمہ گذر کنی و از صدائے فمن کان
ہر آئنہ خدا بشما نہایت مہربان و رحم کنندہ است پس کسیکہ ہست امیدوار

یرجو لقاء ربه فلیعمل عملا صالحا انہار بچینی و از انہار و لکل درجات
دیدار خدائے خود پس باید کہ عمل کند شائستہ

مما عملوا بہ ایادی اخلاص اعتراف نمائی و در ظل سدرة ان صلوتی و نسکی
از آنچہ عمل کردند تحقیق نماز من و قربانی من

ومحیای و مماتی لله رب العلمین لا شریك له قرار گیری تا از فائدهٔ نعیم
و زندگی من و مردگی من مر خدائے عالمیان آفریدہ راست نیست شریک او را

ومن اوفی بعهده من الله فاستبشروا برخورداری و از منادی فضل ندا شنوی
کسیکہ وفا کرد عہد از خدا پس مژدہ بدہید او را

یعبادی لا خوف علیکم الیوم و لا انتم تحزنون و السلام وجود حق قدیم
اے بندگان من نیست ہیچ دہشت بر شما امروز و نیست شما اندوہ

نکات تعلیم و ہدایت حصہ نہم

اے برخوردار من! آہنگ مزامیر انس بسامع قلوب در رسد
بہ استماع نغمات خطاب الست بربکم شما را یاد آرد
آیا نیستم من خدائے شما را

سکرات حالات قالوا بلی تر نازل گیرد و عند لیبان احزان و یاد او تمر حیرت لعمرک یاسقی علی
گذشتی ہستی لعاب دہن ما بر
یوسف برکشند و بر لبط کروب ترانہ وابیضت عینہ من الحزن فھو کظیم
یعقوب سپید گشت دو چشم یعقوب از اندوہ پس او فرو خوردہ خشم
فصبر جمیل فرو داشت کند و بارقات جذبات شوق در فضائے سموات سرائر چناں
بانگہ بس میر نیکوست روشنی
و لمعات آید کہ انوار عیون ابصار عقول را منطبس گرداند کہ یکاد سنا برقہ یذھب
نزدیک است کہ روشنی برق ربایدِ دیدہ ہا را
بالابصار و قطرات عبرات اسف سحاب مین ارواح چنداں متقاطر گردد کہ اراضی مزروعہ

من کان یرید حرث الاخرۃ نزد لہ فی حرثہ از نباتات وعد کم اللہ
کسیکہ ہست بخواہد زراعت آں چناں را زیادہ کنیم بر کھیتِ او در زراعت بشارت دہد شما را خدا
مغانم کثیرۃ عمل محتقر شود و حدائق آمال و من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ
تعالیٰ غنیمت ہائے بسیار کسیکہ توکل کند بر خدا پس است خدا او را
بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شیء قدرا
تحقیق خدا رسندہ است کار او را پس تحقیق گردانیدہ است خدا برائے ہر چیز قدر
سرسبز و مروج گردد و احسان منال بر شمار انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب
جزا نیست صبر کنندگان را مژدہ ایشاں را بے شمار
بکمالیت در رسد و بریاح عنایت ھذا عطاؤنا فامنن او امسک بغیر حساب
ایں بخشش ماست پس تحقیق منون شو یا امساک کن بے گمان
و راہتزاز آید و ربک الغفور ذو الرحمۃ ان ھذا لرزقنا ما لہ
خدا تو آمرزندہ خداوند رحمت است تحقیق ایں البتہ از ارزانی است کہ
من نفاد و السلام، و الوجود حق قدیم۔
او را نیست خم شدن

کتاب تعلیم و ہدایت باطنی حصہ دہم

اے برخوردار من! داعی شہوات لا تتبع الھوی
پیروی مکن آرزوئے نفس را
فیضلک عن سبیل اللہ و لا تطع
پس گمراہ سازد ترا از راہ خدا و فرمانبرداری مکن
من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا بیرون آئی دار صحبت اہل قسوہ کفویل للقاسیۃ
کسیکہ غافل ساختیم دل او را از یاد خود پس عذاب است کہ سخت شود
قلوبھم من ذکر اللہ پرہیزی دار منادی استجیبوا لربکم من قبل ان یاتی
دلہائے ایشاں از یاد خدا اجابت کنید فرمان خدا را پیش از انکہ آید روزیکہ نیست باز گردانیدہ
یوم لا مرد لہ من اللہ و نداء الرحمان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم
از خدا او را آیا وقت نیامدہ است مر آنرا کہ ایمان آوردہ اند آنکہ بترسند

لِذِكْرِ اللّٰهِ بگوش هوش استماع کن و تنبیه أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى
برای یاد خدا — آیا می پندارد آدمی آنکه — گذاشته شود — معطل

و از خواب غرور لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُورُ بیدار شو و از مقامات اهل حضور
باید که نه فریبد شما را بخدا شیطان فریب دهنده

که رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ خبر باز پرس و برائی کعبه
مردان اند که باز نمی دارد ایشان را سوداگری و نه خرید و فروخت — از یاد خدا

مقصودش از ساز و در بادیهٔ انقطاع وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا باز آری و بجرد قُلِ اللّٰهُ
بگو ای محمد که خدا

ثُمَّ ذَرْهُمْ راحلهٔ تفویض که أُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللّٰهِ با قافلهٔ اهل صدق وَكُونُوا مَعَ
معبود پس بگذار ایشان را — می سپارم کار خود را سوی خدا

الصَّادِقِينَ مسافر شو و از مساکن زخارف دنیا که إِنَّا جَعَلْنَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً
تحقیق بگردانید چیزی را بر زمین برای ایشان آرایش

لَهَا عبور کن و از سبیل مهالک فتن که إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ به پرهیز و
آن زمین — جز این نیست که مالهای شما و فرزندان شما فتنه است

بسلامت بگذار و از مناهج مسالک هذا إِنَّ هٰذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ
تحقیق این نصیحت است — پس هر که خواهد سوی پروردگار خود

إِلَى رَبِّهِ سَبِيلًا راهی پیش گیر و بلسان اضطرار که أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا
راه گیرد — آیا کیست اجابت کننده بیچاره را چون بخواهد

دَعَاهُ با تضرع و زاری برخوان که اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ تا مبشر عنایت قدیم گردی
او را — بنمائی ما را — راه راست

إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ با بشارت تحیت سَلَامٌ قَوْلًا
تحقیق دوستان خدا هیچ دهشت نیست بر ایشان و نه ایشان اندوهناک شوند — قول سلامتی باشد

مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ پیش آید و بر خبیث نَصْرٌ مِنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ وَبَشِّرِ
از پروردگار مهربان — نصرت از خدا — و فتح نزدیک — و مژده بده

الْمُؤْمِنِينَ سوار کند بجنات نعیم و خلد فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ داعی شود
مر اهل ایمان را — پس باز گردند ایشان با نعمتی از خدا و با فزونی از جانب او

و نسیم عنبر شمیم وصال از هر طرف در وزیدن آید و قدح شراب محبت به ایدی سقات غیب گردان شود

و شاهد شهود آهنگ إِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُورًا بر کشد

و منادی انس فسانه وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسَى تَكْلِيمًا آغاز کند و دیباچه فَلَمَّا تَجَلَّى
سخن گفت خدا موسی را سخن — پس هرگاه که تجلی کرد

رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا را اطناب دهد نواظر عیون بصائر سکرات حالات وَخَرَّ مُوسَى
خدا او بر کوه طور ریزه بگردانید تجلی او کوه را — افتاده موسی

صَعقًا نمی یابد و آثارِ مشاہدات و وجوہِ یومئذٍ ناضرۃٌ إلیٰ ربہا ناظرۃٌ
بیکس روہائے پیکر کاراں در روز قیامت تازہ بسوئے رب خود نظر کنندگان
مانعہ سازد و لہٰذا معترف آید بزبان گوید لَا تُدْرِکُہُ الْأَبْصَارُ وَہُوَ یُدْرِکُ الْأَبْصَارَ
وَہُوَ اللَّطِیفُ الْخَبِیرُ والسلام والموجود حق قدیم۔

نکاتِ تعلیم و ہدایت حصہ یازدہم

اے برخوردار! تا جبہہ سر را بر خاک نہی از سحاب
عیون بارانِ حسرت نہ باری بوستانِ عیش تو ہرگز
از نباتات طرب سرسبز نشود و نخلستانِ امید لبعرا جنیٔ مراد بار و رنگ نگردد و اغصانِ صبر با دراقِ رضا
و ریاحین انس ثمراتِ قرب اِنَّ لَہٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحُسْنَ مَآبٍ سرسبز نشود و بکمالیت
نرسد و عندلیب قلب بنغمہ شوق در ترنم نیاید و ہمائے فواد با بشیر اِنِّیْ ذَاہِبٌ اِلٰی رَبِّیْ
سَیَہْدِیْنِ از قصص و امثلِ انسان ما نعنق در پرواز شود و از فضائے لَا تَعْدُ عَیْنٰکَ
بباغہائے کوی چیرگیست کہ آرزو بود دیدہ مکن
عَنْہُمْ إلیٰ مَا مَتَّعْنَا بِہٖ أَزْوَاجًا مِّنْہُمْ زَہْرَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا لِنَفْتِنَہُمْ
ہرد و چشم خود را بسوئے چیزیکہ برخورداری باں چیز جنت ہا را از ایشاں بہائے زینت زندگانی دنیا تا آنکہ چیزیست بآزمایش
جولانہ کند ہرگز در سدرہ مقعد صدق عند ملیک مقتدر نرسد و از اثمارِ اشجار
جائے نشین صدق نزدیک بادشاہ صاحب اقتدار
لَہُمْ مَا یَشَاءُوْنَ عِنْدَ رَبِّہِمْ ہیچ برخوردار از بوستان و اللہ عِنْدَہٗ حُسْنُ
مرایشاں را چیزے کہ بخواہند نزدیک رب ہاں
مَآبٍ بسے بشام جان دے نرسد و از گلزارِ نعیم لَہُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّہِمْ وَہُوَ
مرایشاں را خانۂ سلامتی نزدیک رب ایشاں او
وَلِیُّہُمْ وَبِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ برخورداری نیابد والسلام الموجود حق قدیم۔
دوست دار ایشان است بسبب آنکہ عمل ہائے نیکو

نکاتِ تعلیم و ہدایت حصہ دوازدہم

اے برخوردارِ من! فروغ توصیح نورِ توحید از افق مشارق
قلوب ظہور یابد کہ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ دشموس
سوگند بہ صبح چوں دم زند
عین الیقین بر افلاک سرائر بہ برجِ اسد برسد وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّہَا
آفتاب بود بجائے قرار کہ مرا برادست

ظلماتِ وجودِ بشریت و ظہورِ لمعانِ نورِ ہُدیٰ مبین آید بہ ہمہ متواری شود و سر
نورِ ایشاں می تابد پیش ایشاں
تُولِجُ اللَّیلَ فِی النَّہَارِ ظاہر گردد و بسابقہ عنایت اللہُ وَلِیُّ الَّذِینَ اٰمَنُوا
تو در آری شب را در روز خدا دوست آں شان است کہ ایمان آوردہ اند
یُخرِجُہُم مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّورِ نقاب از پیش بردارد و بر لشکرِ اِنَّ الشَّیطٰنَ
بیروں کشد ایشاں را از تاریکی ہا بسوئے روشنی تحقیق شیطان
لَکُم عَدُوٌّ مُّبِینٌ فیروز آئی و در معرکہ فَاتَّخِذُوہُ عَدُوًّا سپاہ خویش کہ زینِ
برائے شما دشمن عیاں است پس بگیرید شما شیطان را دشمن آراستہ شدہ
لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّہَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَ الْبَنِینَ بالشکرِ قلب معارض شود و ایشاں را
باسخا و میاں دوستی آرزوہائے نفس از زناں و فرزنداں
از صدقِ حال بہ لسانِ اضطراری برخوانند وَ یَضِیقُ صَدرِی وَ لَا یَنطَلِقُ لِسَانِی

باہزاراں عجز درخواست کند وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا
بیامرز ما را و ببخش ما را و رحم کن برما تو خداوند مائی پس یاری بدہ ما را
عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِینَ و پائے عند ہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ہو
بر گروہ کافراں نزد کلید ہائے غیب است کہ نداند آں کلید ہا مگر او
نداکند وَلَا تَہِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ و امداد عساکر وَاِنَّ جُندَنَا

لَہُمُ الْغٰلِبُونَ بہ اعلام اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ در رسد و طبل انا فتحنا بہ سمع
تحقیق فتح دادیم
اِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِینَ اٰمَنُوا از نیام سر قہر درجت مَن نَّشَاءُ
ہر آئینہ یاری دہیم فرستادگان خود و آناں را کہ ایمان آوردہ اند مدارج مرتبہ ہائے کسے را کہ می خواہیم
بر کشد و بر لشکرِ اعدائے آرد آثار قہر فَہَزَمُوہُم بِاِذْنِ اللّٰہِ بظہور انجامد و اظہار نَصْرٌ مِّنَ
یاری از
اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیبٌ متواتر گردد و منادی حال ندا در دہد کہ قُلِ اللّٰہُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ
خدا است و کشاینده کار ہائے نزدیک
تا قدیر والسلام الموجود حق قدیم۔

نکاتِ تعلیم و ہدایتِ باطنی حصہ سیزدہم

اے برخوردارِ من! بازار کارخانہ اَلْمَالُ وَالْبَنُونَ
مال دنیا و فرزندان را
زِینَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا بروں آر و
آراستگی زندگانی دنیا است
کارگاہ شَغَلَتْنَا اَمْوَالُنَا وَاَہْلُونَا گزار و از مضمونِ صحبت واماندگان تنبیہ غفلت کہ

نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ماہی ہمت بردن بر و رستم وار رخش طلب را در میدان عشق تاز
فراموش کردند ایشان خدا را پس خدا گذاشت نفسہائے ایشان را
و گوئے سبقت را کہ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ بچوگان استعانت
پیش گیرندگان من پیش اندازان گروہ نزدیک گروہ شوندگان از رحمت حق
کہ وَاسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ بسوئے خدا صراط یافتہ اند اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ
طلب یاری کنید بخدا آں گروہ نیکوکاران بر راہ راست از رب خود
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ در شان آید کہ پیک دولت وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ
و آں گروہ ایشان رستگارانند
لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ و بشارت رساند کہ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ
تحقیق کہ خدا با آدمیان ہر آئنہ رأفت کنندہ
رَّحِيْمٌ و اسرار نامہ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ بدست دہد کہ چوں بر موز و اشارات
مہربان است
آں اطلاع یابی در حال از سر شوق سر را قدم سازی و سبل السلام وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ
و ایں راہ رب تو راست و
مُسْتَقِيْمًا پیش گیری و قصد نزہت گاہ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
درست است
کنی و از جنات نعیم خلد لَهُمْ دَرَجٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ باز برسی
مر ایشان راست مرتبہ از رب خود و بخشش و روزی نیکو
و مبشر عنایت اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى در رسد از ممالک لَهُمْ
تحقیق آنانکہ پیشی گرفتہ است برائے ایشان است از ما نکوئی
دَارُ السَّلَامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ خبرہا یک بیک باز گوید بہ تختگاہ وَمَنْ
کسیکہ
اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا داعی شود گوید لَنْ تَنَالُوا
ایفاء کردہ بچیزیکہ عہد است آں از خدا پس زود بدہد او را اجر بزرگ
الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ والسلام الموجود حق قدیم۔

نکات تعلیم و ہدایت باطنی حصہ چہاردہم

اے برخوردار من! چوں لوامع انوار اَللّٰهُ
خدا
نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بر مشکلات
روشن کنندہ آسمانہا و زمین ہا است
ضمائر لائح شود زجاج قلب از تاثیر آں جملہ نورانی گردد اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ
كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ بوارق کشوف يُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ از سرادقات

غمام لَا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ در لمعان آید قنادیل فکرت را يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْءُ

وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ فروزاں گرداند آسمان سرائر نجوم حکمت وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ

سر بسر مزین شود اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ واقرار حضور

تحقیق که زینت دادیم آسمانها را بزینت ستارگان

از افق نور علی النور سر بسر کند و به بروج استعلاء عروج نماید وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ

ماه را اندازه ساختیم منزلها

حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ واز حساد لیالی غفلت که وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى

تا وقتیکه گردد او چون شاخ خرما کهنه

وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى نجات بخشد و ریاحین گلزار نعیم وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ

طلب کنندگان آمرزش بوقت سحر

نافه بکشاید و بلابل اشجار كَانُوْا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ به نفحات احزان يٰاَسَفٰى

هستند ایشان از شب می‌چینند اے اندوه من

عَلٰى يُوْسُفَ برکشد و صبح دولت يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ در دمد و شموس

بر یوسف

معارف از مطالع مَنْ يَّهْدِي اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ طلوع کند و اسرار لَا الشَّمْسُ

نیست لائق آنکه آفتاب

يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ

دریابد ماهتاب را و نه شب سبقتے گیرنده است بروز و هر یک ستاره در آسمان

يَّسْبَحُوْنَ به ظهور انجامد و لطائف غوامض اسرار وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ

کشاده می‌رود

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ از اخفائے اشکل مکشوف و مبین گردد والسلام الموجود حق قدیم۔

نکات تعلیم و هدایت باطنی حصه پانزدهم

اے برخوردار من! چوں مهر سپهر معرفت

بر اوج کمال اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ

امروز تمام کردم برائے شما

دِيْنَكُمْ در رسد خورشید نیم روز محبت در مدارج وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ

دین شما که اسلام است و تمام کردم بر شما نعمت خود را

عروج کند و بوارق انوار وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا در لمعان آید و شواهد آثار

و خوشنود شدیم از شما از دین اسلام

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ و مشتاق را

آیا کسیکه وا کرده است خدا سینه او را برائے دین اسلام پس او بر نور است از رب خود

لَقَدْ جَآءَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ بعین الیقین مشاهده شود و بر دقائق اسرار وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ
تحقیق آمده است ترا سخن راست از رب خود — مر خدای راست خزانهای
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اطلاع دهد و بر حقائق وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ
آسمانها و زمین — و در زمین نشانها و در نفس شما است
اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ مطلع گرداند بر رموزات و اشارات فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ
آیا پس نمی بینید شما آن — پس هر جا که بگردید شما پس آنجا ذات خدا است
محرمیت بخشد و ریاح فیض وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ و ارواح فضل نُصِيْبُ
بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ از مهیب عنایت اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ در بساتین اِنَّا
لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا در وزیدن آید و اشجار ریاحین اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا
وَالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ باوراق شهود و ثمار تجلی همه سرسبز و بارور گردد و ینابیع وصول
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ از شوامخ جبال وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ
این فضل خدا است بدهد کسی را که می خواهد — خدا صاحب افزونی است و بزرگ
او در سیل اودیه قلوب جاری گردد و مخبر احوال زمان خبر چنین دهد که اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
تحقیق آنانکه ایمان آورده اند و
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا مبشر اقبال بشارت
عملهای شایسته — پس زود سازد خدای شان دوستی دلها خلق
چنین رساند که يٰعِبَادِيْ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ
ای بندگان خدا نیست خوف بر شما در این روز و نه شما اندوهگین باشید
رضوان آن دیار بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ با تحف تحیات سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ
شهریست پاکیزه و آفریدگار بسیار بخشنده
رَّبٍّ رَّحِيْمٍ در رسد ابواب جناب وصول مفره باز کند و مائده نعیم را در پیش کشد وَلَكُمْ
فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ
رَّحِيْمٍ. والسلام الموجود حق قدیم.

نکات تعلیم و هدایت باطنی حصه شانزدهم

اے برخوردار من! قلبے پاکیزه باید تا بر خواص
اسرار قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ

خَابَ مَنْ دَسّٰهَا اطلاع یابد و از لوامع انوار قلب سلیم یوم لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ
اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ اقتباس نور کند و از روائح نفحات وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ
بوئے در مشام او رسد و روی دقائق ملکوت سر و یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفَی اخبر یابد و در مکتب
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰهُ عشق تلق قلبش کند شاید کہ رموز و اشارات قُلْ اِنْ کُنْتُمْ
تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ بشنود یابد و جرعہ از جام یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ
در کام او ریزند و در بزم گاہ مستان بادہ وَیُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ خِتَامُهٗ مِسْکٌ
پیش دہند و در آئینہ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ جمال حال مشاہدہ کند و گوید
هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ و از حسرت برخواند وَمَا لَنَا اَنْ لَّا نَتَوَکَّلَ
عَلَی اللّٰهِ وَعَلَی اللّٰهِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُتَوَکِّلُوْنَ و با ہزاراں نیاز و آرزو و مناجات شود و بگوید رَبَّنَا
ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ
پس نسیم جانفزائے فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ در وزیدن آید و برق عنایت کَتَبَ رَبُّکُمْ
عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ در خشیدن گیرد و مسیح رعد بزبان حال ندا کند وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِیْمِ والسلام الموجود حق قدیم۔

نکات تعلیم و ہدایت باطنی حصہ ہفدہم

اے برخوردار من! چوں ریاح فضل و کرم از مہب
عنایت در وزیدن در اشجار لباتین قلب از

عنایت طرب باہتزاز شوند و اوراق اغصان ہموم جملہ یک بار فرو ریزند و قمری شوق نغمات یَاسَفٰی
در ترنم آید و بصوت حزیں بخواند اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ

لِذِكْرِ اللّٰهِ وعندلیب انس بزبانِ قبول نغمہ برکشد کہ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وآمِنُوْا بِهٖ ومَنْ اَحْسَنُ
قَوْلًا مِّمَّنْ دَعٰۤى اِلَى اللّٰهِ وعَمِلَ صَالِحًا اسرار پردہ بیروں نہند و بیحجبونہ نوا فتن گیرد
وچوں ترانہ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ سامع قلوب شیفتگان ومحبان کہ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ دررسد
دلہائے ایشاں از لذت وبجبت پارہ پارہ گردد وگویند سَابِقُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ
وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ جاذب شود وخواندہ وَاللّٰهُ يَدْعُوْۤا اِلٰى
دَارِ السَّلٰمِ ہمراہ ایشاں گردد تراز خود کشش بربایدہ بر صراط مستقیم اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ
داعی شود بمنازل هٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا در رسند واشجار بارض اِنَّاۤ اِلٰى
رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ نمایدہ سوی اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ برچسپند واز جمال لایزال
اسرار اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى كَلَّا جام محبت ابدی مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ
لِنَفْسِهٖ بنوشند ونسیم الطاف غیبیہ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ وَبِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ
بمشام جان ایشاں رسد وبوارق شہود وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ درامکان
آیدو اطیار ارواح از قفس اشباح در فضائے عالم قدس در پرواز آیدو آشیان قدیم را یاد آرند و
واطوار اطباق مسافات خواستگار پروردگار اند فرمودہ بگویند اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ومرکب طلب را از سر صدق کہ يَوْمَ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ درمیدان
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ برتازند چوں اسرار
حدیقہ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ درکشند واز دار السلام فی مقعد صدق

عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ خیر باز برسند و در دریائے محیط وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ
قَدْرِهٖ پیش آید از تلاطم امواج فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ
در بحر حیرت فرو مانند و بلسان زمان اضطرار ندا کنند لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ
اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ و منادی وَرَبُّنَا الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ندا کند وَاعْتَصِمُوْا
بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰىكُمْ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ امداد الطاف هُوَ الَّذِيْ
يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ در رسد بساحل لطف اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى
النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ برسانند و رضوان سابقه عنایت ازلی
دار السلام عِنْدَهٗ حُسْنُ مَاٰبٍ با بشارت سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ
در پیش آید يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ
والسلام الموجود حق قدیم۔

نکات تعلیم و ہدایت باطنی حصہ ہژدہم

اے برخوردار من! در کارخانہ عجائب قدرت
اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ
كَيْفَ بَنَيْنٰهَا در شود وائع غیر را کہ لوائح لطائف وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ
فُرُوْجٍ مندرج است بعین بصیرت معائنہ کن و از حدائق عرائیل و حمائل سوامع وَالْاَرْضَ
مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ نظارہ کن و از اغصان اشجار ریاض وَاَنْۢبَتْنَا
فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ و از ظلمات وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ
مَآءً مُّبٰرَكًا سرچشمہ آب حیات طلب کن تا از مزرع امل تو در اودیہ قلوب

نباتات فَاَنْبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ہمہ سرسبز شود تجلیات لعرجین والنخل باسقات لَهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ رزقاً للعباد جملہ سرسبز و بار آور گردد و غوامض اسرار واحیینا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا از کتمان بظہور انجامد۔ والسلام الموجود حق قدیم۔

تمام شد نکات و تعلیمات و ہدایات باطنی و نیز باید دانست کہ ایں رسالہ عجیب و پُر مذاق سر در سر رمز در رمز رمزیست کہ ہر آیۂ مقدسہ نکتۂ تعلیم و ہدایت باطنی است و رسالہ ہذا بر ہیژدہ حصص تقسیم شدہ است تمامی آیہ کہ ہمگی ۳۰۷ آیات در شمار می آیند و ہر آیہ نکتہ و رمز باطنی است مسطور ہستند۔ مثنوی تصنیف فقیر شاہ محمد حسن صابری چشتی مؤلف کتاب ہذا بنا بر طالبان حق بپاس خاطر برخوردار محمد فاروق حسن صاحب ارشاد نگارش یافت ؎

ایں رسالہ چوں بلفظ آمد تمام — از زبانم مرشد بہ یافت نام
کیست مرشد تو چہ دانی اے فتیٰ — ہست مرشد نورِ پاکِ مصطفےٰ
چوں احد در منزلِ وحدت رسید — واحدیت پردہ از رُخ برکشید
نورِ وحدت چوں در آمد در مزید — واحدیت آمد از وحدت پدید
ہر یک از بہرِ دگر آئینہ ایست — نور ہر یک بہرِ دیگر زینہ ایست
میم مرشد مظہرِ احمد شناس — رای آنرا از ربوبیت قیاس
شین گشتہ آئنہ دارِ شہود — دال بخشد فکر را راہِ وجود
ایں معما کے رسد در فکرِ کس — ایں معما عارفاں دانند و بس
من کہ نام از دو حرف ترتیب یافت — ہر یکے زانہا چو بر کہ مہ نیافت
از محمد نورِ وحدت جلوہ داد — وز حسن ہم واحدیت در کشاد
رازِ مخفی بود آمد بر زبان — بہرِ فہمیدِ کسانِ راز دان

تمام شد



MADAARI MEDIA

The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح
سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں
سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات
سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جایئے

www.MadaariMedia.com

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari